1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(94)/2017/1606. Dated: 31st May, 2017. The following Orders, made by the Governor of the Punjab, are hereby published for general information:

In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Malik Muhammad Rafique Rajwana,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on **Friday, 2nd June 2017 at 02:30 pm**, in the Provincial Assembly Chambers, Lahore.

سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ

In exercise of the powers conferred under rule 134 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, **I, Malik Muhammad Rafique Rajwana,** Governor of the Punjab, hereby appoint **Friday, 2nd June 2017** for the presentation of the Annual Budget Statement for the financial year 2017-2018 to Provincial Assembly of the Punjab at 02.30 pm.

ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ

In exercise of the powers conferred under rule 147 read with rule 134 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, **I, Malik Muhammad Rafique Rajwana,** Governor of the Punjab, hereby appoint **Friday, 2nd June 2017** for the presentation of Supplementary Budget Statement for the financial year 2016-2017 to Provincial Assembly of the Punjab at 02.30 pm.

Dated Lahore, the 30th May, 2017

MALIK MUHAMMAD RAFIQUE RAJWANA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ2۔جون2017

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

(اے) بجٹ کا پیش کیا جانا

1۔ سالانہ بجٹ گوشوارہ برائے سال18-2017

وزیر خزانہ سالانہ بجٹ گوشوارہ برائے سال18-2017ایوان میں پیش کریں گی۔

2۔ ضمنی بجٹ گوشوارہ برائے سال17-2016

وزیر خزانہ ضمنی بجٹ گوشوارہ برائے سال17-2016ایوان میں پیش کریں گی۔

(بی) مسودہ قانون کا پیش کیا جانا

3۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب2017

وزیر خزانہ مسودہ قانون مالیات پنجاب2017ایوان میں پیش کریں گی۔

(سی) ترامیم اور قواعد کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

4۔ قانون خدمات پر سیلز ٹیکس پنجاب2012کی دفعہ(3)5کے تحت گوشوارہ دوئم میں ترامیم اور متذکرہ قانون کی دفعہ(2)76کے تحت وضع کردہ قواعد

وزیر خزانہ قانون خدمات پر سیلز ٹیکس پنجاب2012کے گوشوارہ دوئم میں ترامیم سے متعلق اعلامیہ جات اور متذکرہ قانون کے تحت وضع کردہ قواعد ایوان کی میز پر رکھیں گی۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	سردار شیر علی گورچانی
وزیر اعلیٰ	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	میاں محمود الرشید

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	میاں مرغوب احمد، ایم پی اے	پی پی۔150
2۔	رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان، ایم پی اے	پی پی۔36
3۔	جناب اعجاز حسین بخاری، ایم پی اے	پی پی۔15
4۔	محترمہ عائشہ جاوید، ایم پی اے	ڈبلیو۔317

3۔ کابینہ

1۔	راجہ اشفاق سرور	:	وزیر محنت وانسانی وسائل
2۔	جناب جہانگیر خانزداہ	:	امور نوجواناں، کھیلیں *
3۔	جناب شیر علی خان	:	وزیر کانکنی ومعدنیات، ٹرانسپورٹ *
4۔	جناب تنویر اسلم ملک	:	وزیر مواصلات وتعمیرات
5۔	جناب محمد آصف ملک	:	وزیر آثار قدیمہ
6۔	جناب امانت اللہ خان شادی خیل	:	وزیر آبپاشی

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-10/2013 مورخہ 11۔جون 2013، 29۔مئی 2015 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (2تا۔15۔جون 2017) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-10/2013 مورخہ 28۔نومبر 2016 کو نئے وزراء کو محکموں کا چارج دیا گیا اور کچھ وزراء کے محکمے تبدیل کئے گئے۔

6

7۔ رانا ثناءاللہ خان : وزیر قانون و پارلیمانی امور

8۔ لیفٹیننٹ کرنل (ر) سردار محمد ایوب خان : وزیر انسداد دہشت گردی

9۔ محترمہ حمیدہ وحید الدین : وزیر ترقی خواتین

10۔ خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ : وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ

11۔ خواجہ عمران نذیر : وزیر پرائمری و سیکنڈری ہیلتھ کیئر

12۔ جناب بلال یٰسین : وزیر خوراک

13۔ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن : وزیر آبکاری و محصولات،
اطلاعات و ثقافت *

14۔ خواجہ سلمان رفیق : وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن

15۔ رانا مشہود احمد خان : وزیر سکولز ایجوکیشن

16۔ سید زعیم حسین قادری : وزیر اوقاف و مذہبی امور

17۔ شیخ علاؤالدین : وزیر صنعت، تجارت اور سرمایہ کاری

18۔ سید رضا علی گیلانی : وزیر ہائر ایجوکیشن

19۔ میاں یاور زمان : وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری

20۔ محترمہ نغمہ مشتاق : وزیر زکوٰۃ و عشر

21۔ ملک ندیم کامران : وزیر منصوبہ بندی و ترقیات

22۔ میاں عطاء محمد خان مانیکا : وزیر مال

23۔ ڈاکٹر فرخ جاوید : وزیر خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم

24۔ جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا : وزیر زراعت

25۔ جناب آصف سعید منیس : وزیر لائیوسٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ

26۔ ملک احمد یار ہنجرا : وزیر جیل خانہ جات

27۔ سید ہارون احمد سلطان بخاری : وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور
پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

7

28- مہر اعجاز احمد اچلانہ	:	وزیر ڈیزاسٹر مینجمنٹ
29- ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر امداد باہمی
30- چودھری محمد شفیق	:	وزیر خصوصی تعلیم
31- محترمہ ذکیہ شاہنواز خان	:	وزیر بہبود آبادی، تحفظ ماحول*
32- ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا	:	وزیر خزانہ
33- جناب خلیل طاہر سندھو	:	وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور

9

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔	چودھری سرفراز افضل	:	امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ
2۔	راجہ محمد اویس خان	:	زکوٰۃ و عشر
3۔	جناب نذر حسین	:	قانون و پارلیمانی امور
4۔	صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی	:	لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ
5۔	جناب کرم الٰہی بندیال	:	توانائی
6۔	حاجی محمد الیاس انصاری	:	سماجی بہبود و بیت المال
7۔	چودھری فقیر حسین ڈوگر	:	جیل خانہ جات
8۔	میاں طاہر	:	سیاحت
9۔	جناب محمد ثقلین انور سپرا	:	اوقاف و مذہبی امور
10۔	جناب امجد علی جاوید	:	بہبود آبادی
11۔	محترمہ نازیہ راحیل	:	ریونیو
12۔	جناب عمران خالد بٹ	:	صنعت، کامرس و سرمایہ کاری
13۔	جناب محمد نواز چوہان	:	ٹرانسپورٹ
14۔	جناب اکمل سیف چٹھہ	:	تحفظ ماحول
15۔	چودھری محمد اسد اللہ	:	خوراک
16۔	نوابزادہ حیدر رمدی	:	مینجمنٹ اور پروفیشنل ڈویلپمنٹ
17۔	رانا محمد افضل	:	داخلہ
18۔	خواجہ محمد وسیم	:	امداد باہمی

- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر PA:4-18/2013 مورخہ 12۔دسمبر 2013 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کیے گئے۔
- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر PA:4-18/1157 مورخہ 23,17۔فروری 2017 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کیے گئے۔

10

19۔	لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت احمد خان	: اشتمال املاک، پی ڈی ایم اے
20۔	جناب رمضان صدیق بھٹی	: لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ
21۔	جناب محمد حسان ریاض	: سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن
22۔	چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)	: ایس اینڈ جی اے ڈی
23۔	جناب سجاد حیدر گجر	: ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
24۔	جناب محمد نعیم صفدر انصاری	: مواصلات و تعمیرات
25۔	میاں محمد منیر	: آبکاری و محصولات
26۔	ملک محمد علی کھوکھر	: پرائمری و سیکنڈری ہیلتھ کیئر
27۔	رانا اعجاز احمد نون	: زراعت
28۔	جناب احمد خان بلوچ	: پبلک پراسیکیوشن
29۔	جناب عامر حیات ہراج	: کانکنی و معدنیات
30۔	رانا بابر حسین	: خزانہ
31۔	میاں نوید علی	: محنت و انسانی وسائل
32۔	جناب محمود قادر خان	: چیف منسٹرا نسپکشن ٹیم
33۔	سردار عاطف حسین خان مزاری	: خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم
34۔	ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	: منصوبہ بندی و ترقیات
35۔	سردار عامر طلال گوپانگ	: سپیشل ایجوکیشن
36۔	چودھری خالد محمود ججہ	: آبپاشی
37۔	میاں فدا حسین	: جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری
38۔	چودھری زاہد اکرم	: کالونیز
39۔	محترمہ شاہین اشفاق	: ترقی خواتین

11

40۔ محترمہ مہوش سلطانہ : ہائرایجوکیشن

41۔ محترمہ جوئس رُوفن جُولیس : سکولزایجوکیشن

42۔ محترمہ عظمٰی زاہد بخاری : اطلاعات وثقافت

43۔ جناب طارق مسیح گل : انسانی حقوق واقلیتی امور

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

جناب شکیل الرحمان خان

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی : رائے ممتاز حسین بابر

ڈائریکٹر جنرل(پارلیمانی اموراینڈریسرچ) : جناب عنایت اللہ لک

13

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،2۔جون2017

(یوم الجمع،6۔رمضان المبارک1438ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں شام4بج کر12منٹ پرزیرصدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿٢﴾ خَافِضَةٌ
رَّافِعَةٌ ﴿٣﴾ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ﴿٤﴾ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ
بَسًّا ﴿٥﴾ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنبَثًّا ﴿٦﴾ وَكُنتُمْ أَزْوَاجًا
ثَلَاثَةً ﴿٧﴾ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ﴿٨﴾
وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ﴿٩﴾ وَالسَّابِقُونَ
السَّابِقُونَ ﴿١٠﴾ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ﴿١١﴾ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿١٢﴾

سورۃ الواقِعَۃ1 تا12

جب واقع ہونے والی واقع ہو جائے(1)اس کے واقع ہونے میں کچھ جھوٹ نہیں (2)کسی کو پست کرے کسی کو بلند(3)جب زمین بھونچال سے لرزنے لگے (4)اور پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں (5)پھر غبار ہو کر اُڑنے لگیں (6)اور تم لوگ تین قسم ہو جاؤ (7)تو داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ)داہنے ہاتھ والے کیا(ہی چین میں)ہیں (8)اور بائیں ہاتھ والے (افسوس)بائیں ہاتھ والے کیا(گرفتار عذاب)ہیں(9)اور جو آگے بڑھنے والے ہیں(ان کا کیا کہنا)وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں(10)وہی(اللہ کے)مقرب ہیں(11)نعمت کی بہشتوں میں(12)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

الھم صلے علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہ واصحابہ و بارک وسلم
جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا
الھم صلے علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہ واصحابہ و بارک وسلم
جا زندگی مدینے سے جھونکے ہوا کے لا
شاید حضور ہم سے خفاء ہیں منا کے لا
دنیا بہت ہی تنگ مسلماں پہ ہوگئی
فاروقؓ کے زمانے کے نقشے اٹھا کے لا
باطل سے دب رہی ہے پھر امت رسول کی
منظر ذرا حسینؓ سے پھر کربلا کے لا
مغرب میں مارا مارا نہ پھر اے گدائے علم
دروازہ علیؓ سے یہ خیرات جا کے لا
جا زندگی مدینے سے جھونکے ہوا کے لا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔ جی، سیکرٹری صاحب!

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1. میاں مرغوب احمد، ایم پی اے — پی پی۔150
2. رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان، ایم پی اے — پی پی۔36
3. جناب اعجاز حسین بخاری، ایم پی اے — پی پی۔15
4. محترمہ عائشہ جاوید، ایم پی اے — ڈبلیو۔317

شکریہ

(اس مرحلہ پر وزیراعلیٰ ایوان میں تشریف لائے تو معزز ممبران حزب اقتدار نے اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو کر شیر آیا شیر آیا دیکھو کون آیا شیر آیا کے نعرے لگائے)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف نے گو نواز گو، مک گیا تیرا شو نواز کی نعرے بازی کی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار نے رو عمران رو کی نعرے بازی کی)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، مجھے بات کرنے دیں۔ آرڈر پلیز۔ معزز ممبران! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آج کا دن گورنر پنجاب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 134 کے تحت بجٹ پیش کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بجٹ کی تقریر پیش کریں۔

سالانہ بجٹ برائے سال18-2017پر وزیر خزانہ کی تقریر

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میرے لئے یہ امر باعث افتخار ہے کہ میں اس معزز ایوان کے سامنے موجودہ صوبائی حکومت کا پانچواں بجٹ برائے مالی سال18-2017پیش کر رہی ہوں۔ یہ ایوان گواہ ہے کہ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہبا شریف کی قیادت میں ہماری حکومت کی بھرپور کوشش رہی ہے کہ صوبے میں عوامی فلاح و بہبود، خوشحالی، یکساں معاشی ترقی، معاشرتی انصاف اور قانون کی بالادستی کو یقینی بنایا جائے۔ مجھے قوی امید ہے کہ وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں حکومت کے عزم اور جذبہ خدمت کو دیکھتے ہوئے عوام آئندہ بھی مسلم لیگ (ن) کی قیادت پر اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کریں گے۔ تعمیر و ترقی کے جس تاریخ ساز عہد کا آغاز خادم پنجاب کی قیادت میں2008 میں صوبہ پنجاب سے شروع ہوا وہ انشاء اللہ ہمارے اگلے دور حکومت میں بھی جاری رہے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

2. کون نہیں جانتا کہ وطن عزیز کو گزشتہ تقریباً دو دہائیوں سے اپنی تاریخ کے بدترین اندرونی اور بیرونی مسائل اور گھمبیر چیلنجز کا سامنا تھا۔ ان میں دہشت گردی کے عفریت، توانائی کے بحران اور اقتصادی جمود جیسے مسائل سر فہرست تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سطح پر ملک کی گرتی ہوئی ساکھ بھی ہم سب کے لئے پریشان کن تھی۔ یہ وہ حالات تھے جن میں وزیراعظم پاکستان نے اپنے عہدے کا حلف لیا۔ 2013 کے پاکستان اور آج کے پاکستان میں جو واضح فرق نظر آتا ہے اس کا credit بلاشبہ وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی مدبرانہ قیادت کو جاتا ہے۔ آج پاکستانی معیشت کا حجم300۔ارب ڈالر سے بڑھ چکا ہے، رواں مالی سال میں پاکستان کی معیشت کی شرح نمو5.28 فیصد رہی۔ اسی طرح ہماری فی کس آمدن 1531ڈالر سے بڑھ کر1629 ڈالر ہو چکی ہے۔ اس وقت پاکستان کی سٹاک مارکیٹ ایشیا کی دوسری اور دنیا کی پانچ بہترین سٹاک مارکیٹس میں شمار کی جاتی ہے۔ ہمارے لئے یہ امر اعزاز کا باعث ہے کہ عالمی طور پر تسلیم شدہ Morgan Stanley Composite Index نے پاکستان کا شمار دنیا کی Emerging Markets میں کیا ہے۔

جناب سپیکر!

3. CPEC کا پروگرام وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں پاک چین دوستی کی سب سے بڑی زندہ علامت بن کر سامنے آیا ہے۔ یہ پروگرام پاکستان کی معاشی ترقی کے لئے گیم چینجر کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ CPEC کا ذکر کرتے ہوئے اس معاہدے کی صورت گری اور تکمیل میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی مؤثر، متواتر اور نتیجہ خیز مساعی کا ذکر نہ کرنا ناانصافی ہوگا۔ CPEC کے تحت اس وقت پنجاب میں مختلف نوعیت کے متعدد منصوبوں اور پراجیکٹس پر عملدرآمد جاری ہے۔ حکومت پنجاب کی کاوشوں کے نتیجے میں CPEC کے تحت بجلی کے کئی منصوبے اپنی پیداوار کا آغاز کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر!

4. ہم سب نے وزیراعلیٰ پنجاب کی زبان سے یہ اشعار اکثر سنے ہیں کہ:

جب اپنا قافلہ عزم و یقیں سے نکلے گا
جہاں سے چاہیں گے رستہ وہیں سے نکلے گا
وطن کی مٹی مجھے ایڑیاں رگڑنے دے
مجھے یقیں ہے کہ چشمہ یہیں سے نکلے گا

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے اس پیارے صوبے میں ان اشعار کی عملی تفسیر کے سفر کا آغاز ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر!

5. CPEC سمیت پنجاب حکومت کے تمام منصوبے اس مثالی شفافیت، میرٹ اور گڈ گورننس کے زندہ مظہر ہیں جو کسی بھی حکومت کے لئے باعث اعزاز ہو سکتے ہیں۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں میگا پراجیکٹس میں سالہا سال کا التواء، ان کی تکمیل میں کرپشن اور kickbacks کی وصولیوں اور اس کے نتیجے میں لاگت میں کئی گنا اضافہ معمول کی بات سمجھی جاتی رہی ہے، وہاں منصوبوں کی بروقت بلکہ قبل از وقت تکمیل اور طے شدہ اخراجات میں بچت یقیناً ایک حیرت انگیز کارنامے سے کم نہیں۔ میں یہاں واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ یہ بچت تخمینوں اور لاگت میں تفاوت کا نتیجہ نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب کے

جذبہ خدمت اور صوبائی امور میں شفافیت ، میرٹ اور قانون کی بالادستی کو دیکھتے ہوئے مختلف منصوبوں کے لئے سب سے کم بولی دینے والے یعنی Lowest Bidders نے اپنی پیشکش کو از خود کم کر دیا۔ میں نہایت فخر کے ساتھ یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اس ضمن میں رواں برس کے دوران مختلف پراجیکٹس میں حکومت پنجاب نے 220۔ارب روپے کی ناقابل یقین بچت کی۔

جناب سپیکر!

6. حکومت پنجاب ایک جامع Economic Growth Strategy کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے۔اس جامع حکمت عملی کے ثمرات معاشی ترقی، صحت و تعلیم کی بنیادی سہولیات کی فراہمی، توانائی بحران کا خاتمہ اور دہشت گردی سے نجات کی صورت میں پنجاب کے عوام تک پہنچ رہے ہیں۔آئندہ مالی سال 18-2017 کا بجٹ بھی ہماری انہی ترجیحات کا عکاس ہے۔ میں مسرت کے ساتھ یہ اعلان کرتی ہوں کہ مالی سال 18-2017 کے بجٹ میں صحت عامہ، تعلیم، زراعت، امن عامہ و انصاف اور مقامی حکومتوں کے لئے مجموعی طور پر 1017۔ارب روپے مختص کئے جا رہے ہیں جو کہ کل بجٹ کا تقریباً 59 فیصد ہے۔ان حکومتی ترجیحات کا مقصد پنجاب کے عوام کو ایسی sustainable development کا حصہ بنانا ہے جس کے ثمرات سے آنے والی نسلیں بھی بہرہ مند ہوں اور ہم ترقی یافتہ دنیا میں اپنا جائز مقام حاصل کر سکیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف "گو نواز گو، گو شہباز گو"
کی نعرے بازی کرتے رہے اور سیٹیاں بجاتے رہے)

جناب سپیکر!

7. سرمایہ کاری کے لئے ایک جامع انفراسٹرکچر، گڈ گورننس، شفافیت، میرٹ اور قانون کی بالادستی بنیادی ضروریات ہیں۔الحمدللہ پنجاب آج یہ تمام شرائط پوری کر رہا ہے۔چنانچہ ایک طرف CPEC کے ذریعے چینی سرمایہ کار پنجاب میں صنعت، توانائی اور انفراسٹرکچر کے شعبوں میں سرگرم ہو چکے ہیں تو دوسری طرف برادر ملک ترکی سمیت دیگر ممالک سے تعلق رکھنے والے کاروباری حضرات اور سرمایہ کار بھی پنجاب میں پہلے سے بڑھ کر سرمایہ کاری میں دلچسپی لے رہے ہیں۔یہ امر نہایت خوش آئند ہے کہ گزشتہ دنوں لاہور میں

منعقدہ دوسرے انٹرنیشنل بزنس سیمینار میں شامل 20 ملکوں کے سرمایہ کاروں نے پنجاب میں سرمایہ کاری کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا اور ان کے ساتھ مجموعی طور پر 57 کے قریب معاہدے اور MOUs کئے گئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

8. یہ معزز ایوان آگاہ ہے کہ رواں مالی سال میں پنجاب میں بلدیاتی حکومتوں کا ایک جامع نظام رائج کر دیا گیا ہے۔ مقامی قیادتیں اب مقامی سطح پر ہی عوامی مسائل حل کر رہی ہیں اور اس مقصد کے لئے وسائل کی فراہمی میں کوئی کمی نہیں آنے دی جا رہی۔ اس کے ساتھ ساتھ ضلعی ایجوکیشن اتھارٹی اور ضلعی ہیلتھ اتھارٹی کے قیام سے ان دو شعبہ جات میں بھی مقامی قیادت کے ذریعے عوام کو فیصلہ سازی میں شامل کیا گیا ہے۔ میں انتہائی فخر سے اس معزز ایوان کو بتانا چاہتی ہوں کہ PFC ایوارڈ کے ذریعے جو ایک فارمولا بیسڈ، شفاف اور متوازن وسائل کی تقسیم کا فارمولا ہے صوبے کے قابل تقسیم محاصل کا 44 فیصد حصہ ان مقامی حکومتوں کے لئے مختص کر دیا گیا ہے۔ میں اس معزز ایوان کو آگاہ کرنا چاہوں گی کہ پنجاب کے علاوہ پاکستان کی کسی اور صوبائی حکومت کو مقامی حکومتوں کے لئے فارمولا بیسڈ فنڈز اور وسائل مختص کرنے کا اعزاز حاصل نہیں ہوا۔

جناب سپیکر!

9. پاکستان کے عوام ہی پاکستان کا اصل سرمایہ ہیں ہماری تمام رونقیں اور زندگی کے تمام رنگ ہمارے عوام ہی کے دم سے ہیں۔ خادم پنجاب کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ صوبے کے ہر ممکن وسائل کا رُخ عام آدمی کی طرف موڑ کر اس کی زندگی میں زیادہ سے زیادہ آسانیاں پیدا کی جا سکیں۔ شہروں میں عام آدمی کے لئے رواں دواں ائر کنڈیشنڈ میٹرو اور سپیڈو بسیں ہوں یا دیہات میں عالمی معیار کی سڑکوں کی تعمیر، ہونہار طالب علموں کے لئے لیپ ٹاپ کی فراہمی ہو یا کم وسیلہ خاندانوں کے ہونہار بچوں کے لئے بہترین تعلیمی اداروں میں داخلے کے مواقع، صوبے کے دُور افتادہ علاقوں میں موبائل ہیلتھ یونٹس کا اجراء ہو یا کسان package کے ذریعے پنجاب کے لاکھوں کاشتکاروں کے لئے ریلیف، یہ سب اقدامات اس سوچ کی عکاسی کرتے ہیں جو ہماری قیادت کے دل میں ایک عام آدمی کا درد بن کر دھڑکتی ہے۔

جناب سپیکر!

10. اب میں اس معزز ایوان کے سامنے آئندہ مالی سال 2017-18 کے میزانیہ کے اہم خدوخال پیش کرنے کی اجازت چاہوں گی۔ 2017-18 کے صوبائی بجٹ کا کل حجم 1970۔ارب اور 70 کروڑ روپے ہے جو کہ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے۔ اسی طرح آئندہ مالی سال 2017-18 کا 635۔ارب روپے حجم کا ترقیاتی پروگرام بھی پاکستان میں کسی بھی صوبے کی تاریخ کا سب سے بڑا ترقیاتی پروگرام ہے۔ یہ رواں مالیاتی سال کی نسبت 15 فیصد زیادہ ہے۔

جناب سپیکر!

11. مالی سال 2017-18 میں General Revenue Receipts کی مد میں 1502۔ارب روپے کا تخمینہ ہے۔ Federal Divisible Pool سے پنجاب کو 1154۔ارب اور 18 کروڑ روپے کی آمدن متوقع ہے۔ صوبائی ریونیو کی مد میں 48۔ارب اور 30 کروڑ روپے کا estimate کیا گیا ہے جس میں taxes کی مد میں 230۔ارب اور 98 کروڑ روپے جبکہ non-tax ریونیو کی مد میں 117۔ارب روپے شامل ہیں۔ مالی سال 2017-18 میں جاریہ اخراجات کا کل تخمینہ 1021۔ارب روپے ہے۔ جس میں تنخواہوں کی مد میں 258۔ارب روپے، پنشن کی مد میں 173۔ارب روپے، مقامی حکومتوں کے لئے 361۔ارب روپے اور سروس ڈیلوری اخراجات کے لئے 228۔ارب اور 10 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔ یہ سروس ڈیلوری اخراجات بنیادی طور پر عوام کو تعلیم، صحت، امن وامان اور دیگر ضروری خدمات بہم پہنچانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر!

12. اب میں چند اہم سیکٹرز کے لئے آئندہ مالی سال کے میزانیہ میں مختص کئے گئے تخمینہ جات اور اہم اقدامات اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہوں گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف "گو نواز گو، گو شہباز گو"
کی نعرے بازی کرتے رہے، سیٹیاں بجاتے رہے اور بجٹ کی کاپیاں پھاڑ کر پھینکتے رہے)

جناب سپیکر: معزز ممبران! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ Order please. Order in the House.

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

جناب سپیکر!

13. سوشل سیکٹر ہماری حکومت کی اوّلین ترجیح ہے۔ تعلیم، صحت، واٹر سپلائی اور sanitation، وومن ڈویلپمنٹ اور سوشل ویلفیئر پر مشتمل اس سیکٹر کے لئے آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں مجموعی طور پر 201۔ارب اور 63 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے جو کہ آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ کا 32 فیصد ہے۔

جناب سپیکر!

14. میں انتہائی فخر سے یہ اعلان کرتی ہوں کہ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں شعبہ تعلیم میں مجموعی طور پر 345۔ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔ یہ رواں مالی سال کے مختص کردہ فنڈز سے تقریباً 33۔ارب روپے زیادہ ہے۔ سکول ایجوکیشن کے شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے لئے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں 53۔ارب 36 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر!

15. جیسا کہ میں عرض کر چکی ہوں کہ مقامی حکومتوں کے نئے نظام کے تحت یکم جنوری 2017 سے صوبہ بھر میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹیز کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں مجموعی طور پر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹیز کے لئے 230۔ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔ میں یہاں یہ واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ ضلعی حکومتوں کے سابقہ نظام کے تحت رواں مالی سال میں ضلعی سطح پر تعلیم کے لئے 169۔ارب روپے خرچ کئے جانے تھے۔ اس طرح آئندہ مالی سال میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹیز کو 36.6 فیصد اضافی وسائل مہیا کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!

16. وزیر اعلیٰ کے "پڑھو پنجاب بڑھو پنجاب" کے انقلابی پروگرام کو آئندہ مالی سال میں بھی اسی جوش، جذبے اور ولولے سے جاری رکھا جائے گا۔ اس پروگرام کے تحت 18-2015 تک کے اہداف میں کلاس رومز میں بلند معیار تعلیم کو یقینی بنانا، مثالی تدریسی ماحول، بہتر راہنمائی اور مؤثر احتساب کا نظام، عالمی معیار کی کتب کی مفت فراہمی، بچوں کا سکول میں 100 فیصد

یقینی داخلہ اور Early Childhood Education کا پروگرام شامل ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق پنجاب میں سکول جانے والے عمر کے بچوں کی کل تعداد کا 90 فیصد سے زائد سکولوں میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ میں یہاں اس معزز ایوان کو ضرور بتانا چاہوں گی کہ رواں مالی سال 17-2016 میں Student Drop-out Rate میں 4 فیصد کمی حاصل ہوئی ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہم جلد ہی 100 فیصد انرولمنٹ کے ہدف کو حاصل کر لیں گے۔ میں یہاں انتہائی خوشی سے اس معزز ایوان کو آگاہ کرنا چاہتی ہوں کہ ورلڈ بنک کی حالیہ رپورٹ "Pakistan Development Update" نے حکومت پنجاب کے تعلیم کے شعبے میں کئے گئے اقدامات اور ان کے نتائج کو پاکستان کی تمام صوبائی حکومتوں سے بہتر قرار دیا ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق پنجاب کے 93 فیصد سکولوں میں تمام بنیادی سہولیات فراہم کر دی گئی ہیں جبکہ سندھ میں یہ شرح 23 فیصد، خیبر پختونخوا میں 44 فیصد اور بلوچستان میں 26 فیصد ہے۔ اسی طرح پنجاب 98 فیصد Gross Enrollment Rate برائے پرائمری کے ساتھ سر فہرست ہے۔

جناب سپیکر!

17. آپ کے علم میں ہے کہ تمام سرکاری سکولوں کی سطح پر والدین اور معززین علاقہ پر مشتمل سکول کونسلز کو مزید بااختیار کیا گیا ہے۔ چنانچہ سکولوں کی روزمرہ ضروریات کے لئے نان سیلری بجٹ (NSB) پروگرام کے تحت 14۔ ارب روپے کی گرانقدر رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔ سکول کونسلز، منظور شدہ پالیسی کے تحت، اپنے سکولوں کی ضروریات کا تعین اور ان پر ہونے والے اخراجات کرنے کا پورا حق رکھتی ہیں۔ لڑکیوں کی تعلیم کسی قوم کے مستقبل کی راہ متعین کرنے والے بنیادی عناصر میں شامل ہے۔ ہماری حکومت نے پنجاب کے 16 پسماندہ اضلاع میں لڑکیوں کے وظائف کی مالیت میں پانچ گنا اضافہ کیا تھا آج "زیور تعلیم پروگرام" کے تحت ان پسماندہ ترین اضلاع میں قوم کی 4 لاکھ 62 ہزار بیٹیاں تعلیم سے مستفید ہو رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں آئندہ مالی سال کے لئے 6۔ ارب 50 کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ سرکاری سکولوں میں تمام بچوں کو مفت Text Books کی فراہمی کے لئے 3۔ ارب 50 کروڑ روپے فراہم کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!

18. آپ کو یاد ہو گا کہ رواں مالی سال میں حکومت نے Strengthening of Schools کے ایک دو سالہ جامع اور مربوط پروگرام کا آغاز کیا تھا۔ رواں مالی سال میں اس پروگرام کے تحت صوبہ بھر میں 28۔ارب روپے کی لاگت سے تمام سکولوں میں مخدوش عمارات کی بحالی، پرائمری سکولوں میں 36 ہزار نئے کلاس رومز کی تعمیر اور missing facilities کی فراہمی شامل ہیں۔ "خادم پنجاب سکول پروگرام" کے انقلاب آفرین منصوبے کے تحت 13۔ارب روپے کی لاگت سے 3,421 سکولوں میں 6,519 اضافی کمرے تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں اس عظیم الشان منصوبے کے لئے 6۔ارب 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ 1200 سکولوں کی مخدوش عمارات کی بحالی کے لئے 4۔ارب روپے کی رقم اور missing facilities کی فراہمی کے لئے 2۔ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ ان اقدامات اور منصوبوں کے نتیجے میں پنجاب بھر کے تمام سرکاری سکولوں میں انفراسٹرکچر کی 100 فیصد ضروریات کو پورا کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر!

19. آپ اس امر سے اتفاق کریں گے کہ تعلیمی اداروں میں لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے بجلی کی فراہمی میں پیدا ہونے والا تعطل ہمارے طلباء کے قیمتی وقت کے ضیاع کا باعث بنتا ہے۔ چنانچہ پنجاب کے دس ہزار سکولوں کو بتدریج "خادم پنجاب اجالا پروگرام" کے تحت سولر سسٹم پر منتقل کیا جا رہا ہے۔ یہ سکول ایسے علاقے میں واقع ہیں جہاں گرڈ کے مسائل کی وجہ سے بجلی کی فراہمی ناممکن یا ناہموار ہے۔

جناب سپیکر!

20. پنجاب حکومت کو پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کم وسیلہ خاندانوں کے بچوں کو سرکاری خرچ پر ان کے اپنے علاقوں میں پرائیویٹ سکولوں میں تعلیم دلانے کا منفرد اعزاز حاصل ہے۔ الحمد للہ ہماری اس روشن روایت کی تقلید دوسرے صوبوں میں بھی کی جا رہی ہے۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ذریعے اس پروگرام کے تحت 25 لاکھ سے زائد طلباء وطالبات

کو تعلیم کی روشنی سے ہمکنار کیا جا چکا ہے۔ سرکاری خرچ پر زیادہ سے زیادہ طلباء و طالبات کو پرائیویٹ سکولوں میں تعلیم دلانے کے لئے آئندہ سال میں اس پروگرام کا بجٹ بڑھا کر 16۔ارب روپے کیا جا رہا ہے۔ ہمارے اس اقدام سے ایسے طالب علموں کی تعداد 25لاکھ سے بڑھ کر 28لاکھ ہو جائے گی۔ اسی طرح PEF کے تحت جاری پبلک سکول سپورٹ پروگرام (PSSP) کے ذریعے اب تک غیر تسلی بخش کارکردگی والے 4,275 سرکاری سکول شعبہ تعلیم میں کام کرنے والے نجی شعبے کے معروف فلاحی اداروں کے حوالے کئے جا چکے ہیں۔ یہ ایک ایسا initiative ثابت ہوا ہے جس نے صوبے کے تعلیمی منظر نامہ کو بدل کے رکھ دیا ہے۔ اس اقدام سے صوبے کے ان سکولوں میں طلباء کی تعداد دوگنی ہو گئی ہے۔ اس پروگرام کی شاندار کامیابی کے پیش نظر صوبے میں Punjab Education Initiative Management Authority کے قیام کا فیصلہ کیا گیا ہے جو نجی شعبے کے اشتراک کے ساتھ فروغ تعلیم کے اس پروگرام کو آگے بڑھانے کا فریضہ انجام دے گی۔ آئندہ مالی سال میں اس اتھارٹی کے لئے 7۔ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
وزیراعظم کے خلاف مسلسل نعرے بازی)

جناب سپیکر!

21. مسلم لیگ(ن) کی حکومت دعووں پر نہیں عمل پر یقین رکھتی ہے۔ خادم پنجاب نے اپنے عوام سے وعدہ کیا تھا کہ صوبے کا کوئی بچہ محض اس لئے اعلیٰ یا پیشہ ورانہ تعلیم سے محروم نہیں رہے گا کہ اس کے والدین کے پاس اس کی تعلیم جاری رکھنے کے لئے وسائل موجود نہیں ہیں۔ الحمدللہ آج پنجاب وہ واحد صوبہ ہے جس کی حکومت نے غریب مگر ہونہار طلباء کو ان کے پسند کے اداروں میں مزید تعلیم دلانے کا فرض اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔

جناب سپیکر! یہ دعویٰ نہیں حقیقت ہے کہ آج کے دن تک صوبے کے 2لاکھ 60ہزار مستحق اور ہونہار طالب علم حکومتی وظائف کے ذریعے ملکی اور غیر ملکی اعلیٰ یونیورسٹیوں اور دوسرے تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ اس مقصد کے حصول کے لئے پنجاب حکومت کی طرف سے 17۔ارب روپے مالیت کے Punjab Educational Endowment Fund(PEEF) کے ذریعے اب

تک 11۔ارب روپے سے زائد مالیت کے وظائف صرف اور صرف میرٹ کی بنیاد پر طالب علموں میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔آئندہ مالی سال میں اس فنڈ کے لئے 5۔ارب روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے جس سے اس فنڈ کا حجم بڑھ کر 22۔ارب روپے ہو جائے گا اور اس سے مجموعی طور پر ساڑھے تین لاکھ طلباء و طالبات مستفید ہوں گے۔ پنجاب کے لئے یہ بات باعث فخر ہے کہ آج کسی ماں کو اپنے بچے کی تعلیم کی خاطر اپنا زیور نہیں بیچنا پڑتا۔اسی طرح حکومت پنجاب آئندہ مالی سال میں جنوبی پنجاب میں تونسہ اور منکیرہ میں بچوں اور بچیوں کے لئے چار علیحدہ علیحدہ دانش سکولوں کی تعمیر، دانش سکول میلسی میں کلاسز کا اجراء اور موجودہ دانش سکولوں اور Centres of Excellence کی اپ گریڈیشن کے منصوبوں کے لئے 3۔ارب روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

22. آئندہ مالی سال کے بجٹ میں ہائر ایجوکیشن کے شعبے کے لئے مجموعی طور پر 44۔ارب 60 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے لئے 18۔ارب سے زائد کے فنڈز مہیا کئے جارہے ہیں۔اس شعبے کے چیدہ چیدہ منصوبہ جات درج ذیل ہیں:

- صوبہ بھر میں پچاس نئے ڈگری کالجز کی تکمیل۔
- ہائر ایجوکیشن کے اساتذہ کی تربیت کے لئے "ٹیچرز اکیڈمی" کا قیام۔
- رواں مالی سال میں قائم کی گئی تین نئی یونیورسٹیوں کی عمارتوں کی تعمیر۔
- خواجہ فرید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی رحیم یار خان کی عمارت کی تکمیل۔
- شہباز شریف میرٹ سکالرشپ کے تحت ہونہار طلباء کے لئے دنیا کی بہترین یونیورسٹیوں میں ماسٹرز اور پی ایچ ڈی کے لئے 80 کروڑ روپے کے وظائف۔
- لاہور اور رحیم یار خان کے بعد فیصل آباد میں بھی آئی ٹی یونیورسٹی کا قیام۔
- امتحانات میں نمایاں پوزیشنز حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کے لئے ترکی، جرمنی اور برطانیہ کے تعلیمی دوروں کا اہتمام۔
- چین اور ترکی کے ساتھ بڑھتے ہوئے تجارتی اور سماجی تعلقات کے تناظر میں چیف منسٹر لینگوئج سکالرشپ پروگرام کے تحت بیجنگ اور ترکی میں بالترتیب چینی اور ترکی

زبان سیکھنے کے لئے تقریباً 70 کروڑ روپے کی لاگت سے طلباء و طالبات کے لئے سکالرشپ پروگرام۔

جناب سپیکر!

23. وزیراعلیٰ لیپ ٹاپ سکیم کے تحت چوتھے مرحلہ میں رواں مالی سال میں 7۔ارب روپے کی لاگت سے مزید ایک لاکھ پندرہ ہزار ہونہار طلباء و طالبات کو میرٹ کی بنیاد پر لیپ ٹاپ کمپیوٹرز کی فراہمی کا عمل جاری ہے۔ یاد رہے کہ اس سے پہلے تین لاکھ دس ہزار لیپ ٹاپ کمپیوٹرز ہونہار طلباء و طالبات کو فراہم کئے جا چکے ہیں۔ حکومت پنجاب کے 20۔ارب روپے کی لاگت کے اس منصوبے سے طلباء میں صحت مند مقابلے اور انفارمیشن ٹیکنالوجی سے بھرپور استفادہ کا رجحان فروغ پا رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

24. کسی بھی معاشرے کی تعمیر و ترقی میں استاد بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں اساتذہ کو جو ممتاز مقام حاصل ہے اس سے ہم سب بخوبی آگاہ ہیں۔ وزیراعلیٰ پنجاب کا پختہ یقین ہے کہ استاد کو اس کا جائز مقام اور مرتبہ دیئے بغیر تعلیمی نظام سے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کئے جا سکتے۔ صوبہ پنجاب کے 95 فیصد اساتذہ کرام سکولوں میں فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے اساتذہ کرام کو اپ گریڈ کرنے کی ہدایت کی ہے، چنانچہ میں انتہائی خوشی سے یہ اعلان کرتی ہوں کہ پرائمری سکول ٹیچر (PST) کو گریڈ 9 سے اپ گریڈ کر کے گریڈ 14، ایلیمنٹری سکول ٹیچر (EST) کو گریڈ 14 سے 15 اور گریڈ 15 میں پہلے سے موجود EST اساتذہ کو گریڈ 16 میں اپ گریڈ کیا جائے گا۔ گریڈ 16 میں پہلے سے موجود EST اساتذہ کرام کو دو اضافی سالانہ increments دی جائیں گی اور یہی سہولت تمام SST اساتذہ کو بھی دی جائے گی کسی طرح Non-Formal Basic Education کے اساتذہ کے اعزازیہ میں بھی اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اس اپ گریڈیشن package کی تفصیلات جلد ہی notify کی جائیں گی۔ اس package پر آئندہ مالی سال میں یکم جنوری 2018 سے عملدرآمد شروع ہو جائے گا اور تقریباً 9۔ارب روپے سالانہ کی مالیت کے اس package سے مجموعی طور پر تقریباً تین لاکھ سے زائد اساتذہ کرام مستفید ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

25. صحت کے شعبے میں بہترین سہولیات کی فراہمی ہمیشہ سے حکومت کی اوّلین ترجیح رہی ہے۔ صحت کے شعبے میں رواں مالی سال میں بہت سے نئے اقدامات اور منصوبوں کا آغاز کیا گیا۔ میں انتہائی فخر سے یہ اعلان کرتی ہوں کہ آئندہ مالی سال میں صحت عامہ کے لئے مجموعی طور پر 263۔ارب 22 کروڑ روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے جو کہ آئندہ مالی سال کے کل بجٹ کا 15.4 فیصد ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر دوران تقریر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے مسلسل "گو نواز گو، جھوٹے جھوٹے، شوخا شوخا اور کون بچائے گا پاکستان عمران خان عمران خان کی نعرے بازی کی جاتی رہی)

جناب سپیکر!

26. ورلڈ بنک کی Pakistan Development Update کی رپورٹ کے مطابق صوبہ پنجاب مجموعی طور پر ہیلتھ indicators میں باقی صوبوں کی نسبت آگے ہے۔ ہماری حکومت عوام کو میسر صحت کی ان سہولیات کو مزید بہتر بنانے کا عزم رکھتی ہے۔اس مقصد کے حصول کے لئے مقامی، تحصیل اور ضلعی سطح پر وسیع اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹیز کا قیام بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔یہ اتھارٹیز ضلعی سطح پر موجود تمام ہیلتھ facilities اور ہسپتالوں کی مینجمنٹ کی ذمہ دار ہوں گی۔اس برس پرائمری و سیکنڈری ہیلتھ کیئر کا بجٹ 66۔ارب روپے تھا۔ حکومت نے اس بجٹ کو تقریباً دُگنا کرنے کا فیصلہ کیا ہے چنانچہ آئندہ مالی سال میں پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر کے لئے 112۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی جا رہی ہے۔ ضلعی ہیلتھ اتھارٹیز کے لئے اس بجٹ میں سے 73۔ارب 50 کرڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر!

27. آپ کو یاد ہو گا کہ گزشتہ سال میں نے بجٹ تقریر میں یہ اعلان کیا تھا کہ صوبے بھر میں واقع تمام ڈی ایچ کیو اور ٹی ایچ کیو ہسپتالوں کی مکمل revamping کی جائے گی۔ مجھے

خوشی ہے کہ ان ہسپتالوں کی modernization اور عام آدمی کو علاج معالجہ کی جدید سہولیات کی فراہمی کے لئے 20-ارب روپے کی خطیر رقم خرچ کی جارہی ہے۔ اس سلسلے میں ہسپتالوں میں انفراسٹرکچر کے علاوہ جدید مشینوں کی فراہمی، اضافی ڈاکٹرز اور نرسز کی تعیناتی کے ساتھ ساتھ janitorial اور سکیورٹی جیسی سروسز کی outsourcing بھی شامل ہیں۔ اسی طرح سی ٹی سکین مشینوں سمیت مختلف Diagnostic Services کو بھی نجی شعبے کے اشتراک سے operate کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس طرح پنجاب میں ضلعی سطح کے ہسپتالوں میں 20 اضافی سی ٹی سکین مشینیں مہیا ہو جائیں گی۔ Anesthetists کی کمی شعبہ صحت کا ایک دیرینہ مسئلہ رہا ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے پنجاب کے طول و عرض میں موجود پبلک اور پرائیویٹ سیکٹر کے Anesthesia کے ماہرین کی خدمات سے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ حکومت کی اس سکیم کے تحت اب تک 84 ڈاکٹرز اپنی رجسٹریشن کروا چکے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

28. پرائمری ہیلتھ کیئر کے شعبے میں وزیر اعلیٰ ہیلتھ ریفارم روڈ میپ پروگرام کے تحت multi-dimensional اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ ان میں سے چیدہ چیدہ اقدامات درج ذیل ہیں:

- ایک ارب روپے کی ابتدائی رقم سے جنوبی پنجاب کے دور دراز علاقوں میں جہاں علاج معالجہ کی عام سہولتوں کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، مزید 100 موبائل ہیلتھ یونٹس کی فراہمی۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! ان میں سے 16 موبائل ہیلتھ یونٹس آئندہ چند ہفتوں میں صوبے میں اپنی خدمات کی فراہمی کا آغاز کر دیں گے۔

- ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کے دائرہ اختیار کی 80 ہسپتالوں سے بڑھا کر تمام ٹی ایچ کیوز، ڈی ایچ کیوز اور ٹیچنگ ہسپتالوں تک توسیع۔ (نعرہ ہائے تحسین)
- صوبے کی پانچوں Drug Testing Laborites کی انفراسٹرکچر، مشینری اور سٹاف کے لحاظ سے عالمی معیار کے مطابق تشکیل نو اور 2-ارب روپے کی مالیت سے Punjab Agriculture, Food and Drug Authority

(PAFDA) کا قیام بھی شامل ہے۔ اس اتھارٹی کے تحت ادویات، خوراک اور زرعی ادویات کی عالمی معیار کے مطابق ٹیسٹنگ کی جائے گی۔

- جعلی اور غیر معیاری ادویات کے خلاف صوبے بھر میں کریک ڈاؤن جاری ہے۔ اب تک غیر معیاری ادویات بنانے والے 84 manufactures کے خلاف ایکشن لیا جاچکا ہے۔ حکومت اس گھناؤنے کاروبار میں ملوث افراد کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے جامع قانون سازی بھی کر چکی ہے۔
- صوبے بھر کے ادویہ سازی کے کارخانوں کی GMP Inspection سمیت تمام میڈیکل سٹوروں کی Digital Mapping اور Drugs Sale License کی تجدید کے لئے اقدامات۔
- جنوبی پنجاب کے 11 اضلاع میں زچہ بچہ کی صحت کی بہتری کے لئے تقریباً ایک ارب روپے کے فنڈز کی فراہمی۔
- پنجاب میں BHUs اور RHCs کے انتظام کو بہتر بنانے کے لئے Punjab Health Facilities Management Company کا قیام۔
- رواں مالی سال میں صوبہ بھر کے تمام ہسپتالوں اور مراکز صحت میں موجود سہولیات کو بہتر بنانے اور ان میں اضافہ کے لئے Health Councils کی تشکیل کی گئی تھی اور ان کونسلز کو رواں مالی سال میں 3۔ارب روپے مہیا کئے گئے تھے۔آئندہ مالی سال میں ہیلتھ کونسلز کے لئے 2۔ارب روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔(شور وغل)
- صوبہ بھر کے تمام ہسپتالوں اور مراکز صحت کو 10۔ارب روپے کی معیاری ادویات مہیا کی جارہی ہیں۔ میں یہاں یہ ضرور ذکر کرنا چاہوں گی کہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ صرف بین الاقوامی اور اعلیٰ معیار کی بہترین کمپنیوں کی ادویات خریدی گئی ہیں۔ اب پنجاب کے طول و عرض میں بسنے والا عام آدمی بھی اسی کوالٹی کی ادویات سے مستفید ہوگا جو کہ اس سے پہلے صرف امراء کی ہی دسترس میں تھیں۔ مزید برآں ادویات کی storage کا جدید نظام وضع کیا گیا ہے۔
- حکومت حاملہ خواتین کے لئے safe delivery کی سہولت کو یقینی بنانے کے لئے ایک جامع منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ لیڈی ہیلتھ ورکر پروگرام کے تحت دیہات میں بسنے والی خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے Rural Ambulance Service کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت صوبے بھر کی ضرورت مند حاملہ خواتین کی نزدیکی مراکز صحت تک فوری منتقلی اور ان بنیادی مراکز صحت میں طبی سہولتوں کی چوبیس گھنٹے فراہمی کو یقینی بنایا گیا ہے۔ حکومت کے اس اقدام سے ان health facilities سے

فائدہ اٹھانے والی خواتین کی تعداد 60ہزار ماہانہ سے تجاوز کر چکی ہے۔ رواں مالی سال میں مزید BHUs 103 کو 24/7 کر دیا گیا ہے۔ مزید برآں ان 24/7BHUs اور صوبے میں موجود تمام RHCs پر الٹرا ساؤنڈ کی فراہمی کے لئے آئندہ مالی سال میں تقریباً 70 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

(اس مرحلہ پر تقریر معزز ممبران حزبِ اختلاف کی طرف سے
مک گیا تیرا شو نواز، گو نواز، گو نواز اور جھوٹ ہے، جھوٹ ہے کی نعرے بازی
کی جاتی رہی اور مسلسل سیٹیاں بجائی جاتی رہیں)

جناب سپیکر!

29. آئندہ مالی سال کے بجٹ میں محکمہ سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن کے لئے تقریباً 120۔ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔ آئندہ مالی سال میں محکمہ سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر کی ترقیاتی سکیموں کے لئے 25۔ارب 26 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔ میں یہاں اس ڈیپارٹمنٹ کے درج ذیل چیدہ چیدہ اقدامات کا ذکر کرنا چاہوں گی:

- موجودہ مالی سال 17-2016 میں تمام صوبائی ہسپتالوں کے لئے ادویات کی مد میں 12۔ارب روپے مہیا کئے گئے تھے۔ آئندہ مالی سال 18-2017 میں اس مد میں 16۔ارب روپے تجویز کئے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ دوائیوں کی ترسیل کو بہتر کرنے کے لئے جدید ترین نظام وضع کیا جا رہا ہے۔
- مری میں علاج معالجہ کی سہولیات کی فراہمی کے لئے 4½۔ارب روپے کی لاگت سے جدید ہسپتال کے قیام کا منصوبہ بھی تشکیل دیا گیا ہے۔ آئندہ مالی سال میں اس منصوبے کے لئے 71 کروڑ 50 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔
- چار بڑے Tertiary ہسپتالوں کی revamping
- آئندہ مالی سال میں ہیپاٹائٹس کے مریضوں کے لئے ادویات فراہم کرنے کی مد میں 3۔ارب 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ٹیچنگ ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس کلینک کا قیام بھی عمل میں لایا جائے گا۔
- رواں مالی سال میں ملتان، راولپنڈی اور فیصل آباد میڈیکل یونیورسٹیوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔
- آئندہ مالی سال میں Tertiary ہسپتالوں میں 6ہزار سے زائد ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی اسامیاں پیدا کی گئی ہیں۔

- ہسپتال میں ventilators کی کمی کو پورا کرنے کے لئے 40 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔
- تمام Tertiary ہسپتالوں کی janitorial اور سکیورٹی سروسز کو بھی out-source کیا جا رہا ہے اور اس مقصد کے لئے ایک ارب 60 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔
- آئندہ مالی سال میں بھکر اور اٹک میں دو نئے میڈیکل کالجز قائم کئے جائیں گے جبکہ بہاولنگر کے میڈیکل کالج کے منصوبے پر کام تیزی سے جاری رہے گا۔
- رواں مالی سال میں پنجاب کے بڑے ہسپتالوں میں 1700 بیڈز کا اضافہ کیا گیا۔ آئندہ سال میں مختلف منصوبوں کے تحت ہسپتالوں میں 2 ہزار بیڈز کا اضافہ کرنے کی تجویز ہے۔
- پنجاب کے عوام کو بلا معاوضہ ڈائیلسز کی سہولت پہنچانے کے لئے رواں مالی سال میں 60 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی۔ آئندہ مالی سال میں حکومتِ پنجاب اس مقصد کے لئے 70 کروڑ روپے کی رقم مختص کر رہی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "جھوٹ ہے جھوٹ ہے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

30. حکومتِ پنجاب نے گزشتہ برس لاہور میں جگر اور گردے کی بیماریوں کے علاج اور ٹرانسپلانٹ کے لئے ایک عظیم الشان منصوبے یعنی Pakistan Kidney and Liver Institute and Research Center پر کام کی بنیاد رکھی تھی۔ اس منصوبے کا پہلا فیز دسمبر 2017 میں 19۔ارب روپے کی لاگت سے مکمل ہونے جا رہا ہے۔ ابتدائی طور پر اس میں 110 بستروں کی گنجائش ہے جسے مارچ 2018 میں بڑھا کر 320 بستروں تک کیا جائے گا۔ میں یہاں ضرور ذکر کرنا چاہوں گی کہ PKLI کے ابتدائی یونٹ نے مریضوں کو علاج معالجے کی مفت سہولیات کی فراہمی کا پہلے ہی آغاز کر دیا ہے۔ اسی طرح ہیلتھ انشورنس کے منصوبے پر بھی تیزی سے کام جاری ہے اور اس مقصد کے لئے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں 2۔ارب روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف مسلسل سیٹیاں بجاتے رہے)

جناب سپیکر!

31. حکومتِ پنجاب ایک جامع پروگرام کے تحت سرکاری ہسپتالوں کے انتظام کو بہتر بنانے کے لئے نجی شعبے کے فلاحی اداروں کے ساتھ اشتراک کر رہی ہے۔ اب تک ملتان انسٹیٹیوٹ آف کڈنی ڈیزیز اور طیب اردگان ہسپتال مظفر گڑھ سمیت سات سرکاری ہسپتال ایسے فلاحی اداروں کے حوالے کئے جا چکے ہیں۔ حکومت کا یہ initiative نتائج کے حوالے سے بہترین اقدام ثابت ہوا ہے اور ان ہسپتالوں میں عوام کو معیاری طبی سہولیات بلامعاوضہ میسر آ رہی ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"مک گیا تیرا شو نواز، گو نواز گو شہباز" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

32. پینے کا صاف پانی ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔ حکومت پنجاب پینے کے صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے "پنجاب صاف پانی پروگرام" کے میگا پراجیکٹ کا آغاز کر چکی ہے اور ابتدائی طور پر اس سے جنوبی پنجاب کے تمام اضلاع مستفید ہوں گے۔ آئندہ مالی سال میں "پنجاب صاف پانی پروگرام" کے لئے تقریباً 25۔ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ یہ منصوبہ انسانی صحت کے حوالے سے ایک انقلاب آفرین منصوبہ ثابت ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ صاف پانی کی فراہمی کے لئے 30 کروڑ روپے کی لاگت سے صوبہ بھر میں دستی نلکوں کے منصوبے پر بھی کام کا آغاز کیا جائے گا۔ اسی طرح صوبہ بھر میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے مختلف منصوبوں پر کام آئندہ مالی سال میں بھی جاری رہے گا اور مجموعی طور پر ان منصوبوں کے لئے 5۔ارب 70 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر!

33. عوام کو ملاوٹ اور مضر صحت عناصر سے پاک خوراک مہیا کرنے کے لئے پنجاب حکومت نے جو گرانقدر اقدامات اور کوششیں کی ہیں ان کا اعتراف اپنے تو کیا پرائے بھی کرنے پر مجبور ہیں۔ عوام کو صحت مند اور معیاری خوراک مہیا کرنا خادم پنجاب کا مشن ہے۔ حکومت پنجاب

کو اس مشن کی تکمیل کے لئے ایسے ایسے اداروں اور فیکٹریوں کو دائرہ احتساب میں لانے کا اعزاز حاصل ہے ماضی میں جن کی حدود میں کوئی سرکاری اہلکار پر مارنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ فوڈ اتھارٹی کے کام کی اہمیت کے پیش نظر اس کا دائرہ کار صوبے کے ہر شہر تک بڑھانے کے پروگرام پر عملدرآمد کا آغاز کیا جا چکا ہے۔ اتھارٹی کے اس توسیعی پروگرام کے لئے آئندہ مالی سال میں 2۔ارب 70 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر!

34. زراعت کا شعبہ اور کسان دوستی ہماری معاشی منصوبہ بندی کا بنیادی ستون ہے۔ حکومت پنجاب آئندہ مالی سال کے بجٹ میں زراعت اور اس سے منسلک شعبہ جات کے لئے جن میں آبپاشی، لائیو سٹاک، جنگلات و ماہی پروری اور خوراک شامل ہیں مجموعی طور پر 140۔ارب 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کر رہی ہے۔

جناب سپیکر!

35. آپ کو یاد ہو گا کہ رواں مالی سال میں حکومت پنجاب نے زراعت کی بہتری اور کاشتکاروں کی خوشحالی کے لئے دو برسوں پر محیط 100۔ارب روپے کی لاگت سے کسان package کا اجراء کیا تھا۔ رواں مالی سال میں اس package کے لئے 50۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی تھی۔ اس package کے تحت گندم اور کپاس کا مفت بیج، یوریا، ڈی اے پی اور پوٹاش کھادوں، زرعی آلات پر سبسڈی، چھوٹے کاشتکاروں کو بلا سود قرضوں کی فراہمی، زرعی ٹیوب ویلز کے لئے بجلی کی قیمت میں کمی، زرعی ادویات اور مشینری پر ٹیکسوں میں چھوٹ اور کسانوں کے حقوق کے تحفظ اور زرعی پالیسی کی تشکیل کے لئے پنجاب ایگریکلچرل کمیشن جیسے مختلف منصوبے اور اقدامات شامل تھے۔ اگر صرف چھوٹے کاشتکاروں کے لئے بلا سود قرضہ جات کی ہی بات کی جائے تو آج کے دن تک تقریباً ایک لاکھ 6 ہزار سے زائد کسانوں کو 11۔ارب 50 کروڑ روپے کے قرضے دیئے جا چکے ہیں۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ اس سکیم سے فائدہ اٹھانے والے 92.5 فیصد کاشتکار وہ ہیں جو پہلی مرتبہ کسی بھی formal sector سے قرضہ حاصل کر سکے ہیں۔ اسی طرح ان قرضوں کا 31 فیصد پہلی مرتبہ بے زمین کاشتکاروں کو مہیا کیا گیا ہے۔ یہ کسان package بلا شبہ زرعی شعبے میں انقلاب کی نوید لے کر آیا اور Pakistan Bureau of Statistics کے مطابق

Agriculture Crop Sector کی growth میں 8 فیصد کی غیر معمولی شرح حاصل کی گئی (منفی 4.97 سے مثبت 3.03) اس وجہ سے صرف ایک سال میں زراعت کا جی ڈی پی 0.2 فیصد منفی growth rate سے 3.46 فیصد کے مثبت growth rate میں تبدیل ہو گیا۔ ایک سال میں جناب والا! صرف ایک سال میں۔

جناب سپیکر!

36. میں انتہائی خوشی سے یہ اعلان کر رہی ہوں کہ وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی خصوصی ہدایت اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی کوششوں سے رواں مالی سال میں کسان package کے تحت کھاد کی قیمتوں میں جو کمی کی گئی تھی اس کو آئندہ مالی سال میں بھی برقرار رکھا جائے گا۔ اسی طرح کاشتکار بھائیوں کے لئے بجلی سے چلنے والے زرعی ٹیوب ویلوں پر 6۔ارب روپے سے زائد کے سیلز ٹیکس کو بھی حکومت پنجاب ادا کرے گی۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں کسان package کے لئے مجموعی طور پر 15۔ارب روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔ اس کسان package کے علاوہ زراعت کے شعبے کے چیدہ چیدہ منصوبے درج ذیل ہیں:

- ورلڈ بنک کے تعاون سے جاری Punjab Irrigated Agriculture Productivity Improvement Project
- پختہ کھالوں کی توسیع کا پروگرام
- کاشتکاروں کو laser land levelers کی subsidized نرخوں پر فراہمی
- محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان کا قیام
- ماڈل زرعی فارمز کا قیام اور
- کپاس کے بہتر بیج کی افزائش کا پروگرام

جناب سپیکر!

37. میں اس ایوان کو خوشخبری دینا چاہتی ہوں کہ اس سال ہماری گندم کی پیداوار 22.2 ملین ٹن ہوئی ہے جو کہ صوبہ پنجاب میں قیام پاکستان سے لے کر اب تک سب سے زیادہ پیداوار ہے۔ رواں مالی سال میں حکومت کی بہترین حکمت عملی کی بدولت کاشتکار بھائیوں سے گندم کی خریداری کا عمل انتہائی احسن انداز میں پایۂ تکمیل تک پہنچایا گیا۔ کسان package کے تحت

inputs کی قیمتوں میں کمی اور گندم کی 1300 روپے فی من کی امدادی قیمت پر سرکاری خرید نے بلاشبہ ہماری زرعی معیشت میں جان ڈال دی ہے۔ اسی طرح اہم فصلوں کی پیداوار میں طے کردہ 2.5 فیصد ٹارگٹ کے برعکس growth کی شرح 4.12 فیصد رہی۔ الحمدللہ ہم نے اس سال کپاس کی بوائی کا ٹارگٹ بھی حاصل کیا جو کہ ہماری ٹیکسٹائل کی صنعت کو ایک بار پھر سے اپنے پیروں پر کھڑا کر دے گا۔

جناب سپیکر!

38. زراعت کی ترقی آب پاشی کے جامع نظام کی مرہون منت ہے۔ پنجاب کا نہری نظام دنیا کے بہترین نظاموں میں سے ایک ہے تاہم وقت کے ساتھ ساتھ اس نظام کی بہتری اور اپ گریڈیشن از حد ضروری ہے۔ آب پاشی کے شعبہ کی ترقی ہمیشہ ہماری حکومت کی ترجیح رہی ہے۔ آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں شعبہ آبپاشی کے لئے مجموعی طور پر 41۔ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر!

39. اب میں اس معزز ایوان کے سامنے محکمہ آبپاشی کے جاری، تکمیل شدہ اور تجویز کردہ چند اہم منصوبوں کا ذکر کرنا چاہوں گی۔ رواں مالی سال کے دوران جناح بیراج کی بحالی کے 12۔ارب روپے مالیت کے منصوبے پر کام مکمل کر لیا گیا ہے۔ 23۔ارب روپے کی لاگت سے تعمیر ہونے والے نئے خانکی بیراج کے منصوبے کو بھی رواں مالی سال میں مکمل کر لیا جائے گا۔ لوئر باری دوآب کینال سسٹم کی نہروں کی بحالی کے کام کو بھی آئندہ سال کے آغاز میں مکمل کر لیا جائے گا۔ سلیمانکی بیراج، تریموں بیراج اور پنجند ہیڈ ورکس کے منصوبوں پر آئندہ مالی سال میں کام زور و شور سے جاری رہے گا۔ آئندہ مالی سال میں محکمہ آب پاشی کے ترقیاتی پروگرام میں شامل چیدہ چیدہ منصوبے درج ذیل ہیں:

- جلال پور اریگیشن پراجیکٹ
- تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں کس عمر خان کینال سسٹم کی تعمیر
- میلسی سائفن کی استعداد میں اضافے کا منصوبہ
- گیٹر تھل کینال پراجیکٹ فیز II (چوبارہ برانچ کا منصوبہ)
- ڈیگ نالہ پر فلڈ پروٹیکشن منصوبہ

جناب سپیکر!

40. آپ کو یاد ہو گا کہ حکومت پنجاب نے 2014 میں "خادم پنجاب رورل روڈز پروگرام" کے عظیم الشان منصوبے پر کام کا آغاز کیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اس ایوان میں تشریف فرما دیہی علاقوں سے تعلق رکھنے والے تمام معزز ممبران اس منصوبے کے تحت بننے والی سڑکوں کے معیار اور افادیت کی گواہی دیں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ حکومت نے ان سڑکوں کے ذریعے زرعی معیشت میں ایک نئے انقلاب کی بنیاد رکھ دی ہے۔ اب تک اس منصوبے پر 67۔ارب 26 کروڑ روپے کی لاگت سے 6698 کلومیٹر طویل شاہرات کی تعمیر و توسیع کی گئی ہے۔ آئندہ مالی سال میں اس منصوبے کے لئے 17۔ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے جس سے مزید 1400 کلومیٹر طویل سڑکوں کی تعمیر و توسیع کی جائے گی۔

41. ہماری دیہی آبادی کا ایک بڑا حصہ اپنی آمدنی اور گزر بسر کے لئے لائیو سٹاک پر انحصار کرتا ہے۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں لائیو سٹاک کے شعبے کے لئے مجموعی طور پر 19۔ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔ لائیو سٹاک کے شعبے میں کئے گئے چند نمایاں اقدامات درج ذیل ہیں:

- رواں مالی سال میں صوبہ بھر کے 7 کروڑ سے زائد چھوٹے اور بڑے جانوروں کی حفاظتی ویکسی نیشن کے 100 فیصد ہدف کو حاصل کیا گیا۔
- کم مالی وسائل کی حامل خواتین کے لئے ایک ارب 66 کروڑ روپے کی مالیت کے مویشیوں کی مفت فراہمی
- محکمہ لائیو سٹاک کی ناقابل استعمال 178 گاڑیوں کی موبائل ویٹرنری ڈسپنسری میں تبدیلی۔ میں سمجھتی ہوں کہ محکمہ لائیو سٹاک کا یہ اقدام دوسرے محکموں کے لئے بھی قابل تقلید ہے۔
- بہاولپور، ڈی جی خان، ساہیوال، ملتان، جھنگ، راولپنڈی، لیہ، بھکر، گوجرانوالہ اور لاہور میں ریفرنس لیبارٹریز کا قیام۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"مک گیا تیرا شو نواز، گو نواز گو شہباز"، جھوٹ ہے، جھوٹ ہے"،

"گرتی ہوئی دیواروں کو ایک دھکا اور دو" اور

"مودی کے یاروں اور وطن کے غداروں کو ایک دھکا اور دو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

42. حکومت پنجاب نے توانائی کے بحران سے نمٹنے کے لئے وزیراعظم محمد نواز شریف کی سربراہی میں انقلابی اور ہنگامی اقدامات کئے۔ گزشتہ سال میں نے بجلی کے جن منصوبوں کا ذکر کیا تھا ان میں بھکھی پاور پلانٹ، ساہیوال کول پاور پلانٹ، حویلی بہادر شاہ اور بلو کی کے مقام پر پاور پلانٹ شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ان تمام منصوبوں سے ان کی مقررہ مدتِ تکمیل سے پہلے ہی بجلی کی پیداوار کا عمل شروع ہو جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ منصوبے بجلی کی طلب اور رسد میں توازن کو بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہوں گے۔ پنجاب میں لگائے جانے والے بجلی کے مختلف نوعیت کے منصوبوں کی مجموعی پیداواری استعداد تقریباً چھ ہزار میگاواٹ ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے

"میاں محمد نواز شریف زندہ باد، میاں محمد شہباز شریف زندہ باد" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "چور چور" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

43. اب میں مختصراً ان منصوبوں کی پیشرفت کے متعلق اس معزز ایوان کو آگاہ کرنا چاہوں گی۔

- ساہیوال کول پاور پراجیکٹ منصوبہ انتہائی برق رفتاری سے پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ یہ منصوبہ پاکستان کی تاریخ میں کوئلے سے چلنے والا توانائی کا سب سے بڑا اور CPEC کے تحت مکمل ہونے والا پاکستان کا پہلا منصوبہ ہے۔ دنیا کی تاریخ میں اس نوعیت کا منصوبہ اتنی قلیل مدت میں کہیں پہ بھی مکمل نہیں کیا جا سکا۔ 180 ارب روپے کی لاگت کا یہ منصوبہ اگلے چند روز میں اپنی مکمل پیداواری استعداد کے مطابق 1320 میگاواٹ بجلی پیدا کرنا شروع کر دے گا۔ اس پاور پلانٹ سے 660 میگاواٹ بجلی گزشتہ ماہ سے نیشنل گرڈ میں شامل کی جا رہی ہے۔ میں یہ بتانا ضروری سمجھتی ہوں کہ اس پاور پلانٹ میں عالمی معیار کے ان تمام ماحولیاتی safeguards کو یقینی بنایا گیا ہے جو مقامی ماحول کو مضر اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے

("مک گیا تیرا شو، گو نواز گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: صدیقی صاحب، صدیقی صاحب پلیز! Order please, Order please.

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

جناب سپیکر!

- اٹھارہ ماہ کی ریکارڈ مدت میں تعمیر ہونے والا بھکھی LNG پاور پلانٹ بھی آئندہ ماہ میں اپنی پوری استعداد یعنی 1180 میگاواٹ کے ساتھ نیشنل گرڈ کو بجلی فراہم کرنا شروع کر دے گا۔
- اس کے علاوہ بلوکی اور حویلی بہادر شاہ کے LNG پاور پلانٹ، سولر، ہائیڈرو، ونڈ پاور اور دیگر منصوبے بھی جلد ہی بجلی کی پیداوار کا آغاز کر دیں گے۔

جناب سپیکر: معزز ممبران حزب اختلاف! اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

جناب سپیکر!

44. حکومت پنجاب نے اپنے سرمائے سے قائداعظم سولر پاور پلانٹ کا منصوبہ تشکیل دے کر سولر انرجی کے شعبے میں نجی سرمایہ کاری کے لئے راہ ہموار کی تھی۔ اس منصوبے کی کامیابی کو دیکھتے ہوئے قائداعظم سولر پارک میں CPEC کے ذریعے چینی سرمایہ کاری کی مدد سے مزید 300 میگاواٹ کا پاور پلانٹ تنصیب کیا جا چکا ہے۔ اسی طرح ترکی کی ایک کمپنی 300 میگاواٹ کے سولر پاور پلانٹ کی تنصیب کے منصوبے پر کام کر رہی ہے۔ حکومت کے اس اقدام سے بجلی کی فی یونٹ قیمت 5.15 سینٹ حاصل کی گئی ہے جو کہ فی یونٹ بجلی کی سستی ترین قیمت ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شیر شیر" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

45. توانائی کے شعبے میں موجودہ حکومت کے یہ عظیم منصوبے اور غیر معمولی اقدامات جہاں بجلی کی طلب اور رسد میں توازن کے ضامن ہیں وہاں ان اقدامات سے بجلی کی فی یونٹ پیداوار کی لاگت میں کمی بھی آئی ہے اور مستقبل میں اس فی یونٹ لاگت میں مزید کمی کی توقع ہے جس کا فائدہ لازمی طور پر صارف کو ہو گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"مردہ باد، مردہ باد" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

46. حکومت پنجاب صنعتی شعبے کی بحالی و ترقی کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہے۔ آئندہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں اس شعبے کے لئے 15۔ ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت پنجاب ایک جامع انڈسٹریل پالیسی بھی ترتیب دے رہی ہے تاکہ اندرونی اور بیرونی سرمایہ کاروں کو صنعتی شعبے میں سرمایہ کاری کے لئے راغب کیا جا سکے۔ ہمارا موجودہ SME سیکٹر توانائی کے بحران کے ساتھ ساتھ financing کی کمی کا بھی شکار تھا۔ اس مقصد کے لئے حکومت پنجاب PSIC کے ذریعے کریڈٹ گارنٹی سکیم اور concessional loaning scheme کا اجراء کر رہی ہے جو SMEs کی فنانسنگ ضروریات کو پورا کرنے میں مددگار ثابت ہوگی۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں اس مقصد کے لئے 3۔ ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔ اس سکیم کے تحت تقریباً 7 ہزار SMEs بنکوں کے ذریعے سرمایہ فراہم کیا جائے گا جس سے صوبہ بھر میں بے روزگاری ختم ہوگی اور روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوں گے۔

جناب سپیکر!

47. ترقی یافتہ ممالک کی انڈسٹریل گروتھ میں ان کے جدید ترین انڈسٹریل زونز کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ قائداعظم اپیرل پارک کا عظیم الشان منصوبہ اسی حقیقت کی عکاسی کرتا ہے۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں ضلع شیخوپورہ میں پندرہ سو ایکڑ اراضی پر قائم کئے جانے والے اس عالمی معیار کے منصوبے کے لئے 4۔ ارب روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔ اس State of the Art منصوبے میں ووکیشنل ٹریننگ سنٹر، واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ اور لیبر کالونی جیسی سہولیات شامل ہیں۔ اس منصوبے کی تکمیل سے گارمنٹس انڈسٹری کو فروغ ملے گا اور عوام کو روزگار کے وسیع مواقع بھی حاصل ہوں گے۔ صنعتی شعبے میں حکومت پنجاب اسی نوعیت کے ایک اور منصوبے "پاک چائنا انڈسٹریل پارک" کے قیام پر بھی غور کر رہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے مسلسل سیٹیاں اور
"گو نواز گو" کی نعرے بازی)
(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "گو چر سی گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

48. حکومت پنجاب نے پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے ذریعے جس وزیراعلیٰ خود روزگار سکیم کا اجراء آج سے چند سال قبل کیا تھا، وہ انتہائی کامیابی سے جاری ہے۔ اس سکیم کے تحت اب تک 30۔ارب سے زائد کے بلا سود قرضہ جات 14 لاکھ 51 ہزار سے زائد افراد میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ مجھے انتہائی خوشی ہے کہ اس سکیم سے استفادہ کرنے والوں میں 6 لاکھ 70 ہزار سے زائد خواتین بھی شامل ہیں۔ اس سکیم کی افادیت کے پیش نظر آئندہ مالی سال کے بجٹ میں اس مقصد کے لئے 2۔ارب روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے مسلسل سیٹیاں اور
"گلی گلی میں شور ہے، پورا ٹبر چور ہے" کی نعرے بازی)
(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"اک واری فیر شیر" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

49. دنیا کے کسی بھی معاشرے میں امن عامہ کو یقینی بنائے بغیر کسی معاشی یا معاشرتی سرگرمی کا تصور ممکن نہیں۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں امن عامہ و انصاف کے لئے مجموعی طور پر تقریباً 198۔ارب روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔ پاکستانی معاشرے کو دہشت گردی کے ناسور سے نجات دلانے کے لئے نیشنل ایکشن پروگرام کے تحت ٹھوس اور مربوط اقدامات کے علاوہ Institutional اور قانونی ریفارمز کی گئیں۔ میں یہاں چند اقدامات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتی ہوں:

- نئے قوانین کے تحت اب تک 21,196 مشتبہ افراد کو قانون کی گرفت میں لایا گیا۔

- انسداد دہشت گردی یعنی CTD ڈیپارٹمنٹ کا قیام عمل میں لایا گیا اور گزشتہ دو برس میں اس ادارے نے 2300 سے زیادہ دہشت گردوں کو گرفتار اور 207 دہشت گرد مختلف مقابلوں میں مارے گئے۔
- پنجاب ایلیٹ فورس کی مکمل Re-vamping، اس کی خصوصی تربیت، ایلیٹ پولیس ٹریننگ سکول میں توسیع اور غیر ملکیوں کی حفاظت کے لئے سپیشل پروٹیکشن یونٹ کا قیام۔
- اسلحہ لائسنسز کی کمپیوٹرائزیشن اور لائسنس ہولڈرز کی بائیو میٹرک تصدیق کا منصوبہ۔
- پراسیکیوشن کے عمل میں کی جانے والی انقلابی ریفارمز کے نتیجے میں 586 افراد کی دہشت گردی کے کیسوں میں conviction۔
- 13,789 مدارس، 63 ہزار مساجد، 2,937 اقلیتی عبادت گاہوں اور 4,200 این جی اوز کو Geo-Tag اور ایک لاکھ سے زائد افغان مہاجرین کی بائیو میٹرک نظام سے شناخت۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"گک گیا تیرا شو نواز، گو نواز گو نواز" کی نعرے بازی)
(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"گو چرسی گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

50. میں یہاں امن وامان کے شعبے میں شروع کئے گئے چند اہم منصوبوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتی ہوں۔ سیف سٹی اتھارٹی کے تحت صوبائی دارالحکومت میں PPIC3 پراجیکٹ پر کام تیزی سے جاری ہے اور 13۔ارب 71 کروڑ روپے کی لاگت کے اس منصوبے کو آئندہ مالی سال کے اوائل میں مکمل کر لیا جائے گا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ گزشتہ برس میں نے یہ اعلان کیا تھا کہ اس منصوبے کا دائرہ کار پنجاب کے مزید چھ بڑے اضلاع تک بھی پھیلا دیا جائے گا۔ میں اس ایوان کو آگاہ کرنا چاہتی ہوں کہ راولپنڈی، گوجرانوالہ، ملتان، بہاولپور، سرگودھا اور فیصل آباد جیسے بڑے شہروں میں سیف سٹی اتھارٹی کے تحت اس منصوبے پر بھی کام کا آغاز کر دیا گیا ہے اور اسے بھی آئندہ مالی سال میں مکمل کر لیا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے آئندہ مالی

سال کے بجٹ میں 45۔ ارب روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔ حکومت پنجاب اس منصوبے کا دائرہ کار پورے پنجاب تک پھیلانے کا ارادہ رکھتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے مسلسل سیٹیاں اور
"گو نواز گو، گو شہباز گو" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"اک واری فیر شیر" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

51. ہماری حکومت نے صدیوں پرانے تھانہ کلچر کو تبدیل کرنے کے لئے گزشتہ برسوں کے دوران بہت سے نتیجہ خیز اقدامات کئے ہیں۔ جدید سوچ اور ٹیکنالوجی کے امتزاج سے محکمہ پولیس کو نئے خطوط پر استوار کیا جا رہا ہے۔ رواں مالی سال کے دوران تھانہ کلچر کی بہتری کے لئے Front Desk متعارف کروائے گئے ہیں جہاں پر خوش اخلاق سول (Non-Police) عملہ عوام الناس کی شکایات کے ازالے کے لئے جدید ترین آئی ٹی سہولیات کے ساتھ موجود ہے۔ پچھلے سال سے اب تک تقریباً تمام تھانوں (716) کو آن لائن کیا جا چکا ہے۔ پولیس کے ہیومن ریسورس میں بہتری کے لئے بھی اقدامات کئے جا رہے ہیں تاکہ Citizen Friendly Police Culture کو فروغ دیا جا سکے۔ اسی مقصد کے لئے پولیس کے نئے یونٹس کی جن میں ایلیٹ، SPU اور ڈولفن شامل ہیں، عالمی معیار کی ٹریننگ اور تربیت کروائی گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے سیٹیاں اور
"گو نواز گو، گو شہباز گو" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"گو چرسی گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

52. یہاں میں پنجاب پولیس کی قربانیوں کا بطور خاص ذکر کرنا چاہوں گی جن کی بے مثال جانبازی نے بلاشبہ سکیورٹی اداروں اور قوم کا سر فخر سے بلند کیا۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ کیپٹن (ریٹائرڈ) احمد مبین (ڈی آئی جی پولیس)، زاہد محمود گوندل (ایس ایس پی)، عوام،

پاک فوج اور سلامتی کے اداروں سے تعلق رکھنے والے ہزاروں شہداء کے درجات بلند فرمائے جن کی شہادتوں اور قربانیوں کے طفیل آج پنجاب کے عوام پر سکون زندگی بسر کر رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

مرے خاک وخوں سے تو نے یہ جہاں کیا ہے پیدا
صلہ شہید کیا ہے تب و تابِ جاودانہ

جناب سپیکر!

53. جدید انفراسٹرکچر پنجاب جیسے وسیع و عریض اور زرعی و صنعتی پس منظر والے صوبے کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ انفراسٹرکچر کی تعمیر و بحالی اس حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ ایک جامع حکمت عملی کے تحت صوبہ بھر میں شاہرات، پلوں اور پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم کو اپ گریڈ کیا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انفراسٹرکچر کے بیسیوں میگا پراجیکٹ زیر تکمیل ہیں جن کو فرداً فرداً یہاں تفصیل سے بیان کرنا ممکن نہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے مسلسل سیٹیاں اور
"مک گیا تیرا شو نواز، گو نواز گو نواز" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"گو چر سی گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

54. آئندہ مالی سال کے بجٹ میں روڈ سیکٹر کے لئے 90۔ارب 64 کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ جس سے پورے پنجاب کے روڈ نیٹ ورک کی تعمیر و بحالی اور توسیع و تزئین کی جائے گی۔ روڈ سیکٹر کے چیدہ چیدہ منصوبے درج ذیل ہیں:

- خانیوال لودھراں شاہراہ کی دورویہ تعمیر اور اس کے علاوہ چوک بیتلا پر پل کی تعمیر
- مظفر گڑھ ڈی جی خان روڈ کی دورویہ تعمیر
- حاصل پور بہاولنگر روڈ کی توسیع و تعمیر نو
- KPRRP فیز V اور VI
- دریائے چناب پر شہباز پور کے مقام پر پل کی تعمیر (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے مسلسل سیٹیاں اور
"گو نواز گو، گو شہباز گو" کی نعرے بازی)
(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"گو چر سی گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

جناب سپیکر!

55. حکومت پنجاب بے روزگاری کے خاتمہ کے لئے "اپنا روزگار سکیم" کے تحت پچاس ہزار بے روزگار نوجوانوں کو گرین کیب فراہم کر چکی ہے۔اس اقدام کی افادیت کے پیش نظر آئندہ مالی سال میں پنجاب کے بے روزگار نوجوانوں کو "اورنج کیب سکیم" کے تحت مزید پچاس ہزار گاڑیاں بلا سود آسان شرائط پر انتہائی شفاف طریقے سے دی جائیں گی۔اس منصوبے پر مجموعی طور پر 35۔ارب روپے کی لاگت آئے گی۔ حکومت پنجاب interest کی مد میں اٹھنے والے تمام اخراجات کو برداشت کرے گی۔

جناب سپیکر!

56. رواں مالی سال میں حکومت پنجاب نے جنوبی پنجاب کے سب سے بڑے شہر ملتان کو 30۔ارب روپے کی لاگت کے جدید ترین میٹرو سسٹم کا تحفہ پیش کیا۔آئندہ مالی سال میں فیصل آباد میں بھی میٹرو منصوبے کا سنگ بنیاد رکھا جائے گا۔اسی طرح پنجاب کے بڑے اور درمیانے شہروں میں سپیڈو بس سسٹم کا بھی مرحلہ وار اجراء کیا جا رہا ہے۔ میں یہاں لاہور میٹرو ٹرین منصوبہ کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتی ہوں۔165۔ارب روپے کی لاگت کے اورنج لائن ٹرین لاہور کے منصوبے کا تقریباً 70 فیصد تعمیراتی کام مکمل کیا جا چکا ہے۔ یہ منصوبہ بھی ہمارے دیگر میگا پراجیکٹس کی طرح پوری برق رفتاری سے اپنی تکمیل کی طرف رواں دواں تھا کہ عدالتی حکم کی وجہ سے حکومت کو تقریباً ایک برس پہلے اس کے بعض حصوں پر کام روکنا۔ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ عوامی فلاح کے اس منصوبے کی تکمیل میں عدالتی کارروائی کے ذریعے رکاوٹیں پیدا کرنے والوں میں ہمارے ایسے کرم فرما بھی شامل ہیں جو عوام کے ووٹوں کے طفیل اس ایوان میں تشریف فرما ہیں۔ میں اس معزز

ایوان کو یقین دلاتی ہوں کہ عدالتی فیصلے کی صورت میں اس منصوبے پر کام کے دوبارہ آغاز میں ایک بھی لمحہ ضائع نہیں کیا گیا اور منصوبے میں پہلے سے ہونے والی تاخیر کا ازالہ بھی کر لیا جائے گا۔ میں یہاں پر برادر ملک چین کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جس نے اس منصوبہ کے لئے اپنی مالی اور تیکنیکی معاونت مہیا کی۔ آئندہ مالی سال میں اس منصوبے کے لئے چینی ایگزم بنک 94۔ارب روپے کے وسائل فراہم کرے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف مسلسل سیٹیاں بجاتے رہے)

جناب سپیکر!

57. نوجوان اس ملک کا سب سے قیمتی سرمایہ ہیں۔ حکومت پنجاب ایک طرف تو نوجوانوں کی ذہنی صلاحیتوں کو جلا بخشنے کے لئے لیپ ٹاپ کی تقسیم، بیرون ملک مطالعاتی دورے، دنیا کی بہترین یونیورسٹیوں میں سکالر شپ کے مواقع پر جیسے انقلابی اقدامات کر رہی ہے تو دوسری طرف نوجوانوں میں صحت مندانہ سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لئے سپورٹس سٹیڈیم، کھیل کے میدان اور جمنیزیم کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ سپورٹس اور امور نوجواناں کے لئے 8۔ارب 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"چور چور" کی مسلسل نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"شیر شیر" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

58. آج سے چند سال قبل کون یہ کہہ سکتا تھا کہ پنجاب کے عوام پٹواری جیسے صدیوں پرانے فرسودہ نظام سے چھٹکارا حاصل کر سکیں گے۔ مجھے فخر ہے کہ آج پنجاب لینڈ ریکارڈ اتھارٹی ایک جامع اور مربوط کمپیوٹرائزڈ نظام کے ساتھ صوبہ بھر کے عوام کی خدمت میں مصروف عمل ہے۔ عوام کی دیہی اراضی کی خرید فروخت اور ریکارڈ کے حصول کے لئے اب پٹواریوں کے در پر حاضری نہیں دینی پڑتی۔ اسی طرح حکومت کا ایک اور انقلابی قدم ای۔خدمت مراکز کا قیام ہے جہاں پر ایک ہی چھت تلے 17 بنیادی سروسز جن میں شناختی کارڈ، ڈومیسائل، ڈرائیونگ لائسنس، کریکٹر اور برتھ سرٹیفکیٹ وغیرہ کا حصول جیسی اہم سہولیات

میسر ہیں۔ آئندہ مالی سال میں ای۔ خدمت مراکز پنجاب کے ہر ضلع میں قائم کر دیئے جائیں گے۔ میں یہاں E-Stamping کے مثالی منصوبے کا بھی ذکر کرنا ضروری سمجھتی ہوں۔ جس سے ایک طرف تو حکومتی وسائل میں خاطر خواہ اضافہ ہوا تو دوسری طرف جعلی اشٹام پیپر کی فروخت اور اس سے پیدا ہونے والے گھمبیر مسائل سے عوام کو چھٹکارا حاصل ہوا۔ آئندہ مالی سال میں پڑھے لکھے بے روزگار نوجوانوں کو ایک باوقار روزگار دینے کے لئے صوبہ بھر میں 40 ای۔ روزگار سنٹرز کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے۔ جہاں سالانہ دس ہزار طلباء کو آن۔لائن روزگار کے حصول کی تربیت دی جائے گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو نواز گو، گو شہباز گو" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"شیر شیر" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

جناب سپیکر!

59. مسلم لیگ (ن) کی حکومت سے قبل جنوبی پنجاب کے عوام سے روا رکھے گئے سلوک سے کون واقف نہیں۔ یہ داستان جتنی طویل ہے اتنی دردناک بھی۔ جنوبی پنجاب کے عوام کے حقوق کے نعرے پر بڑے بڑے عہدوں پر پہنچنے والے سیاستدانوں نے اقتدار کے حصول کے بعد اس خطے کی عوام کو جس طرح فراموش کیا میں اس کی تفصیل میں جانا مناسب نہیں سمجھتی۔ اس خطے کی پسماندگی کو دور کرنے اور ماضی میں لگائے گئے زخموں پر مرہم رکھنے کے لئے جو اقدامات وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اپنے گزشتہ اور موجودہ دور حکومت میں کئے ان کا اعتراف ہمارے ناقدین بھی کرنے مجبور ہیں۔ حکومت پنجاب کی انہی کاوشوں کے نتیجے میں وہ جنوبی پنجاب جو کبھی بنیادی سہولیات کی غیر موجودگی، انفراسٹرکچر کی تباہ حالی اور معاشی و معاشرتی زبوں حالی کا نشان تھا، آج ترقی کے سفر میں وسطی اور شمالی پنجاب کے ہم قدم دکھائی دیتا ہے۔ ملتان میں بننے والی جدید ترین میٹرو ہو یا مظفر گڑھ کا State of the Art گورنمنٹ طیب اردگان ہسپتال، کیڈٹ کالجز، دانش سکولوں اور یونیورسٹیوں کا

قیام ہو یا جنوبی پنجاب کی لاکھوں طالبات کے لئے ایک ہزار روپے ماہانہ، وظیفہ، اربوں روپے مالیت کے شاہراہوں کی تعمیر کے منصوبے ہوں یا صاف پانی اور آبپاشی کے میگا پراجیکٹس، یہ سب منصوبے جنوبی پنجاب کے لئے مسلم لیگ (ن) کی پنجاب حکومت کی ترقی کی ترجیحاتی حکمت عملی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"جھوٹے جھوٹے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

60. پنجاب حکومت متوازن ترقی پر یقین رکھتی ہے اور نسبتاً کم ترقی یافتہ علاقوں کے ترقی کے لئے خصوصی اقدامات کو اپنا فرض سمجھتی ہے۔ چنانچہ حکومت نے صوبے میں Regional Development Programme کے آغاز کا فیصلہ کیا ہے۔ اس پروگرام کا بنیادی مقصد پنجاب کے پسماندہ اضلاع میں ان کی مقامی ضروریات کے مطابق مختلف نوعیت کے منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ آئندہ مالی سال میں اسی پروگرام کے لئے 5۔ارب روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گلی گلی میں شور ہے موٹو گینگ چور ہے" کی نعرے بازی)
(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"شیر شیر" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

61. جیسا کہ میں عرض کر چکی ہوں کہ وسائل سے محروم یعنی Marginalized طبقے کو زندگی کی بنیادی سہولیات کی فراہمی ہمارا مشن ہے۔ پنجاب سوشل پروٹیکشن اتھارٹی کا قیام اسی مشن کی تکمیل کے لئے عمل میں لایا گیا ہے۔ اس اتھارٹی کے تحت خصوصی افراد اور مستحق فنکاروں کے لئے خدمت کارڈ کا اجراء، بھٹوں پر کام کرنے والے 80 ہزار سے زائد معصوم محنت کشوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کے لئے وظائف خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ چائلڈ پروٹیکشن بیورو بھی مکمل طور پر ایک فعال ادارہ بن چکا ہے جس کا مقصد ان معصوم بچوں کو جو کسی بھی وجہ سے معاشرے کی ستم ظریفی کا شکار ہو چکے ہیں، معاشرے کا مفید

رکن بنانا ہے۔ سماجی بہبود بنیادی طور پر ایک بہت وسیع موضوع ہے۔ میں یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں کہ ہر وہ حکومتی قدم جس کا مقصد معاشرے کے Marginalized طبقوں کو سر اٹھا کر معاشرے کا مفید رکن بنایا جانا ہے، وہ سماجی بہبود کی تعریف میں شامل ہے۔ اس میں چاہے میٹرو بس سسٹم پر سفر کرنے والے عوام کے لئے سبسڈی ہو یا شہروں میں آٹے کی قیمت کو کم ترین سطح پر رکھنے کے لئے دی جانے والی سبسڈی ہو، مزدور طبقے کے بچوں اور بچیوں کے لئے تعلیمی وظائف اور میرج گرانٹ ہو یا سستے رمضان بازاروں کا قیام ہو، یہ تمام اقدامات بنیادی طور پر معاشرے کے کم وسائل رکھنے والے طبقوں کے لئے لائف لائن کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مجموعی طور پر سماجی تحفظ اور Pro-poor اقدامات کے لئے رواں مالی سال میں 158۔ارب روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔ (شور وغل)

جناب سپیکر!

62. خواتین کی ترقی و بہبود کو یقینی بنائے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اور کسی قوم کے تہذیب یافتہ ہونے کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے کمزور طبقات بالخصوص عورتوں، بچوں، بزرگوں اور اقلیتوں کے ساتھ کیا سلوک روا رکھتی ہے۔ خواتین کی ترقی کے لئے جو کاوشیں حکومت پنجاب نے کی ہیں میں اب ان کا مختصراً ذکر کرنا چاہوں گی۔

- معاشرتی تحفظ کی فراہمی کے لئے خصوصی مرکز برائے تحفظ نسواں ملتان کا قیام۔
- ورکنگ وومن کے بچوں کے لئے 75 ڈے کیئر سنٹرز کا قیام۔
- وراثت میں حق دہی کا یقینی بنایا جانا۔
- پنجاب ورکنگ وومن انڈومنٹ فنڈ کا قیام۔
- جامع صوبائی جینڈر پالیسی کی تشکیل۔
- وزیر اعلیٰ خود روزگار سکیم کے تحت 6 لاکھ 70 ہزار سے زائد خواتین کو ذاتی کاروبار شروع کرنے کے لئے بلا سود چھوٹے قرضوں کی فراہمی اور
- خواتین کو اپنا کاروبار شروع کرنے کے لئے آٹھ شہروں میں چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری میں وومن بزنس incubation سنٹر (WBIC) اور "ون سٹاپ" پلیٹ فارم کا قیام بھی حکومتی اہداف میں شامل ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "مک گیا تیرا شو نواز گو نواز، گو نواز" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"شیم شیم" کی آوازیں)

جناب سپیکر!

63. حکومت پنجاب نے خصوصی بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے پچھلے سال کے میزانیہ میں کئی اقدامات کا اعلان کیا تھا۔ چنانچہ اس اعلان کے مطابق ملتان میں گورنمنٹ ڈگری کالج سپیشل ایجوکیشن کا قیام عمل میں آ چکا ہے۔ گوجرانوالہ اور راولپنڈی میں خصوصی طالبات کے لئے سیکنڈری سکول قائم کئے جا چکے ہیں۔ متعدد سکولوں کو اپ گریڈ کر دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ Inclusive Education کی حوصلہ افزائی بذریعہ خصوصی پراجیکٹ کی جا رہی ہے تاکہ سپیشل بچے عام بچوں کے سکولوں میں تعلیم حاصل کریں اور کسی بھی وجہ سے حوصلہ شکنی کا شکار نہ ہوں۔ ہسپتالوں، کام کی جگہوں اور دیگر عوامی مقامات پر سپیشل افراد کے لئے سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں۔ حکومت سپیشل افراد کو یکساں طور پر معاشرے کے مفید شہری بنانے کے لئے پوری طرح پر عزم ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو نواز گو" کی نعرے بازی)
(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"شیم شیم" کی آوازیں)

جناب سپیکر!

64. حکومت پنجاب مزدور اور محنت کش طبقے کو ان کا حق دلانے کے لئے کوشاں ہے۔ میں انتہائی خوشی سے یہ اعلان کرتی ہوں کہ حکومت پنجاب نے صوبے میں مزدوروں کی کم از کم تنخواہ پندرہ ہزار روپے مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس فیصلے کے بعد حکومت پنجاب کے مختلف اداروں میں ڈیلی ویجز پر کام کرنے والے کارکنوں کا ماہانہ معاوضہ بھی پندرہ ہزار روپے سے کم نہیں ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ لیبر قوانین کا مؤثر اطلاق، جبری مشقت کا خاتمہ، صحت مند ٹریڈ یونین سرگرمیوں کا فروغ اور تعلیمی و طبی سہولتوں میں اضافہ، ٹرانسپورٹ، شادی گرانٹ، بچوں کے لئے تعلیمی وظائف وغیرہ ہماری اولین ترجیحات میں سے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
سیٹیاں بجاکر شور وغل کیا گیا)

جناب سپیکر!

65. ہمارا یقین ہے کہ اقلیتوں کو تحفظ اور حقوق فراہم کئے بغیر کوئی بھی ریاست حقیقی معنوں میں جدید اور مہذب ریاست نہیں کہلا سکتی۔ پاکستان کا آئین بھی اس حوالے سے بڑا واضح ہے۔ حکومت پنجاب نے مالی سال 14-2013 سے اب تک مجموعی طور پر 3۔ارب 42 کروڑ روپے کی رقم اقلیتی برادری کی بہبود کے لئے مختص کی تھی۔آئندہ مالی سال کے بجٹ میں مزید ایک ارب 16 کروڑ روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔اس کے ذریعے اقلیتی آبادی پر مشتمل علاقوں کے لئے شہری سہولیات کی فراہمی اور اقلیتی عبادت گاہوں کی تزئین وآرائش اور قبرستانوں کی بحالی کی جائے گی۔یہاں میں اس بات کا اعادہ کرنا چاہوں گی کہ مزید وسائل کے ذریعے پہلے سے جاری اقدامات جیسے اقلیتی طلباء وطالبات کے لئے تعلیمی وظائف کا اجراء، سرکاری ملازمتوں میں پانچ فیصد خصوصی اقلیتی کوٹا، سستے کرسمس بازار، سکھ وہندو برادری کے لئے مذہبی تہوار پر سہولیات، عبادت گاہوں کی سلامتی اور کسی بھی قسم کے مذہبی امتیاز سے پاک ماحول کی فراہمی کے لئے حکومت اسی تسلسل سے کام کرتی رہے گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے جندال کا جو یار ہے غدار ہے،
غدار ہے اور مودی کا جو یار ہے غدار ہے، غدار ہے کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے شیم، شیم کی آوازیں)

جناب سپیکر!

66. پنجاب حکومت کی ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ نئے ٹیکس لگانے کی بجائے ٹیکس دہندگان کی تعداد میں اضافہ کیا جائے اور محصولات کے مجموعی نظام کو بدعنوانیوں اور بے قاعدگیوں سے پاک کیا جائے۔ صوبے کے عوام پر ناروا بوجھ ڈالے بغیر حکومتی وصولیوں میں خاطر خواہ اضافہ کرکے ترقیاتی سرگرمیوں کے لئے اضافی فنڈز مہیا کئے جا سکیں۔ صرف ایک مثال کے طور پر میں یہاں محکمہ معدنیات کے نان ٹیکس ریونیو میں اضافے کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گی۔ معدنیات کی نیلامی کا نظام گزشتہ کئی دہائیوں سے انتہائی بااثر مافیا کے زیر تسلط تھا جس نے اس شعبے میں لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر حکومت پنجاب کی

تشکیل کی گئی حکمت عملی کے نتیجے میں صرف ایک سال کے عرصے میں نیلامیوں کی رقم جو پیشتر ازیں صرف 3۔ ارب روپے تھی 10۔ ارب روپے تک جا پہنچی۔ اس ضمن میں وزیر قانون کی سربراہی میں معدنیات کی کابینہ کمیٹی کی کاوشیں انتہائی قابل تحسین ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف سپیکر ڈائس کے سامنے کھڑے ہو کر مسلسل سیٹیاں بجاتے اور نعرے لگاتے رہے)

جناب سپیکر!

67. میں انتہائی خوشی سے یہ اعلان کرتی ہوں کہ حکومت پنجاب نے GST on Construction Services پر سیلز ٹیکس کی شرح 16 فیصد سے گھٹا کر 5 فیصد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس سے پنجاب میں تعمیراتی صنعت مزید grow کرے گی۔ اسی طرح حکومت پنجاب نے نئی کاروباری فرموں کے لئے ہر قسم کی رجسٹریشن فیس ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ان اقدامات سے صوبہ بھر میں سرمایہ کاری کو فروغ حاصل ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

68. پنجاب حکومت آئندہ مالی سال میں 25۔ارب روپے مالیت کے انوسٹمنٹ بانڈ جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ مارکیٹ میں خرید و فروخت کے ساتھ ساتھ ان بانڈز میں اداروں اور عوام الناس کو بھی سرمایہ کاری کی اجازت ہو گی۔ ان بانڈز کے اجراء اور ان سے حاصل ہونے والی رقوم کے ترقیاتی کاموں پر خرچ ہونے سے ملک میں بچت (savings) اور سرمایہ کاری (انوسٹمنٹ کو فروغ ملے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

69. سرکاری ملازمین حکومتی مشینری کا اہم ترین ستون ہیں۔ حکومت نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں ایڈہاک الاؤنس 2010 کو ضم کرنے کے بعد 10 فیصد اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کی پنشن بھی 10 فیصد کی شرح سے بڑھائی جا رہی ہے۔ اسی طرح سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور الاؤنسز کا ایک جامع review کرنے کے لئے حکومت پنجاب ایک Pay Commission کے قیام کا بھی اعلان کرتی ہے۔ یہ کمیشن تمام

شعبہ جات کا جامع review کر کے اگلے بجٹ کے لئے تنخواہوں اور الاؤنسز کے حوالے سے اپنی تجاویز حکومت کو پیش کرے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

70. میرے لئے یہ امر باعث خوشی ہے کہ میں نے اپنی حکومت کا پانچواں اور انتہائی اہم بجٹ پیش کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ بلاشک وشبہ یہ میزانیہ اور پچھلے تمام بجٹ عوام دوست، متوازن اور ترقیاتی رہے۔ میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں کابینہ کے اراکین کی، محکمہ خزانہ، محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے افسران اور ماتحت عملہ کی جنہوں نے دن رات سخت محنت کر کے اس بجٹ کو حتمی شکل دی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

71. میں یہاں پر حکومت پنجاب کی ترقیاتی حکمت عملی اور احسن حکمرانی کا حوالہ دیتے ہوئے خادم پنجاب کے عزم کو سلام پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے انتھک محنت، خلوص اور درد دل کے ساتھ پنجاب کی خدمت کی نہ صرف نئی روایات قائم کیں بلکہ ان کو نئی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ انہوں نے مزدوری کرتے معصوم بچوں کے ہاتھوں میں اینٹ پتھر کی بجائے کتابیں تھما دیں۔ نوجوانوں کی آنکھوں میں نئے خواب سجا دیئے۔ طالب علموں کو روشن مستقبل کی امید دی۔ اقلیتوں کو تحفظ اور مساوات کا یقین دلایا۔ خواتین کے حقوق کے لئے خصوصی قانون سازی اور ترجیحی برتاؤ کو رواج دیا۔ تعمیر و ترقی کی نئی رفتار اور نئے معیار متعارف کروائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

72. پنجاب کی قیادت اور پنجاب کے عوام محبت اور خلوص کے دو طرفہ رشتوں میں بندھے ہوئے ہیں۔ ان ناقابل شکست رشتوں کی بنیادیں خدمت کے ایک طویل سفر سے وابستہ ہیں۔ عوام کھوٹے کھرے میں تمیز کرنا جانتے ہیں۔ انہیں اپنے محسنوں کی بھی خبر ہے اور وہ ان سیاستدانوں کے چہرے بھی اچھی طرح پہچانتے ہیں جو دھرنوں اور لاک آؤٹس کے ذریعے افراتفری اور انتشار پھیلا کر پاکستان کی ترقی کا سفر کھوٹا کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ عوام آنے والے انتخابات میں بھی اسی جوش و جذبے کے ساتھ اپنا ووٹ اندھیروں کی بجائے

روشنی، پسماندگی کی بجائے ترقی، بدامنی کی بجائے امن و سکون اور آمریت کی بجائے جمہوریت کے حق میں استعمال کریں گے، جس کا مظاہرہ وہ گزشتہ انتخابات میں کر چکے ہیں۔

خدا کرے کہ مری ارض پاک پر اترے
وہ فصل گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے، وہ کھلا رہے برسوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو
خدا کرے کہ مرے اک بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو زندگی وبال نہ ہو

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور ہمارے پاک وطن کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

پاکستان پائندہ باد

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ وہ گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 پیش کریں۔

گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 کا ایوان میں پیش کیا جانا

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 پیش کر دیا گیا ہے۔ اب وزیر خزانہ گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 پیش کریں۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 کا ایوان میں پیش کیا جانا

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 پیش کر دیا گیا ہے۔

مسودہ قانون

(جو پیش ہوا)

مسودہ قانون مالیات پنجاب2017

MR SPEAKER: Now, Minister for Finance may introduce the Punjab Finance Bill 2017.

MINISTER FOR FINANCE ***(Dr Ayesha Ghaus Pasha):*** Mr Speaker! I introduce the Punjab Finance Bill 2017.

MR SPEAKER: The Punjab Finance Bill 2017 has been introduced in the House.

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ معزز ممبران کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ سوموار مورخہ 5۔جون 2017 سے سالانہ بجٹ پر عام بحث کا آغاز ہوگا۔ عام بحث کے لئے پانچ یوم مورخہ 5، 6، 7، 8 اور 9۔جون 2017 مختص کئے گئے ہیں۔ آخر میں محترمہ وزیر خزانہ بجٹ پر عام بحث کو wind up کریں گی۔ جو ممبران بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کا اندراج سیکرٹری اسمبلی کے پاس مع تاریخ بھجوادیں۔ اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 5۔جون 2017 دن 11:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2017

سوموار،5-جون 2017

(یوم الاثنین،9-رمضان المبارک1438ھ)

سولھویں اسمبلی: تیسواں اجلاس

جلد 30: شمارہ 2

57

ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(12)/2013/1610. Dated: 3rd June, 2017. Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **Sardar Sher Ali Gorchani**, ***Deputy Speaker***, Provincial Assembly of the Punjab, shall act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with immediate effect, vice **Rana Muhammad Iqbal Khan**, ***Speaker***, Provincial Assembly of the Punjab, who has assumed office of the Acting Governor on 3rd June, 2017 (A.N.).

RAI MUMTAZ HUSSAIN BABAR
Secretary

59

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ5۔جون2017

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 پر عام بحث

61

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

سوموار، 5۔جون 2017

(یوم الاثنین، 9۔رمضان المبارک 1438ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر 12.00 بجے زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری خالد عثمان علوی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

هٰۤاَنۡتُمۡ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلۡتُمۡ عَنۡهُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۟ فَمَنۡ یُّجَادِلُ اللّٰهَ
عَنۡهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ اَمۡ مَّنۡ یَّكُوۡنُ عَلَیۡهِمۡ وَكِیۡلًا (109) وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ
سُوۡٓءًا اَوۡ یَظۡلِمۡ نَفۡسَهٗ ثُمَّ یَسۡتَغۡفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا (110)
وَمَنۡ یَّكۡسِبۡ اِثۡمًا فَاِنَّمَا یَكۡسِبُهٗ عَلٰی نَفۡسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیۡمًا
حَكِیۡمًا (111)

سورة النِّسَاء آیات 109 تا 111

بھلا تم لوگ دنیا کی زندگی میں تو ان کی طرف سے بحث کر لیتے ہو قیامت کو ان کی طرف سے اللہ کے ساتھ کون جھگڑے گا اور کون ان کا وکیل بنے گا؟ (109) اور جو شخص کوئی بُرا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر لے پھر اللہ سے بخشش مانگے تو اللہ کو بخشنے والا اور مہربان پائے گا (110) اور جو کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کا وبال اسی پر ہے اور اللہ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (111)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

یہ دنیا اِک سمندر ہے مگر ساحل مدینہ ہے
ہر اِک موج بلا کی راہ میں حائل مدینہ ہے
زمانہ دھوپ ہے اور چھاؤں ہے بس ایک بستی میں
یہ دنیا جل کے بجھ جاتی مگر شامل مدینہ ہے
مدینے کے مسافر تجھ پہ میرے جان و دِل قرباں
تیری آنکھیں بتاتی ہیں تیری منزل مدینہ ہے
کرم کتنا ہے فخری ان کی ذاتِ پاک کا مجھ پر
میں اتنی دُور ہوں لیکن مجھے حاصل مدینہ ہے

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 پر عام بحث

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 پر بحث شروع کرتے ہیں اور واضح رہے کہ یہ بحث مورخہ 8۔جون 2017 تک جاری رہے گی۔ میری کوشش ہو گی کہ ہر ممبر کو بات کرنے کا موقع ملے تاہم ممبران سے گزارش ہے کہ کم سے کم وقت میں اپنی بات مکمل کریں۔ جو معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں، اگر وہ اپنے نام بحث کے لئے نہیں بھجوا سکے تو وہ اپنے نام مع تاریخ سیکرٹری اسمبلی کو بھجوادیں۔ اب ہم بحث کا آغاز کرتے ہیں اور میں میاں محمود الرشید کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بحث کا آغاز کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہاں پر وزیر خزانہ ہیں اور نہ ہی پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں تو بحث کا آغاز کیسے کریں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں محمود الرشید نے آغاز کرنا ہے۔یہاں پارلیمانی سیکرٹری اور منسٹر بھی موجود ہیں لیکن آپ کون سے منسٹر کی بات کر رہی ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! محترمہ فائزہ احمد ملک نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے یہ انتہائی valid point ہے۔ اگر یہاں پر پارلیمانی سیکرٹری اور وزیر خزانہ موجود نہیں ہیں تو میں speech نہیں کروں گا۔ اگر قائد حزب اختلاف کی speech پر وزیر خزانہ نہیں آ سکتیں تو آپ اس اجلاس کو postpone کر دیں یا کوئی اور کارروائی کر لیں۔ میرے خیال میں اسمبلی کے سیشن کی یہ توہین ہے۔

معاون خصوصی برائے وزیر اعلیٰ (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! وہ آ رہی ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہاں سال میں ایک دفعہ بجٹ پیش ہوتا ہے اور سال میں ایک دفعہ ممبران اسمبلی کو کھل کر بات کرنے کا موقع ملتا ہے تو سال میں اگر ایک دفعہ محترمہ وزیر خزانہ تشریف نہیں لا سکتیں تو میرا نہیں خیال کہ اس کا کوئی فائدہ ہو؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کی بات ریکارڈ کی جا رہی ہے اور آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بالکل بھی نہیں۔ ہم احتجاج کریں گے اور اپوزیشن کے طور پر ہم باہر بیٹھیں گے کیونکہ جب تک محترمہ وزیر خزانہ اس معزز ایوان میں تشریف نہیں لاتیں تو میں اپنی بحث کا آغاز نہیں کروں گا۔

معاون خصوصی برائے وزیر اعلیٰ (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! محکمہ کے آفیسرز گیلری میں موجود ہیں اور میں خود بھی ان کے points note کرنے کے لئے بیٹھا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ کو اس ایوان میں آنا چاہئے اور اگر وہ آئیں گی تو میں اپنی بحث کا آغاز کروں گا۔ I am sorry

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! بات یہ ہے کہ آپ تھوڑا انتظار کر لیں اور کوئی ایسا issue نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر محترمہ وزیر خزانہ معزز ایوان میں تشریف لے آئیں)

محترمہ وزیر خزانہ ایوان میں تشریف لے آئی ہیں۔ میاں صاحب! آپ تو آغاز میں ہی جذباتی ہو گئے اور آپ نے ابھی speech بھی کرنی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ---

معاون خصوصی برائے وزیر اعلیٰ (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میاں صاحب نے issue بنانا تھا اور وہ انہوں نے بنا لیا حالانکہ منسٹر صاحبہ اسمبلی میں موجود تھیں۔ اس وقت ایوان میں بھی آ گئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! اپنی بات شروع کریں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نہیں۔ بھٹی صاحب! ابھی آپ تشریف رکھیں کیونکہ میں نے floor میاں صاحب کو دیا ہوا ہے۔ آپ کا نام میرے پاس note ہے اور ان کے بعد آپ کی بات سنی جائے گی۔ جی، میاں صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں نے تقریر نہیں کرنی بلکہ صرف پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نہیں۔ میاں صاحب کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! شکریہ۔ دو دن پہلے محترمہ وزیر خزانہ نے بجٹ پیش کیا اور ہم خواہش کے باوجود سکون سے ان کی بجٹ تقریر کو نہیں سن سکے اور احتجاج پر مجبور ہوئے۔ کیوں؟

جناب سپیکر! پچھلے چار سال سے اپوزیشن کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا گیا، پچھلے چار سالوں میں اربوں کھربوں روپے کے ترقیاتی منصوبے آپ نے announce کئے اور آپ نے منتخب ممبران کی disposal کے اوپر اربوں روپے کی سکیمیں دیں۔ کیا اپوزیشن کے یہ لوگ عوام کا mandate لے کر اس ایوان تک نہیں پہنچے، ان کا جرم یہ ہے کہ ان کا تعلق حکومتی جماعت کے ساتھ نہیں ہے؟ ہم مجبور ہوئے کہ وزیر اعلیٰ نے اس اسمبلی کے پہلے سیشن کے اندر یہاں پر ہمیں یقین دلایا اور کہا کہ میں اپوزیشن کے ساتھ مساوی سلوک کروں گا اور ان کے ساتھ مشاورت لیتے ہوئے انہیں ساتھ لے کر چلوں گا۔

جناب سپیکر! پچھلے چار سال کے دوران ہم نے ساٹھ سے زائد پرائیویٹ بل پیش کئے لیکن ایک کو بھی اسمبلی کے اندر نہیں آنے دیا۔ سپیکر صاحب نے اپنے چیمبر میں technicality کا سہارا لیتے ہوئے انہیں kill کر دیا اور ہمارا ایک بھی بل اس ایوان میں نہیں آ سکا۔ ہزاروں تحاریک التوائے کار جن میں سے چند سو یہاں سے پاس بھی ہوئیں لیکن کسی ایک کے اوپر عملدرآمد مجھے بتادیں کہ یہ تحریک التوائے کار اپوزیشن کی طرف سے تھی اور یہ عملدرآمد کا اس کے اوپر ریکارڈ ہے؟

جناب سپیکر! جب آپ کا رویہ یہ ہو گا اور جب حکمران جماعت کا رویہ یہ ہو گا تو ہم مجبور ہوں گے، ہمیں یہاں پر کسی نے ووٹ دے کر بھیجا ہے، ہم بھی اپنے حلقے کے لوگوں کے سامنے، عوام کے سامنے جوابدہ ہیں۔ جن لوگوں نے ہمیں ووٹ دیا ہے وہ اسی پنجاب کے باسی ہیں اور یہاں کے شہری ہیں تو پھر ہمارے اس mandate کی اور عوام کے اس mandate کی توہین کیوں کی گئی ہے؟ اسی لئے اپوزیشن کی تمام پارلیمانی جماعتوں نے بیٹھ کر فیصلہ کیا کہ ہمارے ساتھ جو رویہ ہے وہ انتہائی سوتیلا اور steply treatment ہے، بار بار کے احتجاج اور یقین دہانیوں کے باوجود کوئی اس میں فرق واقع نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! کاش! وزیر اعلیٰ پنجاب جو اپنی زندگی کے اقتدار کی لمبی ترین اننگز کھیل رہے ہیں تو وہ اس گھسے پٹے رٹّے سے ہٹ کر ایک نئے جمہوری کلچر کو فروغ دیتے۔ یہ اپوزیشن کے منتخب لوگ ہیں، جمہوریت کی spirit کے مطابق ان کو ساتھ لے کر چلتے تو ہم بھی پرسوں بیٹھ کر اس speech کو سنتے اور جو اچھے کام تھے ان کی داد دیتے، ڈیسک بجاتے لیکن وہ وقت نہیں آنے دیا گیا۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے وژن کی بات کرتے ہیں اور سپیڈ کی بات کرتے ہیں لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے چڑیا کا دل پایا ہے۔ اگر اعلیٰ ظرفی اور بڑے دل کا مظاہرہ کرتے ہوئے، ایک سپورٹس مین سپرٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور ایک جمہوری ایوان کے قائد ایوان بنتے ہوئے اگر سب کو ساتھ لے کر چلتے تو شاید بہتر حالات پیدا ہوتے۔

جناب سپیکر! یہاں پر بہت بات ہوئی کہ سارے صوبوں سے تاریخ کا سب سے بڑا 1970۔ارب روپے کا بجٹ ہے۔ آج میں صبح جب گھر سے نکلا تو ٹی وی پر چل رہا تھا، مجھے سندھ کی حکومت سے کوئی پیار نہیں ہے، ان کی بہت بُری کارکردگی ہو گی لیکن ان کا بجٹ 1045۔ارب روپے کا ہے۔ ہماری 63 فیصد آبادی ہے اور ہم 1970۔ارب روپے لگا رہے ہیں جبکہ وہ 20 فیصد کا صوبہ ہے اور تقریباً 1050۔ارب روپے لگا رہے ہیں تو volume کس کا بڑا ہوا؟ یہ ایسے jugglery الفاظ، سستی شہرت کے طریقے اور جس بھونڈے انداز سے آج اخبارات کے اندر اشتہارات دیئے ہوئے ہیں کہ ہم نے یہ کر دیا، جنوبی پنجاب میں ایسے کر دیا اور شمالی پنجاب میں ایسے کر دیا تو میرا یہ خیال ہے کہ اگر حقیقت کو سامنے رکھیں۔

جناب سپیکر! یہ میں نے پچھلی دفعہ بھی عرض کیا تھا لیکن مسلسل پچھلے دو تین سالوں کی توجہ کے باوجود پری بجٹ سیشن یہاں پر ہوا، ہم نے تجاویز بھی دیں اور اس میں سب سے اہم تجویز یہ تھی کہ آپ بجٹ کی preparation کے لئے ذمہ داری پنجاب اسمبلی کے ایوان کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کے سپرد کریں کیونکہ وہ ایک constitutional forum ہے۔ آپ نے اگر ایم پی ایز کو کچھ task نہیں دینا، ہم کہتے ہیں کہ کورم پورا نہیں ہوتا تو بھئی کورم کیسے پورا ہو گا؟ جب کچھ لینا دینا ہی نہیں ہے اور حکومتی بنچز کے تین سو تین سو ممبران اسمبلی نے آ کر حاضری لگوانی ہے، شکل دکھانی ہے اور چلے جانا ہے، جب ان کی participation بجٹ کے اندر، معاملات کے اندر، Governance کے اندر، حکومت سازی کے اندر اور پلاننگ کے اندر نہیں ہے تو وہ کیا دلچسپی لیں گے؟

جناب سپیکر! میں نے پچھلی دفعہ پری بجٹ تقریر میں بھی یہ عرض کی تھی کہ اگر سٹینڈنگ کمیٹیوں کو empower کریں، یہ ڈپٹی سیکرٹریوں کو، سیکشن افسروں، میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ توقع رکھتا تھا کہ اس کو چیلنج سمجھتے ہوئے ایک democratic system کے اندر جو ایک true spirit ہے، دنیا میں جہاں کہیں بھی پارلیمانی جمہوریت ہے وہاں ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کی اہمیت وزراء سے بھی زیادہ ہے لیکن یہاں ماشاء اللہ سال میں ایک دفعہ شاید کسی سٹینڈنگ کمیٹی کا اجلاس ہوتا ہے۔ اگر ہم یہی بجٹ دسمبر یا جنوری میں اپنی ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کے سپرد کرتے اور انہیں ایجوکیشن، ہیلتھ، لاء اینڈ آرڈر اور اسی طرح باقی محکمہ جات کا ٹاسک دیتے، کس بات کا آپ کو خوف ہے اور آپ ممبران اسمبلی کو کیوں empower نہیں کرتے، آپ نے ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کو محض ایک statue بنا کر رکھا ہوا ہے، انہیں ان کا آئینی role کیوں نہیں ادا کرنے دیتے؟ کوئی اس کی وجہ ہے، سوائے اس کے کہ ایک مائنڈ سیٹ ہے کہ بیوروکریٹس کے ذریعے حکومت کو چلانا ہے، عوامی نمائندوں کو حقیقی معنوں میں empower نہیں ہونے دینا، انہیں سیکھنے نہیں دینا اور انہیں قابل نہیں ہونے دینا۔ ایک ڈپٹی سیکرٹری، ایک سیکشن آفیسر، ایک سپرنٹنڈنٹ یا کلرک بہتر سمجھتا ہے کہ پنجاب کی ایجوکیشن میں ہم نے کن کن چیزوں کو ٹھیک کرنا ہے، وہ بہتر سمجھتا ہے کہ صحت کے شعبے میں کیا آئندہ future میں ہونے والا ہے؟ ہمیں ابھی سے اس کو کس طرح کنٹرول کرنا ہے، کتنے فنڈز چاہئیں، ہمارے وسائل کتنے ہیں، ہمارے مسائل کتنے ہیں، اُن وسائل کی utilization کی priorities کیا ہونی چاہئیں؟

جناب سپیکر! ایک منتخب نمائندہ جس طرح سے سوچتا ہے ایک کلرک ایک بیوروکریٹ کسی طور پر بھی اُس طرح سے نہیں سوچ سکتا۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلی دفعہ بھی کہا تھا اب دوبارہ اس پر میرا stress ہے for God's sake آپ ان Standing Committees کو empower کرتے ہوئے تمام شعبہ جات کا بجٹ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کو task دے دیں ایک دو دفعہ غلطیاں ہوں گی، ایک دو دفعہ اُس طرح سے جیسے ہم expect کرتے ہیں اُس طرح سے چیزیں نہ بن پائیں گی۔ آپ بیوروکریسی کو اُن کے ساتھ assist کرنے کے لئے بٹھائیں، اُن کو گائیڈ کرنے کے لئے بٹھائیں لیکن یہ نہیں ہونا چاہئے کہ آپ یہاں پر 30,30 کلو کی کتابیں رکھ دیں کسی کو کچھ پتا نہیں کہ یہ کیا ہے اور کیا نہیں؟

جناب سپیکر! میں نے پچھلے تین دن سے 20,20 گھنٹے جاگ کر یہ کتابیں کھنگالی ہیں ایک بات اور میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس دفعہ جو بنڈل آپ نے معزز ممبران اسمبلی کو دیئے ہیں اُس میں

کئی miss books ہیں جو ڈویلپمنٹ کی گرانٹ ہیں اُس میں کسی میں والیم 1 ہے کسی میں والیم 2 ہیں کسی میں دونوں نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں جمعہ ہفتہ ان books کو لے کر بیٹھا دیکھتا رہا لیکن مجھے وہ کہیں نظر نہیں آئیں۔ کل اتوار والے دن سپیشل خود آ کر یہاں اسمبلی سے وہ collect books کی ہیں اس کے ذمہ داروں کا بھی تعین ہونا چاہئے کہ جب سٹاف نے یہ بنڈل بنائے ہیں تو کیوں بنڈل کے اندر اُنہوں نے books پوری نہیں کیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں اگر بجٹ پر ہم بحث کرتے تو سب سے بڑی افسوسناک بات یہ ہے کہ 2008 میں جو صوبہ surplus تھا آج وہ 712۔ارب روپے کا مقروض ہے یہ کس چیز کی نشاندہی کرتا ہے؟ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی بات کرنے والے حکمران، کشکول توڑ دینے والی بات کرنے والے حکمران، اپنے وسائل پر خود انحصار ہونے کی بات کرنے والے حکمران آج اندھا دُھند PIK debt قرضے پر قرضہ لئے جا رہے ہیں کیا ترقی کا یہی معیار ہے؟ اُن قرضوں کو کون کس طرح سے اُتارے گا؟ اور اُن میں سے اکثر بیشتر loans کے بارے میں کسی کو کچھ خبر نہیں نہ cabinet کو، نہ اس ایوان کو آپ بیرونی قرضے لئے چلے جا رہے ہیں لیکن آپ کو اس معزز ایوان کو بھی اعتماد میں لینا چاہئے تھا جو کہ نہیں لیا گیا۔ انہیں قرضوں کی صورتحال سے متعلق مشہور پنجابی کے پروفیسر انور مسعود ہیں انہوں نے کیا خوب قطع کہا ہے۔

> "قرضہ لیتا قرضہ کھادا۔ قرضہ پنڈے پایا۔ قرضہ لے کے قبر بنائی۔ آجو ہن فیر قرضہ لے کے اپنا کفن سوایئے۔ تھوڑے پہلوں مر گئے ساں۔ ہن سارے ای مر جایئے۔"

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ قرضے پہ قرضہ یہ کسی صورت بھی بجٹ کی ایک مستحسن شکل نہیں ہے ہم اُس وقت مانتے کہ قرضوں کی اُس رقم کو کم کر کے یہ صوبہ minimum قرضے پر آجاتا، surplus نہ سہی دوسری طرف جو حکومت کی بچت، کفایت شعاری austerity کی بڑی باتیں تھیں وہ بھی ساری ہوائی اور کتابی ہیں سب سے پہلے جو ہمارے اکابرین صوبہ ہیں مقتدر ترین ہستیاں ہیں اُن کے بجٹ کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! گورنر صاحب کے سیکرٹریٹ کا خرچہ پچھلے بجٹ میں 11 کروڑ 11 لاکھ روپے رکھا تھا خرچ ہوا 12 کروڑ 25 لاکھ روپے۔۔۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House, Order in the House.

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس سے قبل گورنر ہاؤس کے ملازمین کا خرچہ بجٹ میں رکھا گیا 13 کروڑ 88 لاکھ روپیہ، خرچ کیا 16 کروڑ 29 لاکھ 11 ہزار روپیہ اور اس دفعہ رکھا گیا 17 کروڑ 78 لاکھ 54 ہزار روپے اور گورنر صاحب کا ذاتی خرچہ ایک کروڑ 40 لاکھ روپے یہ ان تین مدات کے اندر کل اخراجات جو گورنر صاحب کو دینے ہوتے ہیں 32 کروڑ 55 لاکھ روپے اور گورنر صاحب ہمیں روزانہ کتنے میں پڑتے ہیں؟ 8 لاکھ 91 ہزار روپے تقریباً 9 لاکھ روپے یہ شرم کی بات ہے کہ مقروض صوبہ سینکڑوں ارب کا قرض گورنر صاحب ہر وقت کون سی توپ چلاتے ہیں؟ میرے لئے بڑے محترم ہیں اُن کی constitutional حیثیت ہے لیکن وقت آگیا ہے میاں محمد شہباز شریف انقلاب، تبدیلی کی باتیں کرتے ہیں کب آئے گا انقلاب؟ کب آئے گی تبدیلی؟ وہ اپنے اقتدار کے دسویں سال میں جا رہے ہیں مسلسل دسواں سال ہے۔ 9 لاکھ روپے گورنر صاحب کے لئے اُن کا کیا کام ہے؟ آرڈیننسز کے اوپر سائن کرنا، اسمبلی کے اجلاس کی protection کے اوپر سائن کرنا یا اور اس طرح کے جو بھی آئینی چھوٹے موٹے کام ہیں۔

جناب سپیکر! یہ 450 کنال کا گورنر ہاؤس جو اربوں کھربوں روپے کی پراپرٹی ہے میاں محمد شہباز شریف جرأت کریں اور انقلاب کی رمک اور دعوؤں کو عملی جامہ پہنائیں۔ گورنر صاحب کو یہاں سے نکالیں اور آٹھ کنال کا جی او آر میں گھر دے دیں بہت ہے۔ پنجاب کا مقروض صوبہ، پنجاب کے مقروض لوگ جو روٹی اور پینے کے صاف پانی کو ترس رہے ہیں کہاں لکھا ہے کہ 9 لاکھ روپے روزانہ گورنر خرچ کرے گا؟ اُس کی کیا activity ہے، کیا ذمہ داری ہے؟ اس کو reconsider کرنا چاہئے۔ معاملات اس طرح سے نہیں چلیں گے بہت ہو گیا اب ہمیں اپنے رویوں کو تبدیل کرنا ہوگا۔ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ 42 کروڑ 38 لاکھ روپے رکھے گئے، 72 کروڑ 19 لاکھ 93 ہزار روپیہ خرچ کیا گیا اور اس دفعہ کیا رکھا ہے؟ 49 کروڑ 15 لاکھ 56 ہزار۔

جناب سپیکر! پچھلے سال فی دن وزیراعلیٰ کا خرچہ کتنا ہے؟ 19 لاکھ 78 ہزار روپیہ خوف خدا کریں یہ خادم اعلیٰ کا خرچہ ہے۔ آپ سمجھتے ہیں خادم کس کو کہتے ہیں جو خادموں کا خادم ہوتا ہے اگر خادموں کے خادم کا خرچہ 19 لاکھ روپے روزانہ کا ہے تو قیامت آجانی چاہئے ایک ایسا صوبہ جس کی عوام بجلی کو ترس رہی ہے، تعلیم کے لئے ترس رہے ہیں، پینے کے صاف پانی کے لئے ترس رہے ہیں یہ خادم اعلیٰ، خادم اعلیٰ، خادم اعلیٰ ہم ہر طرف اُن کی تصویریں بھی دیکھتے ہیں، اُن کے دعوے، اُن کے

نعرے بھی سنتے ہیں اوراُن کی گنگناتی غزلیں وہ بھی ہماری کانوں تک پہنچتی ہیں لیکن 19 لاکھ 78ہزار روپیہ روزانہ کا خرچہ یہ کسی صورت ایک مقروض صوبے کے وزیراعلیٰ کو خرچ کرنا زیب نہیں دیتا۔ کل ملازمین675 تھے اس سال 26 کا اضافہ ہوا کل 701 ملازم ہوگئے یہ اس کا اعلان کیا گیا ہے loan base کے اوپر مواصلات و تعمیرات سے بیسیوں ملازم اس کے علاوہ ہیں۔

جناب سپیکر!اس طرح تو شاید مغلیہ سلطنت میں بھی نہیں ہوتا تھاایک ہزار لوگ وزیراعلیٰ ہاؤس اور سیکرٹریٹ کی خدمت پر معمور ہیں کس جگہ لکھا ہوا ہے؟ جمہوری ملکوں کے اندر جائیں، ذرا یورپ کے اندر جائیں امریکہ کے اندر جائیں باقی ملکوں کے اندر کہ کیا وہاں پر یہی طور طریقہ ہے؟ ایک وزیراعلیٰ کے لئے ایک ہزار افراد اُس کی خدمت پر معمور ہیں this is unfair اس کی کوئی justification نہیں ہے۔

جناب سپیکر!میں محترمہ وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ اس بجٹ کے اوپر کٹ لگائیں کیبنٹ کے لوگ ہمت پیدا کریں، کابینہ کے اجلاس میں بات کریں اور تاریخ میں امر ہو جائیں،وہاں پر دلیل سے بات کریں کہ وزیراعلیٰ آپ سب سے بڑے صوبے کے قائد ہیں،آپ اپنے اقتدار کے دسویں سال میں ہے،آپ روزانہ 20لاکھ روپے خرچ کر رہے ہیں اور ایک ہزار ملازموں کا لشکر آپ کی خدمت پر مامور ہے۔ کسی میں تو جرأت ہونی چاہئے، کوئی تو اس کو چیلنج کرے ہم تو یہاں ہر سال کھڑے ہو کر کرتے ہیں۔ خدارا اس کو revise کریں،اپنے دعوؤں کی نفی نہ کریں،اپنے دعوؤں کے مطابق آپ نے دو تین سال پہلے یہاں اعلان کیا کہ میں اپنے سٹاف کو کم کر رہا ہوں۔ کیا یہ کم کیا ہے؟آپ نے تو سٹاف کو ایک ہزار تک بڑھا دیا اور یہ بہت ہی غلط روایت ہے۔ ہم اس امت کے پیروکار ہیں جس کے خلیفہ وقت حضرت عمر فاروقؓ نے عید سے دو دن پہلے، گھر میں فیملی میں بیٹھ کر بات ہوتی ہے کہ عید والے دن فلاں ڈش پکائی جائے گی اور حضرت عمر فاروقؓ کو بچے کہتے ہیں کہ آپ جا کر اگلے مہینے کی تنخواہ ایڈوانس لے لیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کہتے ہیں کہ مجھے کیا پتا ہے کہ میں اگلے مہینے زندہ بھی رہوں گا یا نہیں۔ عید والے دن وہ ڈش پکی ہوتی ہے تو حضرت عمر فاروقؓ کے چہرے پر پریشانی کے آثار ہوتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ یہ ڈش کیسے پک گئی؟آپؓ کی اہلیہ فرماتی ہیں کہ میں نے مہینے کے خرچے میں سے روزانہ تھوڑا تھوڑا بچا کر رکھا تھا اس سے میں نے یہ ڈش پکائی ہے۔ وہ خاموش رہتے ہیں اور اگلے دن بیت المال میں جا کر کہتے ہیں کہ میری تنخواہ میں سے اتنے پیسوں کی کٹوتی کر دی جائے اور تنخواہ کم کر دی جائے۔ میرے

بچے اگر اتنے کم پیسوں میں گزارا کر سکتے ہیں تو میری بیوی نے جو بچت کی ہے وہ مجھے نہیں لگتی لہٰذا میں یہ اضافی پیسے نہیں لوں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم اس امت کے پیروکار ہیں، وہ ہمارے role model ہیں۔آپ اشتہار دے کر، نعرے لگا کر، باتیں کر کے اور دعوے کر کے لوگوں کے دلوں میں گھر نہیں کر سکتے۔ان کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہونی چاہئے۔(شور وغل)

MR ACTING SPEAKER: No. Order in the House, order in the House.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! محکموں کے بجٹ میں۔۔۔(شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! خاموشی اختیار کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں بیٹھ جاتا ہوں اور آپ پہلے ان کی بات سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا! آپ House in order کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ ایوان in order کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ بھی اپنا پرسوں والا روّیہ دیکھ لیں۔ میاں صاحب! بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مختلف صوبائی محکموں کا بجٹ پچھلے مالی سال میں 32۔ارب 98 کروڑ 50 ہزار روپے کا تھا اور 39۔ارب 66 لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا۔اس دفعہ جو بجٹ رکھا گیا ہے وہ 47۔ارب 82 کروڑ 50 ہزار روپیہ ہے۔15۔ارب روپیہ محکموں کے بجٹ میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ایک طرف سادگی کا کہا جاتا ہے اور دوسری طرف بیوروکریسی جوان محکموں کو چلا رہی ہے اس بجٹ میں ان کی تنخواہیں، فرنیچر، سٹیشنری، پٹرول اور ٹرانسپورٹ کے لئے 15۔ارب روپے کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔یہ حکومت کے لئے بہت بڑا چیلنج ہے کہ یہ جو 15۔ارب روپے کا اضافہ ہے یہ کسی طور پر بھی نہیں ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر! یہاں میں پھر بات کروں گا کہ Austerity Committee سادگی اور کفایت شعاری کے لئے قائم کی گئی تھی وہ کہاں ہے؟ ان سرکاری محکموں کے لئے 32-ارب روپے تھا اور اس دفعہ 47-ارب روپے propose کیا گیا ہے یعنی 15-ارب روپے زائد رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ ہے اس کا بجٹ ایک ارب 45 کروڑ روپے تھا لیکن خرچ ایک ارب 52 کروڑ روپے ہوا۔ اب 2-ارب 51 کروڑ روپے رکھا گیا ہے۔ محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ میں کیا ایسی بات ہو گئی ہے کہ اس کا بجٹ تقریباً ڈبل کر دیا گیا ہے۔ یعنی ایک ارب 45 کروڑ روپے سے بڑھا کر 2-ارب 51 کروڑ روپے کر دیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے جتنی figures محکموں کے حوالے سے دی ہیں، گورنر صاحب، محترم وزیر اعلیٰ کے حوالے سے یہاں رکھی ہیں یہ میرا چیلنج ہے اور میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ اس کو revise کیا جائے۔ اس میں جو 1½ ڈیڑھ، 2-ارب روپے کی بچت نکلے گی وہ پنجاب کے غریب عوام کی ویلفیئر پر خرچ کی جائے۔

جناب سپیکر! ضمنی بجٹ کے اندر بعض انتہائی دلچسپ چیزیں ہیں۔ اورنج لائن ٹرین کے لئے وکیل hire کئے جاتے ہیں اور ان کو 2 کروڑ 25 لاکھ روپے دیا جاتا ہے۔ ایک اور انڈسٹریل ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے وکیل hire کئے جاتے ہیں اور ان کو 75 لاکھ روپیہ فیس دی جاتی ہے۔ یہ کون سے مرحوم شریف الدین پیرزادہ ہیں کہ جنہوں نے سوا دو کروڑ روپیہ اورنج ٹرین کی وکالت کرنے کے لئے لیا ہے؟ آپ کے ایڈووکیٹ جنرل کہاں ہیں، کہاں ہیں آپ کے ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل اور سرکاری وکیل وہ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کی اتنی بڑی establishment ہے آپ کو یہ کیوں ضرورت پیش آئی کہ آپ تین کروڑ روپے کی خطیر رقم دو وکیلوں کو دیں؟

جناب سپیکر! یہ پنجاب کے خزانے کے ساتھ زیادتی ہے۔ اسی طرح سے نئی مرسڈیز ہیں۔ کیا پہلے پرانی استعمال ہو رہی ہیں؟ اس کے لئے 2 کروڑ 12 لاکھ روپیہ، 2 نئی ٹیوٹا کے لئے 35 لاکھ روپیہ، وزیر اعلیٰ کے پریس سیکرٹری کے لئے نئی ٹیوٹا کرولا 16 لاکھ روپیہ، چیف سیکرٹری آفس کی پانچ گاڑیوں کے لئے 91 لاکھ روپیہ رکھا گیا۔ یہ ساری چیزیں انتہائی اسراف کے ضمن میں آتی ہیں۔ اگر پہلے سے موجود وہیکلز چل رہی ہیں اور ان سے کام چلایا جا رہا ہے تو پھر یہ کروڑوں روپیہ رقم کا زیاں ہے میں اس کو بالکل condemn کرتا ہوں کہ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ ہیلی کاپٹر کے لئے ایک ارب 44 کروڑ روپیہ اور اس

پر 32 کروڑ روپیہ ٹیکس اور ڈیوٹی دی گئی۔ اس طرح سے یہ ہیلی کا پٹر ایک ارب 76 کروڑ روپے میں پڑا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اتنی خطیر رقم کا کوئی جواز نہیں ہے کہ ایک ہیلی کا پٹر کے لئے 1.75۔ارب روپے خرچ کریں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ پنجاب کے عوام سکیورٹی کو ترس رہے ہیں اور سول سیکرٹریٹ کی سکیورٹی دیکھیں یہ ضمنی گرانٹ کا صفحہ نمبر 64 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ سالانہ بجٹ پر بات کریں آپ ضمنی بجٹ پر بات کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وہ اس کے ساتھ آئے گا کیونکہ وہ بھی پیش ہوا ہے۔ ضمنی گرانٹس کی میں بجٹ کے اندر ہی بات کروں گا۔ میں اس کا موازنہ کروں گا کہ آپ نے پچھلی دفعہ بجٹ کیا پیش کیا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سالانہ بجٹ پر بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ میں گزرے ہوئے بجٹ پر بات کر رہا ہوں میں آئندہ پر بات نہیں کر رہا ہوں۔ آپ نے 50 لاکھ روپے کی تین بیل، تین گائے اور کالا ہرن present کیا ہے۔ خط بھی قطر سے بڑا بھاگا بھاگا آیا ہے کراؤن پرنس ابوظہبی۔۔۔

(اذان ظہر)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! تو یہ سول سیکرٹریٹ میں 2 کروڑ 32 لاکھ 50 ہزار روپے کی ایک گرانٹ ہے اور ایک کروڑ 72 لاکھ روپے کی دوسری گرانٹ ہے یعنی ٹوٹل 4 کروڑ روپیہ سکیورٹی measures پر لگائے۔ میری سمجھ سے باہر ہے کہ سول سیکرٹریٹ میں سینکڑوں سکیورٹی گارڈ اور ملازمین گیٹوں اور راہداریوں میں گھوم پھر رہے ہوتے ہیں، وہاں چڑیا نہیں پھڑک سکتی، یہ 4 کروڑ روپے کی خطیر رقم، یہ کون سے سکیورٹی measures ہیں جس پر یہ خرچ کئے گئے؟

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل غلط روایت ہے، یہ ایک غلط خرچہ ہے اور میں اس کو پنجاب کے عوام کے حقوق کے اوپر ڈاکا کہوں گا۔ اب میں آتا ہوں مختلف پراجیکٹس پر جو حکومت کے بجٹ میں رکھے ہوتے ہیں وہ پایۂ تکمیل تک پہنچتے ہیں، ان کی افتتاحی تقریبیں ہوتی ہیں ویسے تو ان کتابوں کے اندر بہت کچھ ہے، وقت کی کمی کی وجہ سے میں نے چند ایک چیزیں نوٹ کی ہیں اور اس پر

پریشان ہو کر بیٹھ گیا ہوں کہ یہ ہمارا آئین، قانون اور mandate کس طرح کی اجازت دیتا ہے؟ Chief Minister Employment Scheme کے پانچ سال مکمل ہونے پر تقریب ہوتی ہے اور 3کروڑ 11لاکھ روپے اس پر خرچہ ہوتا ہے۔ اس کا کوئی جواز ہے؟ وزیر اعلیٰ کسی جگہ تقریب میں جاتے ہیں اور آپ وہاں پر 10لاکھ، 20لاکھ یا 50لاکھ روپے لگالیں لیکن کروڑ روپیہ؟ اس سکیم کو پانچ سال مکمل ہو گئے ہیں اور 3کروڑ 11لاکھ روپے اس کے اخراجات بجٹ کے اندر ڈالے ہوئے ہیں۔ This is unfair.، آگے آئیں ساہیوال اور قائداعظم سولر پارک کی جو افتتاحی تقریبات ہوئی ہیں ان پر 15کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا ہے غضب خدا کا، 7کروڑ روپیہ ایک افتتاح پر، کوئی اس کی justification دے سکتا ہے؟ پنجاب کا بجٹ پنجاب کے عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے جہاں پنجاب حکومت پر قرضے ہیں وہ اس طرح کے اللے تللے اور فضول خرچیوں کے لئے ہیں۔ آپ 7کروڑ روپے ایک تقریب پر لگا دیں، کیا وہاں پر سونے کے کارپٹ بچھائے ہوئے تھے، کیا وہاں پر آپ چاندی کے برتن خرید کر لے گئے تھے؟ آپ نے ایسا کیا کیا تھا کہ آپ 7کروڑ روپے اس کی افتتاحی تقریب یعنی فیتہ کاٹنے کے لئے لگاتے ہیں؟ This is totally unfair. یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ انتہائی بددیانتی اور ظلم ہے۔ قادر آباد پلانٹ کی افتتاحی تقریب پر 4کروڑ 32لاکھ روپے، بھائی! کیوں اتنا بڑا خرچہ آپ کر رہے ہیں؟ 32لاکھ روپے تو سمجھ میں آتا ہے کہ وہاں 200 سے 400 کرسیاں، ٹینٹس اور اے سی کا انتظام کیا گیا ہو گا لیکن 4کروڑ 32لاکھ روپے، یہ لمحہ فکریہ ہے کہ ہمارے حکمران کس طرح سے اس خزانہ کو بے دردی کے ساتھ تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ گریٹر اقبال پارک میں پھولوں کی نمائش کا افتتاح ہوتا ہے اور de-facto Chief Minister حمزہ صاحب اس میں مہمان ہوتے ہیں، اس پر 5کروڑ 21لاکھ روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ خدا کا خوف کریں کہ کیا ان کی کوئی قانونی پوزیشن ہے؟ وہ ایک ایم این اے اور ایک وزیر اعلیٰ کے صاحبزادے ہیں کون سا آئین اور قانون انہیں اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ان کے اعزاز میں تقریبات ہوں اور پنجاب کے غریب عوام کا پیسا 525کروڑ روپیہ اس پر لگا دیا جائے؟ یہ جواب دینا پڑے گا اگر آپ یہاں جواب نہیں دیں گے تو آخرت میں ایک ایک پائی کا حساب دینا پڑے گا۔ آپ اپنی جیب سے خرچ کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں، آپ پنجاب کے عوام کے خون پسینے کی کمائی سے کروڑ روپیہ اس طرح کی تقریبات کے اندر لوٹا دیں ہم اس بات کو کسی صورت میں تسلیم نہیں کرتے، اس پر احتجاج کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اس روّیے کو ترک کریں۔ محترمہ وزیر خزانہ آپ 50لاکھ روپے یا ایک کروڑ روپے بھی لگالیں maximum limit پانچ پانچ کروڑ، سات سات کروڑ روپیہ، یہ میں نے

پانچ سے چھ افتتاحی تقریب کی مثال آپ کے سامنے رکھی ہے۔اس کا کوئی جواز ہے کہ وہاں پر افتتاح اور فیتہ کاٹنے جا رہے ہیں اور ہم پانچ کروڑ، چھ کروڑ، سات کروڑ یا آٹھ کروڑ روپے اس picnic پر ضائع کر دیں۔ خادم اعلیٰ پنجاب! آپ نہیں سوچتے، آپ کو حساب نہیں دینا، اسمبلی میں تو شاید نہیں دینا لیکن اللہ کے ہاں بھی ہمیں حساب دینا ہے۔ یہ جو روپیہ ہے یہ کسی غریب پر، کسی مزدور کے گھروں پر، کسان کے گھروں پر، کوئی ایسی بچیاں جو یتیم بیٹھی ہوئی ہیں ان کی شادیوں پر لگایا جا سکتا تھا۔ یہ کروڑوں روپیہ جو اس طرح سے ضائع کیا گیا ہے۔ ملتان میٹرو بس کے افتتاح پر 5 کروڑ روپیہ، خدا کا خوف کریں، اگر وہاں پر افتتاح ہوا ہے تو آپ کے ملتان کے ایم این ایز اور ایم پی ایز کو چاہئے تھا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم آ رہے ہیں اور ہم ان کے اعزاز میں کھانا کرتے ہیں اور اس تقریب کا انتظام کرتے ہیں۔ آپ نے 5 کروڑ روپے کا ٹیکہ پھر پنجاب کو لگا دیا۔ میٹرو بس کا افتتاح ہے، 5 کروڑ روپیہ اس پر خرچ ہو گیا ہے۔ مال اپنا نہیں ہے، مال مفت، دل بے رحم کہ غریب کا پیسا ہے، کوئی پوچھنے والا نہیں، کوئی روکنے والا نہیں، کوئی ٹوکنے والا نہیں، کسی کے سامنے جوابدہ ہی نہیں ہیں۔ یہ mind-set بدلنا ہو گا۔ یہ آپ بادشاہت کا mind-set بدلیں، آپ ایک جمہوری حکمران بنیں، real sense میں عوام کے خادم اور خادم اعلیٰ بنیں، یہ روّیے جو ہیں یہ غیر جمہوری روّیے ہیں، یہ آمروں والے روّیے ہیں۔

جناب سپیکر! کراچی پریس کلب اڑھائی کروڑ روپیہ، وزیر اعلیٰ چیک جاری کر رہے ہیں، اپنی جیب سے 5 کروڑ روپے دے دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن کس حیثیت میں آپ دے رہے ہیں بھئی؟ کراچی پریس کلب کو 250 کروڑ روپیہ جبکہ لاہور کا جو پریس کلب ہے اس کو آپ سال کی گرانٹ 30 لاکھ روپیہ دیتے ہیں، یہ کیا تماشا ہے؟ لاہور جو ہمارا کیپیٹل ہے اس کے صحافی اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ نے یہ اڑھائی کروڑ روپیہ جو کراچی پریس کلب کو دیا ہے یہ آپ لاہور پریس کلب کو دیتے۔ سندھ حکومت سالانہ کراچی پریس کلب کو 250 کروڑ روپیہ دیتی ہے۔ بلوچستان کی حکومت کوئٹہ پریس کلب کو 2 کروڑ روپیہ کی گرانٹ دیتی ہے۔ خیبر پختونخوا کی حکومت پشاور پریس کلب کو 2 کروڑ روپیہ کی گرانٹ دیتی ہے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف ضمنی بجٹ پر بات کر رہے ہیں۔ ان سے گزارش ہے کہ یہ سالانہ بجٹ پر بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! تشریف رکھیں، میں اگر آپ کو الف لیلیٰ کی کہانیاں سنا رہا ہوں تو آپ اعتراض کریں۔ میں facts and figures کے ساتھ بات کر رہا ہوں۔ سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔ ہم پورا سال آپ کی سنتے ہیں اس لئے آپ خاموشی سے پلیز میری آپ سے request ہے، اگر تو میں کوئی کہانیاں سنا رہا ہوں یا figures آپ کے سامنے نہیں رکھ رہا، یہ بجٹ کی کتابیں نہیں لے کر آیا تو میں پھاڑ کر ادھر پھینک دیتا ہوں اور باہر چلا جاتا ہوں۔ اگر آپ کو سننے کا بھی حوصلہ نہیں ہے۔ آپ کو یہ ہماری باتیں سننی ہوں گی۔ اب اس طرح سے بات نہیں چلے گی، میں نے بیس بیس گھنٹے جاگ کر یہ figures اکٹھی کی ہیں، کسی کلرک نے مجھے بنا کر نہیں دیں اس لئے معزز پارلیمانی سیکرٹری آپ تشریف رکھیں۔ اگر یہ جھٹلا رہے ہیں تو میرا چیلنج ہے، جب میں relevant بات کر رہا ہوں تو آپ کیوں اس طرح کا اعتراض کر رہے ہیں بھئی؟ کراچی پریس کلب کو میں نے 250 کروڑ روپے کا کہا ہے کہ آپ نے کراچی پریس کلب کو کیوں 250 کروڑ روپیہ دے دیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سالانہ بجٹ پر بات کریں۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ سالانہ بجٹ کی بات ہے، یہ سالانہ بجٹ سے figures دیئے گئے ہیں، یہ شہباز شریف نے اپنے گھر سے دیئے ہیں، آپ کیا بات کر رہے ہیں؟ میں آپ کو صفحہ نمبر بتا رہا ہوں کہ بجٹ کی کتاب میں یہ یہ صفحات ہیں۔

معزز خواتین ممبران حزب اقتدار: جناب سپیکر! یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس ہے کہ اگر ٹریژری بنچز کا یہی روّیہ ہے تو پھر ہمیں سوچنا پڑے گا کہ ہم بجٹ سیشن کا ٹوٹل بائیکاٹ کر دیں اگر آپ نے ہماری بات نہیں سننی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! حوصلے سے آپ کی بات سن رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ سنیں، آپ interruption کو روکیں، یہ پچھلے چار سالوں میں پہلی دفعہ ہو رہا ہے۔ کبھی قائد حزب اختلاف کی تقریر کے اوپر اور جب facts and figures کے ساتھ بات کر رہے ہوں ایسا نہیں ہوا۔ میں کوئی داستانیں نہیں سنا رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! یہ پرسوں جو آپ لوگوں نے کیا ہے یہ اس کا re-action ہے، میں انہیں سمجھا رہا ہوں کہ نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! کیا اس کا re-action ہے، جو ہمارے ساتھ چار سالوں سے ہو رہا ہے وہ اس کا re-action تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر: بہر حال وہ حوصلے سے سن رہے ہیں، آپ بات کریں۔ وہ آپ کی بات سن رہے ہیں، آپ بات کریں۔

معزز خواتین ممبران حزب اقتدار: جھوٹا، جھوٹا، جھوٹا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ! تشریف رکھیں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! یہ ادب و آداب کا طریقہ ہے کہ یہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو اس طرح سے ڈانٹ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ کوئی نہیں ڈانٹ رہے، کسی نے نہیں ڈانٹا، کوئی بات نہیں ہے۔ جی، میاں صاحب!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ادب و آداب کا کوئی طریقہ ہوتا ہے، معزز پارلیمانی سیکرٹری اگر بات کر رہے ہیں تو ان کو ڈانٹنے کا ان کو کوئی اختیار نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں آپ کو مختلف جو ڈیپارٹمنٹس ہیں ان کے اوپر detailed discussion سے پہلے ایک طائرانہ نظر ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! ایگریکلچر، 17-2016 میں 48۔ارب روپیہ رکھا جاتا ہے، 34۔ارب روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ ڈویلپمنٹ کے بجٹ میں 20۔ارب روپیہ رکھا جاتا ہے اور 7.39۔ارب روپیہ خرچ ہوتا ہے یعنی ٹوٹل بجٹ کا 37 فیصد خرچ کیا جاتا ہے۔ پچھلے سال 48۔ارب روپیہ رکھا گیا، اس سال 36۔ارب روپیہ رکھا گیا، یہ کسانوں کے ساتھ کیا ہونے جا رہا ہے؟ یہ کاشتکاروں کے ساتھ کیا ہونے جا رہا ہے؟ اس کی میں تفصیل پر بعد میں آؤں گا۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن، میں 79.69۔ارب روپیہ رکھا گیا، 71.07۔ارب روپیہ خرچ ہوا۔ اس دفعہ 67.65۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے یعنی اس میں 12۔ارب روپیہ سکولز ایجوکیشن میں کم کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل جو ہے وہ میں آگے آپ کو بتاؤں گا کہ یہاں پر کیا jugglery کی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد آپ آگے آ جائیں انرجی کے اندر آپ نے اس کا ڈویلپمنٹ بجٹ 9۔ارب روپیہ رکھا۔۔۔

معزز خواتین ممبران حزب اقتدار: جناب سپیکر! جھوٹے، جھوٹے، جھوٹے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ محترمہ! خاموش رہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! بجٹ پڑھ لو، بجٹ پڑھ لو۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! انرجی پر ڈویلپمنٹ کے لئے 9۔ارب روپیہ رکھا گیا۔ 3۔ارب 36 کروڑ روپیہ خرچ ہوا اور یہ ٹوٹل بجٹ کا 37 فیصد بنتا ہے۔ اس دفعہ کتنا رکھا ہے، 7.75 یعنی 7۔ارب 75 کروڑ روپیہ جبکہ پچھلی دفعہ 9۔ارب روپیہ رکھا تھا، 250۔ارب روپیہ اس دفعہ انرجی کے اندر بھی کم کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! پینے کے صاف پانی کے لئے 30۔ارب روپیہ رکھا گیا، صرف ½2۔ارب روپیہ خرچ ہوا یعنی ٹوٹل بجٹ کی allocation کا 7 فیصد صرف اس مد میں خرچ کیا گیا اور اس دفعہ 24۔ارب 50 کروڑ روپیہ رکھا ہے۔

جناب سپیکر! سوشل ویلفیئر و بیت المال، پچھلی دفعہ ایک ارب 58 کروڑ روپیہ رکھا گیا اور 97 کروڑ خرچ ہوا۔ اب اس میں ایک ارب 10 کروڑ روپیہ رکھا ہے یعنی 50 کروڑ سوشل ویلفیئر و بیت المال میں بھی کم کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! سپورٹس، بجٹ کے اندر 3۔ارب 21 کروڑ روپیہ رکھا گیا اور 2۔ارب 7 کروڑ روپیہ خرچ ہوا۔ اس دفعہ ایک ارب اور 4 لاکھ روپیہ رکھا ہے یعنی اس میں one third کر دیا گیا ہے۔ سپورٹس کا بجٹ 3/1 کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! وومن ڈویلپمنٹ، بجٹ کے اندر 62 کروڑ روپیہ رکھا گیا اور 45 کروڑ روپیہ خرچ ہوا۔ اس دفعہ 67 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر، بجٹ کے اندر 88۔ارب 63 کروڑ روپیہ رکھا گیا تھا، 90۔ارب 23 کروڑ روپیہ خرچ ہوا اور اس دفعہ 95۔ارب 59 کروڑ روپیہ رکھا ہے یعنی 7۔ارب روپیہ بڑھا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! وائلڈ لائف اینڈ فشریز، اس میں ڈویلپمنٹ کا بجٹ 4۔ارب 42 کروڑ روپیہ رکھا گیا تھا اور 2۔ارب 71 کروڑ روپیہ خرچ ہوا۔ اس دفعہ 3۔ارب 87 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے یعنی اس میں بھی ایک یا ½1۔ارب روپے کی کمی کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! یہ چند محکموں کی میں نے اجمالی سی کیفیت آپ کے سامنے رکھی ہے۔ سب سے پہلے شعبہ تعلیم جس کے اوپر محترمہ وزیر خزانہ اپنی تقریر کے اندر صفحہ نمبر 5 پر فرماتی ہیں کہ:

"میں انتہائی فخر سے یہ اعلان کرتی ہوں کہ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں شعبہ تعلیم میں مجموعی طور پر 345۔ارب روپے کی رقم رکھنے کی تجویز ہے۔ یہ رواں مالی سال کے مختص کردہ فنڈ سے 33۔ارب روپیہ زیادہ ہے۔ سکولز ایجوکیشن کے شعبہ میں ترقیاتی پروگرام کے لئے آئندہ سال بجٹ میں 53۔ارب 36 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔"

معزز خواتین ممبران حزب اقتدار: جناب سپیکر! جھوٹے، جھوٹے، جھوٹے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! No کیا ہو گیا ہے؟

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے ڈیسک بجا کر شور و غل کیا گیا)

Order in the House. محترمہ! ایسا نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پچھلے سال۔۔۔(قطع کلامیاں)

کیا کریں؟ بائیکاٹ کر دیں، کیا کریں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! نہیں، پھر انہیں in order کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کی بات سنیں۔

معزز خواتین ممبران حزب اقتدار: جناب سپیکر! جھوٹا، جھوٹا، جھوٹا۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر تو کسی پلاننگ کے تحت یہ سارا کچھ ہو رہا ہے تو ہمیں بتا دیا جائے ورنہ آپ ایوان کو in order کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ اپنی بات جاری کریں۔ محترمہ! میں نے آپ کو کہا ہے کہ آپ اس طرح نہ کریں۔ میاں صاحب! آپ بات کریں۔ محترمہ! Order in the House. میں آخری دفعہ آپ کو کہہ رہا ہوں۔ آپ نے دوبارہ یہ نہیں بجانا۔ محترمہ! نہیں۔ محترمہ! Order in the House. محترمہ! یہ نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پچھلے سال۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران محترمہ رخسانہ کوکب اور محترمہ زیب النساء اعوان مسلسل جھوٹا جھوٹا کی نعرے بازی کرتی رہیں اور کتابچے ڈیسک پر مارتی رہیں)

جناب سپیکر! کیا ہم بائیکاٹ کر لیں؟ یا پھر ایوان in order کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ان کی بات سنیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر تو کسی planning کے ساتھ یہ سارا کچھ ہو رہا ہے تو ہمیں بتا دیا جائے ورنہ آپ ایوان کو in order کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ اپنی بات کریں۔ محترمہ! میں نے آپ سے کہا ہے کہ آپ اس طرح نہ کریں۔ جی، میاں صاحب! بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ غلط بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! .Order in the House میں آپ کو آخری دفعہ کہہ رہا ہوں آپ نے دوبارہ یہ نہیں بجانا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! انہوں نے پچھلے سال 79۔ارب 69 کروڑ روپیہ رکھا تھا لیکن 71۔ارب روپے خرچ کئے اور اس سال سکول ایجوکیشن کے لئے 67۔ارب روپے رکھے ہیں یعنی 12۔ارب روپیہ کم رکھا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ٹوٹل 33۔ارب روپیہ بڑھا دیا ہے۔ پچھلی دفعہ 345۔ارب روپیہ تھا اور اس دفعہ آپ نے 33۔ارب روپیہ بڑھا دیا لیکن میں آپ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ ذرا ٹوٹل بجٹ پر آئیں کہ بجٹ کا volume کیا تھا۔ پچھلے سال 2017 میں آپ نے 345۔ارب روپیہ رکھا تھا اور یہ ٹوٹل بجٹ کی 18.5 فیصد average بنتی ہے۔ آپ نے جو پچھلی دفعہ رکھا تھا وہ ٹوٹل بجٹ کا 18.5 فیصد تھا اور اس دفعہ۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے جھوٹا جھوٹا کی نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: .Order in the House محترمہ!آپ ان کی بات سنیں۔ انہیں بات کرنے دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ سب آپ کروا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نہیں! میاں اسلم صاحب!آپ کو یہ بات نہیں کہنی چاہئے تھی مجھے انتہائی افسوس ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!آپ ہی یہ سب کروا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نہیں کروا رہا۔.Order in the House جی، میاں صاحب! بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پچھلی دفعہ 345۔ارب روپیہ تھا یہ ٹوٹل بجٹ کا 18.5 فیصد بنتا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
جھوٹا ہائے ہائے کی نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: .Order in the House محترمہ! نہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!آپ ان کو کرنے دیں میں تین دن ادھر ہی کھڑا ہوں۔آپ شوق سے کریں۔ میں بالکل بھاگنے والا نہیں ہوں۔ میں آپ کے کرتوت دکھا کر جاؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! بات کریں۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید زعیم حسین قادری): جناب سپیکر! میاں صاحب! ذرا زور لگائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر تو آپ نے ایوان in order کرنا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ پھر ہم سوچتے ہیں کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں کہہ رہا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! نہیں۔ اگر آپ ایوان in order کروا لیں تو ٹھیک ہے ورنہ پھر ہم سوچتے ہیں کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بات کریں۔ میں آپ کی بات سن رہا ہوں، وزیر خزانہ بھی سن رہی ہیں۔ آپ بات کریں۔ محترمہ! آپ لوگ خاموش ہو جائیں۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید زعیم حسین قادری): میاں صاحب! زور لگا کر طاقت سے بولیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): پچھلی دفعہ 18.5 فیصد تھا اور اس دفعہ 17.5 فیصد ہے۔ اس دفعہ سکول ایجوکیشن کے بجٹ میں ایک فیصد کی واقع ہوئی ہے۔ اتنے پیسے لگانے کے باوجود۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
جھوٹا جھوٹا کی نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ خاموشی سے ان کی بات کیوں نہیں سن رہیں؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید زعیم حسین قادری): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، قادری صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ Order in the House.

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید زعیم حسین قادری): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں ایک بات عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار اس صوبہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ایک خاتون کو وزیر خزانہ بنایا گیا اور یہ پورے پاکستان کے لئے عزت و تکریم کی بات تھی۔ میں امید کر رہا تھا کہ میرے بھائی جو اس بڑے اونچے podium پر تشریف فرما ہیں کم از کم اس کو خاتون ہونے کا ہی privilege دے دیں گے اور ان کی گفتگو کو عزت و تکریم سے سنیں گے۔ اس دن یہاں پر سیٹیاں بجائی گئیں جس سے پورے پاکستان میں اس ایوان کا جو تقدس پامال ہوا اس سے میرا سر شرم سے جھک گیا۔ میڈیا نے اور اس ملک کے مخالفین نے جو گفتگو کی کہ ہم خواتین کی یہ تکریم کرتے ہیں اور ایک پڑھی لکھی خاتون جس کی economic and financial ability کو دنیا مان رہی ہے کہ ایک پڑھی لکھی عورت کو chance ملا تو وہ محترمہ وزیر خزانہ بن کر perform کر رہی ہے، heckling تو پارلیمنٹری پریکٹس ہے لیکن اس کی تقریر کے دوران یہاں سیٹیاں بجائی گئیں۔ جتنا زور روزہ رکھ کر میری بہن نے لگایا اور چیخ چیخ کر پوری دنیا کو بتایا کہ میں خاتون ہوں اور میری بات نہیں سنی جا رہی لہٰذا میاں محمود الرشید سے میری استدعا ہے کہ ذرا زور لگائیں تاکہ پتا چلے۔ دیکھ لیں کہ ان کے اپنے لوگوں کا کیا حال ہے ان کے اپنے لوگ ان کی تقریر سننے کے روادار نہیں ہیں تو ہم کیوں سنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر انہوں نے یہ طے کر لیا ہے تو پھر ہم بھی اسی طرح react کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ میاں صاحب! بات کریں۔ .Order in the House زعیم قادری! پرسوں جو محترمہ وزیر خزانہ کے ساتھ ہوا ہے آپ وہ آج میرے ساتھ کروانا چاہ رہے ہیں؟ میرا بھی روزہ ہے محترمہ! کچھ مہربانی کریں۔ .Order in the House

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید زعیم حسین قادری): جناب سپیکر! میں ایک بھائی کی حیثیت سے سمجھتا ہوں کہ وہ show جو انہوں نے لگایا تھا اگر ہم لگائیں گے تو پھر ہمارے اور ان میں کوئی فرق نہیں ہو گا لہٰذا میں اپنی بہنوں سے درخواست کرتا ہوں کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب خاموش ہو جایئے۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید زعیم حسین قادری): جناب سپیکر! اگر میری پارٹی کی کوئی حیثیت ہے تو میں عرض کرتا ہوں کہ اب ادھر سے ایک لفظ بھی نہیں آئے گا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! دیکھیں اپوزیشن احتجاج کرتی ہے اس میں کوئی نئی بات نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اپوزیشن سیٹیاں نہیں بجاتی۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید زعیم حسین قادری): جناب سپیکر! قومی اسمبلی میں صدر کے خطاب کے دوران ایک سیٹی بجی تھی تو پوری دنیا نے آپ کا مذاق اڑایا تھا لیکن یہاں تو پچاس سیٹیاں بجتی رہیں اور کسی نے بھی نہیں پوچھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ! خاموش ہو جائیں۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید زعیم حسین قادری): جناب سپیکر! ہمارا ان کا level نہیں ہے اور ہماری قیادت کا یہ وتیرا نہیں ہے لہٰذا اب ادھر سے آواز نہ آئے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: .Order in the House محترمہ! اب کوئی بات نہیں کرے گا۔ جی، میاں صاحب! بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! نہیں، میں آپ کو floor نہیں دیتا۔ میاں محمود الرشید! آپ بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ میری بات سنیں۔ آج آپ کو پاکستان کا image یاد آ رہا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ دوبارہ ماحول خراب کر رہے ہیں۔ میاں اسلم صاحب! پھر دوبارہ reaction آئے گا اور پھر آپ بات کریں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جب ماڈل ٹاؤن میں چودہ لوگوں کو گولیاں مار کر مار دیا گیا تھا اس وقت image کہاں گیا تھا؟ اس وقت غیرت مری ہوئی تھی؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں محمود الرشید! آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ ایوان in order کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے حاملہ عورتوں کو گولیاں ماریں اس وقت آپ کی غیرت کہاں تھی آج عورت کی غیرت یاد آ گئی۔ شکر ہے کہ غیرت یاد آ گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟ محترمہ! آپ بھی تشریف رکھیں۔ میاں صاحب! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے پھر آپ تقریر کیسے کریں گے؟ میاں صاحب! بہت شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ عورت کا تقدس تھا کہ ماڈل ٹاؤن میں حاملہ عورتوں کو گولیاں ماری گئیں اور آج حاجی ثناء اللہ بنے ہوئے ہیں۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید زعیم حسین قادری): جناب سپیکر! جی، حاجی ثناء اللہ ہیں لیکن پھر اس طرح تقریر نہیں ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں محمد اسلم اقبال! تشریف رکھیں۔ میاں محمود الرشید! آپ بات کریں اور اب حزب اقتدار کی طرف سے کوئی نہیں بولے گا۔ سید زعیم حسین قادری! آپ بھی تشریف رکھیں۔ جی، میاں محمود الرشید!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر آپ بجٹ پر بحث نہیں کروانا چاہتے اور مجھے نہیں سُننا چاہتے تو پھر میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کے لوگ ہی جذباتی ہو رہے ہیں۔ Order please. Order in the House. خاموشی اختیار کریں اور قائد حزب اختلاف کو بات کرنے دیں۔ ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! حزب اقتدار کے معزز ممبران یہ ایک نئی روایت ڈال رہے ہیں جو کہ ٹھیک نہیں ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ آپ ایوان کو in order کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! پرسوں بجٹ تقریر کے دوران جو کچھ حزب اختلاف کے ممبران کرتے رہے ہیں وہ بھی پہلے روایت نہیں رہی۔ بہرحال آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پنجاب کے اندر تعلیم کے حوالے سے بڑے بلند و بانگ دعوے کئے گئے کہ تعلیمی بجٹ میں اضافہ کر دیا گیا ہے جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ جیسا کہ میں نے figures آپ کے سامنے رکھے ہیں کہ اس دفعہ ٹوٹل بجٹ کا 17.5 فیصد تعلیم کے لئے مختص کیا گیا ہے جبکہ پچھلے سال یہ ٹوٹل بجٹ کا 18.5 فیصد تھا۔

جناب سپیکر! میرا محترمہ وزیر خزانہ کو challenge ہے کہ ایجوکیشن کے بجٹ میں اس مرتبہ ایک فیصد کمی کی گئی ہے۔ رقم تو آپ نے بڑھا دی ہے لیکن اگر آپ بجٹ کے total volume کو دیکھیں تو اس حساب سے تعلیمی بجٹ میں کمی واقع ہوئی ہے۔ اس مرتبہ 1970۔ ارب روپے total volume of the budget ہے۔ اس میں سے تعلیم پر 17.5 فیصد خرچ کئے جائیں گے جبکہ پچھلی دفعہ 1635۔ ارب روپے بجٹ کا volume تھا اور اس میں سے ایجوکیشن کے لئے 18.5 فیصد خرچ کئے گئے ہیں یعنی اس مرتبہ پہلے کی نسبت تعلیم کا بجٹ ایک فیصد کم کر دیا گیا ہے۔ محترمہ وزیر خزانہ یہ دعویٰ کر رہی ہیں کہ ہم نے صوبہ پنجاب میں ایجوکیشن کے لئے بجٹ کو بڑھا دیا ہے جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ اس مرتبہ ایجوکیشن کا بجٹ ایک فیصد کم کر دیا گیا ہے۔ اکنامک سروے آف پاکستان کی طرف سے دیئے گئے figures کے مطابق پنجاب کے اندر 2013 سے لے کر 2016 کے آخر تک primary enrollment میں سات فیصد کمی واقع ہوئی ہے جو کہ ایک خوفناک صورتحال ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پچھلے کئی سالوں سے اگر ہم سکولز ایجوکیشن پر اربوں روپے خرچ کر رہے ہیں تو پھر primary enrollment کم کیوں ہوئی ہے؟ آپ نے اس مرتبہ ایجوکیشن کے لئے ایک فیصد بجٹ کم کر دیا ہے۔ تمام تر دعوؤں کے باوجود کہ ہم تعلیم کو اہمیت دے رہے ہیں، تعلیم کے لئے زیادہ فنڈز مختص کئے جا رہے ہیں لیکن حقیقت میں تعلیم کا بجٹ کم کیا گیا ہے۔ پچھلے سال تعلیم کے لئے ٹوٹل بجٹ کا 18.5 فیصد مختص کیا گیا تھا جبکہ اس دفعہ ٹوٹل بجٹ کا 17.5 فیصد مختص کیا گیا ہے۔ سکولز ایجوکیشن کی enrollment میں سات فیصد کمی واقع ہوئی ہے جو کہ انتہائی لمحہ فکریہ ہے۔ تعلیم کی بہتری کے لئے حکمرانوں کی تمام تر کوششوں کے باوجود primary enrollment میں کمی ہوئی ہے۔ اکیڈمی آف ایجوکیشن پلاننگ اینڈ مینجمنٹ کی رپورٹ کے مطابق ایک کروڑ سے زیادہ بچے اب بھی سکولوں سے باہر ہیں اور ہر سال ان کی تعداد کم ہونے کی بجائے جوں کی توں کھڑی ہے۔ موجودہ حکمرانوں کی مسلسل حکمرانی کا یہ دسواں سال ہے اور سکولوں سے باہر بچوں کی تعداد کم نہیں ہو سکی جبکہ primary enrollment میں سات فیصد کمی واقع ہو گئی ہے۔ یہ غیر آئینی ہے کیونکہ آئین کا آرٹیکل۔ 25-A کہتا ہے کہ:

"ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ پانچ سے پندرہ سال کی عمر کے ہر بچے کو مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرے گی۔"

جناب سپیکر! بد قسمتی سے پنجاب کے حکمران آئین پاکستان میں درج بنیادی انسانی حقوق کو عوام تک پہنچانے سے قاصر ہیں۔ آئین ہمیں کہہ رہا ہے کہ ریاست پانچ سے پندرہ سال کی عمر کے ہر بچے کو مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرے گی لیکن حکومتی سطح پر لازمی تعلیم کے لئے کوئی ایسے اقدامات اب تک نہیں اُٹھائے گئے کہ جس سے زیادہ سے زیادہ بچوں کو سکولوں میں لایا جا سکے۔

جناب سپیکر! پنجاب میں سکولوں کی کل تعداد 57998 ہے ان میں سے مکمل عمارتوں والے سکول 11123 ہیں، چار دیواری کے بغیر سکول 8060، پینے کے پانی سے محروم سکول 6220 اور ایک کمرے پر مشتمل سکول 4000 ہیں۔ ہزاروں سکولوں کی چار دیواری نہیں ہے، جو ایک کمرے پر مشتمل ہیں، جن کے پاس پینے کا صاف پانی نہیں ہے اور ان میں اساتذہ کی تعداد بھی مکمل نہیں ہے تو پھر آپ کس طرح سے کہہ سکتے ہیں کہ صوبہ پنجاب کے اندر تعلیم کی حالت بہت بہتر ہو گئی ہے؟ یہاں پر ہم نے دانش سکولوں کا بہت زیادہ شور و غل سُنا اور بڑے بلند و بانگ دعوے کئے گئے لیکن وہ پروگرام بھی مزید آگے نہیں چل سکا۔ آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے اپنی آڈٹ رپورٹ کے اندر یہ کہا کہ دانش سکولوں کی

تعمیر کے اُوپر 4۔ارب اور 88 کروڑ روپے کی جو ادائیگیاں کی گئی ہیں وہ غیر قانونی اور غیر آئینی ہیں۔یہ بھی لمحہ فکریہ ہے کہ یہ پیسے proper طریقے سے استعمال نہیں کئے گئے۔

جناب سپیکر!حکومت کا ایک روّیہ ہے کہ تعلیم کو پرائیویٹ سیکٹر کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جائے اور اس کا غماض ان کے یہ اقدامات ہیں کہ 4300 سکولوں کو انہوں نے پہلے outsource کیا ہے اور اب مزید دس ہزار سکولوں کو private partnership پر دے رہے ہیں تو پھر حکومت کا کیا کام رہ جاتا ہے؟آئین پاکستان کے مطابق تعلیم کی سہولت فراہم کرنا ہر ریاست اور حکومت کا فرض ہے۔ حکومت پنجاب سکولوں کو privatize کر رہی ہے۔پہلے 4300 سکولوں کو outsource کر دیا گیا ہے اور اب دس ہزار سکولوں کو private کرنے جا رہے ہیں۔ان سکولوں کی اربوں روپے کی پراپرٹی،اربوں روپے کی عمارات اور ایکڑوں پر مشتمل یہ سکول پرائیویٹ لوگوں کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔اس وقت پرائیویٹ سیکٹر کے حالات بھی انتہائی دگرگوں ہیں۔ایک عام پاکستانی کو اپنے دو،تین یا چار بچوں کو پرائیوٹ سکول کے اندر داخل کرواتے ہوئے خوف محسوس ہوتا ہے کہ وہ ہر مہینے ہزاروں روپے فیس کیسے دے گا؟میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن کے بارے میں حکومت جو دعوے کرتی ہے عملی طور پر اس میں سنجیدہ نظر نہیں آتی۔

جناب سپیکر!خیبر پختونخوا کی حکومت نے پچھلے سال اپنے ٹوٹل بجٹ کا 25 فیصد ایجوکیشن پر لگایا تھا جبکہ پنجاب حکومت نے اپنے ٹوٹل پنجاب کا 18.5 فیصد تعلیم پر خرچ کیا تھا۔اب ایک فیصد مزید اس سال کم کر دیا گیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کے تمام دعوؤں کی نفی ہے کہ وہ سکولوں کو اہمیت دیتی ہے اور وہ سکولوں پر پہلے سے زیادہ اخراجات کر رہی ہے میں نے اُس کی ہلکی سی جھلک آپ کو دکھائی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ سکولوں کے سسٹم میں انحطاط کی دو تین بڑی وجوہات ہیں۔پرائمری تعلیم کو نظر انداز کرنا اور سیاسی شعبدہ بازی کو دیرپا تعلیمی پالیسی پر ترجیح دینا،تعلیم کے لئے مختص ترقیاتی فنڈز کا بھرپور استعمال نہ کرنا اور کئی سالوں سے پنجاب کا تعلیمی بجٹ ساکن ہے یا اُس میں مسلسل کمی واقع ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم کے اندر بہتری کا جو دعویٰ محترمہ وزیر خزانہ نے کیا تھا ان facts and figures کے ذریعے اُس دعویٰ کی نفی ہوتی ہے جو بجٹ کی کتابوں کے اندر دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر!دوسرا انتہائی اہم شعبہ انرجی کا ہے انرجی سیکٹر میں crisis کی وجہ سے آج لوڈشیڈنگ کا عذاب سب کو جھیلنا پڑ رہا ہے اور حکمرانوں نے عوام سے وعدہ کیا تھا کہ چھ ماہ میں،پھر کہا دو سال میں لوڈشیڈنگ کا خاتمہ ہو جائے گا آج پانچواں سال جا رہا ہے،لوڈشیڈنگ میں کوئی 19/20 کی کمی

شاید ہوئی ہو لیکن یہ crisis اپنی جگہ پر موجود ہیں اور انرجی crisis کی وجہ سے آج ہماری انڈسٹری بند ہو رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کا وعدہ کہ وہ انرجی کو اہمیت دیتی ہے وہ وعدہ بالکل غلط ہے جیسے کہ میں نے پہلے آپ کو پڑھ کر سنایا کہ انہوں نے پچھلے سال 16-2015 میں انرجی سیکٹر میں 31۔ارب روپے رکھے تھے جس میں سے 11۔ارب روپے خرچ کئے اور 17-2016 میں انرجی سیکٹر میں انہوں نے 10۔ارب 99 کروڑ روپے رکھے تھے جبکہ اس میں ڈویلپمنٹ کا بجٹ 9۔ارب روپے تھا جس میں سے صرف 3۔ارب 36 کروڑ روپیہ خرچ کیا جو 37 فیصد بنتا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی شرمناک صورتحال ہے اور آئندہ سال بجٹ کے اندر انرجی کے ڈویلپمنٹ سیکٹر میں اس بجٹ کو مزید کم کر کے 7۔ارب 75 کروڑ روپیہ کر دیا گیا ہے اب ہر طرف لوڈشیڈنگ کا راج ہو، کسان اپنے کھیتوں کو سیراب کرنے سے بیٹھے ہوئے ہوں، عام لوگوں کو لوڈشیڈنگ کا عذاب جھیلنا پڑھ رہا ہو تو ہم ہر طرف یہ شعبدہ بازی، اشتہار بازی، دعوؤں، نعروں کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ انرجی crisis کے اوپر شاید قابو پالیا گیا ہے تو ایسی صورتحال کے اوپر کسی شاعر نے کیا خوب کہا تھا:

ہارا ہوں کہ دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

جناب سپیکر! یہ اتنی اتنی بڑی باتیں کرتے ہیں اور میں نے یہ figures آپ کی بجٹ دستاویز میں سے نکالے ہیں کہ آپ نے 16-2015 میں کتنا بجٹ رکھا، 17-2016 میں کتنا بجٹ رکھا اور اس بجٹ میں آپ کتنا پیسا رکھا رہے ہیں؟ اس میں سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ حکومت ہائیڈل پاور جنریشن کے اوپر سنجیدہ نہیں ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سارے تھرمل منصوبے ہیں اور یہ ایک انتہائی خوفناک رجحان پیدا ہو رہا ہے۔ ہم نے اپنے سارے پاور سیکٹر کو درآمدی ذرائع کے اوپر منتقل کر دیا ہے یعنی کوئلہ، گیس اور آئل وغیرہ تھرمل پاور جنریشن ہے۔ خدانخواستہ کسی بھی ہنگامی صورتحال کی وجہ سے اگر ان چیزوں کی درآمد متاثر ہوتی ہے تو آپ کا پورا ملک مفلوج ہو کر رہ جائے گا۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر محترمہ رُخسانہ کوکب کی جانب سے
قائد حزب اختلاف کے خلاف نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ خاموش ہو جائیں، آپ کی مہربانی۔ جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پوری دنیا میں مختلف معیشتیں 60 فیصد ہائیڈل پاور پر ہیں اور 40 فیصد تیل، گیس اور کوئلے کے اوپر ہیں جبکہ ہمارے ہاں 75 فیصد تھرمل کے اوپر ہیں اور 25 فیصد ہائیڈل کے اوپر ہیں یہ ایک انتہائی خطرناک رجحان ہے اسے ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے اور ہمیں اس طرح کے فوری اور ہنگامی اقدامات کرنے کی بجائے بتدریج اور قشدیر یا منصوبہ بندی کے ذریعے سے ہائیڈل پاور پراجیکٹس کو شروع کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر تھوڑی سی تفصیل بتاؤں گا۔ بھکھی پاور پلانٹ جو جلد بازی میں مکمل کرنے کے شوق میں چلنے اور افتتاح کے بعد کئی بار خراب ہوا اور کئی ہفتے بند رہنے کے بعد مزید کروڑوں روپے کی لاگت سے اب اس کو دوبارہ شروع کیا جا رہا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! نندی پور پاور پراجیکٹ کا حال پوری قوم کے سامنے ہے اور اس پر اربوں روپیہ اپنی cost سے زیادہ لگا اور وہ کئی مہینوں تک بند بھی رہا۔ اسی طرح ساہیوال پاور پراجیکٹ کا پنجاب حکومت سے کوئی لینا دینا نہیں، یہ سی پیک کا منصوبہ ہے اس کو چائنیز نے مکمل کیا لیکن بدقسمتی سے غیر قانونی طور پر کروڑوں روپے کے اشتہارات ساہیوال پاور پراجیکٹ پر اخبارات کے اندر دیئے جا رہے ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر محترمہ رُخسانہ کوکب کی جانب سے
قائد حزب اختلاف کے خلاف نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اُن کی بات سُنیں Order in the House, order in the House.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! تو اگر یہ بجلی پیدا بھی کر لیں تو سسٹم کو جب تک اپ گریڈ نہیں کیا جاتا یہ پیداوار بڑھنے کے باوجود عوام تک اس کے ثمرات نہیں پہنچ سکتے اور یہ ٹرانسمیشن سسٹم اپ گریڈ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! خان پور نہر، شیخوپورہ پر 4.5 میگاواٹ کا پاور پلانٹ جس کی لاگت تقریباً 2۔ارب روپے تھی پہلی ہی آزمائش میں زمین بوس ہو گیا اور پنجاب کے انرجی ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے۔ پنجاب میں مختلف جگہوں پر پانی کا ذخیرہ کر کے نئے ڈیم بنانے کی طرف پنجاب حکومت کی کوئی توجہ نہیں جبکہ بیسیوں ڈیم پانی کو ذخیرہ کر کے بنائے جا سکتے ہیں۔ ہر سال تقریباً 35 بلین ایکڑ فٹ پانی ضائع ہو رہا ہے اور وہ سمندر میں گر رہا ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: Order in the House, order in the House. محترمہ! میں آپ سے کہہ رہا ہوں، خاموش ہو جائیں۔ جی، میاں صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"جھوٹا جھوٹا" کی نعرے بازی)

آپ ان کی بات سنیں۔ جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پینے کے صاف پانی پر بہت زیادہ بات ہوئی ہے۔ پچھلے بجٹ میں 30۔ارب روپے کی رقم پینے کے صاف پانی کے لئے رکھی گئی تھی لیکن آپ اندازہ لگائیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"جھوٹا جھوٹا" کی نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ رخسانہ کوکب! کیا آپ نے روزہ نہیں رکھا؟ آپ کی بڑی ہمت ہے۔ اب کوئی میاں صاحب کو interrupt نہیں کرے گا۔ آپ ان کی بات سنیں۔ جی، میاں صاحب! آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! صاف پانی کے لئے 30۔ارب روپے رکھے گئے تھے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"جھوٹا جھوٹا" کی نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بات جاری رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ House in order کرائیں۔ آپ انہیں نعرے لگا لینے دیں میں پھر بات کر لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بات کریں۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ خاموش ہو جائیں۔ میاں صاحب! آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس میں 30-ارب روپے کی رقم۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"جھوٹا جھوٹا" کی نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کی بات سنیں، خاموش رہیں اور میاں صاحب کی بات مکمل ہونے دیں۔ جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں اب بجٹ پر بات نہیں کروں گا لیکن مجھے ایک بات یہاں کہنی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! مہربانی کریں اور بجٹ پر بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ یہاں اپوزیشن کے بنچوں پر آ جائیں۔ یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ کیا آپ نے آنکھ بند کر کے رکھنی ہے اور House in order نہیں کرنا؟ آپ نے چار سال سے ہمیں جس طرح سے دیوار سے لگایا ہوا ہے۔ اپوزیشن ایک بجٹ اجلاس کے دوران بات کرتی ہے تو آپ وہ بھی سننا اور سنوانا نہیں چاہتے۔ اگر آپ House in order نہیں رکھنا چاہتے تو آپ کی مرضی ہے ہم جا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ سن رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں آخری دفعہ آپ سے request کروں گا کہ ہم میں سے کوئی ایوان میں نہیں آئے گا۔ آپ تین دن میں بجٹ تقاریر کرائیں اور بجٹ پاس کرا لیں۔ آپ کو مبارک ہو۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کا یہ روّیہ جمہوری روّیہ ہے تو یہ بالکل غلط ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بات سنیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں بڑی passion کے ساتھ کہتا ہوں کہ وزیر قانون یہاں بیٹھے ہیں۔ اگر وہ ان روایات کو جنم دیں گے تو پھر ٹھیک ہے اور ہم بھی سوچیں گے کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب جب اپوزیشن میں تھے تو کیا یہاں پر وہ احتجاج نہیں کرتے تھے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان روایات کو میری طرف سے یا ہماری طرف سے جنم نہیں دیا گیا۔ روایت تو یہ ہے کہ جب قائد ایوان، قائد حزب اختلاف بات کرے یا وزیر خزانہ بجٹ تقریر کرے تو اسے

سنا جاتا ہے۔یہ نہ سننے کا جو culture ہے اور جو hooting ہے اس حوالے سے آپ کے علم میں ہے کہ ہماری بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں ان روایات کو promote کرنے کی بات ہوئی تھی بلکہ آگے بڑھانے کی بات ہوئی تھی۔

جناب سپیکر!میں محترم قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہم ان روایات کو جو کہ اس معزز ایوان کی روایات ہیں ہم ان کو قائم بھی رکھنا چاہتے ہیں اور آگے بڑھانا بھی چاہتے ہیں۔آپ بھی ذرا ان چیزوں کا خیال رکھیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: اب کوئی interrupt نہیں کرے گا اور قائد حزب اختلاف کی بات سنے گا۔جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!میں نے گزارش کی تھی کہ اپوزیشن احتجاج کرتی ہے۔ہم ایوان میں رہتے بھی ہیں، ایوان کو چلاتے بھی ہیں، ایوان میں بیٹھتے بھی ہیں اور احتجاج بھی کرتے ہیں۔یہ اس جمہوری ایوان کا حُسن ہے۔یہ پہلی دفعہ نہیں ہو رہا۔میں نے عرض کی ہے کہ رانا ثناء اللہ صاحب جب ان بنچوں پر بیٹھتے تھے تو احتجاج بھی کرتے تھے۔یہ طریق کار نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!آپ بھی تھوڑا خیال کر لیا کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!یہ بھی کوئی طریق کار نہیں ہے کہ یہاں پر اپوزیشن کو بات نہ کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر!میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اگر ایوان بات سننے کو تیار ہے تو ٹھیک ہے۔اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ہم بات نہ کریں تو ہم باہر چلے جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!یہاں سیٹیاں لانے کی روایت بھی پہلے کبھی نہیں تھی۔میں نے تو کبھی نہیں دیکھی۔مجھے اس ایوان کا تقدس زیادہ عزیز ہے۔جی، میاں صاحب!آپ بات کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!ہمیں چار سال سے corner کیا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ باہر جا کر پریس کے سامنے سیٹیاں بجائیں۔جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!میں صاف پینے کے پانی کی بات کر رہا تھا کہ اس کے لئے 30۔ارب روپے رکھے گئے تھے لیکن خرچ صرف 2۔ارب 50 کروڑ روپے ہوئے۔آپ اندازہ کریں کہ یہ کل بجٹ کا کتنے فیصد بنتا ہے۔2۔ارب 50 کروڑ روپے جو خرچ ہوئے ہیں وہ کسی ڈویلپمنٹ پر

خرچ نہیں ہوئے بلکہ بجٹ کا ایک blind head AO-5270 میں خرچ ہوئے ہے تو کچھ پتا نہیں کہ یہ فنڈز کدھر گئے ہیں۔ اس طرح سے 27۔ارب 50 کروڑ روپیہ lapse کر جاتا ہے۔ پینے کے صاف پانی کا کوئی بڑا منصوبہ نہ شروع کیا جاتا ہے اور نہ پایۂ تکمیل تک پہنچتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سال حکومت نے اس کو مزید کم کر کے 24۔ارب 50 کروڑ روپے کا کر دیا ہے۔ پچھلے سال 30۔ارب تھا۔ 2½۔ارب خرچ ہوا جو غیر ترقیاتی اخراجات ہے۔ پینے کا صاف پانی فراہم کرنے کے لئے ایک penny بھی ان بجٹ کی کتابوں کے اندر مجھے کہیں نظر نہیں آئی۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں پچھلے دنوں وزیر اعلیٰ پنجاب نے دو تین ماہ پہلے ایک ہنگامی پریس کانفرنس کی تھی اور اس میں صاف پانی کی کمپنی جو 2014 میں ایک ادارہ بنایا گیا تھا اس کے MD، CEO اور دیگر ذمہ داران کو suspend کیا گیا اور ان کے اوپر فوجداری مقدمات بنا دیئے گئے۔ ان کے بارے میں یہ کہا گیا کہ یہ negligence کے ذمہ دار ہیں۔ پینے کے صاف پانی کا منصوبہ جو 130۔ارب روپے میں مکمل ہونا تھا اب اس کی لاگت 190۔ارب روپے آئے گی۔ اس پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ 2014 سے لے کر 2017 تک تین سال تک مسلسل اس سے بے اعتنائی برتی گئی اور اس پر کوئی check and balance نہیں رکھا گیا۔ ان افسران کو suspend کیا گیا تو اربوں روپیہ ان کی تنخواہ کی صورت میں ضائع ہو گیا۔ اس میں سے صرف صاف پانی کمپنی کے دفتر کا دو سال 17-2016 کا کرایہ 9 کروڑ روپے ادا کیا گیا ہے۔ یہ صورتحال ہو گی تو میں سمجھتا ہوں کہ صاف پانی کمپنی کی کہانی میں ضرور دو منٹ کے لئے ایوان کے سامنے رکھوں۔ اس کمیٹی نے اپنا پہلا پراجیکٹ 2015 میں شروع کیا گیا اور کام چھ پاکستانی کمپنیوں کو award کیا گیا۔ یہ award فروری 2016 میں ایک letter کے ذریعے cancel کر دیا جاتا ہے یعنی وہ سارے کام ختم کر دیئے جاتے ہیں، پھر دوبارہ اشتہار دیا جاتا ہے اور اس میں بین الاقوامی کمپنیوں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے۔ جون 2016 میں یہ اشتہار دیا گیا اور چار سے پانچ ماہ کے process کے بعد دسمبر میں یہ کام مکمل ہوتا ہے اور اس ٹینڈرنگ میں 50 بین الاقوامی کمپنیاں حصہ لیتی ہیں۔ یہ صاف پانی کمپنی چودہ پراجیکٹس کو مختلف کمپنیوں میں تقسیم کرتی ہے جس میں تقریباً تمام چائنیز کمپنیاں ہی یہ tender win کرتی ہیں اور ایک پراجیکٹ کی مالیت تقریباً 140 ملین ڈالر بنتی ہے۔ بد قسمتی سے اس میں ایک چائنیز کمپنی Sino hydro پانچ پراجیکٹ سب سے کم ریٹ پر win کرتی ہے لیکن تماشا کیا ہوتا ہے؟ 7۔دسمبر 2016 کو بیجنگ میں ایک میٹنگ بلائی جاتی ہے اور اس میں تمام چائنیز

کمپنیوں کو مدعو کیا جاتا ہے حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ جن کمپنیوں نے tender win کئے اور جن کو کام الاٹ ہوئے ہیں ان کی میٹنگ بلائی جاتی لیکن سب کو میٹنگ میں مدعو کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب لاہور سے ویڈیو لنک کے ذریعے خطاب کرتے ہیں اور وہاں لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ کیوں نا اس ٹینڈر کو cancel کر دیں اور new tender call کریں۔ وہاں پر زیادہ تر وہ کمپنیاں موجود تھیں جن کو کام الاٹ نہیں ہوا تھا لہٰذا وہ دونوں ہاتھ کھڑے کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ٹھیک ہے اس ٹینڈر کو cancel کر دیں لہٰذا وزیر اعلیٰ پنجاب ان tenders کو cancel کر دیتے ہیں اور ان کمپنیوں کو فارم دیتے ہیں کہ آپ اگر اس فارم کو sign کریں گے تو آپ کی سکیورٹی آپ کو واپس ملے گی ورنہ آپ کی سکیورٹی forfeit کر لی جائے گی۔

جناب سپیکر! مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ سب کچھ کیوں کیا گیا کہ اتنے بڑے پیمانے پر بین الاقوامی کمپنیوں کو یہ کام الاٹ کرنے کے بعد آخر کیوں cancel کر دیا گیا اور اب موجودہ صورتحال کیا ہے؟ 2017 میں نئے سرے سے چھ غیر ملکی کمپنیاں consultancy firms اس میں جاپانی اور یورپین ہیں ان کو consultant hire کیا گیا ہے اور ہر کمپنی کو 40 کروڑ روپے، 40 لاکھ روپے نہیں بلکہ 40 کروڑ روپے consultancy کی fee دی جا رہی ہے تو یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان میں سے کسی ایک consultancy نے بھی ابھی تک اس پر کوئی کنکریٹ چیز سامنے نہیں لا کر دی کہ جس پر کام شروع کیا جا سکے۔ حکمران طبقے کی طرف سے پینے کے صاف پانی کے بارے میں بہت باتیں ہوتی ہیں۔ پچھلے ایک سال میں پورے پنجاب میں 116 فلٹریشن پلانٹس لگائے گئے ہیں جن میں سے 60 فیصد پلانٹس اس وقت بند پڑے ہیں اور صرف 40 فیصد پلانٹس چل رہے ہیں اور وہ بھی آلودہ پانی مہیا کر رہے ہیں۔ ان پلانٹس کے آلودہ پانی مہیا کرنے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کی maintenance کا کوئی نظام نہیں ہے اس کا فلٹر ہر تیسرے دن بدلنا چاہئے اور ہفتے میں ایک مرتبہ اس کی chemical washing ہونی چاہئے لیکن maintenance نہ ہونے کی وجہ سے یہ سارے پلانٹس بند پڑے ہیں اور جو چل رہے ہیں وہ بھی گندا پانی فراہم کر رہے ہیں۔ یہ میرے پاس authentic report ہے اور میرا چیلنج ہے کہ اس کو کوئی بھی غلط ثابت کر کے دکھائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات اس کا سب سے افسوسناک پہلو کیا ہے؟ اس کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ یہ جو فلٹریشن پلانٹ حکومت لگوا رہی ہے اس کا ٹھیکہ KSB company کو ایک کروڑ 20 لاکھ روپے میں دیا گیا ہے کہ وہ اس فلٹریشن پلانٹ کو install کرے اور وہی فلٹریشن پلانٹ پرائیویٹ

سیکٹر میں مجلس خدمت اسلامی اور کئی دوسری این جی اوز صرف 20 لاکھ روپے میں لگا رہی ہیں۔ آپ اندازہ کریں کہ حکومت ایک کروڑ 20 لاکھ روپے میں جو پلانٹ لگا رہی ہے وہی پلانٹ مجلس خدمت اسلامی اور کئی دوسری این جی اوز صرف 20 لاکھ روپے میں لگا رہی ہیں اور کون سی کمپنیاں یہ پلانٹس لگا رہی ہیں اس میں سے دو کمپنیاں جن کے نام Water Regime اور Enviro Pak ہیں۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ کیا کوئی اس طرح کا سسٹم نہیں ہے؟ تو میں اس پر پھر یہ چیلنج کرتا ہوں کہ same plant آپ جا کر لگے ہوئے دیکھ لیں جو کہ اس وقت 20 لاکھ روپے میں چل رہے ہیں جبکہ KSB company حکومت سے وہی پلانٹ ایک کروڑ 20 لاکھ روپے میں لگوا رہی ہے یعنی ایک کروڑ روپے کی خطیر رقم اور اگر یہ 100 فلٹریشن پلانٹس لگائیں تو ایک ارب روپے کی رقم بنتی ہے۔ یہ کیا ہو رہا ہے اس کو چیک کریں اور دیکھیں کہ کون اس کا ذمہ دار ہے اتنا بڑا گھپلا اور اتنا بڑا فرق وہ کسی بھی صورت نہیں ہونا چاہئے لہٰذا اس کو چیک کرنے کی ضرورت ہے؟ میرے پاس ایک diagram پڑی ہوئی ہے اس میں تمام شہروں کا لکھا ہوا ہے شاید ہی پنجاب کا کوئی شہر ایسا ہو جس کا پانی حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق ہو اور وہ صحت کے لئے مضر نہ ہو۔ یہ تمام شہروں کی تفصیل میرے پاس موجود ہے اور یہ پاکستان کی سرکاری مایہ ناز کمپنی کی طرف سے اعداد و شمار جاری کئے گئے ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکر کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ قصور میں 100 فیصد، لاہور میں 50 فیصد، ملتان میں 56 فیصد، راولپنڈی میں 53 فیصد، سرگودھا میں 83 فیصد، سیالکوٹ میں 70 فیصد، شیخوپورہ میں 45 فیصد، گوجرانوالہ میں 64 فیصد، گجرات میں 56 فیصد، بہاولپور میں 60 فیصد اور فیصل آباد میں 46 فیصد آلودہ پانی ہے تو یہ رونگٹے کھڑے کر دینے والے حقائق ہیں کہ ان شہروں میں اتنے فیصد آلودہ پانی اگر شہری پیئں گے تو ان کی صحت خراب کیوں نہیں ہوگی وہ ہیپاٹائٹس کے مریض کیوں نہیں ہوں گے، ہسپتالوں میں مریضوں کی بھرمار کیوں نہیں ہوگی تو یہ لمحہ فکریہ ہے کہ حکومت نے جب 30- ارب روپے صاف پانی کے لئے رکھے تو پھر بھی کیوں اس پر توجہ نہ دی گئی؟ صاف پانی کمپنی بھاڑ میں جائے اگر وہ کام نہیں کر رہی تھی آپ نے صاف پانی کے لئے 30- ارب روپے رکھ دیئے اور اس میں سے 2½- ارب روپے آپ نے غیر ترقیاتی اخراجات پر لگا دیئے اور باقی 27½- ارب روپے وہ کدھر گئے؟ سب سے ضروری اس صوبے کے عوام کا بنیادی آئینی اور انسانی حق یہ ہے کہ اس کو پینے کے لئے صاف پانی ملنا چاہئے۔ یہ حکومت مسلسل 10 ویں سال میں جا رہی ہے وہ اگر پینے کے لئے صاف پانی نہیں دے سکی تو باقی سارے دعوؤں پر آپ خود سوچ لیں کہ کس حد تک صداقت ہوگی۔ لاہور شہر

میں انتہائی ایک خوفناک صورتحال ہے میں اس شہر کا باسی ہوں اور یہاں کا نمائندہ بھی ہوں میں اس پر ضرور بات کرنا چاہوں گا کہ کھربوں روپے اس کے انفراسٹرکچر پر لگ رہے ہیں جیسا کہ میٹرو، اورنج لائن ٹرین، فلائی اوور اور انڈر پاس بن رہے ہیں تو یہ بڑی اچھی بات ہے لیکن زیر زمین پچھلے 50 سال سے جو اس کا انفراسٹرکچر ہے وہ تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ 50 سال پہلے کی سیوریج اور واٹر سپلائی کی piping ہے اس وقت شہر کی آبادی 40 سے 45 لاکھ تھی اور آج دو کروڑ سے متجاوز ہے لیکن اسی انفراسٹرکچر کے ذریعے سے یہ واٹر سپلائی جاری ہے اور اس میں گٹر کا پانی شامل ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر فلائی اوور سے ہٹ کر تھوڑی سی توجہ اس طرف بھی دے دیں تو شاید لاہور کے شہریوں کو پینے کا صاف پانی میسر آ جائے۔

جناب سپیکر! میں اب امن عامہ پر آتا ہوں کہ آپ نے امن عامہ کے لئے پچھلے سال 88-ارب 63 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا اور اس پر 90-ارب 23 کروڑ روپے خرچ کئے۔ اس سال آپ نے امن عامہ کے لئے 95-ارب 59 کروڑ روپے رکھے ہیں یعنی 7-ارب روپے کی پھر ایک چھلانگ لگ گئی ہے اور اس بجٹ میں 7-ارب روپے کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ہر سال ہم اربوں روپے پولیس کا بجٹ بڑھاتے جا رہے ہیں کسی سال 5-ارب اور کسی سال 7-ارب بڑھا دیتے ہیں لیکن پولیس کی کارکردگی کیا ہے؟ وہ عوام کے جان و مال کے تحفظ میں کتنی کامیاب ہے، مظلوموں کی دادرسی اور عام آدمی کو انصاف کی فراہمی میں وہ کس حد تک perform کر پائی ہے اور ان کی کارکردگی کیا ہے؟ اور ہمارے حکمران تھانہ کلچر کی تبدیلی کا بار بار نعرہ لگاتے ہیں بلکہ پچھلے کئی سالوں سے نعرہ لگا رہے ہیں لیکن یہ تھانہ کلچر کب تبدیل ہو گا کیونکہ وہی حالات ہیں۔

جناب سپیکر! آپ میرے ساتھ کسی دیہاتی علاقہ کے تھانے میں چلے جائیں تو وہاں وہی حالات ہیں کہ عام آدمی تھانے میں جا کر ایف آئی آر نہیں کٹوا سکتا۔ اگر اثر و رسوخ کے ذریعے ایف آئی آر کٹ جائے تو انوسٹی گیشن نہیں کروا سکتا، انوسٹی گیشن کا مرحلہ گزر جائے تو پراسیکیوشن میں مار کھا جاتا ہے اور مجرمان بچ نکلتے ہیں بلکہ heinous crime کے مجرمان کو ملنے والی سزا کی شرح دن بدن کم ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اب جرائم پر قابو پانا ایک خواب بن کر رہ گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ بڑی قابل افسوس بات ہے کہ ہم نے ایک ارب 99 لاکھ روپے سے نئی وردی لے لی ہے۔ خدا کے بندو یہ اچھی بھلی وردی ہے، اس کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ ایک ارب روپیہ نئی وردی پر لگا رہے ہیں اور کون سے بجٹ میں نئی وردی کی approval لی تھی، بالکل نہیں

لی تھی؟ اب نئی وردی انتہائی مضحکہ خیز لگتی ہے بلکہ پولیس کے عام سپاہی اس وردی سے تنگ ہیں۔ جب وہ وردی پہن کر جاتے ہیں تو لوگ انہیں پولیس والے نہیں سمجھتے بلکہ کہتے ہیں کہ یہ سکیورٹی ایجنسی کے لوگ آ رہے ہیں۔ پولیس والے خود comment کرتے ہیں کہ یہ نئی وردی ہمارے لئے عذاب بنی ہوئی ہے۔ اچھی بھلی وردی تھی بلکہ ہر آدمی کو پتا تھا کہ ملائشیا کی شرٹ اور خاکی پتلون والی وردی ہے جس کو اب بدل کر ایک ارب روپے کا گورنمنٹ کے خزانے کو ٹیکہ لگایا گیا ہے۔ اس وردی میں کس کی کتنی کمیشن تھی یہ ایک الگ کہانی ہے جس کے متعلق میں یہاں پر بات نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ بڑا ظلم ہے کہ بلا وجہ ہی وردی تبدیل کر لی۔ اگر کوئی وجہ ہو، کوئی دلیل ہو، کوئی logic ہو، کوئی ضرورت ہو اور کوئی سوال ہو تو پھر وردی لیں لیکن اگر کوئی وجہ نہیں ہے تو پھر ایک ارب روپیہ پولیس کی وردی بدلنے میں لگا دیں تو اس کی کوئی justification نہیں ہے۔ آپ پولیس کے mind-set کو نہیں بدل سکے، پولیس کے سوچنے کے انداز کو نہیں بدل سکے، پولیس کے روّیوں کو نہیں بدل سکے، پولیس کے کردار کو نہیں بدل سکے، پولیس کی performance کو نہیں بدل سکے اور پولیس کی delivery کو بہتر نہیں بنا سکے لیکن وردی کو بدل دیا ہے جس پر ایک ارب روپے کا ٹیکہ لگایا گیا ہے اور پنجاب کے عوام کے خون پسینے کی کمائی اس وردی پر ضائع کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں اس پر احتجاج کرتا ہوں کیونکہ یہ پنجاب کے خزانے کے ساتھ صریحاً ظلم ہے اور اس طرح کی وردیوں کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر تھانے کے اندر کا صرف ایک آدھ مسئلہ بتاؤں گا لیکن ویسے تو تھانوں میں لائنیں لگی ہوئی ہیں۔ تھانہ سرائے مغل پتوکی ڈسٹرکٹ قصور کا ایک شہری ملک محمد یاسین سکنہ مسلم ٹاؤن جوئیاں والا، کوٹ ہیڈ بلوکی تحصیل پتوکی جو راج گیری کا کام کرتا ہے وہ روتا پیٹتا چار دن پہلے میرے پاس آ کر کہتا ہے کہ میں کسی جگہ پر مکان کی تعمیر کر رہا تھا تو تھانہ سرائے مغل کی پولیس چوکی سوَر سنگھ کا سب انسپکٹر محمد امین اٹھا کر لے جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اپنے بھائی سے جانور برآمد کرو ورنہ تم اِدھر ہی ہو۔ چھ دن تک مسلسل اُس پر تشدد کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اپنے پیچھے سے کسی کو بلاؤ جو تمہیں یہاں سے لے جائے۔

جناب سپیکر! میں on the floor of the House یہ بات کہہ رہا ہوں کہ آپ کی مسلم لیگ (ن) کے elected کونسلر امجد بھٹی یونین کونسل نمبر 107 گھمن پھولنگر کے ہیں جوان کو ساتھ لے کر میرے پاس آئے کہ میں بے بس ہو گیا ہوں، میں ڈی پی او کے پاس گیا ہوں، ڈی ایس پی کے پاس

ان کو ساتھ لے کر گیا ہوں لیکن میری کہیں شنوائی نہیں ہو رہی۔ ساتویں دن اس کے ہاتھ باندھ کر پیشاب پلایا جاتا ہے اور پیشاب پلانے کے بعد یہ سب انسپکٹر اسے کہتا ہے کہ اگر نہیں کرو گے تو فضلہ بھی تیرے منہ میں ڈالیں گے۔

جناب سپیکر! یہ تھانہ کلچر کے اندر کے حالات ہیں جو میں بتا رہا ہوں۔ اس کے بعد اس بندے کے عزیز و اقارب اپنے زیورات اور مال مویشی بیچ کر ایک لاکھ 60 ہزار روپیہ لا کر اس سب انسپکٹر امین کو دے کر اپنے آدمی کی جان خلاصی کراتے ہیں اور اس دوران ایف آئی آر بھی کٹ جاتی ہے۔ یہ اس کی telephonic گفتگو on record ہے جو میں نے خود سنی ہے جس میں وہ کہتا ہے کہ میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں اور صرف ایک لاکھ روپے ہیں لیکن وہ سب انسپکٹر کہتا ہے کہ میں دو لاکھ سے کم نہیں لوں گا۔ یہ ساری debate اس سب انسپکٹر کے ساتھ ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ یہ تھانہ کلچر کے حالات ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے پڑوس صدر قصور میں تین ماہ کے دوران پانچ کمسن بچیوں کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے اور تین ماہ میں پانچوں بچیوں کو ایک زیر تعمیر عمارت کے اندر قتل کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے اس معاملہ پر تحریک التوائے کار بھی جمع کرائی ہے لیکن وہاں پر کوئی جُنبش ہوتی ہے، زمین پھٹتی ہے، آسمان کچھ بولتا ہے اور نہ پولیس کے اندر کوئی حرکت ہوتی ہے بلکہ روٹین میں سارے معاملات اسی طرح سے ہی چل رہے ہیں۔ اگر کوئی باضمیر پولیس افسر کوئی بات کر دے تو اس کے ساتھ وہ حال کرتے ہیں جو کتے کا حال ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور واقعہ بیان کرتا ہوں کہ محمد ارشد ولد قطب الدین، بیلٹ نمبر 6249 جو کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر لاہور کا ہیڈ کانسٹیبل ہے، کسی میٹنگ کے دوران ایس پی صاحب اس کو ماں بہن کی گالیاں دیتے ہیں لیکن اس پڑھے لکھے کانسٹیبل نے کہا کہ آپ مجھے گالی مت دیں کیونکہ ماں بہن کی گالی دینا آپ کو اختیار نہیں ہے لہٰذا آپ میرے ساتھ اس طرح پیش نہ آئیں، میں آپ کا subordinate ضرور ہوں لیکن ماؤں بہنوں کی گالیاں کھانے کے لئے میں یہاں پر ملازم نہیں ہوں۔ ایس پی صاحب جا کر اسے suspend کرتے ہیں اور اس پر کئی چیزیں ڈال کر اس کی انکوائری شروع کروا دیتے ہیں۔ وہ ہیڈ کانسٹیبل بے چارا چھ ماہ سے دربدر کی ٹھوکریں کھاتا پھر رہا ہے، کبھی وہ CCPO کے پاس آتا ہے اور کبھی آئی جی کے پاس آتا ہے۔ اس کی درخواستیں میرے پاس موجود ہیں جس نے وزیراعلیٰ، گورنر اور لیڈر آف اپوزیشن کو بھی درخواست لکھی ہے۔ اس کو suspend کرنے کے بعد جعلی

انکوائری ڈال کر نوکری سے فارغ کر دیا جاتا ہے۔ وہ پوسٹ گریجویٹ ایم اے پاس نوجوان جو پولیس افسران کی چیرہ دستی کے ہاتھوں آج خودکشی کرنے پر تلا ہوا ہے اور مجبور ہے لہٰذا میں یہ سوال کرتا ہوں کہ پنجاب میں پولیس کیا کر رہی ہے اور تھانوں کے اندر کیا ہو رہا ہے اس لئے ہمیں یہ سوچنا پڑے گا کہ ہم ہر سال اربوں روپے کا بجٹ بڑھاتے جائیں مگر پولیس میں بہتری نہیں آ رہی، عوام کے جان و مال کا تحفظ نہیں ہو رہا اور لوگوں کو relief نہیں مل رہا تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ نئی نئی فورسز بنانے کی بجائے بنیادی تبدیلیاں یعنی structural changes لائیں، پولیس کو depoliticize کیجئے اور آئی جی کو independent کیجئے۔

جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ یہ وزیراعلیٰ پنجاب کا کام نہیں ہے بلکہ یہ prerogative آئی جی پنجاب کا ہے کہ وہ پنجاب کے اضلاع میں DPOs, CPOs اور SPs کو لگائے لیکن اگر آئی جی پنجاب کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے دفتر میں بٹھا دیں گے اور ایک ڈپٹی سیکرٹری ٹیلیفون اٹھا کر کسی کی posting transfer کروائے گا تو یہی حال ہو گا جو آج کل ہو رہا ہے۔ اس میں کب درستی آئے گی کیونکہ دس سال کوئی تھوڑا ٹائم نہیں ہے؟ اتر پردیش کا وزیراعلیٰ 15 فیصد اپنا ڈویلپمنٹ بجٹ utilize نہیں کر سکا اس لئے اسے resign دینا پڑا لیکن یہاں پر کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ یہاں پر تھانہ کلچر کی تبدیلی، عام آدمی کو انصاف کی فراہمی اور لوگوں کے جان و مال کا تحفظ اب ایک ایسا خواب ہے جو لگتا ہے کہ کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو گا۔ پولیس کو depoliticize کروائیں، online FIR درج کروائیں تاکہ ایک مظلوم کا جو زور اپنی ایف آئی آر درج کروانے پر لگتا ہے کم از کم وہ اپنی تفتیش پر اتنا زور لگائے تو شاید اس کے ملزمان کیفر کردار تک پہنچ سکیں۔

جناب سپیکر! میں اب ایگریکلچر کی طرف آتا ہوں کہ اس کے بارے میں ہماری حکومت کا خیال ہے اور ان کا یہ دعویٰ ہے کہ ایگریکلچر کی طرف ان کی بہت زیادہ توجہ ہے لیکن معذرت کے ساتھ حقائق اس کے بالکل برعکس ہیں۔ قیام پاکستان کے وقت ایگریکلچر کا GDP میں حصہ 48 فیصد تھا جو اب کم ہو کر 21 فیصد رہ گیا ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے سالوں میں ایک آدھ پچھلا سال چھوڑ کے ایگریکلچر میں growth rate minus رہا اور اس تقریر کے اندر محترمہ وزیر خزانہ نے زراعت کے ساتھ کئی شعبہ جات کو گھسا کر اس میں آبپاشی، لائیو سٹاک، Fisheries and Forestry میں کہہ دیا کہ ہم اس کے اوپر 140۔ ارب

اور 50 کروڑ روپے لگا رہے ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ پچھلے 9 سالوں سے اس حکومت کی کوئی ایگریکلچر پالیسی نہیں ہے۔ اگر ہے تو ایوان کے اندر آپ بتا دیں کہ ہماری یہ ایگریکلچر پالیسی ہے۔ یہ short term اقدامات ہیں اور یہ long term اقدامات ہیں لیکن نہیں ہے بلکہ ایڈہاک ازم اور ڈنگ ٹپاؤ پالیسی ہے۔ جب شور مچا، کسانوں کی طرف سے مطالبات آئے، احتجاج ہوا، جلسے جلوس ہوئے، آلوؤں کے ٹرک ضائع کئے گئے اور گندم کو آگ لگائی گئی تو بس سبسڈی کے اعلانات کر دیئے گئے کہ سبسڈی 100۔ارب روپے ہو جائے گی، آپ کو یہ facility ہو جائے گی اور آپ کو یہ بھی facility ہو جائے گی لیکن مستقل طور پر کوئی پالیسی نہیں بنائی گئی۔

جناب سپیکر! یہ کتنا بڑا مذاق ہے کہ 17-2016 کے بجٹ میں زراعت کے شعبے میں ڈویلپمنٹ کے لئے 20۔ارب روپے رکھے گئے جس میں سے صرف 7۔ارب 39 کروڑ 90 لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں۔ آپ اندازہ کریں کہ اتنا اہم شعبہ ہے جس کے لئے آپ 20۔ارب روپے رکھتے ہیں اور 7½۔ارب روپے خرچ کرتے ہیں جو کہ صرف 35 فیصد ہے اور اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ کسانوں کو، کاشتکاروں اور زراعت کو حکومت کتنی اہمیت دیتی ہے کہ اس کے اربوں روپے کے فنڈز ہی utilize نہیں ہو پاتے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ امسال انہوں نے 21۔ارب 5 کروڑ روپے زراعت کے شعبہ کی ڈویلپمنٹ کے لئے رکھا ہے جو کہ بہت کم ہے کیونکہ پنجاب کی ضرورت کے مطابق یہ بہت کم ہے۔ ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ کے لئے حکومت نے کوئی قدم نہیں اٹھایا کہ ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ کے اوپر فی ایکڑ پیداوار کیا ہے؟ آپ کے ادھر گندم کی پیداوار فی ایکڑ 30 من ہے اور پانچ میل دور امرتسر چلے جائیں تو وہاں کسان 60 من فی ایکڑ پیداوار لے رہا ہے۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ پچھلے دس سالوں سے آپ کی حکومت ہے لیکن کوئی ریسرچ، کوئی اعلیٰ بیج، کوئی متناسب کھاد، کوئی فارمولا اور کوئی طریقہ ہے؟ وہی جگہ ہے، وہی آب و ہوا ہے، وہی پانی ہے اور وہی انسان ہیں۔ وہ وہاں پر 60 من فی ایکڑ گندم لے رہا ہے اور ہمارا کسان یہاں پر مجبور ہے کہ وہ 30 من فی ایکڑ لے۔

جناب سپیکر! یہ جو سپورٹ پرائس کا اعلان کرتے ہیں کہ گندم 1300 روپے فی من، چاول 2600 روپے من، کپاس 3200 روپے فی من اور گنا 180 روپے فی من خریدا جائے گا لیکن onground تلخ حقائق یہ ہیں کہ جو گندم 1300 روپے فی من تھی وہ 1100 روپے فی من بڑی مشکل سے فروخت ہوئی، بیوپاریوں کے ہاتھ فروخت ہوئی ہے اور آڑھتیوں نے اٹھائی ہے۔ جو چاول

2600روپے فی من تھا وہ 1500 سے 1600روپے من تک فروخت ہوا ہے۔ کپاس 3200روپے فی من کی بجائے 2400روپے فی من فروخت ہوئی ہے۔ گنا 180روپے کی بجائے 155روپے فی من فروخت ہوا ہے۔ کسان کہاں جائے؟ آپ سپورٹ پرائس کا اعلان کرتے ہیں تو آپ کی اس کے اوپر رٹ نہیں ہے؟ آپ اس کے اوپر عملدرآمد نہیں کروا سکتے؟ آپ کسان کو اس کے حقوق نہیں دلوا سکتے؟ جو قیمت آپ نے کسان کے لئے مقرر کی ہے وہ کسانوں کو ملنی چاہئے تھی جو کہ نہیں ملی۔

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ نے بڑے فخر سے کہا کہ ایک لاکھ 6ہزار سے زائد کسانوں کو 11۔ارب 50کروڑ روپے کے قرضے دیئے گئے ہیں جس میں سے 92فیصد وہ کسان ہیں جنہوں نے پہلی مرتبہ farmer sector سے قرضہ حاصل کیا۔ یہ تو ابتری کی نشانی ہے کہ کسان اگر خوشحال ہوتا اور کسان اگر خود انحصار ہوتا تو کیا اسے قرضہ لینا پڑتا؟ اگر وہ مجبوری کے عالم میں ہی ہے تو وہ قرضہ لینے جائے گا۔ یہ figures جو ہیں کہ کسانوں کو ہم نے اتنا قرضہ دے دیا تو یہ کوئی شاباش والی figure نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلی دفعہ بھی یہ request کی تھی کہ آپ کسانوں کو ذلیل و رسوا کرنے پٹواریوں، پٹوار خانوں، بنکوں اور تحصیل داروں کے دفاتر میں چکر لگوانے کی بجائے، یہ ایک لمبی جدوجہد ہے جس کے بعد کسان کی قرضہ لینے کی limit منظور ہوتی ہے تو آپ انہیں کسان کریڈٹ کارڈ جاری کیوں نہیں کرتے؟ پورے انڈیا کے اندر کسان کریڈٹ کارڈ ہے۔ کوئی راکٹ سائنس نہیں ہے؟ آپ اتنے بڑے بڑے منصوبے بناتی ہیں، پنجاب کے اندر جو لاکھوں کسان ہیں، کسی کی اگر دو ایکڑ زمین بھی ہے اور 10لاکھ روپے فی ایکڑ اس کی قیمت ہے تو آپ وہاں اسی گاؤں میں اعلان کریں کہ فلاں دن بنک کا نمائندہ بھی ہوگا، تحصیلدار بھی ہوگا اور پٹواری بھی ہوگا تو جو جو کسان قرضہ کے لئے اپنی limit منظور کروانا چاہتے ہیں وہ آجائیں۔ آپ وہاں جائیں اور دنوں کے اندر، ہر گاؤں میں ایک آدھ دن کے اندر جو کسان قرضے کی سہولت سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں، انہیں کریڈٹ کارڈ جاری کریں۔ ایک ایکڑ والے کسان کی بھی پانچ لاکھ روپے کی limit منظور ہو جائے گی اور اسے ہر سال پٹواریوں کے پیچھے نہیں بھاگنا پڑے گا بلکہ اس کے پاس کریڈٹ کارڈ ہوگا، وہ بنک میں جائے گا 50ہزار، ایک لاکھ، دو لاکھ، تین لاکھ روپے اور جتنی اس کی ضرورت ہے عزت نفس کے ساتھ اور وقار کے ساتھ اس بنک میں جا کر کسان کریڈٹ کارڈ پیش کرکے اپنی ضرورت کی رقم لے سکے گا اور استعمال کرنے کے بعد وہاں پر دوبارہ جمع کروا دے گا۔

جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ اس سکیم کے اوپر ضرور غور کریں۔ جہاں آپ نت نئی سکیموں کا اعلان کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہم کسانوں کو بہت زیادہ facilitate کر رہے ہیں تو وہاں آپ اس کسان کریڈٹ کارڈ کو consider کریں کیونکہ آپ کے 60 فیصد چھوٹے کاشتکاروں کا بنیادی مسئلہ ہی فنڈز کی کمی کا ہے جو کہ اس کے ذریعے حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! فصلوں کی انشورنس کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ ایک کسان جو 5 یا 10 ایکڑ کا مالک ہے اور اگر کوئی بے موسمی بارش ہو جاتی ہے یا خشک سالی آ جاتی ہے تو وہ بے چارہ کئی سالوں کے لئے مقروض ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں ہے اس لئے کسانوں کی انشورنس پالیسی کی طرف آئیں۔ حکومت پاکستان کا ایگریکلچر ریسرچ کا document میرے پاس ہے جو پنجاب کی کیا تصویر پیش کرتا ہے۔

جناب سپیکر! میں اس کی طرف توجہ بھی دلاؤں گا اور اس ایوان کو بھی اعتماد میں لینا چاہوں گا کہ 14-2013 میں کپاس کا ایریا 6000 ملین ایکڑ تھا جو کہ 17-2016 میں کم ہو کر 4484 ملین ایکڑ رہ گیا ہے یعنی کپاس کے ایریا میں تقریباً ڈیڑھ ملین ایکڑ رقبہ کی کمی واقع ہوئی ہے۔ اس کی yield bale کا 16-2015 میں ٹارگٹ 10500 تھا اور 6343 ہوئی۔ 17-2016 میں ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کا ٹارگٹ 9500 bales کپاس ہو گی لیکن 6978 ہوئی۔ مسلسل کمی ہے، کپاس کم ہوئی، ایریا بھی کم ہوا اور اس کی پیداوار بھی کم ہوئی۔

جناب سپیکر! 16-2015 میں چاول کا ٹارگٹ ایریا 4448 ملین ایکڑ تھا لیکن 4399 ملین ایکڑ رقبے پر چاول کاشت کیا گیا۔ سال 17-2016 میں ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کا ٹارگٹ 4448 ملین ایکڑ رقبہ تھا لیکن 4292 ملین ایکڑ پر کاشت ہوا۔ دو ملین ایکڑ یہاں پر out ہے کہ چاول کی فصل بھی کم ہو گئی۔ پچھلے سال چاول کی پیداوار کا ٹارگٹ 3500 ملین ٹن تھا لیکن 3250 ملین ٹن پیدا ہوئے۔ اس سال ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کا ٹارگٹ 3500 ملین ٹن تھا مگر 3475 ملین ٹن چاول پیدا ہوئے یعنی اس میں بھی decrease ہے۔

جناب سپیکر! دالوں کے اوپر آ جائیں تو چنے کی دال اور چنا جو سب سے زیادہ غریب آدمی کی خوراک ہے اور وہ استعمال ہوتا ہے۔ اس کا پچھلے سال ٹارگٹ 2112 ملین ایکڑ تھا لیکن 1820 ملین ایکڑ پر کاشت ہوا۔ اُس کی پیداوار ٹنوں کے اندر ہے وہ اس سال 550 ملین ٹن target تھی، کتنی پیداوار ہوئی؟ 303 ملین ٹن یعنی دو ملین ٹن چنے کی shortage ہے اور چنے کی دال کی shortage ہے اُس کا

ایریا بھی کم ہوا ہے جس پر وہ کاشت ہوتا ہے۔ اُس کے بعد آپ مسور کی دال پر آجائیں، مسور کی دال کا ٹارگٹ ٹنوں کے اندر ہے پچھلے سال 16-2015 میں 5 ملین ٹن تھا اور پیداوار 4 ملین ٹن ہے اس سال 17-2016 میں ٹارگٹ 5 لاکھ 50 ہزار ملین ٹن اور پیدا کتنی ہوتی ہے؟ 3 لاکھ 14 ہزار ملین ٹن یعنی 2 لاکھ ملین ٹن مسور کی دال میں بھی کمی ہے۔ چنے کی دال میں بھی کمی ہے ایریا بھی کم ہو رہا ہے، پیداوار بھی کم ہو رہی ہے۔ ماش کی دال کا ٹارگٹ 375 ملین ٹن تھا پیداوار 315 ملین ٹن یعنی اس میں بھی 50 ملین ٹن کی کمی ہے۔ یہ ایک جمالی figures آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں اور اگر میں پیاز اور potatoes کا ذکر نہ کروں تو پھر بات مکمل نہیں ہوتی۔ ہمارا onion کا ٹارگٹ پچھلے سال 334 ملین ٹن تھا پیداوار 328 ملین ٹن ہوئی اس دفعہ پھر ہمارا ٹارگٹ 334 ملین ٹن تھا پیداوار 300 ملین ٹن یعنی اس دفعہ بھی 34 ملین ٹن پیاز کم پیدا ہوا ہے۔ potatoes کا بھی یہی حال ہے اور یہ جو چیزیں ہم دھڑا دھڑ انڈیا سے منگوا رہے ہیں جس سے ہمارے لوکل کاشتکار تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔ وہ اب ان چیزوں کی طرف نہیں آ رہے آپ potatoes دیکھ لیں، ٹماٹر دیکھ لیں، onion دیکھ لیں، لہسن دیکھ لیں یہ ساری چیزیں آپ لاکھوں ٹنوں کے حساب سے انڈیا سے منگوا رہے ہیں جس سے ہماری لوکل زراعت انتہائی تباہی کا شکار ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! صحت کے اوپر حکومت نے انتہائی قدرے بہتر پالیسی بنائی لیکن یہ جو فنڈز انہوں نے بڑھائے ہیں اس کا impact ہمیں کہیں نظر نہیں آ رہا فنڈز بڑھا دیئے اور خاص طور پر جو وائٹ پیپر کے اندر بھی تھا کہ پچھلے سال آپ نے DHQs اور THQs کو 10۔ارب روپے اپ گریڈ کرنے کے لئے دیئے تھے لیکن کسی جگہ اس سے کوئی واضح تبدیلی اور انقلاب ان ہسپتالوں کے اندر ہمیں نظر نہیں آ رہا۔ 10۔ارب روپیہ اگر گیا تو یہ چیک کرنے کی ضرورت ہے کہ اُس سے بہتری کیوں نہیں آئی؟ اُس میں بہت زیادہ بہتری آنی چاہئے تھی۔ اس وقت پنجاب کے ہسپتالوں کے اندر 15 ہزار کے قریب میل فی میل ڈاکٹرز ہیں اور اگر موجودہ آبادی 10 کروڑ ہو تو 6 ہزار افراد کے لئے ایک ڈاکٹر ہے یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے جبکہ عالمی ادارہ صحت اس کے اوپر کہتا ہے کہ ہزار افراد کے اوپر آپ کو ایک ڈاکٹر چاہئے، 200 افراد کے اوپر ایک dentist چاہئے اور پانچ مریضوں کی دیکھ بھال کے لئے ایک نرس کا ہونا ضروری ہے لیکن ہمارا ابھی تک اس کی طرف کوئی دھیان نہیں اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے حکومت کو جو ٹھوس منصوبہ بندی کرنی چاہئے وہ بھی ہمیں کسی جگہ نظر نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر!اس وقت میں اگر پورے پنجاب کی بات کروں جو عام آدمی کا مسئلہ ہے آپ میں اور ہمارے تھوڑے لوگ جن کا privileged کلاس سے تعلق ہے کھاتے پیتے لوگ ہیں اُن کا کوئی ایشو نہیں ہے ہمیں اُن 90 فیصد عام آدمیوں کا ذہن لگا کر سوچنا چاہئے کہ دیہاتوں کے اندر 60 فیصد BHUs خالی پڑے ہیں، وہاں کوئی ڈاکٹر موجود نہیں ہے، شاید کاغذوں میں ہو لیکن وہاں پر dispenser اور دوسرا عملہ لوگوں کو گولیاں دے رہا ہے اور وہ لوگوں کا علاج معالجہ کر رہا ہے جبکہ سب سے زیادہ focus ہمیں BHUs کے اوپر دینا چاہئے، اُن کی تعداد بھی مکمل کرنی چاہئے، اُن کو facilitate کرنا چاہئے تاکہ جو بڑے شہروں کے ہسپتال ہیں اُن پر دباؤ کم ہو سکے، اگر ایک عام آدمی کو کوئی چھوٹی موٹی بیماری ہے اور اُس کا علاج BHUs سے ہو جاتا ہے تو وہ بھاگ کر THQs یا DHQs میں نہیں آئے گا لیکن اگر وہاں پر ڈاکٹرز نہیں ہیں، وہاں پر دوائی نہیں ہے، وہاں کوئی چیز ہے ہی نہیں تو ہر آدمی دوڑ کر ملتان نشتر ہسپتال جائے گا، لاہور کے جناح ہسپتال میں آئے گا اور جو دوسرے بڑے ہسپتال ہیں اُن کی طرف بھاگے گا جن سے دوہرے مسائل پیدا ہوں گے کہ یہاں کہ لوگ بھی deprive ہوں گے اور باہر سے جو آنے جانے کے اخراجات ہیں وہ بھی آپ تصور کر لیں کہ ایک عام آدمی ہزاروں روپے لگا کر یہاں پر کیسے پہنچے گا اور اپنا علاج کیسے کروائے گا؟ لاہور شہر کی آبادی اب 2 کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے پچھلے 25 سالوں میں یہاں پر کوئی بڑا ہسپتال نہیں بنا۔ پورے پنجاب کا بوجھ لاہور شہر کے اوپر ہے اور عام آبادیوں کے اندر 72 ڈسپنسریاں تھیں جو پہلے کارپوریشن چلایا کرتی تھیں اُس کے بعد وہ ای ڈی او، ہیلتھ کے پاس آگئیں اُن 72 ڈسپنسریوں کی صورتحال یہ ہے کہ صرف 15 ڈسپنسریوں میں ڈاکٹرز موجود ہیں آپ میرے ساتھ آئیں چیک کریں میں نے تین دن پہلے مختلف ڈسپنسریوں کو وزٹ کر کے یہ ڈیٹا حاصل کیا ہے اور باقی تمام ڈسپنسریوں میں سے اکثر و بیشتر ڈسپنسریاں ڈاکٹر نہیں بلکہ ڈسپنسر چلا رہے ہیں اگر لاہور شہر کا یہ حال ہے تو باہر آپ خود اندازہ لگالیں کہ پورے پنجاب کے اندر کیا حال ہو رہا ہو گا؟

جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں جو بڑے ہسپتال ہیں ان کے اندر ICU Wards کے بیڈز میں اضافہ کیا جائے، یہاں پر خصوصی نگہداشت کی وارڈ کے لئے ایم ایس سے جا کر منتیں کرنی پڑتی ہیں اُن کے پاؤں پکڑنے پڑتے ہیں کہ یہ مریض بالکل اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا اسے آپ ICU میں entertain کر لیں۔ سارے ہسپتالوں کا یہی حال ہے اُس میں میو ہسپتال بھی ہے، جناح ہسپتال بھی ہے اور جنرل ہسپتال بھی ہے یہ صورتحال فوری طور پر ہنگامی بنیادوں پر کرنے والے کام ہیں کہ میو ہسپتال میں 150 بیڈز کی ایمرجنسی ہے میو ہسپتال میں روزانہ اڑھائی ہزار لوگ آ رہے ہیں اُن کا یہ ڈیٹا رجسٹر

چیک کر کے averageمیں آپ کو بتا رہا ہوں کہ اڑھائی ہزار مریض آ رہے ہیں اور آپ کو بیسیوں مریض فرش کے اوپر، چادروں کے اوپر لیٹے ہوئے اور کرسی پر بیٹھے ڈرپ لگوائی نظر آئیں گے وہ treatment لے رہے ہیں، first aid لے رہے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں اس کے اوپر حکومت کو خصوصی طور پر توجہ کرنی چاہئے، ایمرجنسی اور آئی سی یو کے اوپر توجہ کر کے بہتری لے کر آئیں ایک مضحکہ خیز صورتحال یہ ہے کہ یہاں پورے پنجاب کے اندر کل وینٹی لیٹرز کی تعداد میں آپ کے سامنے رکھوں تو آپ پریشان ہو جائیں گے کہ یہ کیا ڈیٹا ہے یہ غالباً540 وینٹی لیٹرز ہیں اور اُن میں سے صرف لاہور کے اندر ان کی تعداد250 ہے اور باقی10 اضلاع ایسے ہیں جہاں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ایک وینٹی لیٹرز بھی نہیں ہے، آپ اندازہ کریں اگر آپ اضلاع کہیں گے تو میں اضلاع کے نام بھی آپ کے سامنے لے دوں گا کہ دس ہسپتالوں میں ایک بھی وینٹی لیٹر موجود نہیں ہے یہ کتنا بڑا ظلم ہے اُن اضلاع کی عوام کے ساتھ کہ ہسپتال میں اگر انہیں کچھ اس طرح کی ایمرجنسی آتی ہے اور وہ ایک ضلع چھوڑ کر دوسرے تیسرے ضلع میں سفر کرتا ہے اور کئی مریض راستے میں اللہ کو پیارے ہو جاتے ہیں یہ کتنی بڑی قیمت کا وینٹی لیٹر ہوتا ہے۔ یہ کیوں خرید کر نہیں دیا جاتا، یہ کیوں ensure نہیں کیا جاتا؟ اس دفعہ بجٹ میں کچھ پیسے رکھے ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ بھی بڑے ہسپتالوں میں تقسیم ہو جائیں گے عام آدمی کی باری نہیں آئے گی، پسماندہ اضلاع کی باری نہیں آئے گی اور پسے ہوئے طبقے اس سے محروم رہیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس وقت کُل550 وینٹی لیٹرز ہیں، لاہور میں 309 ہیں اور 10 اضلاع میں موجود ہی نہیں ہیں۔ جن اضلاع میں وینٹی لیٹرز موجود نہیں ہیں ان میں قصور، منڈی بہاؤالدین، بھکر، خوشاب، سیالکوٹ، مظفر گڑھ، پاکپتن، اوکاڑہ، خانیوال اور لودھراں ہیں۔ ان شہروں کے کسی ایک سرکاری ہسپتال میں بھی وینٹی لیٹر نہیں ہے۔ باقی جو بیس، بائیس اضلاع بچتے ہیں ان میں آپ 241 وینٹی لیٹرز بانٹ لیں۔ یہ چھوٹی چیزیں نہیں ہیں بلکہ یہ بڑی خوفناک چیزیں ہیں۔ یہ صحت کے لئے بڑی بنیادی چیزیں ہیں۔ جس طرح میں نے BHU کا کہا اسی طرح سے میں یہ عرض کروں گا کہ وینٹی لیٹرز کے بغیر کسی ہسپتال کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ایمرجنسی میں کسی مریض کو handle کرنا پڑا تو پھر کیا کیا جائے گا؟

جناب سپیکر! پچھلے دنوں میں دل کے مریضوں کو stunt ڈالنے کا سکینڈل چلا تھا جو آپ نے اخبارات میں بھی پڑھا ہوگا۔ یہاں پر ہسپتالوں کے اندر کیا ہو رہا ہے؟ یعنی اگر کسی کو cardiac problem نہیں بھی ہے، اسی میو ہسپتال کے اندر لوگوں کے ایکسرے کرکے، ان کی ECG کرکے، انجیوگرافی کرکے، جھوٹے رزلٹ نکال کر ان کو stunt ڈال دیئے گئے۔ جب ایف آئی اے نے اس کی تحقیقات کیں تو بہت خوفناک قسم کی چیزیں سامنے آئیں کہ کس طرح سے ہسپتال کا عملہ اور مختلف لوگ مل کر یہ کام کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جو بالکل صحت مند تھے ان کو بھی دو دو، تین تین stunt ڈال دیئے گئے۔ اس پر حکومت کی گرفت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! چند سال پہلے پورے پنجاب میں ڈینگی کا بڑا حملہ ہوا اور حکومت نے ڈینگی کے لئے 4 ہزار سے زائد ملازم بھرتی کئے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ وہ 4 ہزار ملازم کو اتوار کی چھٹی نہیں ہے اور عید والے دن کی بھی چھٹی نہیں ہے۔ ڈینگی کے سٹاف میں 72 لوگ ایم فل اور پی ایچ ڈی جبکہ 60 فیصد خواتین ہیں۔ یہ چھ سال سے کام کر رہے ہیں لیکن ان کو permanent نہیں کیا جا رہا ہے۔ میری وزیر خزانہ سے استدعا ہے کہ یہ لوگ جو دن رات اپنی جان سے کھیل کر عوام کی خدمت کرتے ہیں for God's sack ان کو اتنا استحقاق تو دیں کہ یہ چھٹی کر سکیں۔ ان کا کنٹریکٹ ہر جون میں renew کیا جاتا ہے اور جب کنٹریکٹ نیا ہوتا ہے تو دو تین مہینے کی تنخواہ نہیں ملتی اور نوبت فاقہ کشی تک آ پہنچتی ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ ڈینگی سٹاف میں 60 فیصد خواتین اور اتنے highly qualified ملازمین ہیں تو ان کے مسائل کو نظر انداز نہ کیا جائے ان ملازمین کو فی الفور مستقل کیا جائے۔

جناب سپیکر! 10-2009 میں ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کی طرف سے حکومت کو 34۔ ارب روپے ملے تھے کہ پرائمری ہیلتھ کیئر کو اپ گریڈ کیا جائے۔ اس میں یہ تھا کہ پنجاب بھر کے الائیڈ ہیلتھ پروفیشنل کو اپنی اپنی ٹیکنالوجی میں پی ایچ ڈی کی تعلیم حاصل کرنے کی سہولیات دی جانی تھیں مگر آج تک سوالیہ نشان ہے کہ یہ ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کی طرف سے جو اربوں روپے دیئے گئے تھے ان کا کیا بنا اور وہ کہاں استعمال ہوئے؟

جناب سپیکر! اب میں یہ عرض کروں گا کہ باقی جگہوں پر بھی یہی صورتحال ہے۔ لاہور میں 165 یونین کونسلیں تھیں اب ان کی تعداد بڑھ کر 274 ہو گئی لیکن 100 سے زائد بڑی یونین کونسلوں کے اندر vaccination کے لئے حفاظتی ٹیکہ جات کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ ان vaccination کو مخصوص درجہ حرارت پر فریزر کے اندر رکھا جاتا ہے اور لاہور کی 115 یونین کونسل اس سے خالی ہیں۔

باہر تحصیل ہیڈ کوارٹر یا BHU میں آپ تصور کر لیں کہ وہاں کیا حال ہوگا؟ وہاں سرے سے اس کا کوئی انتظام نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ عالمی ادارہ صحت کی طرف سے بار بار اس پر توجہ دلائی گئی اور یہ مطالبہ تھا کہ ہر دو سال کے بعد حفاظتی ٹیکہ جات کی مہم چلائی جائے گی لیکن جنوری 2015 سے تا حال اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی اور اب تک خسرہ کے دو سو سے زائد کیس رپورٹ ہو چکے ہیں۔ اگر اس پر کنٹرول نہ کیا گیا تو اس سے پورے پنجاب کے اندر خسرے کی وباء پھیلنے کا خطرہ ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ صحت کے بارے میں حکومت یہ سمجھتی ہے کہ وہ بہت زیادہ seriously اقدامات کر رہی ہے۔ میں موہلنوال ڈینٹل ہسپتال کی مثال دوں گا کہ وہ اربوں روپے کی لاگت سے بنا اور دس برس ہو چکے ہیں آج تک وہ بلڈنگ خالی پڑی ہے۔ کارڈیالوجی سنٹر وزیر آباد گوجرانوالہ میں eye wash ہے۔ آپ نے تھوڑا سا سٹاف دیا ہے لیکن وہاں سرجری نہیں ہو رہی ہے اور مکمل equipment نہیں پہنچے۔ میں میاں میر ہسپتال کی مثال دوں گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے عرض یہ کرنا چاہوں گا کہ خدارا یہ ضدی بچوں کا سا جو روّیہ ہے اس پر نظر ثانی کریں۔ اگر وہ منصوبے چودھری پرویز الٰہی کے دور میں شروع ہوئے تھے اور وہ مکمل ہو گئے ہیں تو آپ ان کو چالو کریں، لوگوں کو facility دیں، اس کے لئے فنڈز منظور کریں اور ان کو equipped کریں تا کہ لوگ مستفید ہو سکیں۔ ہیلتھ پر بہت کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن میرے کئی اہم معاملات رہ جائیں گے اس لئے میں ہیلتھ کی بحث کو wind up کرتے ہوئے جنگلات، وائلڈ لائف اور فشریز کی طرف آتا ہوں۔

جناب سپیکر! جنگلات، وائلڈ لائف اور فشریز کے لئے ڈویلپمنٹ بجٹ 4۔ارب 42 کروڑ روپے تھا۔ یہ وائٹ پیپر کا صفحہ نمبر 10 ہے اور خرچ صرف 2۔ارب 71 کروڑ روپے ہوئے یعنی آدھا بجٹ خرچ ہوا۔ آئندہ 3۔ارب 87 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے یعنی تقریباً 1½ ارب روپے کی اس بجٹ کے اندر بھی کٹوتی کر دی گئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو اہم شعبہ نہیں سمجھا جاتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج جتنی بھی ماحولیاتی آلودگی ہے اور نت نئے مسائل جنم لے رہے ہیں وہ درخت نہ ہونے کی وجہ سے ہی ہیں۔ اوّل تو جنگلات کم تھے اور جو تھے وہ بھی کٹتے چلے جا رہے ہیں۔ عالمی ماہرین کا کہنا ہے کہ کسی بھی ملک کے رقبے کے 20 فیصد حصے پر جنگلات ہونے چاہئیں لیکن پاکستان کے اندر جنگلات 4.8 فیصد ہے یعنی پانچ فیصد سے بھی کم جنگلات ہیں اور جو جنگلات ہیں ان میں ہر سال لاکھوں درخت کاٹے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آج سے چند سال پہلے ہمیں نہروں پر، جی ٹی روڈ پر، راجباہوں پر اور دیہاتی راستوں پر لہلہاتے درخت نظر آتے تھے۔ ان میں کیکر، شیشم، پیپل، بوھڑ اور نیم کے درخت تھے۔ یہ ہماری ثقافت کی پہچان تھے اور آج یہ ساری سڑکیں کلڈ ملڈ ہو گئی ہیں۔ جی ٹی روڈ اور نہر کے کنارے کوئی درخت نہ ہیں۔ ان درختوں کو کون نگل گیا؟ یہ محکمہ جنگلات کی ملی بھگت سے لوکل پٹواری، محکمہ انہار اور محکمہ جنگلات کے سٹاف کے ذریعے سے یہ ایک انتہائی افسوسناک طرز عمل جاری ہے اور یہ پچھلے کئی سالوں اور دہائیوں سے جاری ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں ہمارے پاس پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں فارسٹ ڈیپارٹمنٹ کے کچھ آڈٹ پیرے آئے، یہ خوفناک صورتحال سامنے آئی کہ ہر فارسٹ کے اندر شاید ہی کوئی ملازم بچا ہو جس پر آڈٹ پیرا نہ ہو، جس کے اوپر انکوائری نہ ہوئی ہو، جس کے اوپر کروڑوں روپے کی ریکوری ثابت نہ ہوئی ہو اور ریکوری کا وہی لگا بندھا ایک طریقہ ہے کہ اگر کسی کے اوپر ایک کروڑ روپے کی ریکوری ہے اور وہ سرکاری ملازم ہے تو اس پر اس کی اپنی تنخواہ سے one third کٹوتی کی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں نے سیکرٹری فشری سے کہا کہ سیکرٹری صاحب یہ سارے جنگل کھا گئے۔ آپ مجھے بتادیں کہ کسی ایک جنگل کے اندر بھی کوئی عملہ ملوث نہیں ہے اور یہ بیسیوں پیرے ہیں اور ان بیسیوں پیروں کے اندر سینکڑوں ملازم ہیں جن پر درختوں کی کٹائی کی ایف آئی آرز ہوئیں اور انکوائریاں ہوئیں تو آپ یہ کیا کر رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اس میں تو قانون ساکت ہے۔ میں نے انہیں کہا، ساتھ فنانس ڈیپارٹمنٹ کو کہا اور لاء ڈیپارٹمنٹ سے بھی request کی کہ آپ نئی legislation کروائیں تاکہ لکڑی چوری کو روکا جاسکے۔

جناب سپیکر! اس وقت صورتحال یہ ہے کہ چیچہ وطنی میں 11 ہزار ایکڑ، کمالیہ اور رحیم یار خان، چھانگا مانگا اور شور کوٹ میں 10 ہزار ایکڑ پر جنگلات ہیں یہ وہ جنگلات ہیں کہ جن کے اندر ایک تو سرکاری کٹائی ہے اور ایک غیر سرکاری کٹائی چوری یعنی 50 فیصد سے زائد لکڑی چوری کر لی گئی ہے۔ اس میں میرے پاس کئی درخواستیں ہیں جن پر انکوائریاں ہو چکی ہیں جس کی بنیاد پر میں یہ average بات کر رہا ہوں کہ جنگلات کی کٹائی میں آدھی کٹائی حکومت کروا رہی ہے اور آدھی کٹائی، اس میں کمرشل اور نان کمرشل لوگ چوری کر کے اپنی جیبوں کو بھر رہے ہیں۔ انہوں نے جنگلات کے اندر بجٹ کو کم کیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ کسی صورت بھی کم نہیں کرنا چاہئے تھا اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ حکومت اور محکمہ فارسٹ کی طرف سے ایک awareness campaign چلائی جائے تاکہ

لوگوں کو جنگلات اور درختوں کی اہمیت سے آگاہ کیا جاسکے کہ ایک درخت 26 لوگوں کو آکسیجن فراہم کرتا ہے۔

جناب سپیکر! آج ہمیں جن مسائل کا سامنا ہے جس میں pollution اور environment کے مسائل ہیں ان سے چھٹکارہ حاصل ہو سکتا ہے لیکن حکومتی اور محکمانہ سطح پر اس کے لئے کوئی خاطر خواہ بجٹ مخصوص نہیں کیا گیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ان 10 سالوں کے اندر ہر سڑک، ہر ریل کی پٹڑی، ہر نہر اور ہر جی ٹی روڈ درختوں کے ساتھ لہلہا رہی ہوتی لیکن بدقسمتی کے ساتھ جو تھوڑے بہت درخت تھے وہ بھی ختم ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر! Women's development کی بات ہوتی ہے کہ ہماری حکومت عورتوں کو empower کرنے جا رہی ہے اور ہم عورتوں کے بجٹ میں اضافہ کر رہے ہیں۔ میں یہاں پر بجٹ کے حوالے سے تھوڑے سے fact and figures آپ کے سامنے رکھوں گا کہ اس کے لئے بجٹ میں 5 کروڑ 40 لاکھ روپیہ رکھا گیا تھا، نہیں sorry اس میں ایک ڈویلپمنٹ پروگرام ہے Awareness Campaign on Punjab Initiative empowerment کے لئے 5 کروڑ 40 لاکھ روپیہ رکھا گیا تھا اور جس میں سے 4 کروڑ 10 لاکھ 10 ہزار روپے کے اشتہار وزیراعلیٰ کی تصویروں کے ساتھ چھاپے گئے لیکن اس کے علاوہ پورے سال میں ہمیں عورتوں کی Empowerment کے لئے کوئی activities نظر نہیں آتی۔ 10 Supports for Working women's Hostel کروڑ روپے رکھے گئے تھے لیکن ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا جاسکا تو یہ کس طرح کی عورتوں کی ڈویلپمنٹ کی بات کرتے ہیں۔ اسی طرح خواتین کو سکوٹریاں فراہم کرنے کے لئے 9 کروڑ روپے پائلٹ پراجیکٹ کے لئے رکھے گئے تھے اس کے لئے اشتہار تو کافی دیئے گئے لیکن اس میں پچھلے سال کے اندر ایک penny بھی خرچ نہیں کی جا سکی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ عورتوں کے ساتھ مذاق ہے۔ آپ تھوڑا سا بجٹ رکھیں اور اس بجٹ کو آپ اشتہار بازی پر لگا دیں اور real sense میں عورتوں کو empower کرنے کے لئے جو اقدامات ہیں ان کو facilitate کرنے کے لئے جو اقدامات ہیں ان پر ایک روپیہ بھی آپ خرچ نہ کریں۔

جناب سپیکر! یہ ایک سوالیہ نشان ہے آپ جو نعرے لگاتے ہیں ان نعروں کے مطابق عورتوں کے جائز حصہ سے ان کی empowerment کے لئے بے شمار منصوبے شروع کئے جا سکتے ہیں اور وہ

شروع کئے جانے چاہئیں تھے۔اس کے لئے بجٹ میں نہ پچھلی دفعہ کوئی خاطر خواہ رقم رکھی تھی اور نہ ہی اس دفعہ کوئی خاطر خواہ رقم رکھی ہے۔

جناب سپیکر! سپورٹس، آج یہ قومی المیہ ہے کہ ہمارے جتنے بھی قومی کھیل ہیں سب روبہ انحطاط ہیں۔آپ کرکٹ کو لے لیں، آپ ہاکی کو لے لیں، آپ فٹ بال کو لے لیں، آپ کبڈی کو لے لیں، آپ ریسلینگ کو لے لیں اور آپ باسکٹ بال کو لے لیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ کیا یہ بالکل حکومت کی ترجیحات کے کسی آخری درجے میں بھی نہیں ہیں؟ ہماری نوجوان نسل بڑی تیزی کے ساتھ بے راہ روی کا شکار ہو رہی ہے وہ منشیات کی عادی ہو رہی ہے، وہ جرائم کی دلدل میں پھنستی جا رہی ہے۔ پڑھے لکھے نوجوان بڑے شہروں کے اندر گروہوں کی شکل میں وارداتیں کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔آپ کو کوئی احساس نہیں ہے کہ اس ملک کا مستقبل جو نوجوان ہیں ان کی ذہنی اور جسمانی نشو و نما کے لئے آپ ان کے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔کھیلوں کی مد میں آپ نے پچھلے سال کیا رکھا تھا 3-ارب 21 کروڑ روپیہ، جس میں سے آپ نے 2-ارب 7 کروڑ روپے خرچ کئے۔آپ نے اس سال ایک ارب 4 کروڑ روپے رکھے ہیں یعنی اس کا بجٹ one third کر دیا گیا ہے why? آپ کو کیا خوف ہے، آپ کیوں کھیل کے میدان میں نوجوان نسل کو نہیں لے کر آنا چاہتے، آپ کیوں نوجوانوں کی پروموشن کی اتنی باتیں کرتے ہیں، آپ کا نوجوانوں کے اوپر focus کیوں نہیں ہے کیا اس کے کوئی سیاسی محرکات ہیں، کیا اس کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ نوجوانوں کی بہت بڑی تعداد پی ٹی آئی کے ساتھ ہے؟ خدا کے لئے ان چیزوں سے باہر نکلیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ نوجوانوں کو کھیلوں کی سہولیات فراہم نہ کرنا یہ ایک اتنا بڑا جرم ہے۔آئندہ جس نسل نے اس ملک کی بھاگ دوڑ کو سنبھالنا ہے۔

جناب سپیکر! میں national level کی بات کر رہا ہوں ناں۔ جب آپ کھیلوں کی ترویج کے اوپر، سپورٹس کے اوپر، آپ کی ترجیحات میں وہ نچلے ترین نمبر پر ہے۔آپ نے تھوڑا سا بجٹ رکھا تھا اور وہ بجٹ 3-ارب 21 کروڑ روپے تھا۔اس کو آپ نے کم کر کے ایک ارب 4 کروڑ روپے کر دیا جس کو 3-ارب روپے سے 6-ارب روپے ہونا چاہئے۔آپ ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر کے اندر سپورٹس کمپلیکس بنائیں، آپ ہر تھانے کی سطح پر کھیلوں میں نوجوانوں کو facilitate کرنے کے لئے وہاں پر صحت مند مقابلے منعقد کروائیں۔آپ ڈسٹرکٹ کے اندر ان کی ترویج کے لئے آج کے حالات سے مطابقت رکھتے ہیں اس طرح کے اقدامات اٹھائیں۔

جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ خدارا آپ نے یہ جو سپورٹس کا بجٹ ایک ارب روپے کر دیا ہے یہ اونٹ کے منہ میں زیرہ کے مترادف ہے۔ یہاں پر کروڑوں نوجوان ہیں۔ آپ کھیلوں کی ترویج اور ان کی جسمانی صلاحیتوں کو بہتر کرنے کے لئے اقدامات اٹھائیں تاکہ دوسری چیزوں میں نوجوان ملوث نہ ہوں۔

جناب سپیکر! اگر میں یہ آپ سے request کروں کہ وزیر اعلیٰ کی block allocations سے پیسے نکال کر اس بجٹ کو 3-ارب 21 کروڑ روپے کی بجائے 6-ارب روپے کر دیں تو اس ملک کے کروڑوں نوجوانوں کے اوپر آپ کا احسان ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بے روزگاری، آپ نے کیا کیا؟ محترمہ وزیر خزانہ نے بڑے فخر سے یہ بات کہی کہ ہم گرین اور اورنج کیب لوگوں کو دے رہے ہیں۔ پچھلے سال بھی ہم نے دی اور اس سال بھی ہم 50 ہزار لوگوں کو اورنج کیب دے رہے ہیں اور اس پر اتنے ارب روپے لگیں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں کہ یہ گرین اور اورنج کیب بے روزگاری کا حل نہیں ہیں۔ آپ نے کیا کیا؟ 10 برس میں اس ملک کے نوجوانوں کو روزگار کی فراہمی کے لئے حکومت کی کیا پالیسی ہے؟ اتنا بڑا سفر ہے۔ کوئی پالیسی نہیں ہے۔ کبھی پیلی ٹیکسی آ گئی، کبھی چھوٹا قرضہ آ گیا، کبھی آپ نے یہ گرین کیب اور اورنج کیب دے دی کہ 50 ہزار ٹیکسیاں اور گاڑیاں ہم تقسیم کریں گے۔ اس ملک کے لاکھوں پڑھے لکھے نوجوان، intellectuals، اس ملک کی کریم، اس ملک کا مستقبل brain drain ہو رہا ہے۔ وہ بڑی تیزی کے ساتھ ملک کو چھوڑتے جا رہے ہیں۔ آپ کو احساس زیاں ہی نہیں۔ ایک اندازے کے مطابق، مختلف ایجنسیز کے کہنے کے مطابق اس وقت ایک کروڑ 35 لاکھ نوجوان بے روزگار ہیں، انڈسٹری بند ہوتی جا رہی ہے، انرجی کرائسز کی وجہ سے نئی انڈسٹری لگ نہیں رہی اور یہ لوگ ڈگریاں پکڑ کر، آپ مجھے یہ بتائیں کہ ایک پی ایچ ڈی یا پوسٹ گریجویٹ یہ گرین کیب چلایا کرے گا؟ کتنی گرین کیبیں آپ چھوڑ دیں گے، ایک طرف آپ کا بڑے شہروں کے اندر بڑا زور ہے کہ ہم تو میٹرو چلائیں گے، مسئلہ حل کریں گے، جب آپ میٹرو چلائیں گے تو گرین کیب پر کون بیٹھے گا، ان کو کیوں دے رہے ہیں اور یہ اربوں روپیہ کیوں ضائع کر رہے ہیں؟ آپ لوگوں کو اس طرح کا کوئی viable sustainable programme روزگار کے لئے کیوں نہیں دیتے؟ لوگ ہاتھوں میں ڈگریاں لے کر دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں اور اس پورے بجٹ کے اندر میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے کہ جس کے اندر ہم کہہ سکیں کہ اس حکومت نے نوجوانوں کے روزگار کے لئے کوئی

ٹھوس منصوبہ بنایا ہے۔Once again I personally request to محترمہ وزیر خزانہ for God's sake کہ یہ جو تین شعبے ہیں:

1۔ وومن ڈویلپمنٹ 2۔ یوتھ کے لئے سپورٹس 3۔ بے روزگار

جناب سپیکر! آپ کے پورے بجٹ میں اربوں روپیہ ہے، کہانیاں ہیں، اورنج ٹرین پر یہ ہو جائے گا، فلائی اوور پر یہ ہو جائے گا، انفراسٹرکچر میں یہ انقلاب آ جائے گا، کیا آئے گا؟ جن لوگوں نے آئندہ ملک چلانا ہے، جو ہمارے مستقبل کی نسلیں ہیں ان کے لئے ایک penny بھی آپ نے نہیں رکھی۔ ان کو ہم نے بھکاری بنانا ہے، انہیں ٹیکسی ڈرائیور بنانا ہے، ایم اے پاس، ڈبل ایم اے پاس، پی ایچ ڈی لوگوں کو آپ نے کیا دیا ہے؟ آپ اس بجٹ کو revise کریں۔ ایمپلائمنٹ کے لئے، بے روزگاری کے لئے آپ کوئی ٹھوس منصوبہ بندی کریں اور پرائیویٹ سیکٹر کو آپ اپنے ساتھ لگائیں۔ نعروں سے زیادہ دیر آپ نے چلا لی ہے، آپ نے نعروں سے دس سال چلا لی ہے۔ یہ saturation ہے، یہ آپ کی peak ہے۔ کیا آپ بے روزگاری کا مسئلہ ختم کر سکیں گے؟

جناب سپیکر! میں نہیں سمجھتا کہ سارے بے روزگاروں کو روزگار مل سکتا ہے لیکن میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ آپ نے کوئی سنجیدہ کوشش تو کی ہوتی، وہ نظر تو آتی کہ یہ سنجیدہ کوشش ہے کہ بے روزگاری کو ہم ختم کریں گے، یہ ہمارا ایکشن پلان ہے، یہ شارٹ ٹرم ہے اور یہ لانگ ٹرم ہے۔ آپ کوئی انسٹیٹیوشن بنا دیں، کوئی ادارے بنا دیں اور لوگوں کو امید پر رکھیں، خدا کے لئے لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں۔ آپ تعلیم کے اخراجات سنیں، آپ کو اندازہ نہیں ہے۔ ایک ماں اپنے زیور بیچ کر سمسٹرز کی فیس دیتی ہے، ایک باپ پٹھانوں سے اور دوسروں سے سود پر قرضہ لے کر اپنے بچوں کے سمسٹرز کی فیس 80,80 ہزار، ایک ایک لاکھ روپیہ ادا کرتا ہے اور جب وہ لاکھوں روپے کے مقروض ہو کر اپنے بچوں کو پڑھا لیتے ہیں تو اس کے لئے کوئی نوکری نہیں۔ حکومت خاموش ہے، وہ کدھر جائیں، وہ جرم نہ کریں، وہ اپنے پیٹ کے دوزخ کو بھرنے کے لئے اس طرح کے اقدامات نہ کریں کہ جو وہ اب کر رہے ہیں تو وہ کدھر جائیں گے؟ اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس پر توجہ دیں اور بے روزگار نوجوانوں کے لئے کوئی ٹھوس منصوبہ پیش کریں۔

جناب سپیکر! ایک انتہائی اہم شعبہ ہاؤسنگ کا ہے۔ یہاں ماشاء اللہ پچھلے کئی سال آشیانہ، آشیانہ ہوتا رہا۔ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم، اتنے ارب لگ گئے، اتنے ارب لگ گئے، وہ آشیانہ لاہور میں شروع ہو گئی، فیصل آباد میں ہو گئی، سرگودھا میں ہو گئی، ہر ضلع میں ہو گی، کدھر گئی ہے وہ آشیانہ؟ آشیانہ وہ ایک

افسانہ بن گئی، ختم ہو گئی، بجٹ میں ایک پیسا بھی نہیں ہے، نہ پچھلے بجٹ میں تھا اور نہ اس میں ہے۔ اتنی بڑی باتیں کیں۔ میں ایک دن نکلا، میں نے کہا کہ آشیانہ کی طرف جاتے ہیں۔ وہاں جا کر سر پکڑ کر بیٹھ گیا کہ یہ وہ سکیمیں ہیں جس کی خود وزیر اعلیٰ اور محترمہ وزیر خزانہ بھی اپنے بجٹ میں اتنی بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں، 400 کچھ گھر لاہور کے اندر، ایک سو کچھ گھر سرگودھا میں اور اسی طرح چند سو گھر فیصل آباد میں شاید بنے ہیں، اس کے بعد آشیانہ سکیم ٹھپ ہو گئی ہے، اس کا کہیں آگے ہمیں ذکر نہیں ملتا۔

جناب سپیکر! بطور ایک منتخب نمائندے کے کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم عوام کے بارے میں یہ سوچیں کہ وہ کس طرح سے یا تو آپ پلان اس طرح سے کرتے کہ لاہور کے اندر اور بڑے شہروں، پنڈی کے اوپر، ملتان کے اوپر جو آبادی کا بوجھ ہے اس کو divert کرتے، لوگ دھر ادھر نہ آتے، اب جو وہ یہاں آتے ہیں اور آپ نے نئے شہر بسانے کی کوئی پالیسی یہاں پر نہیں بنائی، اگر یہاں سے پچاس کلومیٹر دور موٹروے پر یا کسی اور جگہ ایک نیا لاہور آپ آباد کر دیتے تو آج جن مسائل کا لاہور کے شہریوں کو سامنا ہے، جو باہر سے آئے ہیں ان کی زندگی بھی عذاب ہے، جو یہاں کے رہنے والے ہیں ان کی زندگی بھی عذاب ہے۔ آپ بھی سچے ہیں، آپ نے فلائی اوور پر، انڈر پاسز پر، اورنج ٹرین پر، میٹرو پر کھربوں روپے لگا دیئے، گھنٹوں ٹریفک جام رہتی ہے، اس سب کچھ کے باوجود لوگ ذہنی مریض ہو جاتے ہیں، کسی نے جنازے میں جانا ہے، کسی نے فوتیدگی میں جانا ہے، کسی نے ہسپتال پہنچنا ہے، یہ اربوں، کھربوں روپیہ لگانے کے باوجود لوگ گھنٹوں پھنسے رہتے ہیں، مسائل اپنی جگہ پر raw polices کی وجہ سے اسی طرح سے کھڑے ہیں۔ اس شہر کے اوپر آپ کو بوجھ کم کرنا چاہئے تھا۔ اس کی آبادیوں کو باہر لے کر جانا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر! آپ نے جو یہاں پر ایک ادارہ ایل ڈی اے بنایا ہے اس سے لاہور تو سنبھالا نہیں جا رہا۔ اربوں روپے نہیں، کھربوں روپے اس کا بجٹ ہے۔ اب وہ چار ضلعوں کے اوپر مشتمل ہو گیا ہے، اس میں قصور بھی ہے، اس میں ننکانہ صاحب بھی ہے، اس میں شیخوپورہ بھی ہے، بھئی! وہ کیا کر رہا ہے؟ اور دیگر جو ترقیاتی ادارے ہیں، آپ نے جو ڈویلپمنٹ اتھارٹیز بنائی ہوئی ہیں، وہ پنڈی ہے، وہ گوجرانوالہ ہے، وہ فیصل آباد ہے، یہ سب کمرشل ادارے بنے ہوئے ہیں، ان کی اوّلین ترجیح کیا ہونی چاہئے تھی؟ ان کی اوّلین ترجیح یہ ہونی چاہئے تھی کہ عام آدمی کو رہائش کی سہولتیں کس طرح سے فراہم کی جا سکتی ہیں، آج ہے کوئی اس پر سوچے؟ لاہور شہر کے اندر تین مرلے کا گھر اگر کوئی بنانا چاہے تو 50 لاکھ روپے اس کو چاہئیں، ایک عام آدمی، ایک مزدور، ایک کلرک، ایک عام ملازم پیشہ آدمی جس کی تنخواہ 30 یا 40 ہزار

مہینہ بھی ہے آپ نے تو یہ کر دیا کہ کم از کم 15 ہزار روپیہ تنخواہ ہو گی، 30 یا 40 ہزار روپیہ تنخواہ لینے والا آدمی بھی مجھے ذرا بیٹھ کر بتائے کہ کہاں گھر بنا سکتا ہے؟ ساری زندگی نہیں بنا سکتا۔ وہ پلاٹ بھی نہیں لے سکتا تو حکومت کیا کر رہی ہے؟ حکومت کا کیا کام ہے؟ حکومت کا کام بس دائرے لگانا ہے۔ یہ حقیقی مسائل ہیں۔ پینے کا صاف پانی آپ نہیں دے رہے، تعلیم کی حالت میں نے آپ کو بتا دی، یہ ہاؤسنگ کے بارے میں، اب چونکہ وقت بھی کم رہ گیا ہے بس میں اس کو wind up ہی کروں گا کیونکہ میرے کچھ اور Heads بھی ہیں، میں چاہ رہا ہوں کہ میں اس کو 3:00 بجے تک wind up کروں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کو سنجیدگی کے ساتھ ہاؤسنگ کے شعبہ کو take up کرنا چاہئے۔ اس ایل ڈی اے اور ان اتھارٹیز کے اوپر نگرانی ہو۔ ایل ڈی اے سٹی، اوئے کروڑوں روپے کے اشتہار آ گئے، لوٹ مار مچی ہوئی ہے۔ نہ زمین ہے، نہ پلاننگ ہے، نہ ڈویلپمنٹ ہے، آ جاؤ، آ جاؤ، آ جاؤ جی، ایل ڈی اے سٹی، ایل ڈی اے سٹی، اتنے کا پلاٹ، اتنے کا پلاٹ، کون ہے پوچھنے والا؟ یہ تاریخ کا اتنا بڑا scam ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آج ایوان کے floor پر کھڑا ہو کر یہ کہہ رہا ہوں کہ پھر ہم پچھتائیں گے کہ لاکھوں لوگ جو لٹ گئے ہیں یہ کدھر جائیں؟ یہ کیا کریں؟ اس کے اوپر آپ چیک کریں اور ان اداروں کو پابند کریں کہ وہ ماسٹر پلاننگ کے ساتھ ساتھ عام آدمی کو یہ پلاٹ کی فراہمی، رہائش کی فراہمی کا بندوبست کریں ورنہ ایک عام آدمی یہ سوچنے پر مجبور ہو گا کہ ہماری حکومتیں اور ہمارے منتخب نمائندے ہمارے لئے کچھ بھی نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر! باب پاکستان، ایک ارب روپیہ آپ نے رکھا، محترمہ وزیر خزانہ سے متوجہ ہوں کہ پچھلی دفعہ میں نے یہاں شور مچایا، بات کی کہ مسلم لیگ قائد اعظمؒ کی وارث جماعت ہونے کا دعویٰ کرتی ہے، یہ وہ لاکھوں لوگ مہاجر ہیں جو لٹے، پٹے، جن کے گھر کے لوگ شہید ہوئے، وہ قافلے ادھر والٹن روڈ پر آ کر ٹھہرے، قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں پر متعدد دفعہ visit کیا اور لاکھوں لوگوں کی انسانی تاریخ کی سب سے بڑی ہجرت، وہاں پر وہ مہاجر کیمپ بنے اور پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کی خاطر، کسی کی ماں شہید ہوئی، کسی کا باپ شہید ہوا، کسی کی بیٹی شہید ہوئی، کسی کا بازو کٹا، کسی کی آنکھ ضائع ہوئی اور زبان حال سے انہوں نے پکار پکار کر یہ کہا:

زخم پہ زخم کھا کے جی اپنے لہو کے گھونٹ پی
آہ نہ کر لبوں کو سی یہ عشق ہے دل لگی نہیں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج کیا ہے ؟ ان تاریخی قربانیوں کو بھول گئے ہیں۔ آپ اربوں روپیہ لگا رہے ہیں لیکن ان شہداء کی یادگار کے لئے ایک ارب روپیہ کہاں گیا ؟ ہمارا ضمیر کہاں گیا ؟ کہاں گئی ہماری تاریخی وراثت ؟ کہاں گئے آپ کے دعوے کہ آپ پاکستان کی خالق جماعت ہیں ؟ کس نے یہ منصوبہ بنایا؟ 1991 میں اس یادگار کونسل کے چیئرمین میاں محمد نواز شریف تھے اور اس کونسل کے صدر جناب غلام حیدر وائیں وزیراعلیٰ پنجاب تھے اور وائس چیئرمین تین صوبوں کے وزرائے اعلیٰ تھے inaugurate کیا گیا، فیتہ کٹا، میاں محمد نواز شریف وہاں پر افتتاح کرتے ہیں اور آج پچیس سال ہو گئے ہیں وہاں پر جانور بندھے ہوئے ہیں میں رمضان کے اندر یہ بات کہہ رہا ہوں میں وہاں visit کر کے آیا ہوں وہاں اس structure کے اندر گدھے، گھوڑے، گائیں اور بھینسیں چر رہی ہیں۔ آپ نے 86 کروڑ روپیہ لگا دیا لیکن پچھلے دس سال سے آپ کو ایک پیسا لگانے کی توفیق نہیں ہوئی کہ آپ اس قومی یادگار کو مکمل کر سکیں This is shame for all of us یہ اتنی شرمناک بات ہے کہ یہ میں کہہ کیا رہا ہوں؟

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ جن لوگوں نے وہ ماڈل پاس کیا تھا وہ کون تھے ؟ وہ مشاہیر تھے، پاکستان کے بڑے بڑے نام، صف اوّل کے نام، سبھی لوگ، مذہبی راہنما، ریٹائرڈ ججز، دانشور اور مفکرین پر مشتمل 45 لوگوں کی کمیٹی تھی انہوں نے unanimously اس ڈیزائن کو فائنل کر کے اس آرکیٹیکٹ امجد مختار کو پچاس ہزار روپے کا چیک انعام دیا اور یہ کام شروع ہوا جو آج رکا ہوا ہے۔ میں چار پانچ دن پہلے اخبار کے اندر یہ اشتہار پڑھ کر stunned ہو گیا کہ ہمارے لوگوں کو کیا ہو گیا ہے ؟ خواجہ سعد رفیق وہاں کے ایم این اے ہیں اور میاں نصیر وہاں کے ایم پی اے ہیں۔ اس ماڈل پر 86 کروڑ روپیہ لگ چکا ہے اس کا آدھا structure مکمل ہو چکا ہے اور آپ اسے ڈھانے پر مجبور کر رہے ہیں اور اس ماڈل کو change کر کے نیا آرکیٹیکٹ تلاش کر رہے ہیں۔ وہ ایک ارب روپیہ ضائع ہو جائے گا اور کیا یہ کسی کو اختیار ہے چاہے وزیراعلیٰ ہوں یا ایم این اے خواجہ سعد ہوں کہ آپ ان قومی قائدین کا منظور کیا ہوا ماڈل اور ڈیزائن reject کر دیں جس پر 86 کروڑ روپیہ خرچ ہو چکا ہے اور آپ ایک نیا آرکیٹیکٹ لے آئیں اور اس کے سامنے ایک کہانی پیش کریں کہ sustainable پروگرام ہونا چاہئے۔ والٹن روڈ پر ایک

سو کنال کی انتہائی قیمتی زمین کے دو دو، چار چار کنال کے پلاٹ بنا کر الاٹ کر دیئے جائیں یا لیز پر دے دیئے جائیں اور وہاں سے جو money آئے گی اس سے اس منصوبے کو چلایا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ نے پچھلی دفعہ ایک ارب روپیہ رکھا تھا لیکن اس میں سے ایک پیسا بھی خرچ نہیں ہوا لہٰذا آپ اس کی طرف توجہ دیں اور اس منصوبے پر ایک ڈیڑھ ارب روپیہ لگنا ہے اور یہ مکمل ہو جانا ہے اور تاریخ میں ہمیشہ آپ کا نام یاد رکھا جائے گا کہ شہدائے پاکستان کی یادگار کو تکمیل کے آخری مراحل میں لے جانے والی پنجاب کی یہ وزیر خزانہ تھیں۔

جناب سپیکر! شہر خموشاں اتھارٹی قبرستان، زندوں کے مسئلے تو اپنی جگہ پر ہیں لیکن آج مردے جن مسائل سے دوچار ہیں کبھی یہ وقت نہیں آیا تھا۔ میں ایک عوامی نمائندہ ہوں نچلی سطح سے، گلی محلے کی سطح سے یہاں تک پہنچا ہوں دس بارہ سال اپنے علاقے کا کونسلر رہا ہوں چیئرمین یونین کونسل بھی رہا ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ پچاس پچاس ہزار روپیہ ایک قبر کے لئے لیا جا رہا ہے۔ آئیں میں مثال دیتا ہوں اقبال ٹاؤن چلے جائیں، گلبرگ چلے جائیں یہ posh localities کی بات ہے باہر تو قبرستان ہے ہی کوئی نہیں لوگ اپنی میتوں کو واپس اپنے دیہاتوں میں لے جا رہے ہیں۔ ہم نے آج سے تین سال پہلے شور مچا کر 2۔ارب روپیہ رکھوایا تھا لیکن یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ پچھلے سال کے بجٹ میں وہ رقم appropriation of funds کے نام پر divert کر کے کسی اور جگہ لگا دی گئی لیکن اسے قبرستان کی زمین کی خرید پر نہیں لگایا گیا۔ یہ ہمارا انتہائی سنجیدہ سماجی اور انسانی مسئلہ ہے۔ ایک آدمی مر جاتا ہے تو اسے مرنے کے لئے بھی پچاس ہزار روپیہ چاہئے تو وہ پچاس ہزار روپیہ کہاں سے لے کر آئے گا۔

جناب سپیکر! میں نے وہ بزرگ اور خواتین روتے دیکھے ہیں جو آکر کہتے ہیں کہ ہماری قبر کا کوئی بندوبست کروا دیں ہمیں یہاں پر مردہ دفن نہیں کرنے دیا جا رہا۔ اگر یہ حالات ہیں تو ہمیں ضرور سوچنا چاہئے آپ نے graveyard کے لئے رقم رکھی ہو گی یا رکھی ہے سنا ہے کہ اس دفعہ آپ ایک ارب روپیہ رکھ رہے ہیں لیکن ایک ارب روپیہ کم ہے۔ اگر یہ رقم بھی رکھی ہے تو اس کو بھی خدا کے لئے appropriation کے نام پر دائیں بائیں نہ ہونے دیں یہ بڑا سنجیدہ اور گھمبیر مسئلہ بن چکا ہے اس لئے اس کے لئے اس رقم کو مزید بڑھائیں، لاہور اتنا بڑا شہر ہے، اتنا زیادہ پھیل چکا ہے اس لئے آپ اس کے چاروں کونوں میں قبرستان کی زمین خرید کر اسے مکمل کریں۔

جناب سپیکر! میرے کئی شعبہ جات رہ گئے ہیں، لوکل گورنمنٹ رہ گئی اور کئی چیزیں رہ گئی ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو باتیں ہو گئی ہیں مجھے امید ہے کہ اگر ان پر کچھ بہتری آ سکے تو وزیر خزانہ اس پر ضرور توجہ دیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جمہوریت جس کے بدلے آج ہم اس ایوان میں بیٹھے کھل کر اپنے ضمیر کے مطابق بات کر رہے ہیں اس کے ثمرات عام آدمی تک نہیں پہنچے۔ واللہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کے ثمرات عام آدمی تک نہیں پہنچ پا رہے اس کی چار پانچ وجوہات ہیں۔

جناب سپیکر! پہلی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنی ترجیحات کو بدلیں۔ ترجیحات ہر حال میں انسان ہونے چاہئیں، ترجیحات سڑکیں، پل infrastructure نہیں ہے بلکہ ترجیحات انسان ہیں، ان کی صحت ان کی تعلیم ان کے پینے کا صاف پانی کا مسئلہ ہے ان کے جان و مال کا تحفظ ہے۔ اگر آپ انہیں ترجیحات میں لے آئیں تو اس سے بہت بہتر نتائج نکل سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک governance کے اندر بہتری نہیں آ سکتی جب تک آپ سسٹم کو مضبوط نہیں کرتے۔ میں انوکھی سی بات کر رہا ہوں کہ systems لیکن ہمارے ہاں تو سسٹم ہے ہی کوئی نہیں۔ جب تک systems کو کام نہیں کرنے دیتے کہ ایک عام پاکستانی، ایک عام شہری واپڈا کے دفتر چلا جائے، واسا کے دفتر چلا جائے تو اس کو اسی طرح treat کیا جائے۔ وہ اتنا مضبوط سسٹم ہو کہ اسے کسی سہارے کی ضرورت نہ ہو۔ اسی طرح سے میں سمجھتا ہوں کہ اداروں کی مضبوطی یعنی جب تک ادارے مضبوط نہیں ہوں گے اور ایڈہاک ازم پر کام چلے گا تو اس وقت تک کوئی بہتری نہیں آ سکتی اور rule of law قانون کی حکمرانی یہ صرف نعروں اور دعووں میں نظر آتے ہیں لیکن نیچے grass roots level پر کسی جگہ پر rule of law نظر نہیں آتا اور عام آدمی محروم ہے۔

جناب سپیکر! تیسری بڑی بات یہ ہے کہ آپ اختیارات کو decentralize کریں، empower کریں تو اس کے اثرات عام آدمی تک پہنچیں گے۔ اگر آپ یہ نہیں کرتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تاثر پنجاب کے اندر one man show ہے یہ بڑا برا تاثر ہے۔ دس سال ہو گئے ہیں اور یہ تاثر کہ وزراء بے اختیار ہیں سب کچھ ایک آدمی یعنی وزیر اعلیٰ ہی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اب آپ اس تاثر کو آخری سال میں زائل کر دیں اور وزراء کو empower ہونا چاہئے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے بھی گزارش کروں گا کہ for God's sake

بیوروکریسی کے ذریعے حکومت چلانے سے اب باز آجائیں یہ mind-set ترک کر دیں۔ وزراء، ایم پی ایز، منتخب لوگ آپ کی ٹیم ہیں لیکن آپ کا سارا دار و مدار آپ کی پوری تاریخ اس سے بھری پڑی ہے کہ آپ ان کو اہمیت نہیں دیتے ایک ٹیم کے طور پر انہیں ساتھ لے کر نہیں چلتے ان کے ذریعے سے اختیارات استعمال نہیں کرتے بلکہ آپ بیوروکریسی کے بل بوتے پر یہ سارا کچھ کر رہے ہیں اور میں اس کی ایک زندہ مثال یہ سمجھتا ہوں کہ پچھلے دنوں جو ڈی سی اور کمشنر کا نظام بحال کرنا تھا۔ آپ اپنے وزراء کو با اختیار کریں، اپنی ترجیحات کو بدلیں، rule of law قائم کرنے کی کوشش کریں، اختیارات کو decentralize کریں systems کو بہتر کریں، اداروں کو اپنے آئینی حدود کے اندر رہ کر آزادانہ طور پر کام کرنے دیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ مختلف اداروں میں سے 60 فیصد محکموں کا اپنے targets کو achieve نہ کرنا، ڈویلپمنٹ فنڈز کا lapse کر جانا اور اس کو utilize نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ادارے مکمل طور پر ناکام ہو چکے ہیں۔ کسی شاعر نے آج کے پنجاب کا کیا خُوب نقشہ کھینچا ہے کہ:

برباد گلستاں کرنے کو بس ایک ہی اُلو کافی تھا
ہر شاخ پہ اُلو بیٹھا ہے انجام گلستاں کیا ہو گا

بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مہربانی۔ اب راجہ شوکت عزیز بھٹی بات کریں گے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

مہک میں دھو کر حروف سارے ثنائے رب جلیل لکھوں
جمال لکھوں جمیل لکھوں اسی کو اس کی دلیل لکھوں

جناب سپیکر! کہاں نہیں تھا، کہاں نہیں ہے؟ رحیم و رحمٰن صفات اس کی، بڑی کریم ہے ذات اس کی، صبح اس کے گیت گاتی ہے، سورج ڈوبتا ہے تو اس کی تسبیح پڑھتا ہے، چرند و پرند اسی کے بول الاپتے ہیں اور پتوں کی سرسراہٹ اس کی حمد گاتی ہے۔ میں اللہ تبارک تعالیٰ کے بابرکت نام سے شروع کرتا ہوں۔ آقا و مولا سرور کائنات، امام المرسلین، خاتم النبیین، ختم الرسل، مولائے کل محمد مصطفیٰ کی ذات پر لاکھوں درود و سلام بھیجتے ہوئے عرض کروں گا کہ میرے انتہائی محترم اپوزیشن لیڈر جو پاکستان پیپلز پارٹی اور تحریک انصاف کے اپوزیشن لیڈر ہیں کیونکہ ساری کی ساری پیپلز پارٹی بھی آج کل انہی کی

قیادت میں ہے انہوں نے حضرت عمرؓ کا ذکر کیا ہے۔کاش!اس ذکر کے ساتھ وہ یہ بھی کہہ دیتے کہ حضرت عمرؓ کے دور میں شادی سے پہلے بچے پیدا نہیں کئے جاتے تھے۔کاش!وہ اس بات کا بھی ذکر کر دیتے کہ طلاق کے بعد جائیداد بیوی کے نام نہیں لگائی جاتی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر:راجہ صاحب!مہربانی کر کے بجٹ پر بات کریں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی:جناب سپیکر!قائد حزب اختلاف نے گورنر ہاؤس اور گورنر صاحب کے اخراجات کا ذکر کیا ہے۔انہوں نے گورنر ہاؤس کے ملازمین کی تنخواہوں اور دوسرے تمام اخراجات کا ذکر کیا اور گورنر ہاؤس کے رقبے پر سخت تنقید کی ہے لیکن انہیں اپنے لیڈر کا بنی گالہ اسلام آباد والا محل جو کہ ساڑھے تین سو ایکڑ پر مشتمل ہے نظر نہیں آیا۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!وہ گھر ہمارے لیڈر نے قوم کے پیسوں سے نہیں بلکہ اپنے پیسوں سے بنایا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:راجہ صاحب!بجٹ تک محدود رہیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی:جناب سپیکر!قائد حزب اختلاف نے بات کی تھی اور میں تو اس کا جواب دے رہا ہوں۔یہاں میرے بھائی قائد حزب اختلاف نے وومن ڈویلپمنٹ پروگرام پر بھی بات کی ہے۔کاش!وہ خواتین کی عزت پر پہلے بات کر لیتے اور جس دن وزیر خزانہ صاحبہ نے بجٹ پیش کیا تھا اُس دن اس بات کا ذرا سا خیال رکھ لیتے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!ماڈل ٹاؤن میں عورتوں پر گولیاں چلانے والے اچھے نہیں لگتے کہ عورتوں کے احترام کی بات کریں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی:جناب سپیکر!قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں جب حکومت پنجاب کا ذکر کیا تو انہوں نے وزیراعلیٰ پنجاب کا ذکر نہیں کیا کہ جنہوں نے ورلڈ ریکارڈ بنایا ہے یعنی 112۔ارب روپے کی بچت کی اور مقررہ وقت سے چھ مہینے پہلے پاور پراجیکٹ کو مکمل کروایا ہے۔اس سے پہلے دنیا کا کوئی ریکارڈ نہیں کہ اتنے کم وقت میں اتنا بڑا پاور پلانٹ کسی حکومت نے مکمل کیا ہو۔اس پاور پلانٹ کا ذکر نہیں کیا گیا جبکہ اس کے افتتاح کا ذکر کر دیا گیا۔

جناب سپیکر!میں محترمہ وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے 1970۔ارب روپے پر مشتمل پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ پیش کیا ہے۔میرے بھائی قائد حزب اختلاف نے ایجوکیشن

کے حوالے سے جو figures بتائے ہیں وہ درست نہیں۔ پچھلے مالی سال میں ایجوکیشن کی مد میں 312.8 بلین روپے خرچ کئے گئے اور اس دفعہ 335.9 بلین روپے ایجوکیشن کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ میں اس پر وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ 22.1 بلین کی خطیر اضافی رقم انہوں نے اس مالی سال میں ایجوکیشن کے لئے مختص کی ہے شاید یہ اتنا بڑا اضافہ قائد حزب اختلاف کو نظر نہیں آیا۔

جناب سپیکر! شعبہ صحت کے لئے گزشتہ مالی سال یعنی 17-2016 میں 149.9 بلین روپے کی رقم رکھی گئی تھی اس سال اسے بڑھا کر 226.7 بلین روپے کر دیا گیا ہے۔ اس طرح 76.8 بلین روپے کا اضافہ کیا گیا ہے جو شاید اپوزیشن کے دوستوں کی نظر سے نہیں گزرا۔ اسی طرح تحفظ ماحول، Water Supply and Sanitation کی مد میں 12.8 بلین روپے کا اضافہ بھی شاید ان کی نظر سے نہیں گزر سکا۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اس بجٹ میں public related شعبہ جات کے لئے 1017۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ پنجاب کے کل بجٹ کا 59 فیصد بنتا ہے۔ اس سے پہلے کسی حکومت نے تعلیم، صحت، امن و امان اور عوامی فلاح و بہبود کے منصوبوں کے لئے اتنی بڑی رقم مختص نہیں کی ہوگی۔ یہ بھی پنجاب کی تاریخ کا ایک ریکارڈ ہے کہ شعبہ صحت کے لئے 269۔ارب اور 84 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں پچھلے سال کچھ مختص شدہ رقوم خرچ نہ کرنے کا ذکر کیا ہے۔ میں اس کی وجہ بتا دیتا ہوں۔ جہاں پر کرپشن کا element تھا اور جہاں حکومت کو خدشہ تھا کہ کہیں یہ پیسے غلط کاموں میں ضائع نہ ہو جائیں تو اس خدشے کے پیش نظر وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان رقوم کو خرچ کرنے سے روک دیا۔ چونکہ وہ ان رقوم کے نگہبان ہیں اس لئے انہوں نے ایک ایک پائی کی رکھوالی کی ہے۔ یہاں پر صاف پانی کا ذکر کیا گیا ہے۔ صاف پانی کے لئے خطیر رقم رکھی گئی ہے لیکن اس منصوبے میں جب کروڑوں روپے کی کرپشن سامنے آئی تو اس کو منسوخ کر دیا گیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے غریب کے ٹیکسوں سے اکٹھی کی گئی رقم پر کوئی compromise نہیں کیا کیونکہ میاں محمد شہباز شریف نے کبھی کسی کو کرپشن کرنے کی اجازت نہیں دی۔ قائد حزب اختلاف اس بات کی نشاندہی کرنے سے قاصر رہے ہیں کہ ہماری حکومت کی طرف سے اربوں اور کروڑوں روپے کی embezzlement کو روکنے کے لئے third party validation کروایا گیا، look after کے لئے مختلف کمپنیوں کو hire کیا گیا تاکہ ایک ایک پائی کا حساب رکھا جا سکے۔ آج ہر محلے اور گلی میں وزیر اعلیٰ کی third party validation کرنے والی کمپنیاں گھومتی ہیں اور ایک ایک پیسے کا حساب لیتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ نہیں کہتا کہ on ground کام کرنے والے سارے لوگ ایماندار ہیں۔ کالی بھیڑیں ہر جگہ ہوتی ہیں لیکن پچھلے پانچ سالوں میں گورنمنٹ کے منتخب نمائندے یا ہمارے وزیر کسی کرپشن میں involve نہیں ہوئے۔اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے وہ وقت چلا گیا کہ جب ہر پانچ منٹ بعد میڈیا پر ایک ٹکر چلا کرتا تھا اور کروڑوں روپے کی کرپشن منظر عام پر آتی تھی۔ پچھلے پانچ سالوں میں کوئی ایسا کیس سامنے نہیں آیا۔ سب سے زیادہ کرپشن ریونیو ڈیپارٹمنٹ میں ہوتی تھی اور یہاں لوگوں کو لوٹا جاتا تھا۔ ہماری حکومت نے ریونیو ریکارڈ کو computerize کر کے لوگوں کو اس کرپشن سے محفوظ بنا دیا ہے۔اب اس کے لئے بنک آف پنجاب میں نئے counters کھولنے کے لئے MOU پر دستخط ہوئے ہیں۔ تقریباً 20 ملکوں نے اس صوبے میں سرمایہ کاری کی ہے۔

جناب سپیکر! آپ کو وہ وقت یاد ہوگا کہ جب سابقہ دور میں زلزلہ آیا تو کوئی ملک آپ کو ایک روپیہ دینے کے لئے تیار نہیں تھا، لوگوں نے اپنے طور پر امداد دی اور اُس وقت کی وفاقی حکومت کو کسی ملک نے ایک پائی نہیں دی تھی۔ ہمارے دور حکومت میں 20 ممالک نے صوبہ پنجاب میں سرمایہ کاری کی ہے اور 57 MOUs sign کئے گئے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہماری قیادت نے ہر کام میں شفافیت کو اپنایا ہے۔ ہمارے قائد نے اگر شفافیت کو نہ اپنایا ہوتا، اگر قیادت بہتری کی طرف اس صوبہ پنجاب کو نہ لے کر جا رہی ہوتی تو پھر 20 ممالک کے لوگ یہاں 57 MOUs sign کرنے کے لئے نہ آتے۔

جناب سپیکر! Farm to market road ایک ایسا پروگرام ہے کہ جس کا میں ذکر نہ کروں تو یہ وزیراعلیٰ کے وژن کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ لوگوں کی فصلیں منڈی تک پہنچانے کے لئے اور مریضوں کو بروقت ہسپتال تک پہنچانے کے لئے یہ منصوبہ انتہائی کارآمد ثابت ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی تاریخ کا یہ سب سے روشن باب ہے اس کے لئے پچھلے سال ایک خطیر رقم مختص کی گئی تھی اور اس بجٹ میں اس رقم کو ڈبل کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ کو اس پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اس ایوان میں بیٹھے ہوئے منسٹر انرجی پاور کو بھی سلام پیش کرتا ہوں کہ جن کی منسٹری نے اس ملک و قوم کے پسینے کی کمائی سے 12۔ارب روپے بچائے اور چھ مہینے پہلے پراجیکٹ مکمل کر کے عوام کو دیا ہے۔ یہاں کہا گیا کہ جنگل کٹ گئے ہیں۔ ہم نے آپ کی طرح ایک ارب درخت کاغذوں میں نہیں

لگائے۔ ہم نے لوگوں کو جو deliver کیا وہ on ground موجود ہے۔ آپ کو ایک ایک پائی کا حساب مل سکتا ہے۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت نے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں بہت زیادہ محنت کی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس field میں جتنی محنت ہوئی، اس میں load بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے اس منسٹری کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ میں نے اس محکمہ کے منسٹرز کو گلی گلی محلے محلے دھکے کھاتے ہوئے دیکھا۔ وزیر اعلیٰ کے وژن اور اُن کے حکم کے مطابق لوگوں کی بنیادی ضروریات اُن کے دروازوں تک پہنچائی گئیں۔

جناب سپیکر! اس سے بڑی اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ پورے کا پورا خاندان عوام کی خدمت میں لگا ہے۔ قائد حزب اختلاف والے ایک ایم این اے کا ذکر کرتے ہیں لیکن اُس ایم این اے کا ذکر نہیں کرتے جو وزیر اعلیٰ کا پورا پروٹوکول اور اُس کا ہیلی کاپٹر لئے پورا پاکستان پھرتا ہے وہ آپ کو پیسے کا زیاں نہیں لگتا اور اگر ہمارے وزیر اعلیٰ کا بیٹا ایک ایم این اے ہونے کے ناطے کسی غریب آدمی کی دادرسی کے لئے کسی گاؤں یا محلے میں پہنچ جائے اُس کا ان کو بڑا درد ہوتا ہے لیکن اُس کے کئے ہوئے کاموں کا بھی کبھی آپ ذکر کر دیں تو میں سمجھوں گا کہ آپ نے حق اور سچ بات کی ہے۔

جناب سپیکر! آبادی بڑھنے کی وجہ سے ڈی ایچ کیو کے مقابلے میں بیسک ہسپتالوں میں مریضوں کا load زیادہ ہو گیا ہے اور انہوں نے ابھی یہ جو پروگرام دیا ہے اُس کے لئے خطیر رقم رکھی ہے میں سمجھتا ہوں کہ عوام کی فلاح کے لئے اس کو اپ گریڈ کرنے جا رہے ہیں یہ بنیادی ضروریات ہیں کیونکہ جب تک لوگ تحصیل کی سطح پر entertain نہیں ہوں گے تو ضلع کی سطح پر اور بھی زیادہ مشکل پیش آئے گی اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ اس شعبے پر انہوں نے مہربانی کر کے بہت بڑی رقم رکھی ہے یہ وقت کی ضرورت کے عین مطابق تھی۔

جناب سپیکر! یہاں پر میرے ایک بھائی نے وینٹی لیٹرز کا ذکر کیا انہیں شاید یہ نہیں پتا کہ وینٹی لیٹرز آکسیجن کے زمرے میں ایک نئی مشین ہے۔ اس سے پہلے جب موبائل نہیں ہوتے تھے تو آپ لینڈ لائن پر گزارا کر لیتے تھے اور جب لینڈ لائن نہیں ہوتی تھی تو آپ چھت پر چڑھ کر آواز دے لیا کرتے تھے تو بات یہ ہے کہ جہاں وینٹی لیٹرز نہیں ہیں وہاں آکسیجن کے سلنڈرز والا سسٹم موجود ہے تو اس طرح تو نہ کریں ہم نے جو کیا ہے اُس کا ذکر کریں اور پھر جو کمی ہے اُس کے بارے میں بتائیں تو ہم ماننے کے لئے تیار ہیں۔ یہاں پر میٹرو بس یا اورنج لائن ٹرین کا ذکر ہوتا ہے تو میرے حزب اختلاف

کے دوستوں کا دَم گُھٹتا ہے لیکن ان دوستوں کا اُس وقت دَم کیوں نہیں گُھٹتا تھا جب ایک غریب کی بیٹی دھکے کھاتی ہوئی بے غیرتی کی حد تک ہائی ایس کے ڈبوں میں گھسا کرتی تھی، ساتھ والے مسافر اُس کو ٹھوکریں مارا کرتے تھے، لوگوں کے ساتھ وہ ٹکرایا کرتی تھی تو اُس وقت آپ کی غیرت نہیں جاگتی تھی؟ اگر وزیر اعلیٰ پنجاب نے غریب کی بہو، بیٹی کو باعزت طریقے سے اپنی منزل مقصود تک پہنچانے کے لئے کروڑوں روپیہ لگایا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اُس کا حق تھا اور یہ اُس وزیر اعلیٰ کا کارنامہ بھی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں باتیں تو بہت کرنا چاہتا تھا لیکن روزے میں اس سے زیادہ گنجائش نہیں ہے تو میں ان اشعار پر اپنی بات کا اختتام کرتا ہوں:۔

اس دیس پر مولا کا کرم ہو کر رہے گا
یہ دہر کسی روز حرم ہو کر رہے گا
گھبراؤ نہ اے زندگانی اس جور و جفا سے
سر تلک قافلہ ہوا ختم ہو کر رہے گا
وہ وقت بھی آئے گا مجنوں پہ شوکت
جو ہاتھ اُٹھے گا قلم ہو کے رہے گا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ الحاج محمد الیاس چنیوٹی!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمدللہ والصلوۃ والسلام علی اللہ نبی بعد۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ۔ قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾

جناب سپیکر! بجٹ حکومت کی ایک اہم دستاویز ہوتی ہے اور آئندہ کی معیشت کا اُس کے اوپر انحصار ہوتا ہے۔ جب نااہل لوگ ملک کو لوٹنے کے درپہ ہوں تو حفاظت کرنے والے اور امانت دار لوگوں کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ میدان میں آئیں اور خزانے کے نظام کو سنبھالیں۔ سیدنا یوسف علیہ السلام نے بھی عزیز مصر کو اسی وجہ سے یہ تجویز دی تھی کہ خزانہ اُن کے سپرد کیا جائے اس لئے یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے لہٰذا میں قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف، محترمہ وزیر خزانہ اور اُن کی ٹیم کو مبارک پیش کرتا ہوں کہ زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کرنے والا مناسب بجٹ انہوں نے پیش کیا۔

جناب سپیکر! اس وقت ملک کا اہم ترین مسئلہ انرجی crisis کا ہے۔ صوبے کو جیسے اختیارات ملے وزیر اعلیٰ پنجاب نے ذاتی دلچسپی لے کر نندی پور پاور پلانٹ اور ساہیوال کول پاور پلانٹ کو کم سے کم مدت میں مکمل کروا کر دنیا کے سامنے ایک شاہکار پیش کیا ہے۔ یہ حقیقت بات ہے کہ انرجی crisis تمام صوبوں میں تھے، موجود ہیں اور وہ سارے لوگ اس مصیبت میں مبتلا ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ پنجاب کے علاوہ کوئی صوبہ یہ مثال پیش نہیں کر سکتا کہ اُس نے اتنی تندہی کے ساتھ کوئی ایک منصوبہ بھی پایہ تکمیل تک پہنچایا ہو۔ میں انسانیت دوست اور انسانیت کا درد رکھنے والے میاں محمد شہباز شریف کو سلام پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! محکمہ تعلیم ہو، زراعت ہو، صحت ہو، جانور پال سکیم ہو اور دیگر تمام شعبوں میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے انقلابی اقدامات اُٹھائے ہیں اور بجٹ 18-2017 میں واٹر سپلائی پر 201۔ ارب اور کتنے کروڑ روپیہ مختص کیا۔ اسی طریقے سے محکمہ تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی اور تعلیم کو عام کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کم وسیلہ خاندان کے بچوں کو پڑھانے کے لئے سرکاری امداد دی جس سے 25 لاکھ خاندانوں کے بچوں کو تعلیم یافتہ کیا۔ اسی طریقے سے جہاں جنوبی پنجاب کی محرومی کی بات ہوتی ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں جنوبی پنجاب کی محرومی کی بات ہوتی ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے جنوب میں آخری ضلع رحیم یار خان ہے وہاں بھی چھوٹا موٹا کوئی سکول نہیں بلکہ وہاں پر یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تکمیل ہو رہی ہے اسی طریقے سے تعلیمی ذوق کو بڑھانے کے لئے سولر لیمپ، لیپ ٹاپ اور دیگر وظائف دے کر ہر ممکن کوشش کی ہے کہ تعلیم کے میدان میں ہم آگے نکل سکیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کمال کی بات ہے کہ آپ کوئی محکمہ لے لیں دشمن بھی اُس کے اوپر کرپشن کے حوالے سے انگلی اُٹھانے کی کوشش نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر! کھانا پینا اور حلال اشیاء عوام کو مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے جس کے لئے ایک فوڈ اتھارٹی بنائی گئی۔ ملاوٹ سے پاک اور حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق خورد و نوش کی اشیاء مہیا کرنے کے لئے حکومت نے بڑا پختہ عزم کر رکھا ہے۔

جناب سپیکر! ہماری معیشت میں زراعت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے زراعت کی بہتری کے لئے اور کاشتکاروں کی خوشحالی کے لئے بھی 50۔ ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے راستے ٹھیک ہوں گے تو ہم ہر کام آسانی سے اور وقت پر انجام دے سکتے ہیں لہٰذا ہماری شاہراہیں بہتر ہونی چاہیئں تھیں اُس کے لئے اس بجٹ میں 90۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے اور جیسے میرے بھائی نے ابھی ذکر کیا کہ فارم ٹو مارکیٹ تک کاشتکاروں کی اجناس کو پہنچانے کے لئے وزیر اعلیٰ نے جو پروگرام بنایا اُس سے دیہاتی لوگ بہت خوش ہیں وہاں پر بہترین قسم کے کارپٹ روڈ بن گئے ہیں اور لوگ اپنے دیہاتوں سے نکل کر چند منٹوں میں منڈیوں اور شہروں میں پہنچ رہے ہیں اس سے بہت بڑا فائدہ ہو رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سکیم کو مزید آگے بڑھنا چاہئے۔

جناب سپیکر! اب میں اپنے چنیوٹ کے مسائل کی طرف آتا ہوں۔ چنیوٹ، فیصل آباد روڈ جس کا نام خونی روڈ پڑ چکا تھا اور حادثات میں سینکڑوں اموات ہو چکی تھیں، ہزاروں لوگ اپاہج ہو چکے تھے تو میں 2009 سے مطالبہ کر رہا تھا کہ اس کو one way کر دیا جائے۔ حکومت کی اپنی مجبوریاں بھی ہوتی ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہماری درخواست پر توجہ کی اور اس سال ہماری توقع سے بڑھ کر 2۔ارب 18 کروڑ روپیہ چنیوٹ، فیصل آباد روڈ کو one way کرنے کے لئے جو زمین خریدنی تھی اُس کے لئے فنڈز مختص کر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اہل چنیوٹ کی طرف سے وزیر اعلیٰ پنجاب اور محترمہ وزیر خزانہ کو مبارک پیش کرتا ہوں کہ آپ نے بہت سے ہزاروں نہیں لاکھوں لوگوں کی دعائیں لی ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ سے یہ گزارش کروں گا کہ جیسے ہی یہ بجٹ پاس ہو جاتا ہے اور یہ سکیمیں ongoing ہوتی ہیں۔ وزیر اعلیٰ کی پورے پنجاب کی ہر سکیم پر نگاہ ہوتی ہے وہ اس سکیم کی بھی روزانہ کی بنیاد پر پراگرس رپورٹ لیں تاکہ جلد از جلد اس سڑک کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے تاکہ ہم ہر روز کے حادثات اور اموات سے بچ سکیں۔

جناب سپیکر! چنیوٹ کے دو تین چھوٹے منصوبے میں نے دیئے تھے ان کے لئے تو رقم مختص کی گئی لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب کے ڈپٹی سیکرٹری ڈاکٹر فرخ نوید کی طرف سے ہمیں ہدایت آئی تھی کہ 20 کروڑ روپے کی نالی اور سولنگ کی سکیمیں دی جائیں۔ میری 20 کروڑ کی سکیمیں غائب ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر! نو سال ہو چکے ہیں ابھی تک ہمارا ڈسٹرکٹ ہسپتال نہیں اور ڈسٹرکٹ کمپلیکس نہیں بنا۔ میری گزارش ہے کہ اس میں جتنی رکاوٹیں ہیں ان کو دور کر کے ہمارے لئے یہ سہولت مہیا کی جائے۔ میں سکول کے اساتذہ کی اپ گریڈیشن پر حکومت کی تعریف کروں گا کہ ان کا مسئلہ حل کیا گیا ہے

لیکن کالجوں کے لیکچرارز کی اپ گریڈیشن کا کوئی اصول وضع نہیں کیا گیا۔ میری گزارش ہو گی کہ ان کے لئے بھی اپ گریڈیشن کی کوئی سکیم بنائی جائے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہوں گا کہ حکومت پنجاب نے سولر ٹیوب ویل سکیم چلائی ہے اس سے کاشتکاروں کو بہت فائدہ ہوا ہے۔ سولر ٹیوب ویل آٹھ لاکھ روپے میں لگ جاتا ہے اگر حکومت بنک کے ذریعے اس پر financing کرائے اور ادائیگی اقساط میں ہو جائے تو بجلی کے کرائے میں کمی ہو جائے گی، پانی کی قلت بھی ختم ہو جائے گی اور لوگ شوق سے سولر ٹیوب ویل لگوائیں گے۔ اس طریقے سے ہمارا پنجاب آگے بڑھے گا۔

جناب سپیکر! بہت سے محکمے ایسے ہیں جن کے بارے میں اخباروں میں آتا رہتا ہے کہ ان میں ہزاروں اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں لیکن کئی کئی سالوں سے ان پر تعیناتی نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے محکموں کے کام بھی صحیح طریقے سے نہیں چلتے۔ میری گزارش یہ ہو گی کہ سالانہ بنیادوں پر ہر سال معلوم کر کے جہاں بھی اسامیاں خالی ہوں ان کو پُر کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری فضل الرحمن!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ قاضی احمد سعید!

قاضی احمد سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الصلوٰۃ والسلام و ختم النبیین۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ 18-2017 پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ وزیر خزانہ نے حسب روایت بیوروکریسی کی لکھی لکھائی اور رٹی رٹائی تقریر ایوان میں پڑھ کر سنائی ہے۔ سابقہ بجٹ کی طرح یہ بجٹ ایک نمائش کے طور پر پیش کیا گیا۔

جناب سپیکر! یہ ایک مقدس ایوان ہے، یہ کوئی جلسہ گاہ نہیں ہے کہ آپ بجٹ پیش کریں اور ووٹ مانگیں۔ آپ ووٹ جب مانگیں گے تو الیکشن میں جا کر مانگیں گے۔ میں آپ کی وساطت سے محترمہ وزیر خزانہ کو معذرت سے کہوں گا کہ انہیں یہ زیب نہیں دیتا تھا کہ آپ پنجاب کا بجٹ پیش کریں اور اعداد و شمار سے زیادہ آپ نمود و نمائش اور زیبائشی طور پر بجٹ کو پیش کریں۔

جناب سپیکر! مسلم لیگ (ن) کی حکومت کا یہ پانچواں اور آخری بجٹ ہے۔ چوتھا بجٹ گزر گیا جس میں 550۔ ارب روپے کا ترقیاتی بجٹ تھا۔ یہ حکومت اس میں سے 363۔ ارب روپے خرچ کر سکی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی جو ٹیم ہے انہوں نے کوئی اچھی کارکردگی نہیں

دکھائی۔ گزشتہ چار سالوں کے بجٹ میں حکومت ایسے منصوبے لائی جس میں نمودونمائش ہو جیسے میٹرو، اورنج لائن ٹرین، سستی روٹی اور لیپ ٹاپ ہیں۔ بجٹ میں حکومت ایسا کوئی منصوبہ نہیں لا سکی جس سے عوام کو بنیادی سکون میسر ہو۔

جناب سپیکر! ہم نے ہمیشہ اس ایوان میں این ایف سی ایوارڈ کی بات کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ credit پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو جاتا ہے جس کی وجہ سے آج پنجاب کا اتنا بڑا بجٹ پیش کیا گیا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے این ایف سی ایوارڈ کے ذریعے صوبوں کو ان کی آبادی کے مطابق فنڈز فراہم کئے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ آپ این ایف سی کی بنیاد پر پی ایف سی یعنی صوبائی فنانس کمیشن قائم کریں تاکہ ہمیں پتا ہو کہ ہمارے اضلاع کو کیا فنڈز مل رہے ہیں۔ ہمیں چیختے ہوئے پانچ سال ہو گئے ہیں لیکن پنجاب حکومت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔

جناب سپیکر! میں ایک بات ضرور کہوں گا کہ خدا کی قسم وزیر خزانہ نے ایک بات سچ کہی ہے اور وہ یہ ہے کہ "مسلم لیگ (ن) کی حکومت سے قبل جنوبی پنجاب کے عوام سے روا رکھے گئے سلوک سے کون واقف نہیں ہے۔ یہ تو ہم کہتے رہے ہیں اور یہ داستان جتنی طویل ہے اتنی دردناک بھی ہے۔ ہم یہ گزارشات پچھلے چار سال بھی کرتے رہے ہیں اور جنوبی پنجاب کے عوام کے حقوق کے نعرے بڑے بڑے عہدوں پر پہنچنے والے سیاستدانوں نے اقتدار کے حصول کے بعد اس خطے کے عوام کو جس طرح فراموش کیا میں اس کی تفصیل میں جانا مناسب نہیں سمجھتا۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے سچ کہا ہے۔

جناب سپیکر! تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ گزشتہ 32 سالوں میں پنجاب پر 24 سال مسلم لیگ (ن) کی حکومت رہی ہے۔ میں facts and figures سے بات کروں گا کہ 1985 میں میاں محمد نواز شریف وزیر اعلیٰ رہے۔ 1988 کے انتخابات کی بدولت آنریبل میاں محمد نواز شریف وزیر اعلیٰ رہے۔ 1990 میں بھی وہ وزیر اعلیٰ تھے۔ 1993 میں تین ساڑھے تین سال کے لئے مخلوط حکومت بنی جس میں وٹو صاحب اور نکئی صاحب وزیر اعلیٰ بنے۔ اس کے بعد 1997 کے الیکشن میں معزز میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ بنے۔ اس کے بعد 2002 کے الیکشن میں مسلم لیگ (ق) کی حکومت بنی اور انہوں نے پانچ سال کام کیا۔ 2008 سے لے کر اب تک 9 سال سے پھر مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے۔ ان 32 سالوں میں 24 سال مسلم لیگ (ن) کی حکومت اور 8 سال دوسری مختلف پارٹیوں کی حکومت رہی۔

جناب سپیکر! میرا مسلم لیگ(ق) سے سیاسی اور نظریاتی اختلاف ہے۔ میں یہی گزارش کرتا ہوں کہ آپ صرف دو چار شہروں کے لوگوں کو focus نہ کریں۔ آپ لاہور کو پنجاب نہ سمجھیں بلکہ پنجاب دس کروڑ عوام کا ایک وسیع ترین علاقہ ہے۔ پہلے جنوبی پنجاب کی بات نہیں تھی لیکن جب حق تلفی ہوئی تو جنوبی پنجاب کی بات سامنے آئی۔ مسلم لیگ(ق) کے چودھری پرویز الٰہی جب پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے تو ہمارا ان سے اس وقت نظریاتی اور سیاسی اختلاف تھا لیکن میں اس بات کو appreciate کرتا ہوں کہ ملتان میں کارڈیالوجی سنٹر بنایا گیا جس سے پورا جنوبی پنجاب فائدہ اٹھا رہا ہے۔ رحیم یار خان کو میڈیکل کالج دیا گیا، بہاولپور کو ہسپتال دیا گیا، جنوبی پنجاب کو under passes اور roads دیئے گئے۔ مجھے معلوم نہیں آپ کے علاقہ میں کس حد تک ترقی کرائی گئی۔

جناب سپیکر! میری محترمہ وزیر خزانہ سے یہی گزارش ہے کہ جنوبی پنجاب کے عوام کے لئے ایسے منصوبے لائیں۔ آپ راجن پور کے سکول کو جب لاہور اور فیصل آباد کے سکول کے برابر لائیں گے تب ہم مانیں گے۔ جب آپ رحیم یار خان کے کالج کو ساہیوال کے اور گوجرانوالہ کے کالج کے برابر لائیں گے تب ہم مانیں گے کہ آپ نے جنوبی پنجاب کے بارے میں سوچا ہے۔ آپ جنوبی پنجاب کے جس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ جس منصب پر بیٹھے ہیں آپ اس پر بات نہیں کریں گے کیا یہ غلط بات ہے کہ راجن پور، ڈی جی خان یا رحیم یار خان ہو وہاں لوگوں کے چلنے کے لئے راستے تک نہیں ہیں اور پینے کے لئے پانی نہیں ہے، جانور اور انسان ایک ٹوبے سے پانی پیتے ہیں تو لوگوں کا معیار زندگی کہاں تک ہے؟ آج اخبارات میں کروڑوں روپے کے بڑے بڑے اشتہارات دیکھے۔ اگر یہ پیسا خرچ ہوا تب ہم مانیں گے اگر سابقہ ادوار کی طرح 15 یا 16 فیصد پیسا خرچ ہوا اور باقی کا پیسا آپ اپنے من پسند منصوبوں پر خرچ کر لیں اور خزانے کی کنجی صرف اپنے پاس ہی رکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر زیادتی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: قاضی صاحب! کیا موٹروے آپ کے علاقے سے گزر رہی ہے؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں ابھی آپ کو یہ تمام چیزیں explain کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: قاضی صاحب! میں نے ویسے ہی پوچھا ہے کہ کیا موٹروے آپ کے علاقے سے گزر رہی ہے؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں ابھی آپ کو بتاتا ہوں۔ یہ حقیقت ہے میں سمجھتا ہوں کہ سی پیک کا منصوبہ ملکی ترقی کے لئے پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ شروع میں سی پیک، چائنا اور گوادر کے یہ منصوبے پر سابق صدر آصف علی زرداری نے sign کئے۔ یہ بات توجہ طلب ہے کہ سی پیک منصوبہ جن جن علاقوں میں سے گزر رہا ہے اور جتنی تیزی سے کام ہو رہا ہے میں اس کو بھی appreciate کرتا ہوں۔ ان کاموں کے لئے جو بھی میٹریل بجری، سریا اور دوسرے ٹریلر جن سڑکوں سے گزر رہے ہیں ان کی حالت زار بھی دیکھیں۔ 20 سال میں جو سڑکیں بنی تھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ سڑکیں آئندہ 20 سال میں بھی مکمل نہیں ہو سکیں گی۔ حکومت کو ہر طرف دھیان دینا پڑے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: قاضی صاحب! کیا موٹروے آپ کے علاقے سے گزر رہی ہے؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! جی، بالکل، میرے حلقے سے موٹروے گزر رہی ہے۔ میں تنقید برائے تنقید کرنے والا بندہ نہیں ہوں میں نے ہمیشہ یہ بات کہی ہے کہ اس موٹروے سے ہمارے علاقے اور ہماری قوم کو فائدہ ہوگا۔ بجٹ والے دن جو تماشا لگا ہے مجھے اس بات کا دلی افسوس ہے یہ سب کچھ نہیں ہونا چاہئے تھا۔ وزیراعلیٰ پنجاب جب وزیراعلیٰ بنے تو ہم نے ان کو اس floor پر مبارکباد دی تھی۔ انہوں نے اس دن فرمایا تھا کہ میں اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلوں گا میں ان کی رائے لوں گا اور جہاں ان کی مناسب کوئی نمائندگی ہوگی وہ انہیں دوں گا لیکن چار سالوں میں اپوزیشن کو دیوار سے لگایا گیا اپوزیشن کو فنڈز نہیں دیئے گئے۔ ڈویلپمنٹ کمیٹیوں میں اپوزیشن کو جگہ نہیں دی گئی جبکہ پورے ملک کے جو بقیہ تینوں صوبے ہیں وہاں اگر کسی جگہ پیپلز پارٹی کی حکومت ہے تو مسلم لیگ (ن) کو فنڈ مل رہا ہے جیسا کہ خیبر پختونخوا میں پی ٹی آئی کی حکومت ہے تو پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کو فنڈ مل رہا ہے۔ یہاں تو ویسے بھی چھوٹی سی اپوزیشن تھی۔

جناب سپیکر! کیا پہلے وزیراعلیٰ اور محترمہ وزیر خزانہ کی تقریر نہیں سنی گئی تو سمجھتا ہوں کہ اس کی ذمہ دار حکومت ہے کہ حکومت اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلتی، کیا ہم اس ایوان کے ممبر نہیں ہیں، کیا ہمیں لوگوں نے ووٹ نہیں دیئے، کیا ان کے حقوق نہیں ہیں؟ افسوس اس بات کا ہے کہ ہم سے ہارے ہوئے لوگوں کو فنڈز دیئے گئے۔ اس بجٹ میں بھی حکومت نے منصوبہ بنایا ہے کہ جو ہم سے ہارے ہوئے لوگ ہیں ان کو فنڈز دیں گے اور یہ preplanned ہے چاہے ان کو نقدی یا کمیشن کی صورت میں فنڈز دیں تاکہ الیکشن میں وہ لوگ پیسا خرچ کریں اور الیکشن جیتنے کی کوشش کریں تو الیکشن فنڈز سے نہیں

جیتا جاتا یہ تو ایک ہوا ہوتی ہے۔ ابھی راجہ شوکت عزیز بھٹی کہہ رہے تھے کہ پیپلز پارٹی بی ٹیم آ گئی ہے اور یہ پی ٹی آئی کے under آ گئی ہے وہ شاید یہ بات بھول گئے ہیں کہ پارٹیوں پر وقت آ جاتا ہے ایک وقت تھا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے پاس قومی اسمبلی میں ساری 17 سیٹیں تھیں۔ ایک وقت تھا کہ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف ملک سے باہر تھے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ credit پاکستان پیپلز پارٹی کی شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کو جاتا ہے ورنہ 2008 کا الیکشن میاں محمد نواز شریف نہیں لڑنا چاہ رہے تھے لیکن میاں صاحب کو بے نظیر نے کہا کہ آپ الیکشن میں حصہ لیں اور انہوں نے پھر الیکشن لڑا تو پنجاب میں اور وفاق میں بھی coalition گورنمنٹ بنی۔ میاں محمود الرشید نے بڑی تفصیل سے تمام حقائق سے پردہ اٹھایا تو میں مختصراً چند باتیں کرنا مناسب سمجھتا ہوں کیونکہ ایک سال کے بعد گزارشات کرنے کا موقع ملتا ہے۔ بجٹ آیا تو ملازمین آس لگائے بیٹھے تھے مہنگائی کے اس دور میں ہماری بھی تنخواہیں بڑھیں گی جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کس قدر مہنگائی ہے۔ صوبائی حکومتیں چاہے وہ کسی صوبے کی بھی ہوں جب وہ کچھ نہیں کر سکیں تو عوام اس بات پر تل گئے ہیں کہ وہ بائیکاٹ کریں۔ جیسا کہ آپ نے دیکھا ہے تین سے چار روز تک پھلوں کا بائیکاٹ ہوتا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس مہنگائی کے دور میں ملازمین کی تنخواہیں صرف 10 فیصد بڑھانا یہ ناانصافی ہے۔ یہ کریڈٹ بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے پانچ سالہ دور میں 30 فیصد سالانہ کے حساب سے پانچ سال میں 150 فیصد تنخواہیں بڑھائی ہیں۔ میری تجویز ہے کہ چار سے پانچ دن بجٹ پر بحث کروائی جاتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان چار سالوں میں اپوزیشن کی ایک بھی تجویز کو consider نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں یہی گزارش کروں گا کہ اگر زیادہ نہیں تو ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ کر دیا جائے۔ پانی کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ بھٹی صاحب نے اپنے نظریے کے مطابق بات کی ہے کہ پیسا اس لئے خرچ نہیں ہو سکا کیونکہ کرپشن کا اندیشہ تھا یہ بھی حقیقت ہے۔ پچھلے سال بجٹ میں 25-ارب روپے صاف پانی کے لئے رکھے گئے لیکن اس میں سے صرف 2½-ارب روپے صاف پانی پر خرچ ہوئے باقی کے پیسے جہاں ان کی مرضی ہوئی وہاں پر خرچ کر دیئے گئے اور رحیم یار خان میں ایک بھی فلٹریشن نصب نہیں ہو سکا۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے تو آپ صاف پانی کی بات کرتی ہیں اگر یہاں ایوان میں میاں اسلام اسلم بیٹھے ہوتے تو وہ آپ کو بتاتے کیونکہ ان کا حلقہ میرے حلقے کے نزدیک

ہے۔ زیر زمین آرسینک اور کھارا پانی ہے لوگ وہاں پر کھالوں اور ٹوبوں سے پانی پیتے ہیں صاف پانی پینا تو بہت دور کی بات ہے۔ یہ منصوبہ ہے جس سے عوام کو بنیادی طور پر سہولت میسر آسکتی ہے اس لئے ان منصوبوں پر توجہ دینی چاہئے۔ Energy crisis وفاق کا معاملہ ہے نا کہ یہ صوبے کا معاملہ ہے۔ ہم اس ایوان میں اس لئے بات کرتے ہیں کہ پنجاب حکومت نے Energy crisis کو ختم کرنے کے لئے وفاقی حکومت کے لئے ہراول دستے کا کردار ادا کیا ہے۔ گزشتہ چار سالوں سے ہم یہی سنتے آرہے ہیں کہ ہم لوڈشیڈنگ ختم کردیں گے میں یہ تنقید نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں کہتا ہوں کہ آپ کریں۔ آپ نے چار سالوں میں کبھی کہا جی کہ ہم چھ ماہ، ایک سال، دو سال، تین سال، چار سال اور اب کہتے ہیں کہ 2019 میں لوڈشیڈنگ ختم کردیں گے۔ وزیراعظم اور وزیراعلیٰ بیوروکریسی کو دیکھ لیں اگر 2017 میں آپ نے لوڈشیڈنگ ختم کردی تو میں اور پوری قوم آپ کو سلام پیش کرے گی لیکن یہ بات مکمل ہوتی نظر نہیں آتی۔ نندی پور پاور پلانٹ اور بھکھی پاور پلانٹ بند ہوگیا۔ یہ میرے پاس 29۔ مئی کا اخبار ہے جس میں لکھا ہے کہ پہلے روزے میں ہی لوڈشیڈنگ کے تمام ریکارڈ ٹوٹ گئے۔ محترمہ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں تسلیم کیا ہے کہ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے طلباء کے معیارِ تعلیم میں فرق پڑ رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت energy crisis کو بھی قابو کرنے میں ناکام رہی ہے۔

جناب سپیکر! تین چار اہم محکمے ہیں جس میں تعلیم بھی ہے جس کے لئے 345۔ ارب روپے کا اتنا بڑا بجٹ رکھا ہے لیکن لٹریسی ریٹ وہی ہے۔ آپ جنوبی پنجاب اور لاہور کا تعلیمی معیار دیکھ لیں۔ ہمارے جنوبی پنجاب کے سکولوں میں ٹائلٹ نہیں ہیں، چار دیواری نہیں ہے، کمرے نہیں ہیں اور اساتذہ وہاں جانے کو تیار نہیں ہیں جبکہ یہاں سیکرٹری صاحبان بیٹھے بیٹھے اپنی پالیسیاں بنا دیتے ہیں۔ میں نے بجٹ تقریر میں پڑھا کہ EST اور PTC اساتذہ کو upgrade کیا گیا ہے لیکن SSTs کو اپ گریڈ نہیں کیا گیا بلکہ دو increments دی گئی ہیں تو ان کا کیا قصور ہے لہٰذا سب کے لئے یکساں پالیسی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! اسی طرح صاف اور ہشاش بشاش ذہن کے لئے ایک انسان کا صحت مند ہونا ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے بڑے initiative لئے لیکن پیچھے جو بیوروکریٹ ٹیم بیٹھی ہوئی ہے اس نے ایسی پالیسیاں بنائی ہیں جو کامیابی کی طرف جانے نہیں دے رہی۔ جنوبی پنجاب کے ہسپتال اذیت گھر بنے ہوئے ہیں اور لوگ وہاں کے ہسپتالوں میں جانے کو تیار نہیں ہیں۔ آپ نے سنا کہ ہسپتالوں میں مریضوں نے چٹائیاں بچھائی ہوئی ہیں جہاں پر اُن کو drips لگی ہوئی ہیں۔ ہم جب جنوبی پنجاب کی بات کرتے ہیں تو یہی گزارش کرتے ہیں کہ چاہے ڈی جی خان، راجن پور یا بھکر ہو وہاں

بھی لاہور جیسا ہسپتال دو، لاہور جیسی یونیورسٹی دو اور لاہور جیسا کالج دو اور ہماری یہی گزارشات ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! پچھلی دفعہ صحت کے لئے 112-ارب روپے رکھے گئے تھے اب 116-ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ آپ پنجاب کو چھوڑ دیں لیکن میں آپ کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ پی پی-286 میں لاکھوں روپے سے تین ڈسپنسریاں بنیں۔ ایک ڈسپنسری موضع اروم خان بیلا، ایک بستی ملک بخت علی اور ایک ترنڈہ امیر خان میں ہے جو کہ بند پڑی ہیں۔ وہاں کوئی ڈسپنسر نہیں ہے، کوئی دوائی میسر نہیں ہے اور کسی کو اس طرف توجہ کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ آپ لاکھوں، کروڑوں یا اربوں روپے لگا لیں لیکن جب ہمارے پاس کچھ نہیں ہوگا تو ہم کہیں گے کہ ہمارے لئے کچھ نہیں ہے۔ تقسیم کے حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ آپ ایک جانور کو ذبح کر لیں تو جیسے گوشت کی تقسیم ہوتی ہے اور اچھا اچھا گوشت اپنی طرف رکھ کر کہیں کہ یہ ہمارا حصہ ہے اور باقی لے جاؤ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی تقسیم کی وجہ سے جنوبی پنجاب، سرائیکی صوبے اور بہاولپور صوبے کا نعرہ لگتا ہے۔ میری مودبانہ گزارش ہے کہ محترمہ وزیر خزانہ اپنی wind up speech میں یقین دہانی کرائیں کہ اس سال یہ تینوں ڈسپنسریاں فنکشنل ہوں گی اور پنجاب گورنمنٹ کا جو لاکھوں روپیہ ان پر خرچ کیا گیا ہے وہ ضائع نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر! زراعت ملک کی ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن افسوس ہے کہ جس طرح صنعتکار کو protection دی گئی ہے پنجاب میں کسان کو protection نہیں دی گئی۔ یہ صحیح ہے کہ جب الیکشن قریب آتا ہے تب کسان احتجاج کرتے ہیں، agitation ہوتی ہے اور کھاد پر سبسڈی اُس وقت دے دی جاتی ہے جب کھاد استعمال کرنے کا وقت ہی نہیں ہوتا۔ انہوں نے سبسڈی دی ہے جس پر میں ان کو appreciate کرتا ہوں لیکن چند زرعی آلات دینے سے کچھ نہیں ہوتا کیونکہ پتا نہیں کسان کتنے مسائل سے گزرتا ہے؟ پنجاب کی زیادہ تر آبادی اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے لوگ زمیندار اور کاشتکار ہیں۔ زرعی انکم ٹیکس، آبیانہ، wealth ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس دینے، جعلی ادویات اور جعلی کھادوں کے ملنے کے بعد جب کسان منڈی تک پہنچتا ہے تو اُس کا کیا حشر ہوتا ہے؟ میں کئی سالوں سے یہ گزارشات کر رہا ہوں کہ گندم کے سیزن میں باردانہ کی ترسیل ایسی بنائیں کہ محکمہ کھا سکے اور نہ ہی مافیا کھا سکے لیکن اس طرف توجہ ہی نہیں دی گئی۔ آپ شوگر کین کو دیکھ لیں کہ جب کسان اپنی گنے کی ٹرالیاں لے کر جاتا ہے خواہ اُس کا کسی بھی پارٹی سے تعلق ہو تو 50 سے 100 من تک اُس کی کٹوتی ہوتی

ہے جو کتنی بڑی زیادتی ہے۔ آپ جتنی مرضی پالیسیاں بنائیں لیکن ایسی پالیسی اور پروگرام ہو کہ کاشتکار کی فصل تیار ہونے پر اُس کو اس کا صحیح دام ملنا چاہئے۔ زراعت کے ساتھ منسلک محکمہ آبپاشی ہے جس کے لئے اس بجٹ میں اربوں روپے رکھے گئے ہیں۔ انگریز نے ہمیں تین بہترین نظام آبپاشی، ڈاک اور ریلوے کے دیئے۔ ڈاک اور ریلوے کے نظام پر مجھے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آپ بخوبی جانتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ دس کروڑ عوام کا تعلق اسی زراعت کے پیشے سے ہے لیکن ہم نے اس کا کیا حشر کیا ہوا ہے؟ اب نہروں کے پشتوں پر آپ کو کوئی درخت نظر نہیں آئے گا اور کیا وجہ ہے کہ اب 100 سال پرانے ریسٹ ہاؤس بک رہے ہیں؟ ہمیں جنوبی پنجاب میں ششماہی پانی ملتا ہے، محکمہ نے موگوں کے ریٹ لگائے ہوئے ہیں اور ایک لاکھ روپے دے کر موگہ تڑوالیں تو پھر tail پر پانی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ آبپاشی کا حال ہے۔ میں صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ چاہے کوئی بھی حکومت ہو یہ بجٹ ہر سال بنتا ہے لیکن ایسے initiative لیں جس سے کسان کو بنیادی طور پر فائدہ ہو۔

جناب سپیکر! میں آخر میں دو چار باتیں کروں گا۔ دو چار کام خادمِ اعلیٰ نے کئے جو اُن کی نظر میں شاید اچھے تھے اور ہماری نظر میں بھی اچھے تھے لیکن انہوں نے غریب لوگ جو جانور پالتے ہیں ان کے لئے اعلان کیا کہ منڈی پرچی ختم ہو گئی۔ آپ یہاں سے نمائندے بھیجیں جو مختلف شہروں میں جا کر چیک کریں کہ حکومت کے من پسند لوگوں یا بااثر لوگوں نے اپنی جگہ دے کر ان پر قبضہ کیا ہوا ہے اور وہ 300 سے 700 فی جانور وصول کر رہے ہیں۔ آپ اس بات پر توجہ دیں تاکہ غریب لوگوں اور غریب کسانوں کو فائدہ پہنچے۔

جناب سپیکر! کبھی کسی نے اس بات پر سوچا ہے، تنقید نہ سمجھیں کہ پنجاب میں کرپشن ہے۔ دوسرے صوبوں میں 100 فیصد کرپشن ہو گی اور سارے کرپٹ ہوں گے لیکن پنجاب میں اتنی کرپشن ہو گئی ہے کہ ایک چھوٹے ملازم سے لے کر بڑے افسر تک جب آپ اسے کمیشن نہیں دیں گے اور جب آپ اپنے کام کے لئے اسے پیسے نہیں دیں گے، پہلے پولیس بدنام تھی مگر اب ہر ڈیپارٹمنٹ میں کرپشن آ گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اس پر توجہ دیں، کرپشن کو ختم کریں، اس مافیا کو ختم کریں اور اس کرپشن کے ریٹ کو ختم کریں تو اس سے ہمیں فائدہ پہنچے گا۔

جناب سپیکر میں واحد بدقسمت ملک پاکستان کو سمجھتا ہوں کہ جہاں کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ ہے۔ آپ نے سنا صرف لاہور ہی نہیں بلکہ مختلف شہروں میں بھی لوگوں کو گدھے کا گوشت کھلا دیا گیا، گوشت میں پانی کی ملاوٹ اور کیمیکل والے دودھ پر کبھی چیک اینڈ بیلنس کیا کہ لاہور میں اتنا دودھ کہاں سے آ رہا ہے؟ کیمیکل کا دودھ ہے، تیل میں ملاوٹ ہے، گھی میں ملاوٹ ہے جو لوگوں کی روزمرہ کی ضروریات ہیں تو خادم اعلیٰ کو ان چیزوں پر توجہ دینی چاہیئے۔

جناب سپیکر! انہوں نے لینڈ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرایا تاکہ پٹواریوں سے نجات ملے لیکن ان سے نجات نہیں ملی بلکہ اب کمپیوٹر سنٹروں میں بھی رشوت چل گئی ہے۔ انہوں نے باہر اپنے بندے چھوڑے ہوئے ہیں جو کہ پیسے لے کر روزانہ کی بنیاد پر کام کروا دیتے ہیں ورنہ دو چکر اور تین چکر لگانے پڑتے ہیں کہ آپ کا thumb ٹھیک نہیں ہے اور فلاں اعتراض ہے۔ بات تو عوام کی سہولت کی تھی لیکن وبال جان بن گئی۔ میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ سے گزارش کروں گا کہ اس پر بھی توجہ دیں تاکہ عوام کو اس سے ریلیف ملے۔

جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر شاید بھول گئے کہ صوبے میں اور اس ملک میں اقلیتوں کا اپنا ایک مقام ہے۔ ہمارا مذہب اسلام اور ہمارا آئین بھی ہمیں یہ درس دیتا ہے۔ جیسے ہمیں بنیادی حقوق حاصل ہیں اسی طرح انہیں بھی بنیادی حقوق حاصل ہیں۔ ایک ارب روپے سے زائد رقم ان کے لئے رکھی گئی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کم ہے اور اس سے زیادہ رقم ہونی چاہئے تھی۔ جیسے ماضی میں ان کی عبادت گاہوں پر حملے ہوتے رہے تو ان کی عبادت گاہوں، ان کی درس گاہوں کی حفاظت کرنا ہمارا اوّلین فرض ہے اور ان کا ملازمتوں میں کوٹا ہونا چاہئے تاکہ انہیں اس ملک میں رہتے ہوئے یہ محسوس نہ ہو کہ ہماری حق تلفی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! مہنگائی اور بے روزگاری کے متعلق دو چار الفاظ کی صورت میں گزارش کروں گا کہ بنیادی چیزیں عوام کو سستی ملیں، مہنگائی سے نجات ملے، ذخیرہ اندوزوں کا قلع قمع ہو اور روزگار کے ایسے مواقع فراہم کریں، ایک ضلع میں ایڈورٹائز آ گئی کہ چار نوکریاں فلاں ڈیپارٹمنٹ میں اور چار فلاں میں آ گئی ہیں تو ایسا نہیں بلکہ کوئی ایسا جامع منصوبہ لائیں کہ جس سے 50/40 ہزار نوکریاں at a time آپ پنجاب میں دیں اور پنجاب میں تقسیم کریں تو پھر بے روزگاری کا خاتمہ ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ آپ کا اور میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے۔ ہم اپنی محرومیوں کا ذکر اس وقت کرتے ہیں جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے تعلیمی ادارے، ہمارے سکولز، ہمارے بچے ٹاٹوں پر بیٹھتے ہیں، سکولوں کی چھتیں نہیں ہیں، ہسپتال ویران ہیں، BHU میں ادویات نہیں ہیں، سڑکیں ہماری نہیں ہیں اور مارکیٹ تک ہمارا مال نہیں جا سکتا تب ہم یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ:

This Budget is of Shahbaz Sharif for Shahbaz Sharif and by Shahbaz Sharif.

جناب سپیکر! میں اس شعر کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا کہ:

تیکوں گاوے کھیر پلایم آپ پیتم پانی کھارے
میڈی روہی تسی رہ گئی تیڈے شہر پھوہارے
واہ تیڈے بھائی چارے واہ تیڈے بھائی چارے

(جئے بھٹو)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا منور غوث!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ محترمہ وزیر خزانہ نے بجٹ پیش کیا جو کہ بڑا متوازن تھا اور پنجاب کے عوام کی امنگوں کی عین عکاسی تھا لیکن بڑا افسوس ہوا کہ جب اپوزیشن نے اپنا role play کیا کیونکہ اسمبلی کے جو لوگ منتخب ہو کر آتے ہیں وہ بڑے معزز ہوتے ہیں اور بڑے گھرانوں کے لوگ ہوتے ہیں جن کی اپنی ایک حیثیت ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنا افسوس ان کے روّیے پر کیا جائے وہ کم ہے کہ انہوں نے یہاں آ کر اسمبلی کے decorum کو خراب کیا ہے اور سیٹیاں بجائی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! لاکھوں لوگوں کا منتخب عوامی نمائندہ ایوان ہے جہاں عوام انہیں سیٹیاں بجانے کے لئے نہیں بھیجتی بلکہ عوام اپنی امنگوں کی ترجمانی کے لئے انہیں یہاں پر بھیجتی ہے۔ مجھے ان کے روّیے پر افسوس ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! بجٹ پر بات کریں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں اس پر بھی انشاء اللہ ضرور بات کروں گا اور بجٹ پر ہی آرہا ہوں۔ آپ کی مہربانی کہ مجھے وقت دیا ہے۔ انہوں نے اسمبلی کی روایات کو ایک طرف رکھ کر ایسا اقدام کیا ہے جس پر جتنی شرمندگی محسوس کی جائے وہ کم ہے۔ ابھی اپوزیشن کی طرف سے میں قاضی صاحب کو appreciate کرتا ہوں کہ جنہوں نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں اور انہوں نے بھی اپوزیشن میں بیٹھ کر ان کے روّیے کو condemned کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! صاف پانی کی بات ہوئی، تعلیم کے شعبے کو بڑی اہمیت دی گئی ہے اور categorically سکولز ایجوکیشن، پیف ایجوکیشن کے جو منصوبہ جات چل رہے ہیں، missing facilities پر اس وقت کام ہو رہا ہے اور الگ الگ پیروں میں محترمہ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں بتایا اور میں appreciate کرتا ہوں کہ انشاء اللہ ہمارے صوبہ میں ہماری حکومت صاف پانی کی فراہمی کو بھی یقینی بنائے گی اور صحت کی سہولیات کے لئے بڑی تیزی کے ساتھ کام جاری ہے۔ اپوزیشن نے بڑی تنقید کی ہے اور ابھی میں اپوزیشن لیڈر کی تقریر سن رہا تھا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ادویات نہیں ہیں، چٹائیوں پر مریض پڑے ہیں، BHUs میں اور THQs میں فرنیچر نہیں ہے۔ دیہاتوں کے لوگوں نے خود اپنے BHUs اور THQs کو سنبھالنا ہوتا ہے اور انہیں look after کرنا ہوتا ہے تو یہ ان کے اپنے روّیے ہیں کہ وہ اپنے سرکاری اداروں کی کس طرح سے حفاظت کرتے ہیں۔ حکومت تو ایسے اداروں کو بنا دیتی ہے لیکن ان کو سنبھالنا ہمارا یعنی عوام کا کام ہوتا ہے۔ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی حکومت میں جتنی توجہ محکمہ تعلیم کی طرف دی گئی ہے اور صحت کو بہتر کرنے کے لئے دی گئی ہے۔ پہلے کبھی تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی۔

جناب سپیکر! پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے بڑی تیزی سے efforts ہو رہی ہیں اور یقیناً اللہ کے فضل و کرم سے جب اس حکومت کا tenure مکمل ہو گا تو صاف پانی کے بہت سے منصوبے ہر ضلع میں، ہر دیہات اور ہر تحصیل میں مکمل ہو چکے ہوں گے اور بہت سے لوگوں کو فائدہ ہو چکا ہو گا۔ میں اپنے حلقے کا ذکر کرتا ہوں کہ میں نے اپنے حلقہ میں جہاں جہاں پانی اچھا نہیں تھا اور پانی خراب تھا تو میں نے واٹر سپلائی کی جتنی سکیمیں حکومت کو پیش کی ہیں وہ تمام منظور ہو گئی ہیں۔ میرے حلقہ کے لوگوں نے وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کیا ہے اور مجھے appreciate کیا ہے تو میں اس پر حکومت پنجاب اور محترمہ وزیر خزانہ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے ہمارے جو colleague ایم پی ایز

ہیں یہ سب کے سب خوش ہیں کیونکہ ADP میں ہمارے تمام علاقوں کو جتنی ہماری عوام کو سہولیات ملنی چاہئیں تھیں وہ وزیر اعلیٰ نے سب کو fulfill کیا ہے اور سب کو accommodate کیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا بہت شکریہ

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! CPEC کی وجہ سے اس وقت ہمارے ملک میں پیسے کی فراوانی ہے اس وقت ملک میں بہت سے اچھے کام ہو رہے ہیں CPEC کے منصوبے کو ہم appreciate کرتے ہیں، محکمہ لائیو سٹاک میں جو تبدیلیاں آئی ہیں بڑی اہم تبدیلیاں ہیں اور کسانوں کے لئے جو packages دیئے گئے ہیں وہ بڑے قابل تعریف ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب وقت ختم ہو گیا ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں ایک دو منٹ میں wind up کر دیتا ہوں اور جو ہمارا اسپورٹس فنڈ ہے اس کے لئے میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ ہمارے mini stadium کے لئے پچھلے بجٹ میں پیسے رکھے گئے تھے اور اُنہوں نے ایسا معیار بنایا ہے کہ فنڈز properly utilize نہیں ہو سکے۔ میری آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ آپ مہربانی کریں جو سپورٹس کا بجٹ ہے اُس کو یقیناً بڑھنا چاہئے، اُس میں بہتری آنی چاہئے اور زیادہ سے زیادہ کھیل کے لئے گراونڈ اور کھلاڑیوں کے لئے سہولتیں اور نوجوان نسل کی زیادہ سے زیادہ ترغیب کے لئے ایسی facilities ہونی چاہئیں جس میں زیادہ سے زیادہ ہماری نوجوان نسل کھیل کی طرف آئے اس سے انشاء اللہ صحت مند معاشرہ پیدا ہو گا۔ KPRRP ایک منصوبہ جو ہماری حکومت نے شروع کیا تھا اُس میں جتنی تعریف کی جائے کم ہے جہاں سے یہ کارپٹ روڈ گزرتی ہے یقیناً لوگ خوش بھی ہوتے ہیں اور لوگوں کو سہولت بھی ملتی ہے۔ لوگوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ دیہاتوں میں ایسی سڑکیں بنیں گی ہمیں تو جہاں بھی سڑکیں چاہئیں تھیں، حکومت نے سڑکیں بنا کر دی ہیں۔ یقین جانیں میرے حلقے کے لوگ بڑے خوش ہیں اور میں نے صوبہ پنجاب میں جہاں جہاں سڑکیں دیکھی ہیں اپنے دوستوں سے بات چیت ہوتی رہتی ہے ہر جگہ پر لوگ خوش ہیں۔

جناب سپیکر! اس پر میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو نوبل پرائز ملنا چاہئے، Pride of Performance ملنا چاہئے کیونکہ انہوں نے یہ بڑا اہم کام کیا ہے اس کی مثال پوری دنیا میں نہیں ملتی ابھی میں نے حکومت کی طرف سے اپنی اسمبلی کی نمائندگی کی میں South Africa گیا وہاں پر پچیس ممالک کے نمائندگان تشریف لائے تھے تو وہاں پر KPRRP کی بات ہوئی انہوں نے اس کو appreciate کیا اور پاکستان کی جو اس وقت stable economy ہوئی اور boost کر رہی ہے اس کو پوری دنیا میں recognize کیا جا رہا ہے تو اس پر میں میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف کو اور وفاقی حکومت کو appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی اچھی پالیسیاں بنائی ہیں جس سے ہمارے ملک کی معیشت مظبوط ہو رہی ہے ، ہمارے بجٹ اچھے آرہے ہیں لوگوں کے فائدے کے لئے تعمیر و ترقی کے منصوبے اور فلاح و بہبود کے منصوبے سامنے آرہے ہیں۔ ہمارے محکمہ مائنز کے منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں اگر وہ یہاں پر موجود نہ بھی ہوتے تو پھر بھی میں اُن کی تعریف کرتا انہوں نے اور پارلیمانی سیکرٹری اور رانا ثناء اللہ خان نے ایک کمیٹی بنائی تھی جو میری درخواست پر وزیر اعلیٰ نے بنائی تھی اُس سے بجٹ میں پہلی بار محکمہ مائنز کی appreciation آئی ہے کہ انہوں نے 3۔ارب سے لے کر 10۔ارب تک اس کی آمدن کو بڑھا دیا ہے۔ یہ ان کا وژن ہے ان کی شبانہ روز کوششیں ہیں اگر مزید تھوڑی سی اور کوشش ہو جائے تو یہ 10۔ارب انشاء اللہ 30۔ارب پر جائے گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ میری وزیر خزانہ اور صوبائی وزیر مائنز جو یہاں پر تشریف فرما ہیں سے یہ بھی گزارش ہے کہ جن علاقوں میں مائنز پر کام ہو رہا ہے جہاں سے آمدن آرہی ہے وہاں کہ لوگوں کے لئے بھی کچھ تھوڑا بہت سوچیں، وہاں کے لوگوں پر بھی پیسا خرچ ہو اور وہاں کا infrastructure بہتر ہو۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت نے غریبوں کے لئے بہت سے کام کئے ہیں دیہاتوں میں سکولوں کا معیار بہتر کیا ہے، وہاں پر ٹیچرز اچھے آئے ہیں عام لوگوں کے لئے تعلیم حاصل کرنا آسان ہو گیا ہے، صاف پانی کے منصوبوں نے کام کرنا شروع کر دیا ہے اور صحت کی سہولیات ، ادویات کی فراہمی یقینی بنا دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہماری حکومت کو پانچ مرلہ پلاٹوں کی سکیم شروع کرنی چاہئے ہر دیہات میں، ہر علاقے میں، ہر شہر میں ایک کالونی ہونی چاہئے کہ غریب لوگوں کو پانچ مرلہ کا فری پلاٹ ملے اور اُن کو پلاٹ میرٹ پر دیئے جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ غریب لوگ فائدہ حاصل کر سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔اب اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے اب اجلاس بروز منگل مورخہ 6۔جون 2017 صبح 11:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے کل بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2017

منگل،6۔جون 2017

(یوم الثلاثہ،10۔رمضان المبارک 1438ھ)

سولہویں اسمبلی: تیسواں اجلاس

جلد 30: شمارہ 3

143

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ6۔جون2017

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال18-2017 پر عام بحث

(---جاری)

145

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

منگل، 6۔جون 2017

(یوم الثلاثۃ، 10۔رمضان المبارک 1438ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 34 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

مَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ
حَبَّۃٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِیۡ کُلِّ سُنۡۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ؕ
وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِیۡنَ
یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتۡبِعُوۡنَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا
مَنًّا وَّلَاۤ اَذًی ۙ لَّہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ
وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّمَغۡفِرَۃٌ خَیۡرٌ مِّنۡ
صَدَقَۃٍ یَّتۡبَعُہَاۤ اَذًی ؕ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَلِیۡمٌ ﴿۲۶۳﴾

سُوۡرَۃُ البَقَرَۃ آیات 261 تا 263

جولوگ اپنامال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اُگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور اللہ جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے۔ وہ بڑی کشائش والا اور سب کچھ جاننے والا ہے (261) جولوگ اپنامال اللہ کے رستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا (کسی پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (کسی کو) تکلیف دیتے ہیں۔ ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس (تیار) ہے اور (قیامت کے روز) نہ ان کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (262) جس خیرات دینے کے بعد (لینے والے کو) ایذا دی جائے اس سے تو نرم بات کہہ دینی اور (اس کی بے ادبی سے) درگزر کرنا بہتر ہے اور اللہ بے پرواہ اور بردبار ہے (263)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

مجھ خطا کار سا انسان مدینے میں رہے
بن کے سرکار کا مہمان مدینے میں رہے
دُور رہ کر بھی اُٹھاتا ہوں حضوری کے مزے
میں یہاں اور میرا دھیان مدینے میں رہے
اُن کی شفقت غمِ کونین بھُلا دیتی ہے
جتنے دن آپ کا مہمان مدینے میں رہے
چھوڑ آیا ہوں دل و جان یہ کہہ کر اعظم
آ رہا ہوں میرا سامان مدینے میں رہے

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 پر بحث کا آغاز 5۔جون 2017 سے ہوا تھا، آج بھی بحث جاری رہے گی جو معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔

کورم کی نشاندہی

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پہلے کورم چیک کرا لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، کورم نہیں ہے، پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا نہیں ہے، اجلاس پندرہ منٹ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر پندرہ منٹ کے وقفہ کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(پندرہ منٹ کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر 12 بج کر 53 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، گنتی کی گئی ہے کورم پورا ہے لہٰذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے کورم پورا کر لیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل کورم پورا ہے۔ جی، رانا محمد ارشد!

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال18-2017 پر عام بحث

(---جاری)

معاون خصوصی برائے وزیراعلیٰ(رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کرنے کا ایک موقع دیا۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی خصوصی رحمت اور سرکاردوجہان حضرت محمدؐ کے صدقے اللہ تعالیٰ نے ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں پانچواں بجٹ پاس کرنے کا موقع دیا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ 1970۔ارب70کروڑ روپے کا یہ بجٹ ہے یہ پاکستان کی ستر سالہ تاریخ میں آج تک اتنا حجم بجٹ کا نہیں تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! الحمدللہ یہ ہمارے قائد کا وژن ہے کیونکہ 2013 کے الیکشن میں جو عوام سے وعدے کئے تھے، جو عوام کا دکھ اور درد تھا جو آمریت کے بعد اور پانچ سالہ ایک اور سیاسی حکومت کے بعد جو عوام کو دکھ ملے تھے، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے 635۔ارب روپیہ جو ترقیاتی کاموں کے لئے رکھا وہ پچھلے سال کے بجٹ کی نسبت 15 فیصد اضافہ ہے۔ الحمدللہ ہم نے ترقیاتی بجٹ میں تو اضافہ کیا لیکن ہم نے پنجاب بھر میں ایک روپیہ بھی نیا ٹیکس نہیں لگایا۔ الحمدللہ یہ فہم وفراست میاں محمد شہباز شریف کی، میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں پر بجٹ پیش ہوتا ہے اور میرے معزز قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید نے کل 2 گھنٹے 50 منٹ کا خطبہ دیا اور ہم نے سنا۔

جناب سپیکر! آج اتنا بہتر ہوتا کہ وہ سمجھتے کہ جیسے ان کا قانونی اور آئینی حق ہے اسی طرح پنجاب اسمبلی کے ہر معزز ممبر کا آئینی حق ہے کہ وہ اپنے حلقے کے مطالبات اور ترجیحات کے متعلق یہاں پر speech کرے تو پھر کیوں نہیں موقع دیا جا رہا؟ یہ ہے عوام کی اسمبلی، یہ ہے غیر ملکی ایجنڈے کی ترجیحات کا تعین، جو وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے عوام سے وعدہ کیا تھا آج 345۔ارب روپے ایجوکیشن کے لئے رکھے ہیں کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ پہلی کلاس سے لے کر میٹرک تک ہر بچے کو فری بکس دینا ہماری ذمہ داری ہے۔ الحمدللہ ہم اپنی ذمہ داری کو نبھانا چاہتے ہیں اور نبھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اگر ہم نے 345۔ارب روپے ایجوکیشن کے لئے رکھے ہیں اور یہ پچھلے سال کی نسبت 33 فیصد اضافہ ہے۔ خوش ہونا چاہئے تھا اپوزیشن کو، پیٹ میں درد نہیں اٹھنا چاہئے تھا۔ اس ملک پر غریب کا بھی حق ہے کیونکہ یہ جو ملک ہے۔

جناب سپیکر! الحمدللہ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ ہے اور پاکستان بھی اس بابرکت مہینہ 27۔رمضان المبارک کو بنا تھا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر comparison کرنا تھا تو ہمیں بتاتے اور ہمارے اوپر تنقید کرتے۔ اگر ہم نے ایجوکیشن کا بجٹ 345۔ارب روپے رکھا ہے تو یہ قومی بجٹ کا 20 فیصد ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ان کی ترجیحات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف آج اگر عوام سے جو وعدے کرتے ہیں پھر الحمدللہ ان پر عمل بھی کرتے ہیں۔ آج ایک غریب کا بچہ جو دانش سکول میں پڑھ رہا ہے الحمدللہ ہماری وہ priority ہے۔ 12۔اکتوبر 1999 کو پاکستان کے آئین کو توڑنے کا پیش خیمہ بننے والے وہ لوگ جو پاکستان کی عوام کے دشمن تھے پرویز مشرف کے جوتے پالش کرتے تھے، جس نے پاکستان کے آئین کو توڑا تھا۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ جمہوریت کی؟ آج رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں جو بجٹ ہم نے دیا، ہم نے 263۔ارب روپے ہیلتھ کے لئے رکھے ہیں جو کہ آج تک پاکستان کی تاریخ میں نہیں رکھے گئے۔ اگر ہم ایک غریب کے بچے یا اس کے والد یا والدہ کا across the board پورے پنجاب کے ہر ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال پر ڈائیلسز فری کر رہے ہیں، آج اگر ہم تحصیل ہیڈکوارٹر یا بنیادی مرکز صحت کو زیادہ بجٹ دے رہے ہیں تو اس میں تو ان کو خوشی ہونی چاہئے تھی لیکن ان کو خوشی نہیں ہے کیونکہ جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ پاکستان کی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا، بجٹ عوام کا ہے، بجٹ پیش کیا جا رہا ہے اور یہاں پر طبلہ بجایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! یہ ہمارے اوپر تنقید کرتے ہیں کہ ایجوکیشن کا بجٹ اور رکھیں، یہ ہمیں کہتے ہیں کہ ہیلتھ کا بجٹ اور رکھیں، ہم نے اگر 140۔ارب روپے زمینداروں کے لئے رکھے ہیں، لائیو سٹاک کے لئے رکھے ہیں، ایک کسان جس کو 1900 روپے کی یوریا کی بوری ملتی تھی آج 1300 روپے ریٹ ہے اور 1280 روپے کی یوریا کی بوری ہر کسان کو مل رہی ہے۔ اس پر بھی ان کو درد اٹھتا ہے۔ ڈی اے پی کی بوری جو پرویز مشرف کے دور میں کہاں تھی، محترم عمران خان بھی قومی اسمبلی کے ممبر تھے، پرویز مشرف کے اتحادی تھے، ان کو اس وقت تو احساس نہ ہوا کہ یہ ڈی اے پی کی بوری 4200 روپے کی ہے، الحمدللہ یہ

میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے سستی کی، آج ڈی اے پی کی بوری across the board ہر کسان کو 2400 روپے کی مل رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! بہت شکریہ۔ بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ ملک محمد جاوید اقبال اعوان!

معاون خصوصی برائے وزیر اعلیٰ (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کے لئے 198- ارب روپے رکھے گئے جو کہ ان کو برداشت نہیں ہو رہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! بہت شکریہ۔ جی، ملک صاحب! (شور وغل)

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب، محترمہ وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پانچواں بجٹ پیش کیا ہے۔ میں نے پچھلے پانچ بجٹس میں جو تجاویز دی تھیں اور پری بجٹ میں جو بھی تجاویز دی ہیں میں محترمہ وزیر خزانہ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے پوری محنت کر کے ان کو ایک فائل تیار کر کے دی تھی لیکن میری ان تمام سکیموں میں سے ایک سکیم بھی اے ڈی پی میں شامل نہیں کی گئی۔ یہ کیا وجہ ہے، کیا میرا حلقہ پی پی-39 پنجاب کا حصہ نہیں ہے؟

جناب سپیکر! میں نے اپنے ضلع کا جو سب سے اہم مسئلہ تھا وہ لفٹ اریگیشن سکیم جو میانوالی خوشاب میں بنائی گئی تھی وہ میانوالی کے کسان وہاں پر مفاد حاصل کر رہے ہیں، جب یہ ضلع خوشاب میں پہنچی تو وہاں بند کر دی گئی، میں نے ان پانچوں بجٹ میں یہ تجویز دی ہے کہ اربوں روپیہ اس پر خرچ ہوا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس کو دوبارہ شروع نہیں کیا جا رہا؟ براہ مہربانی اس کو دوبارہ شروع کیا جائے تاکہ میرے ضلع خوشاب کے کسان اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

جناب سپیکر! ایک اہم مسئلہ جو کہ ضلع خوشاب کی سیم کو ختم کرنے کے لئے وہاں سکارپ محکمہ نے ٹیوب ویل لگائے تھے، ورلڈ بنک کی امداد سے وہاں ٹیوب ویلوں کی وجہ سے تمام ضلع کی جو سیم تھی وہ ختم ہو گئی لیکن ہر سال اس کی بجلی کاٹ دی جاتی ہے، پھر منت سماجت کر کے دوبارہ پیسے لینے پڑتے ہیں اور اس دوران جو پانی نیچے ہوتا ہے وہ اوپر چڑھ آتا ہے، اگر یہی حال رہا تو وہ جو تمام منصوبہ ہے جس پر اربوں روپے لگے ہیں اور وہ زمین جو کسی قابل نہیں تھی اس کے اوپر اب سونے کی طرح تمام فصلیں کاشت کی جا رہی ہیں۔ میں نے یہ درخواست کی تھی کہ اس کو اے ڈی پی کا حصہ بنایا جائے، ہر سال اس کے لئے خصوصی فنڈ جاری کیا جائے تاکہ وہ جو بجلی کا بل ہے وہ آسانی سے ادا ہو سکے۔

جناب سپیکر! میرا جو حلقہ ہے وہاں تعلیم کی بہت قلت ہے۔ میں نے ایک تجویز دی تھی کہ میرے حلقہ کے تمام پرائمری سکولوں کو مڈل اور مڈل کو ہائی کا درجہ دیا جائے۔ میرے پورے حلقے میں ایک ہی اَکلوتا ڈگری کالج ہے جو نوشہرہ میں ہے، جو خوشاب سے 80 کلومیٹر دور ہے اس میں کسی قسم کی کوئی سہولت نہ ہے، نہ وہاں بس ہے، نہ وہاں گراؤنڈ ہے، نہ وہاں چار دیواری ہے، چار دیواری اتنی چھوٹی ہے کہ سڑک سے جاتے ہوئے تمام لوگوں کو نظر آتا ہے۔ وہاں جو رابطہ سڑک ہے وہ بھی کچی ہے، اگر بارش ہو جائے تو بچیاں نہیں جا سکتیں۔ میرا جو گھر ہے، میں جب بھی یہاں لاہور میں نہر سے جاتا ہوں تو بڑے اچھے بس سٹاپ مجھے نظر آتے ہیں، ہمارے حلقہ میں بس ہے نہ بس سٹاپ ہے۔ ہماری بچیاں بھی پنجاب کی رہنے والی ہیں، ان کا بھی حق بنتا ہے کہ انہیں بھی وہی سہولیات دی جائیں جو تمام علاقوں میں دی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر! ایک جو اہم مسئلہ ہے کہ میرے حلقہ میں جتنی بھی رابطہ سڑکیں ہیں وہ سب ٹوٹی پھوٹی ہیں۔ میں اپنے حلقہ کے کسی گاؤں میں نہیں جا سکتا ہوں۔ میں نے وہ تمام لسٹ بنا کر وزیر خزانہ کو دی ہے اس میں سے ایک سڑک بھی نہیں آئی ہے، کیا وجہ ہے؟ میں نے جو بھی تجاویز دی ہیں میری درخواست ہے کہ جناب جو میری فائل تھی اگر وہ ردی کی ٹوکری میں نہیں گئی تو اس میں سے چند تجاویز تو ڈال دی جائیں تاکہ جو آنے والا وقت ہے، جب الیکشن ہوں تو میں بھی اپنے حلقہ میں جانے کے قابل ہو جاؤں۔

جناب سپیکر! ہمارا جو مائننگ کا ایریا ہے وہاں کسی مائن پر کوئی سہولت نہیں ہے، ضلع خوشاب مائننگ کا ایک اہم جز ہے جو کہ ہم ترقیاتی کاموں میں، معیشت میں حصہ لے رہے ہیں لیکن وہاں نہ تو مائنوں پر کوئی سہولت دی جا رہی ہے اور جو مزدوروں کا اربوں روپے کا فنڈ ہے وہ محکمہ فنانس کے پاس پڑا ہے لیکن نہ جانے کیا وجہ ہے کہ محکمہ فنانس والے وہ فنڈ جاری نہیں کر رہے۔ اگر وہ فنڈ جاری کر دیں تو وہ مزدور جو اپنی جانوں پر کھیل کر معیشت میں حصہ لے رہے ہیں ان کے فلاحی کاموں میں وہ فنڈ کام آ سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ ملک جاوید صاحب! پلیز۔۔۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! نہیں۔ میری ایک بات۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: wind up کریں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! میں wind up کرتا ہوں۔ میں نے اپنے تمام وہ مسائل جو main, main تھے وہ بتائے ہیں، جو صحت کی سہولیات ہیں وہ بھی میرے حلقہ میں نہ ہونے کے برابر ہیں کیونکہ یہ پہاڑی علاقہ ہے اور دامن پہاڑ ہے، وہاں کا جو زمینی پانی ہے وہ زہر سے بھی کڑوا ہے، کیا وجہ ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ وہ وزیر اعلیٰ ہیں جن کو پنجاب سپیڈ کا درجہ دیا جاتا ہے۔ ہمارے دوست ملک چنین کے صدر نے کہا ہے کہ تمام محکمے پنجاب سپیڈ کی طرح کام کریں تو کیا وجہ ہے؟ کیا میرا حلقہ پنجاب میں نہیں آتا؟ لہٰذا میری استدعا ہے کہ میرے حلقہ کو بھی پنجاب سپیڈ میں شامل کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ہم ملک جاوید اعوان کے ساتھ ہیں اور ان سے بھرپور اظہار یکجہتی کرتے ہیں اور محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ ان پر رحم فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک محمد وارث کلو!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا، میں بجٹ پر بات کرنے سے پہلے تھوڑا سا عرض کروں گا کہ نظام اسلام کے بعد جمہوریت بہترین نظام حکومت ہے اور اس میں composition حکومتی بنچز اور اپوزیشن کی ہے، اس میں اپوزیشن کی تعمیری تنقید کو welcome کرنا چاہئے۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House, Order in the House.

خاموشی اختیار کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! کل جو تقاریر سنی گئیں ان میں مجھے بہت کم کم ہی اپوزیشن کا حقیقی روپ نظر آیا تنقید برائے تنقید ہوتی رہی اور اس میں جو اچھی چیزیں تھیں انہیں بھی نہیں سراہا گیا۔ میں اس سلسلے میں تھوڑا سا عرض کر دوں میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو 1970 بلین روپے کا بجٹ ہے اس کی آگے جو distribution ہے اس میں سب سے زیادہ توجہ اور اوّلین ترجیح تعلیم، صحت عامہ، زراعت، امن وانصاف اور مقامی حکومتوں کے شعبوں کو دی گئی ہے اور ان پر 1017۔ارب روپے مختص کئے ہیں جو کہ کل بجٹ کا 59 فیصد بنتا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ بجٹ تعلیم کو دیا گیا ہے اور تعلیم میں 345 بلین روپے رکھے گئے ہیں یہ پچھلے سال سے 11 فیصد rise بنتا ہے۔ تعلیم کے حوالے سے جو initiatives لئے گئے ہیں ان پر کل ادھر تنقید ہوتی رہی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب ایجوکیشن

فاؤنڈیشن (PEF) نے ایک نیا انداز دیا ہے ایک نئی جہت دی ہے اور یہ عوام میں زبردست سراہا جا رہا ہے کیونکہ PEF ایک standard education دے رہی ہے۔ پنجاب انڈوومنٹ فنڈ (PIF) پر بھی تنقید ہوئی، یہ انڈوومنٹ فنڈ 2- ارب روپے سے شروع کیا گیا تھا اور اب تو یہ 20- ارب روپے سے بھی cross کر گیا ہے۔ جو under developed areas ہیں جہاں ایجوکیشن میں پہلے بچیوں کو 200 روپے stipend دیا گیا تھا اب اسے ایک ہزار روپیہ کر دیا گیا ہے لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں سب سے زیادہ توجہ ایجوکیشن پر دی گئی ہے جو کہ انتہائی ضروری تھی۔ اس کے بعد سب سے زیادہ توجہ ہیلتھ پر دی گئی ہے اس کے لئے 263 بلین روپے ہے یہ پچھلے سال سے 36 فیصد ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ 1970 بلین روپے کی amount کو بہت ہی سوچ سمجھ کر priorities کیا گیا ہے۔ اس پر وزیر اعلیٰ مبارکباد کے مستحق ہیں اور وزیر خزانہ صاحبہ بھی مبارکباد کی مستحق ہیں۔

جناب سپیکر! سرکاری ملازمین کو جو ریلیف دیا گیا ہے یہ apparently دس فیصد کا rise دیا گیا ہے لیکن ان کا جو 2010 سے ایڈہاک ریلیف چل رہا تھا اسے بنیادی تنخواہ کا حصہ بنا کر اس پر rise دیا گیا ہے جو تقریباً 15 فیصد بنتا ہے اس لئے ملازمین کے لئے یہ بہت اچھا package ہے۔ صحت میں پچھلے سال سے اب تقریباً 36 فیصد rise بنتا ہے اور تعلیم میں تقریباً 11 فیصد rise بنتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! Wind up کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! مہربانی کریں، اب میں تھوڑا سا اپنے حلقے کی طرف آتا ہوں، میرے حلقے میں گریٹر تھل کینال ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ عرصہ دراز سے جب فیڈرل میں پیپلز پارٹی کی حکومت آئی تھی انہوں نے اسے exploit کر دیا تھا اور وہ نہر نہیں بنائی جا رہی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ اب اس نہر کا فیز-II شروع کر کے پورے پنجاب پر ایک بہت بڑا احسان کیا گیا ہے کہ انہوں نے مکمل طور پر پورے فیز-II کے لئے پیسے رکھے ہیں۔ منکیرہ کینال شروع کرنے کے لئے بھی پیسے رکھے گئے ہیں، پھر ہمارے ہاں جہلم سے جلال پور کینال بن رہی ہے۔ میرے بھائی ملک صاحب تشریف فرما ہیں میں عرض کروں گا کہ پورے خوشاب کا ایریا جو ملک صاحب کا ایریا ہے یہاں یہ منصوبہ ایک پوری تبدیلی لائے گا اور جلال پور کینال جہلم اور خوشاب کے لئے ایک نئی نوید ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! بہت شکریہ

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! مہربانی۔ بس تھوڑا سا اور ٹائم دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت لمبی لسٹ ہے۔آپ اپنی تجاویز دے دیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!آپ نے روک دیا۔ میں نے ابھی خیبر پختونخوا، ایجوکیشن اتھارٹی، Revamping of THQs, DHQs پر بات کرنی تھی۔اب میں اپنا بتاتا ہوں کہ میرا لنگر والا bridge 3۔ارب 26 کروڑ روپے کی لاگت سے تقریباً مکمل ہو چکا ہے ابھی اس کے 32 کروڑ رہتے تھے وہ بھی allocate کئے گئے ہیں۔ مجھے نور پور سے جھنگ 55 کلو میٹر روڈ دی گئی ہے جو تقریباً 60 کروڑ روپے کی ہے، 20 کلو میٹر جمالی سے کھاٹواں روڈ دی گئی ہے اس کی بھی کافی amount ہے، پانچ سکول اپ گریڈ کئے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میرے بھائی ملک جاوید صاحب گنوا نہیں سکے ان کے حلقے میں بھی کافی سکیمیں ہیں میں نے پڑھی ہیں۔اب میں میڈم منسٹر صاحبہ کو دو تجاویز دوں گا۔پہلی تجویز تو یہ ہے کہ میرے حلقہ کی تحصیل نور پور تھل پچھلے پانچ سال سے آفت زدہ آ رہی ہے۔یہ سارا بارانی علاقہ ہے اور یہاں پانچ سال سے قحط سالی ہے۔جس طرح وزیر اعلیٰ نے پہلے 100۔ارب روپیہ کسانوں کے لئے دیا لہٰذا میری استدعا ہے چونکہ ابھی وہاں کسانوں کی survival کا مسئلہ ہے جو subsistence holdings کے مالک لوگ ہیں ان کے قرضہ جات معاف کئے جائیں۔ محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ یہ note فرمالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب!آپ دوسری تجویز محترمہ وزیر خزانہ کو note کروا دیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ آپ کے فائدے کی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں محترمہ کو floor دے چکا ہوں آپ میرے فائدے کے لئے ویسے ہی انہیں تجویز دے دیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! پنجاب ایگریکلچر کمیشن بنایا گیا ہے اور وہ بڑا کام کر رہا ہے رانا ثناء اللہ بھی تشریف رکھتے ہیں پچھلے دنوں معزز ممبر ڈاکٹر سید وسیم اختر نے قرارداد دی تھی جو واپس کرائی تھی۔ میری استدعا ہے کہ پنجاب ایگریکلچر کمیشن نے انکم ٹیکس کے حوالے سے اپنی سفارشات دے دی ہیں ان پر enactment کی جائے تاکہ پرانا law repeal ہو کر نیا law بن جائے اور یہ اس اسمبلی میں تقریباً

70 فیصد زمینداروں کے لئے بہت بڑا تحفہ ہو گا چونکہ ابھی ہمارے سروں پر پرانا انکم ٹیکس لاء لٹک رہا ہے للہٰذا میں لاء منسٹر سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ اس پر عملدرآمد کرائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ مدیحہ رانا!

محترمہ مدیحہ رانا: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے مالی سال 18-2017 کے بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے یہ پنجاب میں لگاتار دسواں بجٹ پیش کیا ہے۔ میں اس تاریخ ساز کارنامہ پر وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف، وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور قائد ایوان کی ساری ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ جنھوں نے پنجاب کی تاریخ کے سب سے بڑے حجم یعنی 1970۔ارب اور 70 کروڑ روپے کے بجٹ کی تجاویز پیش کیں۔

جناب سپیکر! خادم اعلیٰ پنجاب نے ہر تنقید کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا اور کبھی بھی اپنی محنت پر تنقید کو حاوی نہیں ہونے دیا یہی وجہ ہے کہ ہماری حکومت پچھلے سال کی نسبت اس سال مزید بہتر اور عوام دوست بجٹ بنانے میں کامیاب ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی خدمت میں یہ شعر عرض کرنا چاہتی ہوں کہ:

میں چاہنے والوں کو مخاطب نہیں کرتا
اور ترک تعلق کی میں وضاحت نہیں کرتا
میں اپنی جفاؤں پہ نادم نہیں ہوتا
میں اپنی وفاؤں کی تجارت نہیں کرتا
خوشبو کسی تشہیر کی محتاج نہیں ہوتی
سچا ہوں مگر اپنی وکالت نہیں کرتا

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے انرجی بحران پر بات کرنا چاہوں گی کہ موجودہ بجٹ میں انرجی بحران پر قابو پانے کے لئے 18۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو [****************] کی وجہ جو مشکلات ورثے میں ملی تھیں ان میں سے

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 156 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ایک مشکل لوڈشیڈنگ بھی تھی لیکن ہماری حکومت نے اسے چیلنج کے طور پر لیا۔انرجی کے بحران سے نمٹنے کے لئے ہماری حکومت نے ہنگامی اقدامات کئے،اربوں روپے کے منصوبے بنائے اور وہ پایۂ تکمیل کو پہنچے ان میں ساہیوال کول پاور پراجیکٹ اپنی مثال آپ ہے جو ریکارڈ مدت میں مکمل ہوا اور ریکارڈ پیداوار دے رہا ہے۔ بھکی پاور پلانٹ، قائداعظم سولر پاور پلانٹ، حویلی بہادر شاہ اور بلوکی کے پاور پلانٹ بھی اپنی مثال آپ ہیں۔

جناب سپیکر! میرا تعلق فیصل آباد سے ہے اور فیصل آباد ایک صنعتی شہر ہے۔ حکومت نے انڈسٹریل زونز کو لوڈشیڈنگ سے مبرّا قرار دیا تھا جس کے نتائج سامنے آرہے ہیں۔ ہماری صنعتوں کو بجلی کی فراہمی بلاتعطل جاری ہے جس کے ثمرات وفاقی بجٹ میں بڑے نمایاں اعدادوشمار سے واضح ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! محترمہ نے بات کرتے ہوئے ہمارے لیڈر کے بارے میں بہت غلط remarks دیئے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

محترمہ مدیحہ رانا: جناب سپیکر! چائنا کی مدد سے نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان میں CPEC کے زیرِ سایہ بے شمار انرجی پراجیکٹس کی منصوبہ بندی ہو رہی ہے۔ CPEC کی کامیابی پاکستان مسلم لیگ (ن) کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ چائنا کی یہ سرمایہ کاری ایک طرف انرجی کی کمی کو دُور کرے گی اور دوسری طرف بے روزگاری کے خاتمے کا سبب بنے گی۔

نام اُونچا زمانے میں ہر انداز رہے گا
نیزے پہ بھی سر اپنا سرفراز رہے گا
جو صاحب دِل ہے ہمیں ابرار کہے گا
جو بندہ حُر ہے ہمیں احرار کہے گا

جناب سپیکر! اب میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کی بات کروں گی۔ ہمیشہ کی طرح ٹیکنیکل ایجوکیشن مسلم لیگ (ن) کی ترجیحات میں شامل ہے۔ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کا وژن ہے کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن کی بدولت ہی ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا جا سکتا ہے۔ اسی حوالے سے پچھلے سال 20 لاکھ افراد کو فنی تربیت دینے کا پروگرام بنایا گیا اور اس پر کامیابی سے عمل جاری ہے۔ میں TEVTA کے کردار کو فعال بنانے پر بھی خادم اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ خادم اعلیٰ نے بے شمار ٹیکنیکل کورسز

شروع کرائے اوران کورسز کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں رکھی گئی اور کورسز کرنے والوں کو tool kits کے علاوہ وظائف بھی دیئے جاتے ہیں جس کے انتہائی قابل قدر نتائج سامنے آئے ہیں۔

جناب سپیکر! پاکستان اور چائنا کی لازوال دوستی سے محبت کا اظہار خادم اعلیٰ پنجاب نے اس طرح کیا ہے کہ چائنیز لینگویج کورسز پورے پنجاب میں شروع کرائے گئے اور طلباء وطالبات کو چائنیز لینگویج کورسز کرانے کے لئے چائنا بھی بھیجا گیا ہے اور یہ سلسلہ جاری وساری رہے گا۔ چائنیز لینگویج سکالرشپ پروگرام کے لئے 70 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے جو انتہائی احسن قدم ہے۔ اس پر میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کی نذر یہ شعر کروں گی کہ:

منزل کی طلب ہوتی ہے جنہیں
گرداب سے کب گھبراتے ہیں
محدود ہو جن کا ذوقِ طلب
ساحل پہ وہی رہ جاتے ہیں

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! wind up کرلیں۔

محترمہ مدیحہ رانا: جناب سپیکر! ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق 2011 سے پنجاب میں بلاسود قرضہ جات دیئے جا رہے ہیں۔ ان بلاسود قرضہ جات سے خواتین اپنے خاندانوں کی کفیل بنی ہیں اور ملکی ترقی میں بھی اس کے اثرات واضح طور پر نظر آ رہے ہیں۔ آئندہ بھی یہ خواتین پنجاب کی خوشحالی اور ترقی کا باعث بنیں گی۔ پنجاب کی خواتین کے تحفظ کے لئے میاں محمد شہباز شریف نے جو اقدامات کئے ہیں وہ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں اور دوسرے صوبوں میں اس کی مثال نہیں ملتی اس پر پنجاب بھر کی خواتین خادم اعلیٰ کی شکر گزار ہیں۔ خواتین کے حقوق کے لئے پنجاب اسمبلی کے اس ایوان سے ایسی قانون سازی کرائی گئی ہے کہ جس سے پنجاب کی خواتین کو ہر سطح پر تحفظ کا احساس ہونے لگا ہے۔

جناب سپیکر! میں The Protection Against Harassment of Women at the Workplace Act 2010 کا ذکر کرنا چاہوں گی۔ اس قانون کے بننے کے بعد خواتین اپنے آپ کو کام کرنے کی جگہ پر محفوظ سمجھتی ہیں۔ اسی طرح میں The Punjab Commission on the Status of Women Act, 2014 کا بھی ذکر کروں گی۔ کمیشن بنانے کا مقصد یہ ہے کہ خواتین کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا جائے اور معاشرے میں کسی بھی

جگہ ان کے ساتھ ظلم اور زیادتی نہ ہو۔انہیں وراثت میں پورا حق حاصل ہے اور وہ اس کے لئے قانونی چارہ جوئی اس کمیشن کے ذریعے کر سکتی ہیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ The Punjab Fair Representation of Women Act, 2014 پاس کیا گیا ہے۔اس قانون کے بننے سے خواتین کو ہر شعبہ میں ایک خاص تناسب سے نمائندگی دی گئی ہے جو ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!بہت شکریہ۔اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ مدیحہ رانا: جناب سپیکر!میں صرف ایک منٹ مزید بات کرنا چاہوں گی۔اس کے بعد The Punjab Protection of Women Against Violence Act, 2016 منظور کیا گیا۔جب یہ قانون منظور کروایا گیا تو اس پر میرے قائد کو بہت زیادہ تنقید کا نشانہ بنایا گیا تھا لیکن آج خواتین اسی بل کی وجہ سے محفوظ ہیں۔پنجاب کی خواتین کے احساس تحفظ میں یہ قانون اوّلین حیثیت رکھتا ہے۔میرے قائد اور خادم اعلیٰ پنجاب نے صوبہ کی خواتین کو تحفظ، طاقت، حوصلہ، ہمت اور اعتماد دیا ہے۔اس پر ہماری خواتین یہی کہتی ہیں کہ:

اگر کسی میں ہمت ہے تو ہماری پرواز میں لائے کمی
ہم پروں سے نہیں حوصلوں سے اُڑا کرتے ہیں

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب سید عبدالعلیم شاہ صاحب بات کریں گے۔

محترمہ مدیحہ رانا: جناب سپیکر!ہم بڑھکیں نہیں مارتے، دھرنے نہیں دیتے، جھوٹ نہیں بولتے، منافقت اور اقتدار کے حصول کی سیاست نہیں کرتے بلکہ صرف اور صرف کام اور ملکی ترقی پر یقین رکھتے ہیں۔دھرنوں کے نام پر سیاسی جہالت پھیلانے، ملکی ترقی روکنے، عوام کو ورغلا کر حقوق سے دُور کرنے کی کوشش کرنے والے سُن لیں کہ:

میری صدا کو دبانا تو خیر ممکن ہے
مگر حیات کی للکار کون روکے گا
فصیل آتش و آہن بہت بلند سہی
بدلتے وقت کی رفتار کون روکے گا

جناب قائم مقام سپیکر: سید عبدالعلیم شاہ! آپ بات کریں کیونکہ میں نے floor آپ کو دیا ہے۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! محترمہ خاموش ہوں گی تو پھر ہی میں بات کروں گا۔

محترمہ مدیحہ رانا: جناب سپیکر! اپوزیشن سوائے شور شرابہ، پوائنٹ سکورنگ اور کنسرٹ کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتی۔ ہماری اپوزیشن کو اس متوازن بجٹ میں کوئی اچھائی نظر آئے یا نہ آئے لیکن انشاءاللہ عوام اس بجٹ کو ضرور سراہیں گے۔ میں اپوزیشن کی ہٹ دھرمی کی نذر یہ شعر کرتی ہوں کہ:

ملت کے دُکھوں کا جو مداوا نہیں کرتے
کرسی کے لئے وہ کام کیا کیا نہیں کرتے
میدانِ الیکشن میں گئے ہار تو غم کیا
جو مرد ہیں وہ ہمت کبھی ہارا نہیں کرتے
کچھ لوگوں کی فطرت میں ہے ڈھٹائی
وہ ذلت و رسوائی کی پرواہ نہیں کرتے
اللہ اُٹھائے تو اُٹھائے الگ بات
بندوں کے اُٹھانے سے تو اُٹھا نہیں کرتے

جناب قائم مقام سپیکر: سید عبدالعلیم شاہ صاحب! کیا آپ نے بات نہیں کرنی؟ میں آپ کو floor دے چکا ہوں اور آپ کا وقت شروع ہو چکا ہے۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! اس طرح بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، آپ رہنے دیں۔ چودھری محمد اقبال!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب شہزاد منشی!

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! میں نے کل کے لئے وقت مانگا تھا۔ میں نے مورخہ 7- جون کو بات کرنے کے لئے request کی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے پاس آج کی تاریخ میں آپ کا نام ہے۔ بہر حال آپ کل بات کر لیجئے گا۔ ملک محمد احمد خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ مولانا مسرور نواز جھنگوی!

مولانا مسرور نواز جھنگوی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! 2۔ جون 2017 بروز جمعۃ المبارک پنجاب اسمبلی میں صوبہ پنجاب کا 18-2017 کا بجٹ پیش کیا گیا۔ میں کہنا چاہوں گا کہ یہ بجٹ ایک مذاق تھا اور اس بجٹ سے پہلے پری بجٹ بحث بھی ایک مذاق تھی۔ اس پری بجٹ بحث کے بعد بجٹ پیش کر کے آج بجٹ پر عام بحث بھی ایک مذاق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: مولانا صاحب! یہ آپ کیا باتیں کر رہے ہیں؟ یہ تو کوئی طریق کار نہیں ہے۔

مولانا مسرور نواز جھنگوی: جناب سپیکر! مجھے بولنے کا موقع دیا جائے اور اگر میری بات غلط ہو گی تو پھر آپ بے شک مجھے روک دیجئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: مولانا صاحب! آپ بجٹ پر بات کریں۔

مولانا مسرور نواز جھنگوی: جناب سپیکر! اگر بجٹ تقریر کا مقصد حکومتی ممبران کی ہو ہا اور اپوزیشن کی سیٹیاں تھیں تو یقیناً وہ مقصد بجٹ تقریر کے دوران پورا ہو چکا ہے۔ اس بجٹ میں غریب آدمی کی آواز کو کسی نے نہیں سُنا، کسان کی آواز کو کسی نے نہیں سُنا اور مزدور کی آواز کو کسی نے نہیں سُنا۔ حقیقت حال یہ ہے کہ میں حلقہ پی پی۔78 سے تعلق رکھتا ہوں اور میں نے پری بجٹ بحث کے موقع پر اپنے حلقے کے مسائل وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو نوٹ کروائے تھے اور جناب سپیکر نے بھی انہیں نوٹ کیا تھا لیکن میری ایک گزارش کو بھی اس بجٹ کا حصہ نہیں بنایا گیا۔ آخر اس کی وجوہات کیا ہیں؟ میرے علاقے کے عوام کو کیا صاف پینے کا پانی دستیاب نہیں ہونا چاہئے، کیا میرے علاقے کی عوام کا تعلیم پر کوئی حق نہیں ہے اور کیا میرے علاقے کی عوام کا صحت پر کوئی حق نہیں ہے؟ ہم نے ہسپتال مانگا ہمیں نہیں دیا گیا، ہم نے یونیورسٹی مانگی ہمیں نہیں دی گئی اور ہم نے سیوریج سسٹم مانگا ہمیں نہیں دیا گیا حالانکہ ہمارا سیوریج سسٹم 30 سال پُرانا ہے اور وہ مکمل طور پر collapse کر چکا ہے۔ سیوریج کا پانی زیر زمین پانی کا حصہ بن کر پورے شہر کے پانی کو گندا کر چکا ہے۔ جھنگ کا پانی ملک کے پانیوں میں سب سے اچھا اور میٹھا پانی تھا لیکن آج جھنگ کا پانی بیماریوں سے بھرا ہوا ہے۔ یہ پنجاب حکومت ہمارے ساتھ جو ظلم اور زیادتی کر رہی ہے وہ قطعاً برداشت نہیں کی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں نے یہاں ایوان میں کھڑے ہو کر دو باتیں کہی تھیں۔۔۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: آپ بات کرنے کا انداز درست کریں۔

مولانا مسرور نواز جھنگوی: محترمہ! آپ صبر کریں اور اپنے وقت پر بات کیجئے گا۔ میری گفتگو کے دوران کسی کو بولنے کی اجازت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: مولانا صاحب! آپ مجھے مخاطب کریں۔ آپ Chair کو address کریں۔

مولانا مسرور نواز جھنگوی: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میری تمام گزارشات پر قطعاً نظر ثانی نہیں کی گئی اور ہمارے ساتھ تو زیادتی کی گئی ہے اگر ہمیں اُس زیادتی کا حساب سڑکوں پر لینا ہے تو پھر جھنگ کی عوام پنجاب کی سڑکوں پر نکل کر اپنے خلاف ہونے والی زیادتی کا پورا پورا حساب لے گی اور اگر ہمیں اپنے حقوق سڑکوں پر ملنے ہیں اور اس نمائندہ floor پر بات کرنے کے بعد بھی ہمارے حقوق کو پورا نہیں کیا جاتا تو پھر بتلایا جائے کہ ہم کس طرف رُخ کر سکتے ہیں، ہمیں بتایا جائے کہ ہم کس کے سامنے اپنی گزارشات پیش کریں، کس کے سامنے اپنے علاقے کے مسائل کو ظاہر کریں؟ ہمیں بتلائیں کہ ایک تحصیل کے ووٹ حاصل کرنے کے بعد جب اس floor پر بات کرتے ہیں تو اُس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آپ کی گفتگو کو سُنا جاتا ہے، نہ مانا جاتا ہے، نہ تسلیم کیا جاتا ہے اور صرف وہ تسلیم کیا جاتا ہے جو پنجاب کے حکمران کی مرضی ہوتی ہے اگر یہاں پر صرف مرضی چلنی ہے تو پھر اس floor کو ختم کر دیا جانا چاہئے، پھر ووٹ کو نہیں ہونا چاہئے، پھر اسمبلی کا ممبر نہیں بننا چاہئے، اگر اسمبلی کا ممبر بننے کے بعد اُس کا مقصد یہ ہو کہ پورے علاقے کے افراد کے مسائل کو یہاں پر ظاہر کرنا ہے تو پھر ہمارے مسائل حل کیوں نہیں کئے جاتے؟

جناب سپیکر! ADP میں میرے شہر کے اربن ایریا کو کوئی حصہ نہیں دیا گیا اور یہ فقط آج کی بات نہیں ہے پچھلے 27 سال سے میرے شہر کے حقوق غصب کئے جا رہے ہیں۔ میں نے یہاں اس floor پر آکر پہلی گفتگو کی، پھر انتظار کیا کہ شاید آنے والے بجٹ کا کچھ حصہ میرے شہر کو ملے گا۔ پھر بجٹ تقریر سے پہلے مجھے ایک Proforma دیا گیا اور کہا گیا کہ اس کو آپ fill کریں حکومت اس کو بجٹ کا حصہ بنائے گی۔ ہم نے اُس Proforma کو fill کیا، یہاں پر پری بجٹ تقریر ہوئی اور جناب سپیکر نے جھنگ کی یونیورسٹی کا نام specially لکھا اور مجھ سے بارہا سوال کیا اور پوچھا کہ اس یونیورسٹی کا نام کیا ہے اور سیکرٹری، پنجاب اسمبلی نے اُٹھ کر جناب سپیکر کو نام بتایا اور نام لکھوایا، اُس کے باوجود بھی اگر اُس یونیورسٹی کو اس بجٹ کا حصہ نہیں بنایا گیا تو بتائیے تو سہی کہ یہ ظلم کیوں کیا جا رہا ہے؟ اگر یہی سسٹم ہے تو پھر اس سسٹم کو ہم نہیں مانتے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر (مولانا مسرور نواز جھنگوی) نے بجٹ دستاویزات پھاڑ کر پھینک دیں اور واک آؤٹ کرکے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: مولانا صاحب! بہت شکریہ۔ میاں عرفان دولتانہ۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ)!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک مظہر عباس راں!

ملک مظہر عباس راں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ہر بجٹ میں ہم سے تجاویز بھی مانگی جاتی ہیں، ہم تقاریر بھی کرتے ہیں اور ہم حسب استطاعت تجاویز بھی دیتے رہتے ہیں۔ یہ بالکل سچ اور حقیقت ہے کہ ہماری اس حکومت کی پالیسیاں اور یہ بجٹ پچھلی حکومتوں کے بجٹوں سے اچھا اور مثالی ہے اس کا حجم بھی مثالی ہے، اس بجٹ میں زراعت کے لئے اقدامات اُٹھائے گئے، صحت کے لئے اقدامات اُٹھائے گئے، تعلیم کے لئے اقدامات تجویز کئے گئے، سڑکوں کا جو نظام دیا گیا وہ بھی مثالی ہے لیکن اچھائی اور بہتری کی گنجائش ہمیشہ رہتی ہے اور اگر تجزیہ کیا جائے تو یہاں پر ہمارے جتنے دوست باتیں کر رہے ہیں وہ اس میں مزید اچھائی چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے ایک پچھلی میٹنگ میں گزارش کی تھی کہ ہر ضلع کی RHC's میں آپریشن تھیٹر اور اُس کے equipment ہیں لیکن وہاں پر آپریشن نہیں ہوتا اور چھوٹے چھوٹے آپریشن بھی DHQ میں پہنچ جاتے ہیں۔ اگر آپ ایک وزٹنگ سرجن کی سیٹ ہر ضلع میں پیدا کریں تو RHC's میں اپنڈکس، ہرنیاں اور دوسرے چھوٹے چھوٹے آپریشن کے لئے مریض اکٹھے ہو جائیں تو وزٹنگ سرجن جا کر وہاں پر آپریشن کر سکے لیکن اس پر کوئی توجہ دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں نے اس پر وزیر اعلیٰ سے بات کی انہوں نے اُسی وقت ڈپٹی سیکرٹری سے کہا کہ خواجہ سلمان رفیق سے ان کی ملاقات کرائیں اور اُس بات کو ایک سال ہو گیا ہے۔ آپ تمام لوگ اس بات سے agree کریں گے کہ ہرنیوں یا کوئی پھوڑے کا آپریشن ہوتا ہے تو مریض نشتر ہسپتال میں چلا جاتا ہے اور برآمدوں میں لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ایگریکلچر کے حوالے سے ایک چھوٹی سی تجویز ہے کہ ہماری فی ایکڑ پیداوار ہمسایہ ملکوں سے بہت زیادہ کم ہے اُس کے لئے Hybrid seed کی ٹیکنالوجی حاصل کی جائے۔ ہمارے پاس Hybrid seed آ رہا ہے لیکن اُس کی قیمت بہت زیادہ ہے۔ اگر آپ اس کی ٹیکنالوجی حاصل کر کے یہاں پر وہ سیڈ تیار کریں تو اس سے پاکستان اور پنجاب کا بہت بھلا ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ماہی پروری کے لئے بھی ہم تھائی لینڈ جیسے ملک سے مچھلی کا بچہ درآمد کر رہے ہیں اگر اُس کی ہیچری یہاں پر لگائی جائے اور

اُس کا مونو سیکس کر کے یہاں پر شروع کیا جائے کیونکہ ویتنام جیسے ملک اس طرح کی برآمد سے اربوں کھربوں روپے کما رہے ہیں اور ہمارے جیسا زرعی ملک یہ چیزیں درآمد کر رہا ہے لہٰذا اس پر توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! اب میں اپنے حلقہ کے حوالے سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے پچھلے بجٹ میں بھی ذکر کیا تھا کہ ہم 65/75فیصد دیہاتوں سے منتخب ہو کر آئے ہیں لیکن شہری علاقے سے ہم یرغمال ہو چکے ہیں۔ دیہاتوں کے لئے کچھ نہیں کیا جاتا اور اس لئے کچھ نہیں کیا جاتا کہ دیہاتوں کے نمائندگان احساس محرومی اور احساس کمتری کا شکار ہیں کہ یہاں کھڑے ہو کر ہم اپنے علاقے کے لئے بات ہی نہیں کرتے۔ اگر بجٹ کو bifurcate کیا جائے تو 50فیصد سے زیادہ شہروں پر خرچ کیا جا رہا ہے۔ میں یہاں پر ایک مثال دوں گا کہ ویسٹ مینجمنٹ کمپنیاں شہروں کے لئے بنائی جا رہی ہیں جن پر کروڑوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں لیکن دیہات میں یونین کونسل کو ایک بھی صفائی کرنے والا ورکر دستیاب نہیں ہے تو یہ discrimination کیوں ہے؟ آپ لوگ دیہاتوں کے بھی نمائندگان ہیں اور دیہاتوں کی نوجوان نسل اب کروٹ لے رہی ہے اور وہ سامنے سے سوال کرتے ہیں وہ اب سوال بھی کرتے ہیں، وہ گراؤنڈز بھی مانگتے ہیں، وہ صاف پانی اور صفائی کی سہولت بھی مانگتے ہیں۔ میں تفصیل میں جاؤں گا تو گھنٹیاں بج جائیں گی۔ میں کہتا ہوں کہ جو بھی منصوبہ بنتا ہے وہ شہروں کے لئے بنتا ہے۔ خدارا انصاف کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلی دفعہ بجٹ پر تقریر کی تو ایک اخبار نے لکھا کہ inequality پر بات ہوئی ہے لیکن آج میں کہتا ہوں کہ دیہات اور شہر کے درمیان اب discrimination ہو رہی ہے۔ مہربانی کی جائے اور اس کے لئے کوئی تو سٹینڈرڈ بنایا جائے۔ ہم 70,60فیصد ہیں آپ ہمیں 30,20فیصد کے تناسب سے ہی accommodate کر لیں۔ آپ 70فیصد شہر کو دے دیں 30فیصد تو ہمیں دیں لیکن یہ بھی نہیں ہوتا۔ میرے یہاں بیٹھے دوست دیہات سے ہی منتخب ہو کر آئے ہیں لیکن وہ اس بات پر توجہ نہیں دے رہے۔ آپ نے بالآخر اپنے حلقوں میں جانا ہے۔ اب وہاں پر ایک شعور کی لہر اٹھ رہی ہے۔ اس کا یہ اثر ہو گا کہ پھر آپ کو حساب دینا پڑے گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ خدارا انصاف کیجئے discrimination نہ کیجئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ فوزیہ ایوب قریشی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری محمد اکرام!

چودھری محمد اکرام: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے محترمہ وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم کو1970۔ارب70کروڑ روپے کا صوبائی بجٹ18-2017پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے سیالکوٹ کو موٹروے جیسا بڑا منصوبہ دیا ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ2018تک مکمل ہو جائے گا۔ میں اپنے قائدین کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے سیالکوٹ میں یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی کے لئے رقم allocateکی۔ ہم سیالکوٹ میں خواجہ محمد صفدر میڈیکل کالج بنانے پر بھی میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ساری ٹیم کے شکر گزار ہیں۔ یہاں سے ایک سو سے زائد ڈاکٹر ہر سال بن رہے ہیں۔ میاں محمد شہباز شریف نے سیالکوٹ کی رنگ روڈ کے لئے رقم مختص کی ہے جس پر ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ اس ADPمیں سیالکوٹ تا ایمن آباد سڑک کے لئے جو پیسے رکھے گئے ہیں اس کے لئے سیالکوٹ کے عوام ان کے شکر گزار ہیں۔ Blindچوک اور overhead bridgeکے لئے فنڈز، شاہ پورہ ڈیفنس روڈ پر overhead bridgeکے لئے ADPمیں جو پیسے رکھے گئے ہیں اس پر ہم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کے شکر گزار ہیں۔ اس کے علاوہ سیالکوٹ شہر کی ڈویلپمنٹ کے لئے جو فنڈز رکھے گئے ہیں ہم اس کے لئے بھی شکر گزار ہیں۔

جناب سپیکر! ہم چاہتے ہیں کہ سیالکوٹ میں صاف پانی کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں۔ میرے حلقہ پی پی۔122میں پبلک پارک اور جمنیزیم بنانے کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں۔ سیالکوٹ کارپوریشن ہے لیکن وہاں کوئی بھی بس سٹینڈ نہیں ہے میری درخواست ہو گی کہ سیالکوٹ میں بس سٹینڈ کے لئے بھی رقم مختص کی جائے۔ سیالکوٹ میں جانوروں کی خرید وفروخت کے لئے ماڈل منڈی بنانی چاہئے۔ ڈسٹرکٹ جیل1860کی بنی ہوئی ہے اس کے لئے میں کافی دفعہ درخواست کر چکا ہوں۔ اس کے لئے بھی رقم مختص کی جانی چاہئے۔ میری یہ بھی درخواست ہے کہ رنگ پورہ چوک میں بھی overhead bridgeبنایا جائے۔ ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف جب چیمبر آف کامرس گئے تھے تو سیالکوٹ میں صحافی کالونی بنانے کے لئے وعدہ کیا تھا۔ میری یہ درخواست ہو گی کہ ہمارا tenureپورا ہو رہا ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ سیالکوٹ صحافی کالونی کے لئے بھی پیسے رکھے جائیں۔ میرے حلقہ

میں BHU جوڑے والی کی عمارت بالکل بے کار اور ناکارہ ہو چکی ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس کے لئے بھی رقم مختص کی جائے تاکہ 35 ہزار کی آبادی اس BHU سے مستفید ہو سکے۔

جناب سپیکر! ہیلتھ انشورنس کے لئے میری یہ درخواست ہو گی کہ سیالکوٹ ضلع میں بھی ہیلتھ انشورنس کے لئے پروگرام بنایا جائے اور ہر غریب آدمی کو ہیلتھ انشورنس کارڈ جاری کیا جائے۔

جناب سپیکر! نالہ ڈیک کے دونوں اطراف ہر سال سیلاب کی وجہ سے تباہ کاری ہوتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کی پکی دیواری بنائی جائیں۔ میں نے پہلے بھی یہ منصوبے محترمہ وزیر خزانہ کو دیئے ہوئے ہیں لیکن اس ADP میں ہمارا کوئی منصوبہ نہیں آیا۔ میں امید کرتا ہوں اور چاہوں گا کہ ان منصوبوں پر عملدرآمد کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محمد وحید گل!

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! شکریہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تاریخ ساز بجٹ اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کے تحت ہیلتھ، ایجوکیشن اور صاف پانی کے لئے جو figures سامنے آئی ہیں اس کے مطابق اگر صحیح طور پر اس کا استعمال ہوا تو انشاء اللہ صوبہ کے اندر ہم سمجھتے ہیں کہ بہتری ضرور آئے گی۔

جناب سپیکر! یہ جو کہا گیا ہے کہ:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جناب سپیکر! آج شہباز پاکستان کو یہ اعزاز حاصل ہے کسی اور وزیر اعلیٰ کو نہیں حاصل کہ وہ اپنے صوبہ کے اندر بجلی کے پاور پلانٹ لگائے اور انرجی کرائسز کو ختم کرے۔ آج میاں محمد شہباز شریف نے صوبہ میں انڈوومنٹ فنڈ کا جو قیام کیا ہے کسی اور وزیر اعلیٰ کو اس کی توفیق نہیں ہے۔ آج اس انڈوومنٹ فنڈ کے ذریعے سے ہزاروں بچے مستفید ہو رہے ہیں اور تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہوں گا کہ کچھ پروگرام اس طرح کے ہیں کہ جنہیں فوری طور پر شروع کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہر مزدور کی انشورنس کرنا بڑا ضروری ہے۔ اگر ہر مزدور کی انشورنس ہو گی تو وہ جب بیمار ہو گا تو اس کا علاج معالجہ ہو سکے گا۔ یہ اعزاز بھی یقینی طور پر وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ کو جاتا ہے کہ کئی اضلاع کے اندر اس سکیم کا اجراء ہو چکا ہے۔ ہمارے لیبر منسٹر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں میں ان کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اگر ہم مزدوروں کا سوشل سکیورٹی میں اندراج کرنے میں سو فیصد کامیاب ہو جائیں یعنی جتنی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں ان میں جتنے مزدور ہیں ان کی

سوشل سکیورٹی رجسٹریشن ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مزدور کی فلاح کے لئے بہترین کام ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے دیکھا کہ yellow cab scheme متعارف کرائی جا رہی ہے تو میری تجویز ہو گی کہ جب ایک ٹیکسی کی انشورنس کی جاتی ہے جو بنک کرتا ہے تو اس ٹیکسی سے کہیں زیادہ ایک انسان کی value اور قیمت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس ٹیکسی کے ساتھ ساتھ ٹیکسی ڈرائیور اور سواریوں کو بھی insured ہونا چاہئے۔ میری دو تین تجاویز بہت اہم ہیں۔ لب نہر میسن ایک علاقہ ہے، اگر وہاں پر پُل بنا دیا جائے تو نارووال سے لاہور تک کی مسافت میں دو گھنٹے کا فرق پڑ جائے گا اس طرح یہ آپس میں جڑواں شہر بن سکتے ہیں۔ فی الحال وہاں پر لوگ کشتیوں کے ذریعے سفر کرتے ہیں۔ اسی طرح سے داروغہ والا کو پُل کے ذریعے جی ٹی روڈ کے ساتھ لنک کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ گوجرانوالہ اور لاہور کا فاصلہ کم ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! اگر وزیر خزانہ میری طرف توجہ کریں تو میں یہ تجویز دینا چاہ رہا ہوں کہ میرے حلقے میں داروغہ والا اور سلامت پورہ دو ہسپتالوں کی منظوری ہو چکی ہے لیکن وہاں پر ابھی تک کام کا آغاز نہیں ہو سکا۔ اسی طرح میرے حلقے میں راجباہ روڈ ہے اگر اس کو تعمیر کروا دیا جائے اور شالامار لنک کے ساتھ تعمیر کر دیا جائے تو جی ٹی روڈ پر ٹریفک کا پریشر کم ہو جائے گا۔ اسی طرح میری ایک تجویز ہے کہ ہم نے وومن کو empower کرنے کے لئے بجٹ میں بہت پیسے رکھے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر یونین کونسل کی سطح پر ووکیشنل سنٹر ہر یونین کونسل میں بنا دیئے جائیں تو وہاں سے بچیاں ہنر مند بن کر مشکل کی گھڑی میں اپنے لئے بہتر روزگار تلاش کر سکتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: گل صاحب! بہت شکریہ

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح سے حسین نواز صاحب کی تصویر کو۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ گل صاحب! جی، جناب ذوالفقار غوری!

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! تصویر کو دکھایا گیا ہے اس کو ہم کسی طور پر بھی برداشت نہیں کریں گے۔ یہ سراسر زیادتی ہے اس کی تحقیقات ہونی چاہئے۔ میں اس بات پر واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب محمد وحید گل واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب ذوالفقار غوری! آپ بات کریں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! خداوند یسوع المسیح کے نام شروع کرتا ہوں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ خداوند میرا چوپان ہے مجھے کمی نہ ہو گی۔ سب سے پہلے میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو اس بجٹ پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور خصوصی طور پر میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی پوری ٹیم کو اس کامیاب بجٹ پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مالی سال 2017-18 کا صوبائی بجٹ جس کا کل حجم 1970۔ارب 70 کروڑ روپے ہے یہ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا، متوازن اور عوام دوست بجٹ بھی ہے اور اس میں تعلیم کے لئے 345۔ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیراعلیٰ کا میرٹ کو focus کرنا یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور ہر سال یہ بجٹ بڑھتا ہی جا رہا ہے تو میں اس کے لئے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ صحت کے لئے 236۔ارب 22 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بھی حکومت کی بہت بڑی کامیابی ہے اور میں اس پر حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں محترمہ وزیر خزانہ کی توجہ کا طلبگار ہوں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میں نے پچھلے بجٹ میں بھی بات کی لیکن میری بات کو کوئی ترجیح نہیں دی گئی۔ مجھے جو سوال نامہ دیا گیا میں نے اس میں بھی لکھ کر دیا اور میں آج پھر خصوصی طور پر آپ سے request کروں گا اگر بجٹ کی کتاب کے صفحہ نمبر 30 اور سیریل نمبر 65 کو دیکھا جائے تو اس میں آپ نے لکھا ہے کہ minority fund ایک ارب 16 کروڑ روپے ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ فنڈ کم ہے لہذا میرا آپ سے یہ مطالبہ ہے کہ اس فنڈ کو 2۔ارب روپے کر دیا جائے تاکہ پورے پنجاب کی minority اور مسیحی minority جس میں سکھ اور ہندو بھی شامل ہیں تو یہ پنجاب کی بہت بڑی minority ہے تو آپ اس چیز کو ignore نہ کیجئے گا لہذا آپ اس پر خصوصی توجہ دیجئے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ بھی request کروں گا کہ سپورٹس کی مد میں ایک minority fund بنا دیا جائے کیونکہ سپورٹس کا دوسرا سلسلہ ہے اور minority میں بھی بہت سی گیمز بچے کھیلتے ہیں لیکن sports specially کے لئے کوئی ایسا minority fund نہیں ہے لہذا آپ ایک علیحدہ سے سپورٹس فنڈ رکھیں جو کہ minority کو دیا جائے۔ اب جو میں بات کر رہا ہوں یہ سیالکوٹ کے حوالے

سے ہے۔ سیالکوٹ جو کہ علامہ اقبال کی جائے پیدائش ہے اور وہاں پر گورنمنٹ کرسچئن ہائی سکول جہاں سے علامہ اقبال نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

جناب سپیکر! میں نے last time بھی کہا تھا اس سکول میں کوئی ایسا کام کیجئے گا جو کہ علامہ اقبال کی نسبت، نام اور مرتبے کے مطابق ہو۔ پچھلے دنوں میں اس سکول میں گیا کیونکہ میں بھی اس سکول کا سابقا سٹوڈنٹ ہوں میں نے میٹرک کی تعلیم وہاں سے حاصل کی ہے جہاں پر علامہ اقبال پڑھتے تھے تو وہاں پر نسپل صاحب نے مجھے فرمایا کہ یہاں پر تو پینے کے پانی کا بھی انتظام نہیں ہے تو وہاں پر آپ پینے کے پانی کے لئے ضرور فلٹریشن پلانٹ کا انتظام کیجئے گا تاکہ وہاں کے بچوں کو یہ سہولت میسر ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ جو وزیر اعلیٰ special package minority fund ہے وہ ہم جتنے بھی ایم پی ایز ہیں ان میں برابر تقسیم کیا جائے تاکہ کسی کو کوئی گلہ شکوہ نہ رہے کہ کسی کو کم ملا ہے یا کسی کو زیادہ ملا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ غوری صاحب! اس تقریر کو wind up کریں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! مجھے بس ایک منٹ دے دیں۔ میں آپ کو دوسری مرتبہ نہیں کہنے دوں گا کہ آپ مجھے بولنے دیں اگر آپ مجھے اجازت دیں گے تو میں ایک یا ڈیڑھ منٹ کی بات کروں گا ورنہ نہیں اب جیسے آپ حکم کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے آپ ایک منٹ اور بات کر لیں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! اب میں جن issues پر بات کرنے لگا ہوں۔ میں خاندانی منصوبہ کے بارے میں بات کرنے لگا ہوں کہ جب صوبوں کو یہ منسٹری دی گئی تھی کیونکہ یہ پاپولیشن کا محکمہ پہلے وفاق میں تھا تب وہاں پر جو client temporary method اور permanent method کے لئے آتے تھے ان کو حکومت incentive دیتی تھی۔ جب سے یہ صوبوں کو منتقل ہوا ہے کوئی بھی refer نہیں ہے۔ اب آپ کو پتا ہے کہ ہمارے ملک کی بہت بڑی پاپولیشن ہے اور اس کا یہ ایک اقدام فیملی پلاننگ کا جو ہر مذہب کی کتاب میں بھی درج ہے اس لئے میری تجویز ہے کہ پنجاب میں بھی جو محکمہ ہے اس کو چاہئے کہ وہ دوبارہ اس کا اجراء کرے اور refer keys بنائے اور client کو بھی دے تاکہ ان کو جب incentive ملے گا تو پاکستان کی آبادی کی ترقی پر بھی فرق پڑے گا اور کامیابی سے یہ عمل چلے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ غوری صاحب!

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ بات کروں گا کہ ہمارے سیالکوٹ میں جتنے بھی پروگرام چل رہے ہیں ان کی نشاندہی تو چودھری اکرام صاحب نے کروادی ہے لیکن میں ٹریفک کے مسائل کی بات کروں گا کہ وہاں پر ٹریفک کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ آپ اس چیز کو ensure کروائیں کہ وہاں پر ٹریفک وارڈنز کی بھرتی زیادہ ہو اور پولیس کی بھی نفری بڑھائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب محمد عارف عباسی! آپ بات کریں لیکن غصہ نہ کیجئے گا۔

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ یہ بجٹ پڑھ کر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ کیسی بات کرتے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اناللہ وانا الیہ راجعون۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! عباسی صاحب کے لئے فاتحہ پڑھ لیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! چلو، اس بجٹ پر پہلے ہم فاتحہ پڑھ لیں پھر آگے میں بات کرتا ہوں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ پنجاب کے عوام کا مقدر اور ہمارے نصیب کہ پچھلے دس سال سے ایک مافیا جسے ہم مافیا کہتے تھے لیکن اب عدالت عظمیٰ نے بھی مافیا declare کر دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ بجٹ پر بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: یہ عدالت عظمیٰ نے کہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بجٹ پر بات کریں۔ آپ اپنی بات کا start ہی ایسے شروع کرتے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: میں وہی بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے کتاب بجٹ کی پکڑی ہوئی ہے جبکہ بات کچھ اور کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"چرسی چرسی" کی نعرے بازی)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں بجٹ پر ہی بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بجٹ پر بات کریں ناں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! چلیں، ان کو نعرے لگا لینے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! میں نے آپ کو پہلے کہا تھا کہ اس طرح آپ بات start نہ کریں۔ آپ بجٹ پر بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پچھلے دس سال سے اس قوم اور پنجاب کے ساتھ جو ہو رہا ہے حالانکہ دس سال کسی بھی قوم کے لئے بہت بڑا عرصہ ہوتا ہے لیکن ان دس سالوں میں انہوں نے اس پنجاب کے ساتھ جو کیا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ ہمارے تھانے پہلے سے بد ترین حالات میں ہو گئے ہیں اور ان تھانے والوں نے لوگوں کا جینا حرام کیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"چرسی چرسی" کی نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ انہوں نے ان کو رکھا ہی اس لئے ہے تاکہ وہ ایسے ہی کرتی رہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ محترمہ! تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر میں کوئی غلط لفظ کہہ دوں گا تو پھر سب کو تکلیف ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ اپنی بات کریں میں سن رہا ہوں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ان کو آپ چُپ کروائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"چرسی چرسی" کی نعرے بازی)

آپ تمام خواتین ممبران تشریف رکھیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ان کو صرف اسی کام کے لئے بھرتی کر کے لائے ہیں۔ میں بات کر رہا تھا کہ پچھلے دس سالوں میں پنجاب کے جتنے بھی شعبہ زندگی کے ادارے ہیں یہ سب پیچھے کی طرف گئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے نعرے بازی)

MR ACTING SPEAKER: No, order in the House.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر میں ان کے کارنامے اِن کو گنواؤں تو سستی روٹی فلاپ، 70-ارب روپے کی کرپشن، پیلی ٹیکسی سکیم فلاپ، یوتھ لون سکیم ناکام، اپنا روزگار سکیم ناکام، قادر آباد کول پراجیکٹ، چیچوکی ملیاں اور قائداعظم سولر پاور پراجیکٹ ان کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہیں جو دس سالوں پر محیط ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں جناب امجد علی جاوید سے کہوں گا کہ وہ جناب محمد وحید گل کو منا کر لے آئیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر میں اس کی technicalities میں جاؤں جس طرح ہماری وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ آسمان سے تارے توڑ کر لے آئیں گے اور یہاں دودھ کی نہریں بہیں گی لیکن پرائمری ہیلتھ کے لئے صرف 112-ارب روپے رکھے ہیں جبکہ 12 کروڑ ہماری عوام کی تعداد ہے لہٰذا یہ رقم 6 روپے 80 پیسے per head per month بنتی ہے اور اس سے پتا نہیں کتنا علاج ہو گا؟ صوبائی ہسپتالوں کی ادویات کے لئے 12-ارب روپے رکھے گئے ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب محمد وحید گل واک آؤٹ ختم کر کے
واپس ایوان میں تشریف لے آئے)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"چرسی چرسی" کی نعرے بازی)

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! کیا یہ خواتین ممبران اپوزیشن سے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آرڈر پلیز۔ جی، عباسی صاحب! آپ بات کریں۔ وٹو صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! عباسی صاحب تقریر کر رہے ہیں اور یہ درمیان میں interrupt کر رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ جی، وٹو صاحب میں ان سے بات کر رہا ہوں لہٰذا آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ ان کو پہلے چُپ کروائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کی بات سن رہا ہوں اور منسٹر صاحبہ بھی سن رہی ہیں لہٰذا آپ بات کریں۔ میں ان کو چُپ کروار ہا ہوں۔Order in the House محترمہ تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم ایسے میں کیا بات کریں؟ ہم بات نہیں کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: .Order in the House عباسی صاحب! میں نے ان سے بات کر دی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"چرسی چرسی" کی نعرے بازی)

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! ان کو آپ چُپ تو کروائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وٹو صاحب! میں ان کو چُپ کروار ہا ہوں۔ عباسی صاحب! آپ بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ ہماری بات ہی نہیں سن رہے لہٰذا ہم چلے جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سب بات سن رہے ہیں۔ عباسی صاحب! آپ آئیں اور بات کریں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! یہ ہمیں بات کرنے نہیں دے رہیں۔ ان کو شرم آنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں انہیں خاموش کرواتا ہوں، آپ پلیز بات کریں۔ محترمہ! آپ سب تشریف رکھیں۔ Order in the House, order in the House سب خاموشی اختیار کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"چرسی چرسی" کی نعرے بازی)

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! ان کو شرم آنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وٹو صاحب! آپ پھر شروع نہ کریں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ یہ بات نہ ہو، آپ خود ہی نہیں چاہ رہے کہ یہاں بات ہو؟ وٹو صاحب خود ہی چاہ رہے ہیں کہ بات نہ کریں لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ وہ خاموش ہو گئے تھے لیکن وٹو صاحب چاہتے ہیں کہ یہ بات نہ کریں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! یہ خواتین ہمیں بات ہی کرنے نہیں دے رہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! وہ خاموش ہو گئی تھیں لیکن وٹو صاحب نے بات کی ہے اس لئے پھر وہ شروع ہو گئی ہیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

کورم کی نشاندہی

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی ہوئی ہے لہٰذا گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

گنتی کی گئی ہے اور کورم پورا نہ ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا ہے لہٰذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب محمد عارف عباسی معزز ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 پر عام بحث

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! بات نہیں کرنا چاہتے؟ سردار علی رضا خان دریشک--- موجود نہیں ہیں۔ جناب جاوید اختر--- موجود نہیں ہیں۔ جی، جناب محمد عمر جعفر!

جناب محمد عمر جعفر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے اس بجٹ پر بحث کے لئے وقت دیا۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور محترمہ وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنا pro-growth بجٹ پیش کیا۔

(اس مرحلہ پر جناب جاوید اختر معزز ایوان میں داخل ہوئے)

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! میرا نام بھی بحث کے لئے تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: انصاری صاحب! میں نے آپ کا نام پکارا تھا لیکن آپ ہاؤس میں موجود نہیں تھے۔ جی، عمر جعفر صاحب!

جناب محمد عمر جعفر: جناب سپیکر! اس کی مثال یہ ہے کہ construction sector میں ٹیکس کم کرنے کا جس سے انشاء اللہ construction sector کو boost ملے گا مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں ایگریکلچر سیکٹر پر بھی focus کرنا چاہئے اور جتنا ہم help کر سکتے ہیں اتنی کریں for example سبسڈی دے رہے ہیں فرٹیلائزر کے اوپر مگر major requirement of farmers کی ہوتی ہے کہ ہمیں پانی وقت پر مل جائے۔ اس حوالے سے canal lining تو ہو رہی ہے مگر de-siltation بھی every year annually winter میں ہونی چاہئے۔ یہ major problem ضلع رحیم یار خان کا ہے کہ ہم ٹیل پر بیٹھے ہوئے ہیں تو ہمیں پانی بہت کم ملتا ہے اور دوسرا وقت پر بھی نہیں ملتا اس کے لئے میں request کروں گا ڈیپارٹمنٹ کو کہ first of all یہ water theft کو روکیں plus یہ canal lining as soon as possible اس کو صحیح کریں۔

جناب سپیکر! میں appreciate کرتا ہوں وزیر اعلیٰ کو کہ انہوں نے ہمیں خواجہ فرید یونیورسٹی اور انجینئرنگ آئی ٹی دی ہے جو کہ انشاء اللہ اس سال مکمل ہو جائے گی۔ یہ not only رحیم یار خان ضلع کو cater کرے گی but 200 kilo meter roads میں جو بھی student آنا چاہے وہ انشاء اللہ آ سکے گا۔ اس میں ہمارے سندھ اور بلوچستان کے بھائی بھی benefits لے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک اور چیز کو appreciate کرتا ہوں کہ 24 بلین روپے صاف پانی پروگرام کے لئے فنڈز دیئے ہیں۔ میری اس حوالے سے ایک request ہو گی کہ not only rural areas بلکہ urban areas کو بھی include کیا جائے۔ میرے حلقے میں دیکھیں کہ فلٹریشن پلانٹس ہیں لیکن وہ کام نہیں کر رہے تو ان کو فنڈنگ دیں اور مزید فلٹریشن پلانٹس لگائے جائیں ورنہ یہ drinking water بالکل ہے نہیں۔ Even آپ جانوروں کو بھی یہ پانی نہیں دے سکتے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ یہ issues پورے city میں ہیں مگر curtained areas میں یہ ہیں۔

جناب سپیکر! ایک اور positive بات یہ کہ ہیلتھ انشورنش کی سکیم وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے for the poor of this country introduce کی ہے جس سے poor public کو جو پہلے afford نہیں کر سکتے تھے، اپنے علاج کے لئے، اپنے بچوں کے لئے اور اپنی فیملی کے لئے کافی benefit ملے گا۔

جناب سپیکر! میں ایک اور advise دوں گا کہ یہ expand کریں as soon as possible اور سب کو اس میں enter ہونا چاہئے not only کہ ابھی میرے دوست کہہ رہے تھے کہ

labours کو coverage دیں ہیلتھ انشورنش کی بلکہ پوری عوام کو یہ coverage ملنی چاہئے جیسے آپ دیکھتے ہیں کہ UK میں NAH ہوتی ہے اور other developed countries میں۔ اگر ہم نے proper social welfare state بنانا ہے تو یہ ہمیں دینا پڑے گا۔

جناب سپیکر! میں ایک اور چیز پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا ہوں کہ prevention of hepatitis بہت اہم ہے specially جنوبی پنجاب میں This disease is major problem in that area اس میں ایجوکیشن میں اور جتنا آپ اس کو spread کر سکتے ہیں formation کو اتنا اچھا ہے۔

جناب سپیکر! Lastly another issue جو ہمارے area میں آتا ہے specially ضلع رحیم یار خان میں جہاں ٹریفک کے حادثات بہت زیادہ ہیں اور because of that deaths کافی ہیں۔ اس میں آپ Motorcyclist کو ایجوکیشن دیں کہ آپ نے کیسے roads کے اوپر چلنا ہے۔ آپ roads نئے بنا دیں، bridges نئے بنا دیں جب تک آپ عوام کو educate نہ کریں کہ آپ نے ایسے takeover کرنا، ایسے اس لائن پر ہونا چاہئے تو ویسے ہی ہونا چاہئے۔ lastly میں ایک اور appreciate کرتا ہوں کہ ماڈل کیٹل مارکیٹ جو وزیر اعلیٰ نے introduce کی ہے all across the Punjab, this is very important because عوام کو لائیو سٹاک کا جو مافیا تھا جو extort کرتا تھا money from the public. وہ انشاء اللہ ختم ہو جائے گا۔ آپ کا بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، طارق مسیح گل!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے 18-2017 کے صوبائی بجٹ پر بولنے کی اجازت دی۔ 1970۔ ارب 70 کروڑ کا یہ بہت بڑا بجٹ ہے۔ میں اس بجٹ کو بحث میں لانے سے پہلے اپنے رب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے مجھے یہ توفیق بخشی اور آج اس حکومت کے آخری بجٹ میں مجھے تندرستی دی تاکہ میں اس نیک کام میں حصہ ڈال سکوں جو میرے قائد میاں محمد نواز شریف کی دن رات کی محنت کی وجہ سے پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

جناب سپیکر! اُس خداوند کے نام سے شروع کرتا ہوں جو آسمان اور زمین کا خالق و مالک ہے اور جس نے کہا آئیں محنت اُٹھانے والوں اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگوں سب میرے پاس آؤ میں تم کو آرام دوں گا۔ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب کا یہ جو بجٹ ہے اس پر اگر غور کیا جائے تو یہ بجٹ بہت بڑا بجٹ ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آئی میں بہت پریشان تھا جس دن میری بہن نے،

پاکستان مسلم لیگ (ن) کی شیرنی نے بڑے تحمل سے، بڑی بہادری سے، بڑی دلیری کے ساتھ اپنی آواز کے اندر ذرا بھی لرز نہ رکھتے ہوئے، اپنی آواز کی بلندی کے ساتھ بجٹ پیش کیا تو مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اپوزیشن کے معزز ممبران سیٹیاں کیوں لائے تھے میں یہ سمجھ رہا تھا کہ جو 2018 کا الیکشن آئے گا تو 2018 کے الیکشن میں میرا قائد، میرا شیر، میرا دلیر لیڈر میاں محمد شہباز شریف جس طریقے سے اور جس تگ ودو سے اس صوبے کو سنوارنے کی کوشش کر رہے ہیں یہ 2018 کا جو الیکشن ہے اُس الیکشن کے دوران ان کی سیٹی بجے گی۔ یہ اپوزیشن والے جو سیٹیاں پہلے لے آئے تھے تو میں بڑا ہنس رہا تھا کہ ابھی تو ہم چاہ رہے تھے کہ ابھی 9,10 ماہ باقی ہیں ابھی تو الیکشن campaign شروع ہو گی تو ہم ان کی سیٹی بجائیں گے، خود بجائیں گے مگر یہ سیٹیاں خود لے کر آ گئے اور کہنے لگے کہ ہماری سیٹی بج چکی ہے میں نے اُٹھ کر پوچھا بھائی کس وجہ سے سیٹی بجی؟ عباسی صاحب جو ابھی فاتحہ پڑھ رہے تھے ان کو بتانا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ فاتحہ کا دن نہیں ہے یہ زندگی کا دن ہے۔

جناب سپیکر! میرے قائد میرے دلیر لیڈر میاں محمد شہباز شریف نے حکومت پنجاب میں رہتے ہوئے صوبہ پنجاب کو لیڈ کرتے ہوئے، صوبہ پنجاب کے اندر رہنے والے ہر مرد اور عورت کو رب سے محنت کر کے نئی زندگی دی ہے۔ یہ فاتحہ پڑھنے آئے ہیں، فاتحہ اپنی پڑھتے ہیں ہماری نہیں پڑھتے ابھی ان کی سیٹیوں کی آواز اس لئے بند ہوئی کہ ہماری بہنوں نے ان کو بتایا کہ بھائی آپ سیٹیاں بجاتے ہیں ہم ذرا اپنے شیر کی آواز نکالتے ہیں تو شیر کی آواز پر کیوں گھبراتے ہیں؟ اس لئے گھبراتے ہیں کہ 2018 میں جب شیر اپنی آواز میں آئے گا تو ان کی سیٹیاں بھی بند ہوں گی، ان کی گھوگیاں بھی بند ہوں گی، ان کی آوازیں بھی بند ہوں گی اور یہ بالکل اندھیر نگری میں جائیں گے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کنٹینر کے اوپر بھنگڑا ڈال کر، ہم کنٹینر کے اوپر چرس کا سوٹا لگا کر، ہم کنٹینر کے اوپر ننگے ڈانس دکھا کر قوم کو اپنی طرف متوجہ کریں گے نہیں، یہ نہیں ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: طارق صاحب بجٹ کے اوپر بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! میرا قائد کام کی وجہ سے اس ملک کی اور اس صوبے کی خدمت کرنے کی وجہ سے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: طارق گل صاحب! بجٹ پر بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! بجٹ کی کیا بات کریں؟ بجٹ تو بجٹ ہی ہے یہ تو مزدور کا بجٹ ہے، یہ کسان کا بجٹ ہے، یہ غریب کا بجٹ ہے، یہ

بے روزگاری کے خاتمے کا بجٹ ہے اور یہ انسان کی زندگی کو بدلنے کا بجٹ ہے آپ کیا سمجھتے ہیں ان سیٹیوں کا بجٹ ہوتا ہے؟ یہ سیٹی بجائیں گے ہم کام کریں گے، یہ سیٹی بجائیں گے ہم ان کو بتائیں گے کہ ہم نے موٹروے بنا دیا، ہم نے میٹرو بنا دی، ہم نے اورنج ٹرین بنا دی، ہم نے روشنیوں کا کراچی کو نصیب کر دیا ہم نے کراچی کے اندر سے اندھیرا ختم کر دیا۔

جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آئی کہ ہمارے بجٹ میں ہمارے قائد نے ہماری بہن نے کوئی negative point رکھا ہی نہیں ہے تو یہ صرف سیٹیاں اس لئے لے کر آئے کہ ہمارے پاس کوئی بات نہیں ہے تو ہم کیا کریں؟ ہم سیٹیاں بجا کر ان کو ڈسٹرب کریں گے لیکن یہ پتا نہیں تھا کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کا ہر ورکر چاہے وہ عورت ہے یا مرد ہے وہ شیر کا دل رکھتا ہے، شیر کی آواز رکھتا، شیر کی آنکھ رکھتا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! ابھی نہیں، ابھی ایک منٹ اور اقلیتوں کی بات کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں میں تو ابھی بولا ہی نہیں ہوں یہ تو بول بول کر تھک گئے یہ سیٹیاں لے آئے میں تو سیٹی نہیں لایا۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنے ٹائم پر بول چکے ہیں آپ کا بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! پلیز مجھے ایک منٹ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! اقلیتوں کی بات کرنا چاہتا ہوں یہاں پر اقلیتوں کے لئے ایک ارب 16 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی تھی۔ اب اس میں جیسے میرے بھائی نے یہ کہا کہ اس کو 2۔ارب تک کر دیں تو برائے مہربانی کر دیں اقلیتوں نے ہمیشہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کا ساتھ دیا وہ اس لئے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) پاکستان کے اندر واحد جماعت ہے، جو اقلیتوں کے تحفظ کی بات کرتی ہے، جو اقلیتوں کی زندگی کی بات کرتی ہے، جو اقلیتوں کی ترقی کی بات کرتی ہے، جو اقلیتوں کے ساتھ جینا مرنا چاہتی ہے قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف کا جو وژن ہے ہم اُس وژن کو پایۂ تکمیل تک لے جائیں گے۔

جناب سپیکر! آپ سے humble request ہے اقلیتوں کے لئے بہت کچھ رکھا گیا مگر جیسے میرے بھائی ذوالفقار غوری نے دو تجاویز دی ہیں میں repeat نہیں کرنا چاہتا لیکن میں اپنی بہن محترمہ وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ زیر غور رکھیں تاکہ اقلیتیں اور زیادہ خوش ہو جائیں۔ پاکستان کی اقلیتیں خوش ہیں تو پاکستان کا جو پرچم لہرتا ہے یہ بہت زیادہ لہرائے گا کیوں کہ اقلیتوں کی دعائیں پاکستان کی بنیاد میں ہیں، اقلیتوں کا خون، اقلیتوں کی قربانی، اقلیتوں کا سب کچھ پاکستان کی ترقی کے لئے بہت اہم ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: طارق مسیح صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! میں ایک درخواست کروں گا کہ خدا کے لئے ان لوگوں کو یہ بتادیں کہ وقت سے پہلے سیٹی مت بجائیں ہم خود 2018 میں آپ کی سیٹی بجائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آج کی لسٹ مکمل ہو گئی ہے اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 7- جون 2017 صبح 11:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے اس روز بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2017

بدھ،7۔جون2017

(یوم الاربعاء،11۔رمضان المبارک1438ھ)

سولھویں اسمبلی: تیسواں اجلاس

جلد 30: شمارہ 4

181

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 7۔جون 2017

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

بحث

"سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 پر عام بحث"

183

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

بدھ، 7۔جون 2017

(یوم الاربعاء، 11۔رمضان المبارک 1438ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 43 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

وَالشَّمۡسِ وَضُحٰىهَا ﴿١﴾ وَالۡقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ﴿٢﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا
جَلّٰىهَا ﴿٣﴾ وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰىهَا ﴿٤﴾ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ﴿٥﴾
وَالۡاَرۡضِ وَمَا طَحٰىهَا ﴿٦﴾ وَنَفۡسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ﴿٧﴾ فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا
وَتَقۡوٰىهَا ﴿٨﴾ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا ﴿٩﴾ وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا ﴿١٠﴾

سورۃ الشّمس آیات 1 تا 10

سورج کی قسم اور اس کی روشنی کی(1) اور چاند کی جب اس کے پیچھے نکلے (2) اور دن کی جب اُسے چمکا دے (3) اور رات کی جب اُسے چھپا لے (4) اور آسمان کی اور اس ذات کی جس نے اسے بنایا(5) اور زمین کی اور اس کی جس نے اسے پھیلایا(6) اور انسان کی اور اس کی جس نے اس (کے اعضا) کو برابر کیا (7) پھر اس کو بدکاری (سے بچنے) اور پرہیزگاری کرنے کی سمجھ دی(8) کہ جس نے (اپنے) نفس (یعنی روح) کو پاک رکھا وہ مراد کو پہنچا(9) اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا(10)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

دَر نبی پر جبیں ہماری جُھکی ہوئی ہے جُھکی رہے گی
ہمارے سینے سُنہری جالی لگی ہوئی ہے لگی رہے گی
خُدا ہے ذاکر میرے نبی کا کبھی نہ یہ ذکر ختم ہو گا
ازل سے میرے نبی کی محفل سجی ہوئی ہے سجی رہے گی
میرے لبوں پر نبی کی نعتیں نبی کے لطف وکرم کی باتیں
کرم سے اُن کے ہی بات میری بنی ہوئی ہے بنی رہے گی
چلوری سکھیوں نبی کے دَر پر بڑا سخی ہے وہ غریب پرور
مدینے والے کی دھوم گھر گھر مچی ہوئی ہے مچی رہے گی

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 پر بحث کا آغاز مورخہ 5۔جون 2017 کو ہوا تھا۔آج بھی بحث جاری رہے گی، جو ممبران اسمبلی اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اپنے نام نہیں بھجوا سکے وہ مجھے اپنے نام بھجوا دیں۔چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ)!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ڈاکٹر سید وسیم اختر!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔سردار شہاب الدین خان!

سردار شہاب الدین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! بہت شکریہ۔سب سے پہلے تو میں عرض کرنا چاہوں گا کہ 18-2017 کا 1970 ارب اور 70 کروڑ روپے کا huge budget ایوان میں پیش کیا گیا۔ حزب اختلاف کی طرف سے پری بجٹ اجلاس میں جو بھی تجاویز دی گئیں اُن میں سے کسی بھی تجویز کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ کل میں نے معزز ممبران حزب اقتدار کو بھی سُنا، اُن کی حال وفریاد بھی سُنی کہ اُن کے حلقوں میں بھی کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر! اس huge budget میں جو ترقیاتی فنڈز رکھے گئے ہیں اُن کی بات کرنے سے پہلے میں بجٹ 17-2016 کی بات کروں گا اور پچھلے پانچوں بجٹ دیکھ کر مایوسی ہوتی ہے کہ تخت لاہور کی جتنی بھی سکیمیں بجٹ میں شامل ہوتی ہیں وہ fully funded schemes ہوتی ہیں اور اُن کو چند دنوں یا چند مہینوں میں مکمل کر لیا جاتا ہے اور جنوبی پنجاب کی سکیمیں جن کے لئے ہر سال token money کے نام پر پیسے دیئے جاتے ہیں اور وہ سکیمیں سالہا سال تک مکمل نہیں ہوتیں میں جس کی مثال لیّہ کی دو سکیمیں دوں گا کہ لیّہ، چوک اعظم دورویہ روڈ کا وزیر اعلیٰ نے اعلان کیا اور اسی حکومت کو آج پانچ سال ہونے کو ہیں اُس سکیم کا ذکر میں نے بجٹ دستاویزات میں کہیں نہیں پڑا اور میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ اُس دورویہ سڑک کو چند میٹر بنا کر چھوڑ دیا گیا ہے اور ایک penny بھی اُس سکیم کے لئے نہیں رکھی گئی۔ اسی طرح سے پانچواں بجٹ پیش ہو چکا ہے اور میں بہادر کیمپس، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کی ہمیشہ بات کرتا ہوں اُس کے لئے بھی کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ خادم اعلیٰ

صاحب دس سال سے حکومت میں ہیں اور وہ ہمیشہ اپنی تقریر یا کسی کانفرنس میں یہی کہتے ہیں کہ ہم نے ترقیاتی کاموں کا رُخ جنوبی پنجاب کی طرف موڑ دیا ہے لیکن آج دسواں سال شروع ہے مجھے تو جنوبی پنجاب اور خصوصاً لیّہ میں کوئی میگا پراجیکٹ مکمل ہوتا ہوا نظر نہیں آیا۔ ہمارے لوگوں میں یہ احساس محرومی کیوں نہ پیدا ہو، ہمارے لوگ اپنے لئے علیحدہ صوبے کی کیوں نہ بات کریں؟ ہمارے ٹیکسز سے پلنے والا یہ صوبہ صرف لاہور کی حد تک محدود ہے کہ ہمارے سے تمام ٹیکسز اکٹھے کر کے لاہور کے گردونواح میں لگائے جائیں۔ میں جس احساس محرومی کی بات کر رہا ہوں آنے والے الیکشن میں حکومت کو اس کے رزلٹ کا پتا چل جائے گا۔

جناب سپیکر! ہمارے معزز ممبران حزب اختلاف نے بہت سی باتیں کیں اور معزز لاء منسٹر یہاں پر موجود نہیں ہیں وہ باہر جا کر بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں کہ ہم تو حزب اختلاف کو بجٹ دینا چاہتے تھے لیکن وہ خود بجٹ نہیں لینا چاہتے یہ جھوٹ کا وتیرہ کب تک چلے گا؟ معزز ممبران پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ (ق)، جماعت اسلامی اور آزاد ممبران سے خادم اعلیٰ نے کمیٹی رُوم میں ملاقات کی اور ایک کمیٹی بنی کہ ان ممبران سے ترقیاتی سکیمیں لیں اور ان کے ترقیاتی کام کرنے کی ہدایت کی لیکن جو خادم اعلیٰ اپنی ہی commitment کو honour نہ دے تو میں اس کے بارے میں کیا کہوں گا کہ خادم اعلیٰ نے جھوٹ بولا ہے؟ وہ وعدہ تو وفا ہوا نہیں اور رانا ثناء اللہ خان ہر روز میڈیا پر جا کر باتیں کرتے ہیں کہ ہم تو ممبران حزب اختلاف کو فنڈز دینا چاہتے تھے۔ یہ کہاں کی جمہوریت ہے کہ معزز ممبران حزب اختلاف سے ہارے ہوئے لوگوں کو فنڈز اور نوکریاں دی جائیں؟ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت کا ہمیشہ سے یہ وتیرہ رہا ہے کہ وہ آج بھی 90 کی دہائی کی سیاست کر رہی ہے۔ ان کی اب یہ سیاست دیر پا نہیں رہے گی اور انشاء اللہ عنقریب آپ دیکھیں گے کہ ان کی حکومت کا جنازہ نکلنے والا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں تو سب سے پہلے محکمہ تعلیم پر بات کروں گا۔ میں یہاں پر اپنے حلقے کی بات کروں تو کالجز تو دُور کی بات ہے میرے پورے حلقے میں ہائر سیکنڈری سکول بھی نہیں۔ میں پچھلے پانچ سال سے ہر بجٹ میں چلا چلا کر کہتا ہوں کہ میرے حلقے کے لوگوں کا قصور یہ ہے کہ انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کو ووٹ دیا ہے؟ یہاں "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" کے نعرے لگانے والے اپنی آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ میرے حلقے میں ایک کالج بھی نہیں ہے۔ میری بہن محترمہ وزیر خزانہ موجود ہیں میں نے پچھلے چاروں سال ہر بجٹ میں یہ بات کی۔ ہمیں وہاں پر تختیاں لگوانے کا شوق نہیں ہے وہاں پر تختیاں خادم اعلیٰ لگوائیں لیکن اُن لوگوں کا کیا قصور ہے؟

میرا حلقہ نشیبی علاقے پر محیط ہے وہاں 80/70 کلو میٹر کی ایک بیلٹ ہے جہاں بچیوں کے لئے ہائر سیکنڈری سکول بھی نہیں ہے وہاں کے لوگ اپنی بچیوں اور بچوں کو پڑھانے کی بجائے گھر بٹھا لیتے ہیں تو کیا خادم اعلیٰ کا یہی وژن ہے کہ جس حلقے سے پاکستان مسلم لیگ (ن) کا نمائندہ منتخب نہیں ہوا اُس کو ignore کر دیا جائے؟ کہاں یہ "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" والی باتیں کرتے ہیں؟ ابھی میں اس بجٹ کو پڑھ رہا تھا تو 50 نئے کالجز کا اجراء ہونا ہے تو چند دنوں کی بات ہے یہ سامنے آجائے گا کہ یہ کالجز تخت لاہور یا جی ٹی روڈ پر جائیں گے اور جنوبی پنجاب میں ایک کالج بھی نہیں جائے گا۔ خدارا یہ ہوش کے ناخن لیں۔

جناب سپیکر! اب میں صحت کے حوالے سے بات کرتا ہوں لیکن یہاں جتنا چلاؤ، ہونا کچھ بھی نہیں ہے۔ پہلے تو جنوبی پنجاب کی سکیمیں تعلیم اور صحت میں ہوتی ہیں، کیا اس نوکر شاہی کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہاں پر سال میں 35 فیصد سے زیادہ فنڈز utilize نہیں کرنے؟ آپ پچھلا بجٹ اُٹھا کر دیکھ لیں یہاں اگر میٹرو بس بنی تو پورا بجٹ لگانے کے بعد advance payment کر دی جاتی ہے جبکہ ہمارے علاقوں میں 35 فیصد سے زیادہ کبھی utilization نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! آپ ہی کے اسی ایوان نے جنوبی پنجاب کو علیحدہ صوبہ بنانے کی قراردادیں منظور کی تھیں۔ میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے یہ باور کرانا چاہوں گا کہ خادم اعلیٰ پنجاب اپنی کسی ایک commitment کو تو پورا کر دیں اور ہمیں علیحدہ صوبہ دے دیں تاکہ ہم اپنے مسائل کا حل اپنے grass root level تک لے کر جائیں۔

جناب سپیکر! میں نے بڑے عجیب لفظوں کا ہیر پھیر اس بجٹ کی کتاب میں پڑھا ہے کہ زراعت، آبپاشی، لائیو سٹاک بلکہ تمام محکموں کو اکٹھا کر کے 140۔ارب روپے دیئے گئے۔

جناب سپیکر! پچھلے بجٹ میں 20۔ارب روپے زراعت کے لئے مختص ہوئے اور ½7۔ارب روپے خرچ ہوئے۔ اس کی تفصیل بھی نہیں ہے۔ میں تو بجٹ کی ساری کتابیں تین دن چھانتا رہا ہوں لیکن کچھ معلوم نہیں ہوا کہ وہ ½7۔ارب کہاں خرچ ہوئے۔ آپ کی جب زرعی پالیسی ہی نہیں ہوگی تو پھر کسان کی حالت کیسے بدلے گی؟ پنجاب میں گزشتہ 9 سالوں میں کسان کی حالت جو ہوئی ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے جو ریٹ فصلوں کے دیئے وہی ریٹ آج تک چل رہے ہیں۔ اس کسان دشمن حکومت کو آپ دیکھ لیں کہ recently باردانہ کی تقسیم کیسے ہوئی کہ غریب کاشتکار 2800 روپے گندم کی بوری آڑھتیوں کو بیچنے پر مجبور ہو گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! 2800 تو ریٹ ہی نہیں تھا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! کاشتکار 2800 روپے فی بوری بیچنے پر کیوں مجبور ہو گیا جبکہ 3250 روپے سرکاری ریٹ تھا۔ جب سرکار گندم نہیں خریدے گی تو پھر بے چارہ کاشتکار عام مارکیٹ میں ہی اپنی گندم فروخت کرے گا۔ اس حکومت میں کپاس اور کماد کو آگ لگائی گئی۔

جناب سپیکر! میں آپ کو کیا کیا بات بتاؤں کہ کیا کچھ یہاں ہوا ہے۔ آپ مہنگائی کو دیکھ لیں کہ مہنگائی آسمانوں پر ہے کیا ماہ رمضان میں یہی گڈ گورننس ہے؟ آپ مہنگائی تو کنٹرول کر نہیں سکتے لیکن بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ میرے پاس figures موجود ہیں لیکن ہمارے قائد حزب اختلاف نے بڑی تفصیل سے اڑھائی گھنٹے گفتگو کی ہے۔ ہمیں یہ تو یاد ہے کہ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کا خرچ بڑھا دیا جائے، گورنر ہاؤس کا خرچ بڑھا دیا جائے لیکن ہم نے مہنگائی کی ratio کے مطابق غریب کاشتکار کا نہیں سوچنا، مزدور طبقے کا نہیں سوچنا، سرکاری ملازمین کا نہیں سوچنا کہ یہاں جو تنخواہیں بڑھانے کے لئے تجویز دی گئی ہے اور چودہ پندرہ ہزار روپے مزدور کی تنخواہ کیا مذاق ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنی بہن محترمہ وزیر خزانہ سے یہ عرض کروں گا کہ چودہ ہزار میں ایک گھر کا بجٹ بنا کر مجھے دکھا دیں۔ یہاں گورنر ہاؤس اور وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ میں ہزار ہزار ملازمین کام کر رہے ہیں اور ہر سال ان کا بجٹ بڑھ جاتا ہے۔ آخر یہ کب تک چلے گا؟ یہ کب تک ڈنگ ٹپاؤ کام چلایا جائے گا؟

جناب سپیکر! میں دوبارہ یہ عرض کروں گا کہ خدارا اس پر غور کریں۔ میں اس بجٹ کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا صرف آپ کے توسط سے حکومت وقت کو ایک پیغام دینا چاہوں گا کہ ہمیں علیحدہ صوبہ اپنی قراردادوں کے مطابق دے دیں اور اپنی commitment کو پورا کریں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ خواجہ محمد نظام المحمود!

خواجہ محمد نظام المحمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ جانتے ہیں کہ میں پنجاب کے پسماندہ ترین علاقہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ پچھلے چار سالوں میں میرے علاقہ میں کسی قسم کا کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا۔ میرے علاقہ میں پچاس سے پچپن فیصد علاقہ ٹرائبل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! الیہ تونسہ پل آپ کو ملا ہے۔

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! وہ میرے حلقہ پی پی۔241 میں نہیں ہے۔ میرے حلقہ میں پچھلے چار سالوں میں کسی قسم کا کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! آپ ہمارے ٹرائبل ایریا کو جانتے ہیں جہاں انسان اور جانور اکٹھے پانی پیتے ہیں وہاں صحت اور تعلیم تو بہت دور کی بات ہے۔ ہمیں تو بولتے ہوئے شرم آتی ہے کہ کیا اس کو ترقی کہتے ہیں کہ جہاں پر نہ سڑکیں ہیں، نہ تعلیم ہے، نہ صحت ہے، نہ پینے کا پانی میسر ہے تو پھر وہ لوگ کیا کریں؟ کیا وہ لوگ انسان نہیں ہیں؟

جناب سپیکر! میرا امیدانی علاقہ تونسہ شریف ایک لاکھ آبادی کا شہر ہے جو کھنڈر کا تصور پیش کرتا ہے وہاں ہر طرف مٹی، گردوغبار ہے۔ پچھلے چار سالوں میں تونسہ شریف میں ایک روپے کا ترقیاتی کام بھی نہیں ہوا۔ وہاں پر ایک لاکھ کی آبادی کے لئے ایک ہسپتال ہے جس میں 40 سے 60 بیڈز کی گنجائش ہے۔ آپ خود بتائیں کہ کیا ایک لاکھ کی آبادی کے لئے 40 سے 60 بیڈز ایک مذاق نہیں ہے؟ وہاں سکولوں کی حالت نہایت خستہ ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے علاقے کے روزگار کا ایک ہی ذریعہ نہر ہے جو بند پڑی ہے۔ اس کے علاوہ علاقہ میں کسی قسم کا کوئی روزگار نہیں ہے۔ میری التجا ہے کہ مہربانی کر کے پی پی۔ 241 کو نظر انداز نہ کیا جائے اور وہاں پر ترقیاتی کام کرائے جائیں۔ ہمارا علاقہ بہت پیچھے ہے۔ آپ ہمارے ہسپتال کو ترقی دیں، ہمارے سکولوں کو ترقی دیں اور ہمیں یونیورسٹی دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! کیا آپ کا دانش سکول آیا ہوا ہے؟

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! دانش سکول جس جگہ پر منظور ہوا ہے وہاں پر 200 بچے بھی اگر چلے جائیں تو بڑی بات ہے۔ وہ ایسی جگہ پر ہے کہ جہاں پر لوگ جا نہیں سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ کہاں پر بن رہا ہے؟

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! ٹبی قیصرانی کے ساتھ بن رہا ہے جو کہ انڈس ہائی وے سے تقریباً بیس پچیس کلومیٹر دور ہے۔ وہ No-go area ہے جہاں پر لوگ نہیں جاتے۔ وہ جگہ بالکل ٹرائبل ایریا کے بارڈر پر ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! خواجہ صاحب اپنے جنوبی پنجاب کا رونا رو رہے ہیں۔ ان کی بات سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں حکومت کو defend نہیں کر رہا لیکن جو چیز آئی ہوئی ہے وہ تو تسلیم کریں۔

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! پی پی-241 میں دانش سکول نہیں ہے بلکہ پی پی-240 میں ہے۔ اس کا نام تونسہ ضرور ہے لیکن میرا حلقہ نہیں ہے۔ پی پی-241 میں کسی قسم کا ترقیاتی کام نہیں ہوا۔ میرا تونسہ شریف موہنجو داڑو اور ہڑپہ کا تصور پیش کرتا ہے۔ آپ وہاں آکر تو دیکھیں۔ میرے علاقہ میں جب بارش ہوتی ہے تو وہاں کوئی آدمی کیچڑ کی وجہ سے چل نہیں سکتا اور جب بارش نہیں ہوتی تو گرد و غبار کی وجہ سے لوگ بیمار پڑے ہوتے ہیں۔ کیا یہ پنجاب کی ترقی ہے؟ آپ ہمارے علاقہ میں آکر دیکھیں وہاں ہمارے لوگ مر رہے ہیں۔ ہمارے علاقہ میں ترقیاتی کام کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ کیا اس طریقے سے ہم پنجاب کو ترقیاتی پنجاب کہتے ہیں؟ وہاں ہسپتال میں ادویات نہیں ہیں، سکولوں میں کتابیں نہیں ہیں، جو سکول ہیں ان کی چھتیں نہیں ہیں، جس کی چھت ہے اس کے پنکھے نہیں ہیں اور جس کے پنکھے ہیں اس کی بجلی نہیں ہے۔ میرے علاقہ میں روزگار کا ایک ذریعہ نہر ہے اور وہ بھی بند پڑی ہے۔ وہاں لوگ خودکشی کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ کیا وہ لوگ انسان نہیں ہیں؟ کیا وہ پنجاب کا حصہ نہیں ہیں؟ آپ مجھے بتائیں کہ ہم لوگ کہاں جائیں؟

جناب سپیکر! میری ایک عرض ہے کہ ہم نے صرف یہاں پر ہی جواب نہیں دینا بلکہ ہم نے آخر مرنے کے بعد اوپر بھی جواب دینا ہے۔ میں دوبارہ on the floor of the House یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہمارا علاقہ محرومیوں کا شکار ہے۔ ہمارے علاقے کو ترقی کرنے کے لئے فنڈز کی ضرورت ہے خدارا نفرتیں نہ پھیلائیں بلکہ محبتیں بانٹیں۔ لاہور میں بچے ائرکنڈیشن بسوں میں بیٹھ کر ائرکنڈیشن سکولوں میں جا رہے ہیں اور اس کے برعکس ہمارے علاقے کے بچے بیس بیس میل کا سفر پیدل طے کرتے ہیں کیا وہ انسان کے بچے نہیں ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، جناب امجد علی جاوید!

خواجہ محمد نظام المحمود جناب سپیکر! اگر آپ ہمیں ترقی نہیں دینا چاہتے تو ہمیں بلوچستان سے ملا دیں۔ ویسے بھی ہمارا علاقہ tribal area بنا ہوا ہے۔ میری ایک بات تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، آپ اپنی تقریر کو wind up کریں۔

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! میری التجا ہے کہ میرے علاقے پر توجہ دیں۔ پچھلے چار سالوں میں ہمیں ایک روپے کا ترقیاتی فنڈ نہیں ملا۔ کیا ہمارے علاقے کے لوگ انسان نہیں ہیں؟ کیا مجھے فرد واحد کی سزا آپ تمام لوگوں کو دے رہے ہیں تو پھر یہ کوئی انصاف نہیں ہے؟ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، جناب امجد علی جاوید!

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (جناب امجد علی جاوید): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں محترمہ وزیر خزانہ کو ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کیونکہ ہماری حکومت ہر سال اپنے ہی ریکارڈ کو بہتر کر رہی ہے کہ اس مرتبہ بھی ہم نے حجم کے لحاظ سے تاریخ کا ریکارڈ بجٹ پیش کیا ہے۔ اگر میں ایجوکیشن کی طرف آؤں تو تعلیم اور صحت جیسے شعبے خصوصی طور پر focus کئے گئے تھے۔ تعلیم کے لئے اس سال بھی پچھلے سال کی نسبت زیادہ بجٹ مختص کیا گیا ہے جو زمینی صورتحال ہے جس کو دنیا تسلیم کر رہی ہے کہ اس وقت پنجاب کے 93 فیصد سکولوں میں بنیادی سہولتیں میسر ہیں اور جو لوگ تنقید کر رہے ہیں تو وہ وہاں جس صوبے میں وہ حکمران ہیں ان کی نسبت صوبہ پنجاب کے سکولوں میں 60 فیصد بہتر سہولیات فراہم کر رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے ساتھ اگر enrolment کی پوزیشن کو دیکھیں تو ہم نے 98 فیصد تک کا target achieve کیا ہے لہٰذا یہ ترقی کی جانب سفر ہے جس کو ہم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں طے کر رہے ہیں اور ہم انشاء اللہ اپنی منزل تک پہنچ جائیں گے۔ اگر ہم ہیلتھ کی بات کرتے ہیں تو اس میں اتنی بہتری آئی ہے کہ جو THQ اور DHQ کی تقسیم پرائمری اور سیکنڈری ہیلتھ میں کی گئی ہے اس کے اتنے شاندار نتائج ہیں کہ ہمارے THQs اور DHQs میں اس وقت 100 فیصد مریضوں کو مفت ادویات فراہم ہو رہی ہیں اور ادویات بھی وہ نہیں ہیں جو دو تین سال پہلے دی جاتی تھیں جس کو نہ ڈاکٹر اور نہ ہی کوئی مریض کھا سکتا تھا اب وہی ادویات جو میں اور آپ استعمال کرتے ہیں وہی ادویات سرکاری ہسپتالوں میں میسر ہیں۔ دسمبر میں جب ہم revamping complete کر چکے ہوں گے اس وقت THQs اور DHQs مثالی ہسپتالوں کا منظر پیش کر رہے ہوں گے۔ یہ وژن خادم اعلیٰ پنجاب کا ہے جس کی بدولت ہم اس ٹارگٹ کو achieve کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں کی خدمت میں صرف یہی گوش گزار کرنا چاہوں گا جو کہ مسلسل دو دن سے اس بجٹ پر تنقید کر رہے ہیں کہ:

ان عقل کے اندھوں کو الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے۔

جناب سپیکر!ہر بجٹ کا مقدر تعریف اور تنقید ہوتی ہے لیکن اگر ہم حقائق کو سامنے رکھ کر بات کریں تو جو سنتے اور لکھتے ہیں وہ حقائق کی بنیاد پر ضرور اس پر اپنے تبصرے کریں گے۔ میں اب اپنے حلقے کی جانب آتا ہوں کہ خو گر حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لیں۔

جناب سپیکر!میں محترمہ وزیر خزانہ کے یہ گوش گزار کروں گا کہ میرے حلقے میں ایک سٹی ہسپتال ہے۔ تین سال سے بجٹ میں اس کے لئے فنڈر کھا جاتا ہے لیکن اس کے بعد وہ فنڈز release نہیں کئے جاتے لہٰذا اس مرتبہ میں امید کرتا ہوں اس کی انشاء اللہ تکمیل شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر!میری یہ گزارش ہے کہ اس سال جو سٹی ہسپتال کے لئے فنڈ رکھا گیا ہے وہ بہت کم ہے اس لئے اس کا فنڈ بڑھایا جائے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہمارا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ ہے وہاں جو سیوریج سکیم ہے وہ 40 سے 45 سال پرانی سکیم ہے اور محکمے نے اس ایوان میں یہ assurance دی تھی کہ میرے حلقے کا زیر زمین پانی brackish zone ہے وہ اتنا کڑوا ہے کہ محکمے نے خود یہاں تسلیم کیا تھا کہ یہ پانی پینا تو در کنار اسے عام استعمال میں بھی نہیں لایا جاسکتا۔ پچھلے پانچ سال میرے حلقے کو ایک بھی واٹر سپلائی سکیم نہیں دی گئی اور ان حلقوں کی جانب پتا نہیں یہ flow کیوں بہتا رہا ہے جہاں زیر زمین پانی بھی میٹھا ہے اور وہاں ہر سال بیس بیس سکیمیں دی جاتی ہیں؟ پانچ سال بعد اس سال مجھے ایک واٹر سپلائی سکیم دی گئی ہے اور اس کے لئے فنڈ بھی انتہائی کم رکھے گئے ہیں لہٰذا ایک سال میں وہ سکیم بھی مکمل نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش کرتا ہوں کہ برائے مہربانی اس ایک سکیم کے لئے تو پورے فنڈز release کر دیں تاکہ ہم اپنے حلقے والوں کو کوئی تو جواب دے سکیں۔ ایجوکیشن کے حوالے سے میری ایک proposal ہے کہ گورنمنٹ کی سکولوں پر بہت نظر ہے جس کی وجہ سے اس میں بڑی بہتری آرہی ہے اس کے لئے ایجوکیشن اتھارٹیز بنا دی گئی ہیں اور اس کے بہت بہتر نتائج آئیں گے میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کالجز کے لئے گزارش کروں گا وہ کالجز جہاں 1000 یا 1500 سے زائد طالب علم ہیں ان کو autonomous body declare کر دیا جائے تو اس کے نتائج بھی اس سے بہتر ہو جائیں گے تو یہ میری تجویز نوٹ کر لی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ اپنی تقریر کو wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (جناب امجد علی جاوید): جناب سپیکر!میں نے ایک گزارش اریگیشن کے حوالے سے کرنی ہے جو کہ بہت ضروری ہے۔ کسان کے لئے سب سے زیادہ اہم چیز آبپاشی

کا پانی ہے تو میں نے پری بجٹ تقریر میں بھی یہ گزارش کی تھی کہ آپ زرعی آلات دینا چھوڑ دیں اور یہی پیسا کھالوں کو پختہ کرنے پر لگا دیں اور ہمیں بھی اجازت دے دیں کہ ہم اپنی ڈویلپمنٹ سکیم میں کھال پختہ کروا سکیں۔ اگر ایک گاؤں کا کھال پختہ ہو جاتا ہے تو کسان کو پورا پانی ملتا ہے جس سے فصلیں بہتر ہوں گی کسان جب خوشحال ہو گا تو اسے یہ سولنگ نالیاں نہیں چاہئیں لہٰذا میری یہ گزارش ہو گی کہ کم از کم کھالوں کو پختہ کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، امجد علی جاوید!

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (جناب امجد علی جاوید): جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ نئی یونین کونسلز میں BHUs نہیں ہیں اس کے لئے بھی کہا گیا تھا لہٰذا ان یونین کونسلز کو بھی مدنظر رکھا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ رخسانہ کوکب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اب محترمہ شمیلہ اسلم اپنی بات کریں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں حسب روایت پنجاب حکومت کا پانچواں 1970۔ارب اور 70 کروڑ روپے کا متوازن، ترقیاتی اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی پوری ٹیم کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں پاکستان ایک ایٹمی قوت بنا اسی طرح پاکستان بہت جلد ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہو گا۔ پارٹی کی ایک ادنیٰ ورکر کی حیثیت سے میں یہ بھی سمجھتی ہوں کہ جو لوگ پاکستان کی سالمیت، پاکستان کی بقاء اور پاکستان کی خوشحالی کے لئے کام کرتے ہیں ہمیں ان قائدین کا آگے بڑھ کر ساتھ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ ایک وہ وقت تھا جب مرکز میں پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور پنجاب میں گورنر راج لگا دیا گیا میں اُس وقت بھی اسی ایوان کی ممبر تھی۔ مجھے یاد ہے کہ (ن) لیگ کے ایم پی ایز اسمبلی کی سیڑھیوں میں بیٹھ کر اجلاس attend کرتے تھے کیونکہ ہم پر اسمبلی کے دروازے بند کر دیئے گئے تھے۔ ایسے وقت میں ہمارے ممبران کو لالچ دیئے گئے، پارٹی سے بدظن کرنے کی کوشش کی گئی اور انہیں مراعات دینے کا اعلان کیا گیا۔ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جب خواتین ایم پی ایز کی میٹنگ call کی جس میں خواتین نے بتایا کہ ہمیں کیا مراعات دی گئیں اور میں نے بڑے فخر

سے اُس وقت ایک بات کی کہ میں پارٹی کی وہ ادنیٰ worker ہوں جسے خریدنا تو دُور کی بات بلکہ کوئی دوسرا شخص پارٹی کے لئے ووٹ بھی مانگنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ اکیلے نہیں بلکہ ہم بھی اُس وقت سیڑھیوں پر موجود تھے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں نے سب ساتھیوں کی بات کی ہے لیکن اس وقت انفرادی طور پر چونکہ میں اپنی بات کر رہی ہوں اس لئے میں نے یہ کہا ہے۔ میرے شوہر میاں محمد اسلم (مرحوم) ساری زندگی (ن) لیگ کے سٹی صدر رہے، انہوں نے اپنی پارٹی سے اپنی وفاداری ہمیشہ نبھائی اور میں نے بھی اُن کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسی اصول کو اپنایا ہے۔ مجھے تحریک نجات کا وہ زمانہ بھی یاد ہے جب پولیس میرے شوہر کو گرفتار کر کے لے گئی اور میں اپنے بیمار بچے کے ساتھ اپنے شوہر کو ڈھونڈ رہی تھی۔ اُس وقت مجھے کہا گیا کہ اگر آپ ایک کاغذ پر دستخط کر کے کہہ دیں کہ آپ کا (ن) لیگ سے کوئی تعلق نہیں تو آپ کے شوہر کو چھوڑ دیا جائے گا۔ میرا بچہ اُس وقت زندگی موت کی کشمکش میں مبتلا تھا لیکن میں نے اپنا سَر کبھی جھکنے دیا اور نہ پارٹی کا اس لئے مجھے آج بھی اس بات پر فخر ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ پارٹی اپنے worker کو نوازتی ہے جیسا کہ میں آج (ن) لیگ کی تحصیل صدر ہوں۔ اگر مجھے نوازا گیا ہے تو یہ پارٹی اپنی عوام کو بھی اسی طرح نوازتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج موجودہ حکومت نے اپنی عوام کو ترقیاتی کاموں کے حوالے سے جو relief دیا ہے وہ میں سمجھتی ہوں کہ آج سے پہلے کسی حکومت نے ایسا نہیں کیا۔ ہماری حکومت کی ترجیحات میں تعلیم، صحت، پینے کا صاف پانی، زراعت، لاء اینڈ آرڈر اور اِس وقت بلدیاتی نظام کی شفافیت شامل ہے جس کے لئے کل بجٹ کا تقریباً 59 فیصد حصہ مختص کیا گیا ہے۔ میں خواتین کے حوالے سے بات کروں گی کہ تحفظ نسواں سنٹر جو ملتان میں قائم کیا گیا ہے اس سے نہ صرف خواتین کو معاشی اور معاشرتی تحفظ مل رہا ہے بلکہ انہیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کا موقع بھی مل رہا ہے۔ جہاں خواتین کو قرضے دیئے جا رہے ہیں وہاں پر میں ایک بات یہ بھی کروں گی کہ 1998 میں وومن کرائسز سنٹر جب بنائے گئے تو یہ بھی ہماری حکومت کا ہی ایک کارنامہ تھا اور آج اٹھارویں ترمیم کے تحت انہیں صوبوں کو منتقل کر دیا گیا ہے جبکہ باقی صوبوں نے own کرنے کے ساتھ ساتھ ایگزیکٹو آرڈر کے تحت ان کے ملازمین کو permanent کر دیا ہے لہٰذا میری اپنے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے درخواست ہے کہ پنجاب میں بھی ان ملازمین کو permanent کر دیا جائے تاکہ انہیں معاشی تحفظ حاصل ہو سکے۔ اس کے علاوہ صحت اور تعلیم کے شعبے حکومت کے اہم اقدامات ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے جب بھی اپنے ضلع کے لئے کوئی چیز مانگی تو مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میرے ضلع کو نوازا گیا۔ آج ہسپتالوں کی حالتِ زار پہلے سے بہت بہتر ہو چکی ہے، ادویات کی فراہمی ہر جگہ نظر آتی ہے، ڈینگی کی وباء سے بچنے کے لئے خواجہ سلمان رفیق اور خواجہ عمران نذیر نے جو کام کئے، میں یہاں اُن کو بھی اس کام پر appreciate کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں آخر میں ایک بات کہوں گی کہ آج ہمارے جو حالات ہیں اور حکومت کا آخری بجٹ پیش کرنے جا رہے ہیں، انشاء اللہ آئندہ الیکشن میں دوبارہ پاکستان مسلم لیگ (ن) بھاری اکثریت کے ساتھ اس ایوان میں موجود ہو گی اور ہم لوگ اپنا پہلا بجٹ پیش کر رہے ہوں گے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ نجمہ بیگم!

محترمہ نجمہ بیگم: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ 18-2017 کا بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اتنی سیٹیوں کے شور میں بڑے حوصلے سے بجٹ پیش کیا۔ ہماری حکومت نے جنوبی پنجاب کی طرف ترقی کا رُخ موڑ دیا ہے۔ میرے بھائی نے کہا کہ وہاں کام نہیں ہوئے اور پچھلے ادوار میں پیپلز پارٹی کی حکومت تھی تو میرے بھائی نے اگر تونسہ شریف میں ایک سکول بھی نہیں بنوایا تو بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے ڈیرہ غازی خان تا مظفر گڑھ کو double road کرنے کی منظوری دی اور بجٹ میں فنڈ رکھا جس سے ڈیرہ غازی خان کی عوام کے دل جیت لئے ہیں۔ دانش سکول کا قیام ہو، یونیورسٹیوں کا قیام ہو یا ہسپتالوں میں مفت ادویات کی فراہمی ہو یہ مسلم لیگ (ن) کا ایک mission ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آج یہ بات بھی بتانا چاہتی ہوں کہ پورے پنجاب میں ڈیرہ غازی خان سکول کا دوسرے نمبر پر آنے والا ایک صحافی کا بچہ 9 تاریخ کو غیر ملکی دورے پر جا رہا ہے جس نے دوسری پوزیشن حاصل کر لی لہٰذا یہ بھی وزیر اعلیٰ پنجاب کی کوشش اور اُن کا احسن اقدام ہے۔ یہ جنوبی پنجاب کے ڈیرہ غازی خان کا سرکاری سکول کا بچہ دوسرے نمبر پر آیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں بہت ساری باتیں کی جاتی ہیں لیکن سیٹیوں کا شور ہو تو بجٹ کیسے سنیں گے اور اب اگر یہ بات کریں تو یہ اِن کی اپنی مرضی ہے۔ 18 گھنٹے سے لوڈشیڈنگ 4 گھنٹے پر آ گئی ہے لہٰذا یہ بھی

ہماری حکومت کا احسن اقدام ہے۔کم مالی وسائل کی حامل خواتین کے لئے ایک ارب 66 کروڑ روپے کی لاگت سے مویشیوں کی مفت فراہمی ہو اور بے روزگار نوجوانوں کے لئے اور نج کیب کی سکیم ہو۔اگر امیر لوگ AC والی گاڑیوں میں سفر کریں تو اُن کے لئے تعریف اور فخر کی بات ہے لیکن اگر غریب لوگ میٹرو اور Speedo بسوں میں سفر کر کے اپنی منزل تک پہنچیں تو یہاں سیٹیاں بجتی ہیں جو کہ ہمارے لئے انتہائی شرم کی بات ہے۔اگر امیروں کے بچوں کے ہاتھ میں لیپ ٹاپ ہوں تو ان کے لئے قابل فخر ہے لیکن اگر غریب کے بچوں کے ہاتھ میں وزیر اعلیٰ پنجاب لیپ ٹاپ دیں تو ان کے لئے یہاں سیٹیاں بجتی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ہوں یا وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف، ملک کو ترقی کی طرف لے جانے کے لئے ان کا ایک وژن اور مقصد ہے جن کو سازشی عناصر پورا کرنے کے لئے روڑے اٹکا رہے ہیں لیکن ہم ان کی سازشوں کو ناکام بنا دیں گے۔انشاء اللہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت میں ہی ملک آگے بڑھ رہا ہے، آگے ترقی کر رہا ہے اور ترقی کرتا رہے گا۔

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ڈیرہ غازی خان اور مظفر گڑھ کے لئے طیب اردگان ہسپتال ایک بہترین ہسپتال ہے۔آپ جا کر دیکھیں تو وہاں لوگ ملتے ہوئے کہتے ہیں کہ غیر ملکوں میں بھی ایسا ہسپتال نہیں ہے جیسے طیب اردگان ہسپتال ہے۔ہمارے اپنے گھر کے لوگ اور عوام وہاں جا کر علاج کرواتے ہیں اور میں خود اس بات کی گواہ ہوں کہ وہاں مفت ادویات کی فراہمی اور اچھا علاج میسر ہے۔میری یہ بھی گزارش ہے کہ ڈی جی خان سے مظفر گڑھ یہ Speedo بسیں چلائی جائیں تاکہ عام اور غریب لوگ وہاں تک آسانی سے سفر کر سکیں اور اپنا علاج کروا سکیں۔ڈیرہ غازی خان کے ہسپتال میں ڈائیلسز کی مشینیں صرف چھ ہیں جو ہماری بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے کم ہیں لہٰذا اس کی تعداد بڑھائی جائے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میٹرنٹی ہوم میں آئی سی یو کی سہولت مہیا کی جائے اور بستروں میں بھی اضافہ کیا جائے کیونکہ ڈیرہ غازی خان چاروں صوبوں کا سنگم ہے اس لئے ہمیں کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ سنٹر چاہئے، برن یونٹ چاہئے اور نیورو یونٹ بھی چاہئے اور یہ وقت کا تقاضا بھی ہے کیونکہ ملتان جاتے وقت ہمارا مریض راستے میں ہی expire ہو جاتا ہے۔بہت شکریہ۔پاکستان زندہ باد

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں محمد اسلم اقبال!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! ڈائیلسز مشینیں نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ ملک ترقی کر رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہہ رہی ہیں کہ وہاں چھ مشینیں موجود ہیں لیکن مزید بڑھا دی جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا تاکہ میں بجٹ 18-2017 کے حوالے سے چند گزارشات آپ کے سامنے رکھ سکوں اور جس طرح گورنمنٹ کی طرف سے اس سال بھی جو میزانیہ پیش کیا گیا ہے اس حوالے سے ہماری اپوزیشن اور عوام کی طرف سے جو reservations ہیں وہ آپ کے سامنے رکھ سکوں۔ عدالت عظمیٰ کی طرف سے بھی موجودہ حکومت کے بارے میں اور موجودہ حکمرانوں کے بارے میں جس طرح کے الفاظ "گاڈ فادر" اور "سسیلین مافیا" کے طور پر سامنے آرہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کے لئے بھی نہ صرف شرمندگی کا باعث ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ جب عدالت عظمیٰ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بجٹ پر بات کریں اس طرح نہ کریں ورنہ پھر آپ کو تقریر نہیں کرنے دینی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! نہ کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ادھر سے کوئی بات آئی ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے کہہ دیا تو تقریر نہ کرنے دیں۔ میں نے تقریر کر کے کون سا تیل نکال لینا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ ایسے نہ کریں بلکہ بجٹ پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جو عدالت نے کہا ہے میں تو وہ کہنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن آپ نہیں کہنے دے رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ایوان کا ماحول خراب نہ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں عدالت کے ریمارکس کی روشنی میں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ [**********] نے یہاں پر جتنے کارنامے سرانجام دیئے ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے بجٹ کی بات کی گئی۔ بڑی اچھی بات ہے۔ آپ نے نئے نئے دعوے یہاں پر کئے۔ مجھے یہ بتائیں کہ پچھلے 30 سالوں سے موجودہ حکمران اس صوبے کے اوپر مسلط ہیں لیکن کوئی ایک ایسا ہسپتال بنا سکے ہیں کہ جہاں پر ان کا یا ان کی آل اولاد کا علاج ہو سکے، یہ آپ کا سسٹم ہے؟ اگر انہیں چھینک بھی آتی ہے تو یہ باہر جا کر اس کا علاج کرواتے ہیں اور ہمیں کہتے ہیں کہ ان ہسپتالوں کے اندر جائیں۔ بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں ٹوپیاں پہن کر، بوٹ پہن کر ڈرامہ بازی کرتے ہیں اور شعبدہ بازی کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اشرافیہ، مجھے بتائیں کہ اشرافیہ کی definition کیا ہے؟ کون سی اشرافیہ؟ یہ سوزوکی کار میں گھومتے ہیں؟ یہ موٹر سائیکل پر پھرتے ہیں یا ان کے بچے سرکاری سکولوں میں پڑھتے ہیں؟ ہم وہ دن دیکھنا چاہتے ہیں کہ جب یہ حکمران اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں میں داخل کروائیں گے اور گھر والوں کا علاج سرکاری ہسپتالوں میں کروائیں گے تو ہم اس دن کہیں گے کہ سسٹم ٹھیک ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! ہاں میرے لیڈر کا آپریشن ہوا تو پاکستان کے اندر ہوا۔ اسے چوٹ لگی تو اس نے شوکت خانم ہسپتال کے اندر اپنا treatment کروایا۔ اس کو کہتے ہیں کردار اور اس کو کہتے ہیں کہ قول و فعل میں تضاد نہیں ہے۔ آپ کے قول و فعل کے اندر ہمیشہ سے تضاد رہا ہے۔ آپ نے جاتی امرا کے محلات کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے عوام کے خون پسینے کی کمائی سے 70 کروڑ روپے سے چار دیواری، کیمرے اور فلڈ لائٹیں لگائی ہیں۔ کل وہ وزیراعظم نہیں ہوں گے تو اس چار دیواری کے پیسے کون دے گا؟ یہ اس ریڑھی والے کے خون پسینے کی کمائی ہے، اس حجام کی، اس موچی کی، اس کسان اور اس زمیندار کے خون پسینے کی کمائی ہے۔ یہ خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہے۔

جناب سپیکر! ہر وہ راستہ جو جاتی امرا کو جاتا ہے وہاں رنگ روڈ بھی بن رہی ہے، وہاں پر واٹر سپلائی بھی چلی گئی، وہاں پر سیوریج بھی چلا گیا اور وہاں پر سڑکیں بھی چلی گئیں جو کہ صرف اور صرف اپنی ذاتی جائیداد کو مہنگا کرنے کے لئے ہے لیکن ہمارے علاقے میں پینے کا پانی نہیں ہے جو کہ یہاں سے

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

دو منٹ کا فاصلہ ہے۔ صرف دو منٹ کا فاصلہ ہے تو دو منٹ کے فاصلے پر آئیں تو میں آپ کو بتاؤں کہ وہاں پر سڑکوں کی کیا صورتحال ہے اور وہاں پر سکولوں کی کیا صورتحال ہے؟ آپ جنوبی پنجاب والے نہیں رونا روتے ہم بھی رونا رو رہے ہیں کہ وہ پیسے کرپشن کی نذر ہو رہے ہیں۔ منسٹر صاحبہ نے فرمایا کہ دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں، یہ میں پچھلے بجٹ کی کاپی پڑھ رہا تھا کہ "دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ جو زیادہ estimate بنایا تھا وزیراعلیٰ نے اس کو cut کر دیا۔" بھئی! estimate کس نے بنایا تھا؟ آپ کے ڈیپارٹمنٹ نے بنایا تھا۔ وہ چور بازاری کے ساتھ چور چوروں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور ڈاکو ڈاکوؤں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ ایک چیز ایک بندے کو آٹھ آنے کی پڑتی ہے تو وہ کیسے آپ کو اس سے کم میں دے سکتا ہے؟ جی، انہوں نے بڑی بچت کی ہے۔ کیا بچت انہوں نے کی ہے؟ انہوں نے اس غریب عوام کا پیسا چرایا۔ میں یہ بات بھی آپ کو بتاتا چلوں کہ صحت کے حوالے سے بھی دیکھ لیں کہ ہسپتالوں کے اندر لوگوں کی کیا صورتحال ہے؟

جناب سپیکر! یہ نئی بسوں کی بات کر رہے ہیں تو جا کر دیکھیں کہ غریب آدمی کو ان بسوں پر سفر کرنے کے لئے کارڈ بنانے پر کتنا پریشان ہونا پڑ رہا ہے۔ صرف خالی بسیں چل رہی ہیں، ان کے مہینے کے پیسے بن رہے ہیں اور وہ پیسے بنا کر جیب میں ڈال رہے ہیں۔ انہیں کیا پتا، کبھی یہ منسٹر صاحبہ اور دوسرے منسٹرز جائیں ناں، جا کر پبلک ٹرانسپورٹ میں دیکھیں کہ عوام کا کیا حشر ہے؟ اپنوں کو نوازنے کے لئے آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! امن وامان کے حوالے سے صرف ایک بات کروں گا۔ یہاں پر ایک منسٹر صاحب نے بڑی باتیں کیں کہ دیکھیں ہم نے عورتوں کو empower کیا ہے، عورتوں کو دیکھیں کہ وہ بجٹ پیش کر رہی ہیں اور اس کا پوری دنیا میں ایک image گیا ہے۔ مجھے بتائیں کہ آپ کا image اس وقت کہاں گیا تھا جب ماڈل ٹاؤن کے اندر آپ نے حاملہ عورتوں کے منہ پر گولیاں ماری تھیں۔ اس وقت آپ کا ضمیر کدھر تھا؟ یاد رکھیں کہ ایک جے آئی ٹی اسلام آباد کی ہو رہی ہے جس کے بعد ان شہداء کا خون بولے گا جو ماڈل ٹاؤن کے اندر آپ نے قتل کئے ہیں اور ماڈل ٹاؤن کے اندر سے خون بولے گا تو یہ حکمران جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہوں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ نبیرہ عندلیب!

محترمہ نبیرہ عندلیب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ **ھم صلے علی سیدنا محمد و علیٰ آل محمد و اصحاب سیدنا محمد**۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اس موقع پر ایوان کے معزز ممبران کو مبارکباد پیش کروں گی کہ الحمدللہ صوبائی حکومت کا یہ پانچواں بجٹ ہے۔ اس بجٹ کی تیاری اور تحقیق کا سہرا یقیناً وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو جاتا ہے۔ بجٹ کی تیاری ایک مسلسل عمل کا نام ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ گزشتہ میزانیہ سے تقابل، نئے اہداف کا تجویز کیا جانا اور اس کے لئے فنڈز کا مختص کرنا ایک تکنیکی کام تھا جس کی محکمہ خزانہ، دیگر اداروں کے افسران و ماہرین اور ماتحت عملہ نے انتھک محنت کی اور اپنے فرض سے عہدہ برآ ہوئے۔

جناب سپیکر! بجٹ برائے سال 18-2017 ایک متوازن بجٹ ہے۔ یہ بجٹ کسی طور پر بھی انتخابی بجٹ نہیں ہے جیسا کہ حزب اختلاف کا مؤقف ہے۔ بہر حال مہنگائی سے ریلیف اور بے روزگاری کے باعث job کے فقدان سے ذرا صرف نظر کیا گیا ہے اور اس پر واضح چیزیں موجود نہیں ہیں۔ ہاں البتہ ترقی کے اہداف کے حصول کے لئے یہ ایک مکمل ترقیاتی بجٹ ہے۔ اس کا توازن تعلیم، صحت، زراعت، صنعت، مواصلات اور انرجی سیکٹر کے متناسب یعنی برابر فنڈز رکھتا ہے۔ گزشتہ سالوں کے معاشی حکمت عملی کے ثمرات عوام الناس تک پہنچ رہے ہیں۔ مختلف منصوبہ جات کی تکمیل اور معاشی ترقی کی فضا کو واضح کر رہی ہے نیز کوئی نیا ٹیکس بھی نہیں لگایا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میزانیے کے اہداف قابل تعریف ہیں جن میں کل بجٹ کا 1017۔ارب روپے صحت، تعلیم، زراعت، امن وامان، انصاف، مقامی حکومتوں کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ مقامی حکومتوں کے لئے PFC سے حاصل فنڈز کا 44 فیصد مختص کیا جانا، تعلیم کے لئے 2345۔ارب روپے رکھنا جو کہ کل بجٹ کا 17.5 فیصد ہے، قابل تعریف ہے۔ اس سے رواں سال پرائمری سطح پر drop out کی شرح میں خاطر خواہ کمی واقع ہو گی۔ ضلعی ایجوکیشن اتھارٹی کا قیام، سکول کونسلز کو بااختیار بنایا جانا، سولر سسٹم، سکولوں میں بنیادی سہولتیں فراہم کرنا، معروف این جی اوز کے زیر انتظام سکولوں کو چلانا، پیف کے ذریعے ساڑھے تین لاکھ بچوں کو وظائف، چار دانش سکولوں کا قیام، 50 نئے ڈگری کالجز کا قیام، تین نئی یونیورسٹیاں، بیرون ملک طلباء وطالبات کے لئے سکالرشپس اور دورے اور ایک لاکھ 15 ہزار طلباء کے لئے laptop کی فراہمی نئے میزانیے میں حکومت کے تعلیمی شعبے کو اہمیت دینے کے حوالے سے اہم ترین اقدامات ہیں۔ سب سے بڑھ کر سکول اساتذہ کو اپ گریڈ کرنا یقیناً معلم کے مقام کو معاشرے میں

عزت دے گا۔ اب اساتذہ کو بھی اس مقام کو پہچان کر قوم کے بچوں پر اپنی مکمل توانائیاں صرف کرنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! صحت کے لئے 15.4 فیصد حصہ بجٹ میں مختص کیا گیا ہے۔ ضلعی صحت اتھارٹی کے ذریعے صحت کے بنیادی مراکز، ہسپتالوں کی صورتحال کی بہتری کی کوشش کرنا، جنوبی پنجاب کے لئے 100 موبائل ہیلتھ یونٹس کی فراہمی، ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کو THQs اور DHQs تک بڑھنا، PAFDA کا قیام، ہسپتالوں میں ادویات کی فراہمی، نئے میڈیکل کالجز کا قیام، جگر گردوں کے علاج کے لئے اداروں کا قیام اور دیگر منصوبہ جات بہت اہم ہیں۔ پینے کے صاف پانی، خالص خوراک زراعت پر توجہ کی بناء پر کسان package، کھاد کی قیمتوں میں کمی، آبپاشی کے نظام کی بہتری قابل ستائش ہے۔ خادم اعلیٰ پنجاب رورل روڈز پروگرام اپنی افادیت ظاہر کر رہا ہے، توانائی کے مختلف منصوبہ جات اپنے تکمیلی مراحل میں ہیں جن کے لئے فنڈز مہیا کئے گئے ہیں، صنعتی ترقی کے لئے اقدامات اور امن وامان کے لئے پولیس کی restructuring یہاں ایک اور بات مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ کراچی آپریشن اور رد الفساد آپریشن کے بعد صوبہ پنجاب میں جو جرائم کی شرح میں اضافہ ہوا ہے اُس کے لئے ڈولفن اور ہیرو فورسز کی ذمہ داری بڑھ گئی ہے۔

جناب سپیکر! آخری لمحات میں تین تجاویز دینا چاہوں گی پہلی تجویز یہ ہے کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ مہنگائی کے اضافے سے متعلق کیا جائے اور کم از کم 15 فیصد کرنا چاہئے، BHUs اور RHCs میں علاج معالجہ کی مکمل سہولت کو یقینی بنایا جائے تاکہ بڑے ہسپتالوں پر بوجھ کم ہو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا بہت شکریہ

محترمہ نبیرہ عندلیب: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ پلیز۔ ابتدائی علاج کے لئے ہسپتالوں میں بوجھ نہ پڑے تمام تر بجٹ کو خرچ کرنے کے لئے افسران اعلیٰ کی تربیت کی ضرورت ہے کہ افسران اپنی ہمت اور حکمت سے کام لیتے ہوئے فنڈز کو بر وقت خرچ کریں۔ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق پچھلے سال کے میزانیہ کا 35 فیصد حصہ lapse ہو گیا تھا اس منصوبہ جات مکمل نہ ہو سکیں گے لہٰذا تجویز ہے کہ ہر محکمے میں ایک افسر کو بجٹ کے مکمل استعمال اور monitoring کے لئے ذمہ داری سونپی جائے نیز اگر خرچ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ جی، محترمہ زیب النساء اعوان!

محترمہ نبیرہ عندلیب: جناب سپیکر! صرف تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بولیں۔

محترمہ نبیرہ عندلیب: جناب سپیکر! آخری بات یہ کہ تمام تر اہداف جو بجٹ کی صورت میں حاصل ہوں گے اس کے حصول کے لئے نیک نیتی خلوص مسلسل محنت اور ایمانداری اپنانے سے ہی یہ ممکن ہو سکے گا اور یہ تربیت نئی نسل کو ابھی سے اخلاقی اقدار اور سیرت طیبہ سے روشناس کرانے کی ہی صورت میں ہماری عملی صورت اختیار ہو سکتی ہے لہٰذا اخلاقی تربیت پر مکمل توجہ دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، محترمہ!

محترمہ زیب النساء اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ہماری بڑی پیاری بہن وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور اُن کی پوری ٹیم کو میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں جنہوں نے تاریخی بجٹ، عوام دوست بجٹ، غریبوں کا بجٹ پیش کیا اور میرے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے ہمیشہ جو وعدہ کیا وہ پورا کیا۔

وہ وعدہ ہی کیا جو وفا نہ ہوا
وہ قرض ہی کیا جو ادا نہ ہوا

جناب سپیکر! جب بھی ہماری حکومت آئی، جب بھی ہم لوگ برسر اقتدار آئے تو ہمارے قائد نے بڑے بڑے منصوبے دیئے سب سے پہلے جب ہم برسر اقتدار آئے تو موٹروے جیسے منصوبے دیئے، CPEC جیسے منصوبے دیئے، میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے لاہور میں میٹرو بس چلائی، لاہور کے بعد راولپنڈی، راولپنڈی کے بعد ملتان، فیصل آباد، اُس کے بعد دانش سکولوں کا قیام، کالج یونیورسٹیوں کا قیام، صحت کارڈ اور میرے قائد نے میرٹ پر لیپ ٹاپ دیئے میرے قائد نے ہر فیصلہ میرٹ پر کیا۔ آج اگر میں ایم پی اے ہوں تو میں میرٹ پر ہوں میرا کام میرے قائد نے دیکھا تو مجھے انہوں نے ٹکٹ دیا اسی طرح جو بھی میرے قائد کے کام ہیں وہ میرٹ پر کئے ہیں، وہ کام کرتے رہیں گے، یہ سیٹیاں بجاتے رہیں گے، یہ دھرنے دیتے رہیں گے۔ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف سڑکیں بناتے رہیں گے یہ سڑکیں ناپتے رہیں گے۔ یہ کل عوام کے پاس جائیں گے تو یہ کہیں گے کہ ہم نے اسمبلی میں بیٹھ کر سیٹیاں بجائی ہیں تو اب انشاء اللہ تعالیٰ ان کی سیٹیاں بج چکی

ہیں۔آنے والا وقت 2018 ایک دفعہ پھر مسلم لیگ (ن) برسر اقتدار آئے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف دوبارہ وزیر اعظم پاکستان بنیں گے۔وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف دوبارہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہوں گے۔

ہم سے الجھو گے تو دنیا میں جیو گے کیسے
ہم تو ہر ظلم کی دیوار گرا دیتے ہیں

جناب سپیکر !میری چند گزارشات ہیں کیونکہ میرا آبائی حلقہ تلہ گنگ چکوال ہے حلقہ پی پی۔23 ہے جس میں میرا آبائی گاؤں تلہ گنگ سے ممدوٹ اور براستہ چکوالیاں جہاں پر عرصہ دراز سے روڈ بنی ہی نہیں وہاں روڈز کی ضرورت ہے،ایک گورنمنٹ ہائی سکول ہے اُس میں چار کمروں کی ضرورت ہے،اُس کے بعد میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو سلیوٹ پیش کرتی ہوں جنہوں نے ایک تاریخی بجٹ پیش کیا اور اپنی بہن وزیر خزانہ کی بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے دلیری سے اتنا خوبصورت بجٹ پیش کیا اور یہ سیٹیاں بجاتے رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔جی،ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ التماس کروں گا کہ تھوڑا سا وقت زائد بھی عنایت کیجئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،آپ بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں اس وقت جو ہمارا بجٹ اجلاس ہے یہ رمضان کے مبارک مہینے میں انعقاد پذیر ہے اور یہ وہ مہینہ ہے جس کے اندر رب تعالیٰ نے قرآن عالی شان کو نازل کیا ہے اور رب تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی سورۃ البقرہ کے اندر ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ

رمضان ہی وہ مہینہ ہے کہ جس کے اندر میں نے قرآن مجید کو نازل کیا ہے اور قرآن کیا ہے؟پوری انسانیت کے لئے اس کے اندر ہدایت ہے اور اس کی ہدایت بڑی روشن اور واضح سمجھ میں آنے والی ہے اور یہ خیر اور شر حق اور باطل کے درمیان تمیز کر کے دکھا دینے والی کتاب ہے۔

جناب سپیکر! یہ ہمارا زندگی کا Code of Conduct ہے انفرادی بھی اور اجتماعی بھی اور اللہ تعالیٰ نے اسی قرآن میں ہم سب اہل ایمان کو پابند کیا کہ:

" یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً "

اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو مکمل طور پر تمہیں دائرہ اسلام کے اندر زندگی کو بسر کرنا ہے اسی وژن کے پیش نظر میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ 1973 میں جب ہمارا آئین بنا سب کی اجتماعی کوششوں سے اُس کے اندر یہ بات لکھی گئی اس کا سیکشن A-2 ہے کہ اس ملک کے اندر حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہو گی اور پھر ایک شق کے اندر یہ لکھا گیا کہ سات سال کے اندر اندر اس ملک کے اندر تمام قاعدے قوانین قرآن وسنت کے مطابق بنا دیئے جائیں گے۔ اس کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل بنی اور اُس نے اپنا کام مکمل کر دیا لہٰذا اللہ کے حکم کے مطابق بھی اور آئین کے مطابق بھی ہم پابند ہیں کہ اپنے نظام کو ہم قرآن وسنت کے دائرے کے اندر مقید کریں اس کے اندر اس کو بنائیں۔ اب کیونکہ بجٹ کا معاملہ ہے تو اس حوالے سے میں معیشت جو ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے اس حوالے سے بھی قرآن میں اللہ تعالیٰ نے سود کے حوالے سے بڑی واضح ہدایات دی ہیں اور قرآن مجید کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی:

"وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا"

کہ سود کو میں نے حرام کیا اور تجارت کو میں نے حلال کیا اور ایک اور جگہ رب تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ:

" یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا
اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۲۷۸)
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ "

رب تعالیٰ نے کہا کہ یہ جو سود ہے اس کو اب تم چھوڑ دو۔ اس کے اوپر رب تعالیٰ نے categorically warning دی ہے کہ جو لوگ اب اس حکم کے بعد بھی سود کے کام کو جاری و ساری رکھیں گے تو رب کہتا ہے کہ وہ کان کھول کر سن لیں اور تیار ہو جائیں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے حضرت محمد جو میرے اور آپ کے آقا نامدار ہیں اور ہماری تمام عزتیں ان کی عزت پر قربان ہیں۔

آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ جو سودی کام کرتے ہیں اس میں سود لینے والے، دینے والے، اس کے گواہ اور اس کو لکھنے والے ان چاروں کی وضاحت اللہ کے نبی نے ارشاد فرمائی اور یہ بات ارشاد فرمائی کہ یہ جو سودی کام کرتے ہیں وہ 70 درجے کا گناہ کرتے ہیں۔ جو آخری 70 واں گناہ ہے اس کے بارے میں آقا نے فرمایا کہ وہ ایسا ہے جیسے کوئی اپنی سگی ماں سے زنا کرتا ہے۔ اتنی زیادہ تنبیہات ہیں۔ نومبر 1991 میں اسلامی شرعی عدالت کے فل بنچ نے اس کے بارے میں حرمت کا فیصلہ دیا اور گورنمنٹ کو پابند کیا کہ سات آٹھ مہینے کے اندر اپنے نظام کو غیر سودی کریں اس کے بعد سپریم کورٹ نے اس کو authenticate کیا لیکن اس وقت کی حکومت، معذرت کے ساتھ کہ اس وقت بھی جتنا اقتدار کے اندر موجود تھی۔ میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم تھے وہ سپریم کورٹ میں دوبارہ گئے، stay چلا پھر 1999 میں وہ stay مزید آگے چلا اور اب تک یہ معاملہ چل رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ میں اس وقت ایوان کے اندر سیاسی بات نہیں کر رہا ہوں۔ گورنمنٹ کے بنچوں پر بیٹھے سارے وزراء صاحبان اس پر غور و فکر کریں اور اس کے بارے میں کوئی لائحہ عمل بنائیں۔ آپ پوری قوم کو اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ لڑانے کی بات نہ کریں۔ آپ کی مہربانی۔

جناب سپیکر! یہ پانچواں بجٹ جس کو میں Clerical بجٹ کہوں گا جو ایوان کے اندر پیش ہوا ہے اب یہ پندرہ بیس روز کی جو بحث و مباحثہ ہوگی، میں محترمہ وزیر خزانہ سے معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ میں یہ بات ان کی طرف refer نہیں کر رہا کہ یہ بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہوگا۔ اس میں ہم تقریریں کریں گے، یہ ایک روایت ہے کہ حکومتی بنچوں کی طرف سے تحسین کے ڈھونگریں آئیں گے، اپوزیشن کی جانب سے تنقید آئے گی اور اس طرح یہ بجٹ پاس ہو جائے گا۔ اس بحث کے نتیجے میں ایک ٹیڈی پیسے کا ہیر پھیر بھی ممکن نہیں ہو پائے گا۔ مجھے افسوس ہے کہ ہر دفعہ اس طرح ہی ہوتا ہے، پری بجٹ Debate بھی کروائی جاتی ہے لیکن وزیر خزانہ جو ماضی میں رہے ہیں یا جو اس وقت ہیں انہوں نے کبھی اپنی تقریر کے اندر refer کیا ہو کہ ایم پی اے صاحبان کی پری بجٹ Debate میں ان کی یہ تجاویز آئیں تھیں اور ان کو ہم نے بجٹ میں incorporate کیا ہے۔ اگر یہ اس طرح کریں تو اس سے ایوان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور اس کی sanctity بھی برقرار رہتی ہے۔

جناب سپیکر!میں یہ بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال بجٹ پیش ہوا، سارا سال گزر گیا اور ہم کوئی mechanism نہیں بنا سکے باوجود ایوان کی اس کمیٹی جس میں rules and regulations میں ترامیم کرنے کی بات کی تھی میں نے اس میں بھی یہ بات refer کی تھی اور لیڈر آف دی اپوزیشن نے بھی یہ بات کی کہ پری بجٹ proposals کو آپ سٹینڈنگ کمیٹی کو دیں پھر اس سے بجٹ proposals بنائیں۔

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ سارا سال کوئی خبر نہیں ہوتی کہ پیسے کہاں سے آتے ہیں اور کہاں خرچ ہوتے ہیں۔میں اس کی مثال جنوبی پنجاب کے حوالے سے دوں گا۔آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے ایک سوال دیا تھا کہ کتنے منصوبے ہیں جن کی رقم re-appropriate کر کے میٹرو بس میں لگائی ہے؟میں میٹرو بس کے خلاف نہیں ہوں لیکن میں ترجیحات کی بات کرتا ہوں۔میٹرو بس لاہوریوں کے لئے اچھا منصوبہ ہے۔پہلی دفعہ تو گورنمنٹ نے کوئی جواب نہ دیا دوسری دفعہ آپ کی direction کے بعد ایک صحیح جواب آیا۔پھر ہمیں معلوم ہوا،کیونکہ متعلقہ محکمہ کے سیکرٹری کے دستخط ہوئے تھے کہ جنوبی پنجاب اور بہاولپور کے 117 منصوبے جو 23۔ارب روپے کی مالیت کے تھے ان پر دوران سیشن ایک پائی بھی نہیں لگی وہ سارے کے سارے پیسے re-appropriate کر کے میٹرو بس پر لگائے گئے۔ اسی طرح دو سال یا ایک سال سے بہاولپور میں سرکلر روڈ کے لئے رقم رکھی جاتی ہے،کمشنر صاحب نے دو تین دفعہ مجھے خوشخبری سنائی کہ ڈاکٹر صاحب پیسے لے گئے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ ارشاد فرمایا کہ انہیں خرچ کرنے کی اجازت نہیں ملی۔ہمیں یہ کیسے پیسے دیئے ہیں کہ جن کو خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے؟ سال ختم ہو گیا ہے ایک اینٹ بھی اس سرکلر روڈ کے حوالے سے نہیں لگی جہاں ٹریفک کا بہت زیادہ گھمسان ہے۔

جناب سپیکر!میں نے یہ باتیں اس لئے پیش کی ہیں کہ دوران سیشن کوئی ایسا mechanism ہو جس سے ہمیں پتا یہ چلے کہ پیسے کہاں سے آئے اور کہاں کہاں گئے ہیں؟اس کا کوئی سسٹم نہیں ہے اس لئے ہمیں کچھ پتا نہیں چلتا اور اس کا عکس میں ابھی آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!اس حوالے سے میرے پاس 30۔جون 2017 تک کے اعداد و شمار کی ایک رپورٹ ہے۔وزیر خزانہ نے یہ بات کی کہ ہر ہیڈ کے اندر ہم نے اتنا increase کیا ہے لیکن وہ یہ تو بتائیں کہ جو پچھلے سال میزانیہ پیش ہوا تھا، جس کو منظور کروایا تھا اس کا کیا بنا،اس کو کس طرح خرچ کیا اور کتنے فیصد اس پر عملدرآمد کیا؟یہ میرے پاس سکول ایجوکیشن کے اعداد و شمار ہیں۔بجٹ میں سکول ایجوکیشن

کا جو لوکل component منظور ہوا وہ 47 ہزار 873 ملین روپے ہے۔ اس میں foreign aid component کا 88 ملین آیا۔ یہ 47 ہزار 780 ملین روپے سکول ایجوکیشن کے لئے دیئے گئے۔ اس میں allocation on revenue utilization جو۔اپریل 30۔اپریل 2017 تک ہے وہ 20 ہزار 650 ملین ہے۔ یعنی سکول ایجوکیشن کے لئے جو allocated رقم تھی اس کا 50 فیصد 30۔اپریل 2017 تک خرچ ہو چکا ہے۔ اب دو مہینے کے اندر روز لگا کر یہ 10 فیصد مزید کر لیں گے یعنی پچھلی دفعہ جو اسمبلی نے آپ کو دیا ہے اس میں سے 10 فیصد آپ خرچ نہیں کر سکے۔ اس طرح ہیلتھ کو دیکھیں کہ اس کی اتنی priorities تھیں کہ اس کو دو حصوں سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن اور پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر میں تقسیم کر دیا۔ ان کی حالت یہ ہے کہ پچھلے سال بجٹ میں 24 ہزار 500 ملین روپے دیئے گئے اور انہوں نے 10 ہزار 107 ملین روپے خرچ کئے۔ ان کو جو ریونیو allocation ہوئی تھی یہ اس کی 36 فیصد بنتی ہے یعنی یہ 36 فیصد رقم 30۔اپریل 2017 تک خرچ کر پائے ہیں۔ یہ دو مہینے کے اندر مزید کتنا خرچ کر لیں گے ؟ بہت زور لگا لیں گے تو 50 فیصد تک چلے جائیں گے۔ 50 فیصد کا کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں گیا اور کیا معاملہ ہوا۔ اس طرح پرائمری اور سیکنڈری ہیلتھ کیئر کی 18 ہزار ملین روپے کی بجٹ allocation تھی۔ اس میں جمع تفریق ہوتی رہی، خرچ ہوتا رہا اور 30۔اپریل 2017 تک کا net خرچہ 9 ہزار 322 ملین ہے۔ یہ allocated amount کا 41 فیصد بنتا ہے۔ اب یہ مزید کتنا خرچ کر لیں گے مجھے اس کا علم نہیں ہے۔

جناب سپیکر! یہ اریگیشن اور ایگریکلچر کی بڑی بات کرتے ہیں اور ان کا چولی دامن کا ساتھ ہے اس کے لئے 22 ہزار 115 ملین روپے کی allocation ہوئی اور دوران سال انہوں نے 18 ہزار 665 ملین خرچ کیا۔ یہ 30۔اپریل تک allocated amount کا 46 فیصد بنتا ہے۔ آپ حساب لگا لیں کہ 56 فیصد ان کے پاس موجود ہونا چاہئے جو انہیں نے خرچ نہیں کیا۔ جو انہوں نے بجٹ document میں بتایا ہے کہ یہ ہم نے بڑی ریکارڈ بچت کی ہے اصل میں یہ وہی بچتیں ہیں کہ آپ اتنے نااہل ہیں، آپ کی financial management، آپ کی منصوبہ بندی اور آپ کی monitoring اتنی ناقص ہے کہ allocated amount کو بھی خرچ نہیں کر سکے۔

جناب سپیکر! میں اس کی بنیادی وجہ سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جو وزراء کی لائن یہاں بیٹھی ہے یہ سارے کے سارے بے اختیار ہیں۔ میں نے ان سب معاملات کو بڑے قریب سے دیکھا ہے اور

مجھے دکھ ہوتا ہے۔ میں آج اس ایوان کے توسط سے وزیراعلیٰ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ آپ ٹیم ورک پر آئیں اور ان کو بااختیار کریں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! وزراء بااختیار ہیں، لاء منسٹر بااختیار ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ بہت اہل ٹیم ہے لیکن اختیار نہ ہونے کی وجہ سے بالکل بانجھ ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سب کے پاس اختیارات ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اسی طرح آپ دیکھیں ایگر کلچر جس کے بارے میں بڑی باتیں کی کہ ہم نے اس کو اتنا increase کر دیا، یہ سودی اور وہ غیر سودی، اس میں پچھلے بجٹ میں جو ان کو allocate ہوا وہ 1678 ملین روپے ہے اور foreign aid کا component بھی اس میں تھا جو کہ 3922 ملین تھا، end کے اندر نتیجہ کیا نکلا کہ یہ 30۔ جون تک 6565 ملین روپے خرچ کر پائے ہیں جو کہ 62 فیصد بنتا ہے۔

جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ فوڈ پر، میں پچھلی ساری figure نہیں بتاتا جو انہوں نے ٹوٹل 30۔ جون تک خرچ کیا ہے جو کہ وہ 39 فیصد خرچ کیا ہے۔ اسی طرح ڈسٹرکٹ اور ٹی ایم اے ڈویلپمنٹ پروگرام پر ان کو 15 ہزار ملین روپے allocate ہوئے اور سارے سال میں بہت تیر مارا تو 7491 ملین روپے خرچ کر پائے ہیں جو کہ 50 فیصد بنتا ہے۔ ٹی ایم اے جن کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے ان کو بڑا بااختیار کیا ہے، وہ جو نظام لے کر آئے ہیں وہ نظام، میں سمجھتا ہوں اور میرا ذاتی تجزیہ پچھلے نظام کے حوالے سے یہ ہے کہ وہ بالکل بے چارے بے بس ہیں جو لوگ اس وقت اب وہاں مختلف ذمہ داریوں پر جو چیئرمین اور میئر بیٹھے ہیں وہ بالکل بے اختیار ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے ایوان میں پہلے بھی کہا ہے کہ بس اتنی کسر رہ گئی ہے کہ آپ ان کے ہاتھ میں جھاڑو پکڑا دیں اور وہ سڑکوں پر جھاڑو دیں باقی کوئی شے ان کے پلے اس حوالے سے نہیں ہے۔ کوئی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نہیں ہے، بالکل ڈسٹرکٹ گورننس کے حوالے سے اس سارے نظام کا ستیاناس کر دیا ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ اگر محترمہ وزیر خزانہ مناسب سمجھیں تو جو پچھلا بجٹ دیا تھا اس میں سے انہوں نے جو خرچ کیا وہ بھی ذرا عوام کو بتائیں کہ ہم نے اس کو کیسے خرچ کیا ہے، کتنا خرچ کیا ہے، کدھر سے پیسے اٹھا کر کدھر کو لگائے ہیں؟ آپ یہ تسلیم کریں، میں نے آپ کی خدمت میں یہ جو figures دیئے ہیں یہ بالکل authentic figures ہیں، کہیں اِدھر اُدھر سے لے کر نہیں آیا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں دو چار باتیں اپنے جنوبی پنجاب کے حوالے سے کروں گا۔اب میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے سرکاری ملازمین کی pay میں increase دیا۔ پچھلے سال انہوں نے کلریکل سٹاف کو بہت نوازا ہے یہ بہت اچھی بات ہے کہ ان کو uplift کیا گیا ان کو سکیل 7 سے سکیل 9 میں اپ گریڈ کیا گیا، سکیل 9 سے سکیل 11 میں اپ گریڈ کیا گیا، اسی طرح سکیل 16 میں اپ گریڈ کیا گیا اور اس طرح کے سکیل دیئے گئے لیکن ٹیکنیکل سٹاف اس سے محروم رہا ہے بلکہ اس سے اسمبلی کا ٹیکنیکل سٹاف بھی محروم ہے۔اسی طرح ہیلتھ کے کوئی 150 کے قریب کیڈر ہیں جو اس سے مستفید نہیں ہوئے اور ان کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ سے ایک دو دفعہ مل بھی چکا ہوں، ان سے request بھی کی ہے اور ان کو اتنا ایک تھبا بھی دیا تھا جس میں ساری detail تھی۔ان کو یاد ہوگا کہ میں ان کے دفتر میں ان کو دے کر آیا تھا۔انہوں نے کہا کہ ہم اس کو consider کریں گے۔ ہماری محترمہ وزیر خزانہ اسی subject کی ہیں اور وہ اس حوالے سے ساری بات کو سمجھتی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ فیصلے تو ظاہر ہے کسی اور جگہ پر اس حوالے سے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں آپ کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ سے دوبارہ request کروں گا کہ وہ اس کو دیکھیں، ابھی بھی وقت موجود ہے اگر اس دوران وزیراعلیٰ سے کوئی منظوری لے کر کوئی صورتحال بنائیں۔

جناب سپیکر! بے روزگاری، پورے پنجاب میں بے روزگاری اپنی جگہ موجود ہے، بڑے شہروں میں کیونکہ کچھ انڈسٹریز موجود ہوتی ہیں تو اس کے نتیجے میں لوگ کھپ جاتے ہیں۔ میں بہاولپور کی بات کرتا ہوں، اگر میرے دفتر میں ایک دن کے اندر دو سو لوگ آتے ہیں تو سوا سو لوگ صرف ملازمت کے لئے آتے ہیں۔ میں بڑے دکھ سے اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ جب میں سال ڈیڑھ سال پہلے بہاولپور سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کا ڈائریکٹر تھا تو دو ایم اے سیکنڈ کلاس پاس بچے میرے پاس آکر روئے اور کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ تھوڑے سے بااختیار ہیں، آپ ہمیں جمعدار لگوا دیں اور ہم سڑکوں پر جھاڑو دیں گے۔ میں نے ان کو لگوا دیا اور وہ آج بھی بہاولپور کی سڑکوں پر جھاڑو دیتے ہیں اور دل خون کے آنسو روتا ہے۔اسی حوالے سے کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے اب یہ بات کہنا کہ یہ سڑک بن رہی ہے اور اس سے بے روزگاری دور ہو جائے گی۔ یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ سڑک بننے سے کیسے بے روزگاری دور ہو گی؟

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ کو انرجی سیکٹر کے اندر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں باتیں تو بہت ہوئی ہیں پرسوں وزیراعظم کا بیان بھی اخبار میں پڑھ رہا تھا اور انہوں نے کہا کہ میاں محمد شہباز شریف جوش وجذبے میں آکر بھڑکیں مار جاتے ہیں اور یہ بھی بھڑک ماری تھی۔ انہوں نے کہا کہ ہم چھ مہینے کے اندر بجلی کی لوڈ شیڈنگ سے نجات دلا دیں گے۔ انہوں نے جلسے میں یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر ہم چھ مہینے میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ ختم نہ کر سکیں تو میرا نام تبدیل کر دیا جائے۔ اب چھ مہینے تو گزر گئے ہیں اور یہ پانچواں بجٹ آگیا ہے بلکہ چار سال گزر گئے ہیں تو وہ اپنا نام خود تجویز کر دیں ہم اسے قبول کر لیں گے ورنہ ہم کوئی نام رکھ دیں گے تو پھر آپ کو اس حوالے سے شکایت ہو گی۔

جناب سپیکر! میں ترجیحات کے حوالے سے بھول گیا، انرجی سیکٹر کے اندر 7985 ملین روپے جس میں 1015 ملین روپے کا foreign component بھی تھا اس میں سے یہ پورے سال میں 1731 ملین روپے خرچ کر چکے ہیں جو کہ ان کو ٹوٹل allocate ہوا ہے یہ اس کا 40 فیصد بنتا ہے۔ یہ چیزیں بتاتی ہیں کہ کیا ترجیحات ہیں، سارا فوکس اورنج لائن ٹرین پر ہے cosmetic منصوبوں کے حوالے سے، میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس کی مینجمنٹ کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپکر! بہاولپور میں پانی کا لیول بہت نیچے چلا گیا ہے کیونکہ ہمارا ستلج دریا سندھ طاس معاہدے کے تحت ہندوستان کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ گورنمنٹ نے خود اس کو تسلیم کیا ہے اور کہا کہ ہم آپ کے دریا کو run رکھنے کے لئے کوئی متبادل بندوبست کروائیں گے لیکن کوئی متبادل بندوبست نہیں ہوا۔ میاں محمد نواز شریف تین سال پہلے بہاولپور تشریف لائے اور انہوں نے معززین کے ساتھ خطاب کیا اور کہا کہ بہاولپور میں پانی کی سطح نیچے ہو گئی ہے اور اس کے لئے ہم بہت اچھا منصوبہ بنا رہے ہیں، بہاولپور شہر سے ایک یا آدھے کلو میٹر فاصلے پر دریا بہتا ہے تو ہم اس کے اندر ایک مصنوعی جھیل بنائیں گے، اس میں پانی سٹور ہو گا، شہر کا پانی level بھی اوپر آئے گا۔ اس کے ساتھ اور بہت سارے فوائد بیان لیکن تین سال گزرنے کو آئے ہیں انتظامیہ سے پوچھتا رہتا ہوں، کمشنر سے بات کرتا ہوں، جب میں Federal state Minister Education جناب بلیغ الرحمٰن سے بات کرتا ہوں تو وہ ہنس کر ٹال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اوپر لکھ رہے ہیں، ہم نے اتنا لکھ دیا۔ ہمارے ساتھ تو اس حوالے سے یہ کچھ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں چار سال سے یہ پکار رہا ہوں کہ سرکل روڈ بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال اور میڈیسن مارکیٹ کے درمیان میں سے گزرتی ہے اور یہ شہر کی سب سے مصروف ترین شاہراہ ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دو fatal accidents دیکھے ہیں، مریض کے attendant کے ہاتھ میں نسخہ ہے اور وہ مریض کی پریشانی دیکھتے ہوئے بھاگا آ رہا ہے، اس نے پوری طرح دائیں بائیں نہیں دیکھا اور جیسے ہی سڑک پر چڑھا گاڑی آئی اس نے اٹھایا اور اس کو دور پھینکا۔ موقع پر اس کی death ہو گئی۔ یہ دو accidents میں نے اپنی نظروں کے سامنے دیکھے ہیں۔ جب لاہور آتے ہیں، ہمیں لاہور کی ترقی سے کوئی غم نہیں ہے اور اس پر کوئی دکھ نہیں ہے لیکن یہاں آ کر ہمیں اپنی کمی کا احساس ضرور ہوتا ہے۔ آپ چلے جائیں تو بیشتر سڑکیں نیچے سے گزر رہی ہیں، سڑکیں اوپر سے گزر رہی ہیں اور ریکارڈ مدت کے اندر اربوں روپے کی مالیت سے سڑکوں کی توسیع ہو رہی ہے، اچھی بھلی سڑکیں بنی ہوئی ہیں ان کو اکھاڑ کر ان پر نئی کارپٹ ہو رہی ہے لیکن بہاولپور میں سرکل روڈ پر چند کروڑ روپے کا flyover کا منصوبہ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وزیر قانون رانا ثناء اللہ نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ نے یہ بہت اہم مسئلہ اٹھایا ہے انشاء اللہ میں بجٹ کے اندر یہ flyover لے کر دینے کی کوشش کروں گا لیکن ظاہر ہے بجٹ آ گیا ہے، اسی طرح ہمارا ون یونٹ چوک ہے وہاں پر بھی ٹریفک کا اتنا دباؤ ہوتا ہے تو وہاں پر بھی ایک flyover کی ضرورت ہے جو ہماری genuine ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ محکمہ خزانہ کے اندر کاموں کے حوالے سے جانے کا اتفاق ہوتا رہتا ہے۔ ظاہر ہے نام لینا تو بالکل غیر مناسب ہے لیکن ذمہ دار اچھے خاصے افسران سے میری discussion ہوئی تو انہوں نے کہا کہ جو ڈویلپمنٹ کے لئے پیسا پنجاب کے پاس آتا ہے تو اس کا 67 فیصد لاہور پر خرچ ہوتا ہے۔ میری اس بات کو ایشین ڈویلپمنٹ بنک نے authenticate کیا، پی سی ہوٹل کے اندر ایک سیمینار ہوا تھا تو انہوں نے مجھے بھی بلایا اور اس پر ایک graphic representation دکھائی گئی، انہوں نے دکھایا کہ لاہور پر جو ترقیاتی رقم کا گراف تھا وہ اوپر کی لائن سے بھی اوپر گزر رہا تھا یعنی وہ ان کے صفحے کے اندر آ ہی نہیں رہا تھا، بہاولنگر کے لئے base line کے اوپر سے ایک لائن تھی اور بہاولپور کی تین چار لائنیں اس سے اوپر تھیں۔ اگر آپ اس طرح کرتے ہیں تو اس سے محرومیاں بڑھتی ہیں، آپ نے راولپنڈی اور فیصل آباد میڈیکل کالجوں کو یونیورسٹی بنانے کا اعلان کیا ہے، بہت اچھی بات ہے لیکن یہ دونوں میڈیکل کالج بہاولپور میں قائداعظم میڈیکل کالج کے

بعد بنے ہیں۔ اگر آپ نے یہ چوکا چھکا مارا ہے تو مہربانی کر کے ایک چھکا اور مار دیتے کہ بہاولپور میں قائداعظم میڈیکل کالج کو بھی یونیورسٹی کا درجہ دے دیا جائے۔

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ! آپ سے request کروں گا کہ آپ وزیراعلیٰ سے بات کریں اور اس بجٹ میں جب آپ آخر میں اس بحث کو conclude کریں، کوئی مذائقہ نہیں ہے کہ اگر اس کو بھی آپ یونیورسٹی بنادیں گے تو ہمارے دل خوش ہو جائیں گے ورنہ یہ سوالیہ نشان ہمارا لگا رہتا ہے کہ جی، وہ ہمارے سے بعد میں بننے والے میڈیکل کالج یونیورسٹی آپ نے بنا دیئے ہیں اور قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور کو آپ یونیورسٹی کیوں نہیں بناتے ؟ اس کو آپ مہربانی کر کے اس حوالے سے دیکھیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتاؤں گا کہ بھکر کے اندر ایک میڈیکل کالج کا اعلان ہوا ہے، بہاولنگر میں بنا رہے ہیں اور پھر میڈیکل فیکلٹی نہیں ہے۔ آپ جو چیز بھی بنائیں اس کی فزیبلٹی تو پہلے بنائیں، میں بالکل ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ ملتان میں جو آپ نے میٹرو بس چلائی ہے وہ خسارے میں جا رہی ہے، لوگ اس پر اتنے سفر نہیں کرتے، اس کی feasibility report پہلے آپ نے بنائی نہیں۔

جناب سپیکر! میں نے اسمبلی کے اندر سوال دیا ہے، اللہ کرے اس کا جواب آ جائے تو اس میں معلوم ہو جائے گا کہ اس سے کتنے لوگ مستفید ہو رہے ہیں اور ہم اس میں کتنی سبسڈی دے رہے ہیں۔ یہ چیزیں دیکھنے والی ہیں اور اس طرح کے میڈیکل کالج کے آپ اعلانات تو کر رہے ہیں لیکن آپ کے پاس فیکلٹی نہیں ہے۔ میں خود ڈاکٹر ہوں اور آئے دن ان مسائل کو میں جا جا کر دیکھتا ہوں۔ بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ اب ڈی جی خان میں میڈیکل کالج ہے لیکن فیکلٹی نہیں ہے۔ بہاولپور سے ایسوسی ایٹ پروفیسر کو اٹھایا، اس کو کہا کہ بھئی! دو مہینے کے لئے مہربانی کر لے، تو وہاں پر چلا جائے کیونکہ اس کو recognize کرنے کے لئے وہاں پر پی ایم ڈی سی کی ٹیم آ رہی ہے، تین چار پروفیسر یہاں سے بھیجے، مجھے خود ایک کے بارے میں ایڈیشنل سیکرٹری نے کہا کہ آپ اس کو request کریں کہ یہ join کرے اور ہم وعدے کے مطابق اس کو واپس کریں گے۔

جناب سپیکر! میں نے اس سے request کی کہ بھئی! گورنمنٹ مشکل میں ہے، وہ ہمارا ادارہ بن گیا ہے، اب مہربانی کرو تم چلے جاؤ تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں اتنے مہینوں کے بعد واپس کروا دوں گا۔ میں خوش ہوں الحمدللہ کہ جو commitment انہوں نے مجھ سے کی اس کے مطابق انہوں نے واپس اس کو pass out کر دیا لیکن اس حوالے سے یہ بڑی مشکلات ہیں تو آپ بغیر ہوم ورک کئے اس طرح کے چوکے چھکے مارتے ہیں یہ بہت ہی غیر مناسب ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بہاولپور میں وزیراعلیٰ صاحب آئے، آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کا سنگ بنیاد رکھ کر چلے گئے۔ اب چار سال گزر گئے ہیں وہ سنگ بنیاد جو ہے وہ اب سنگ خاک ہو رہا ہے اور پتا نہیں اس کے اوپر کب کوئی کام ہوگا، محکمے سے معلوم کرتے ہیں تو وہ چپ کر جاتے ہیں اور کوئی جواب نہیں دے پاتے، انہیں پتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو اگر ہم کوئی جواب دیں گے تو یہ اسمبلی میں اٹھ کر بات کرے گا۔ ہماری کھینچائی ہو جائے گی تو ظاہر ہے کہ ہمارے ساتھ یہ کچھ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں یہ ساری جو محرومیاں اس حوالے سے ہیں میں اس حوالے سے کہوں گا کہ بالکل دیانتداری کے ساتھ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بہاولپور صوبہ بحال ہونا چاہئے اور اسی ایوان نے ایک قرارداد پاس کی، آپ سارے اس کے اندر موجود تھے، جنوبی پنجاب کے صوبے کے بنائے جانے کی بات ہوئی اور جنوبی پنجاب انشاء اللہ صوبہ بنے گا اور ہم دیکھیں گے کہ گورچانی صاحب وہاں پر وزیراعلیٰ ہوں گے۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں کریں جی، مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بہاولپور صوبہ بحال ہوگا۔ ہمارے مسائل وہاں حل ہوں گے ناں۔ گزارش یہ ہے کہ صادق آباد اور راجن پور سے بندہ نکلتا ہے اور وہ سارا دن کا سفر کر کے رات کو یہاں پہنچتا ہے، اگلے دن سیکرٹریٹ جاتا ہے، سیکرٹری صاحبان تو ملتے نہیں ہیں، ان کے دفتر میں گھسنا عام آدمی کے لئے بالکل ممکن نہ ہے، سیکرٹریٹ میں جانا بڑا مشکل ہے اور سیکرٹری کو ملنا یہ تو بہت ہی، بہت ہی مشکل کام ہے۔ چھوٹا سا کوئی ملازم جو ہے اس کی حیثیت ہی نہیں ہے اور یہ بارہا اس طرح کی چیزیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ وہ آدمی بیچارہ دو تین دن یہاں رہتا ہے اور آٹھ دس ہزار روپے کا خرچہ کرتا ہے اور اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ میری قسمت ہی ایسی تھی، میرا مقدر ہی ایویں ہا، یہ کہہ کر وہ واپس چلا جاتا ہے۔ جب اسمبلی نے ایک قرارداد متفقہ پاس کر دی ہے اور یہ ضرورت بھی ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب محترم لاہور کی ترقی کو دیکھ دیکھ کر پھلتے پھولتے خوش ہوتے ہیں، وہ ہوتے رہیں، ہمیں وہاں ہمارا صوبہ دے دیں، ہمارے گورچانی صاحب وہاں پر ہمارے وزیراعلیٰ ہوں گے، ہم ان کی خدمت کے اندر حاضر ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بہاولپور صوبہ بحال ہوگا۔ پہلے صوبہ رہا ہے۔ مخدوم احمد محمود وہاں کے وزیراعلیٰ رہے ہیں۔ 49 ممبران کی اسمبلی وہاں پر کام کرتی رہی ہے اور بہاولپور صوبے کے بڑے اچھے طریقے سے معاملات چلتے تھے، کوئی غریب صوبہ نہیں تھا، مرکز سے کوئی سبسڈی نہیں لیتا تھا بلکہ آپ کو معلوم ہے

کہ پاکستان کی پہلی تنخواہیں نواب صادق رحمۃ اللہ علیہ نے donate کیں کہ پاکستان فیل سٹیٹ نہ بنے۔ اس کے علاوہ اور بھی طریقوں سے انہوں نے facilitate کیا، کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور میں ان کے ہال بنے ہوئے ہیں، پنجاب یونیورسٹی کو انہوں نے جگہ لے کر دی، پورے پاکستان کے اندر اس حوالے سے ان کی نشانیاں موجود ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے اپنی آخری بات کروں گا کہ آپ مہربانی کریں، سارے وزراء صاحبان بھی مہربانی کریں کہ جو آپ نے یہاں 2008 سے 2013 کی اسمبلی کے اندر بہاولپور صوبے کی بحالی اور جنوبی پنجاب صوبے کے بنائے جانے کی یہاں متفقہ دو قرار دادیں پاس کیں اس کے اوپر عملدرآمد کے لئے آپ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔ آپ یقین کریں کہ یہ پاکستان کے لئے خدمت ہو گی۔ آج اگر سندھ، بلوچستان، کے پی کے پنجاب کو گالی دیتا ہے تو وہ اس لئے کہ پنجاب کا حجم زیادہ ہے، National Divisible Pool میں سے پنجاب کو زیادہ حصہ ملتا ہے۔ اس کے نتیجہ کے اندر وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری محرومیاں بڑھتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ بات کروں گا کہ پی ایم سی کا لکھا ہوا ہے کہ وہ جو قابل تقسیم محاصل میں سے 44 فیصد ہم لوکل گورنمنٹ کے نظام کو دے رہے ہیں۔ یہ اس طرح کی گول مول سی بات کرنا، یہی باتیں ہوتی ہیں کہ جس کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ بجٹ اعداد و شمار کا گورکھ دھندہ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بہت شکریہ۔ جی، جناب جاوید اختر!

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! یہ clarify کیجئے گا کہ ادھر سے بھی جاوید اختر ہیں اور وہ بھی کھڑے ہیں اور ادھر سے میں بھی جاوید اختر ہوں اور میں بھی کھڑا ہوں۔ پی پی نمبر دیکھ کر پکار دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، یہ جناب جاوید اختر ہیں۔ آپ کا پی پی۔242 ہے۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! میرا پی پی۔242 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو پھر یہ آپ ہی کا نام ہے۔ آپ تقریر کریں۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ، ان کی ٹیم اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو ایک شاندار بجٹ پر جس کا حجم 1970 ۔ارب روپے ہے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ بجٹ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا صوبہ کے متعلق وژن اور صوبہ کی ترقی کے متعلق ان کا جو خواب ہے اس کی پوری عکاسی کرتا ہے۔

جناب سپیکر! میں ذرا تھوڑا پیچھے جاؤں گا کہ 2013 میں جب الیکشن ہوئے تھے، سارا ایوان جانتا ہے، آپ بھی جانتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کا جو پانچ سالہ دور تھا اس میں اس ملک کے ساتھ کیا کچھ کیا گیا، آپ کے بھی سامنے ہے، سارے ایوان کے سامنے ہے۔ ہماری حکومت کو جو وراثت میں ملا، ملک اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا، ادارے تباہ ہو چکے تھے، یہ میاں محمد نواز شریف کی ولولہ انگیز قیادت ہی تھی کہ جس نے اس ملک کو صحیح track پر ڈالا اور ترقی کی راہ پر گامزن کر دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ اگلا جو الیکشن ہے پی ایم ایل (ن) اپنی کارکردگی کی بنیاد پر لڑے گی اور جیتے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں نے پیپلز پارٹی کی کارکردگی کی بات کی، میں معذرت کے ساتھ اس کا تھوڑا سا ذکر کرنا چاہوں گا کہ پیپلز پارٹی کے colleagues بھی بیٹھے ہیں لیکن یہ حقائق ہیں، یہ کڑوے ضرور ہیں۔ ادارے ایسے تباہ ہوئے اس کی میں ایک چھوٹی سی مثال آپ کو دیتا ہوں۔ مجھے ریلوے کے ایک افسر نے بتایا ہے کہ ایک ٹرین لاہور سے کراچی جا رہی تھی، راستے میں ایک سٹیشن پر کھڑی ہو گئی، دو گھنٹے گزر گئے، تین گھنٹے گزر گئے، مسافر نیچے اترے انہوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے، کیوں کھڑی ہو گئی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ڈیزل ختم ہو گیا ہے تو مسافروں سے چندہ لے کر اس ٹرین میں ڈیزل ڈالا گیا تو پھر ٹرین روانہ ہوئی۔ پیپلز پارٹی کے دور میں اداروں کا یہ حال تھا۔ میرا یہ سنانے کا مقصد کچھ اور بھی ہے اور وہی پیپلز پارٹی کے لوگ آپ دیکھ رہے ہیں کہ daily basis کی بنیاد پر، وہی کرپٹ لوگ جوق در جوق تحریک انصاف میں شامل ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں عمران خان سے پوچھتا ہوں کہ میرٹ اور کرپشن کی definition اس قوم کو بتا دیں کہ وہ کیا ہے؟ میرٹ کیا ہے اور کرپشن کس کو کہتے ہیں؟ اگر کرپٹ ٹولے کو ہی آپ نے اکٹھا کر کے اگلا الیکشن لڑنا ہے تو عوام کو جواب تو دے دیں کہ کرپشن کا مقصد کیا ہے اور میرٹ جس کا آپ

راگ الاپتے ہیں اس کا مقصد کیا ہے؟ وہ سارا مقصد تو فوت ہو گیا ہے چونکہ آپ ایک کرپٹ ٹولے کے ساتھ الیکشن لڑیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! کیا یہ بجٹ تقریر ہے؟

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! میری بہن حوصلہ پیدا کریں۔ میاں محمد اسلم اقبال نے بھی بہت باتیں کیں، has and had کی باتیں کیں اور پتا نہیں کیا کیا باتیں کیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! معزز ممبر پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں بلکہ بجٹ پر بات کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: No، جی، فرمائیں!

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! میں بجٹ پر بھی آتا ہوں۔ CPEC منصوبہ اصل بنیاد ہے جو ہمارے دشمن کو ایک آنکھ نہیں بھاتا باہر بیٹھے ہمارے دشمن ملک ان میں ہمارے پڑوسی بھی ہیں اور اس سے آگے پیچھے بھی ہیں اور معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ ہماری پارٹیاں بھی CPEC کو سبوتاژ کرنے کی سازش کر رہی ہیں اور ملک دشمنوں کے ایجنڈے کا حصہ بن رہی ہیں۔ انہیں یہ بات دیکھنی چاہئے کہ چین ہمارا برادر دوست ملک ہے اس کا پاکستان میں آنا خوش آئند ہے اور انہیں CPEC کو appreciate کرنا چاہئے لیکن یہ اسے سبوتاژ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں دعوے کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ اگر ہمارے اپوزیشن کے دوست اپنی آنکھوں سے مخالفت برائے مخالفت کی پٹی اتار کر اس بجٹ کو دیکھیں تو یہ بھی اس بجٹ کی تائید ہی کریں گے جس میں ہر شعبہ ہائے زندگی کے لئے بہت بڑی amounts رکھی گئی ہیں۔ اعداد وشمار سب کے سامنے ہیں آپ دیکھ لیں کہ ہر شعبے میں بہت زیادہ heavy amount دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! Wind up کریں۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! میں اورنج لائن ٹرین اور میٹرو بس پر تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گا چونکہ یہ خالصتاً غریب لوگوں کے منصوبے ہیں۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اپوزیشن کے لوگ ان منصوبوں کی مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ اگر غریب کا بچہ، ایک کلرک، ایک چھوٹا ملازم ایک جگہ سے دوسری جگہ بیس یا تیس روپے میں سفر طے کرتا ہے تو ان کو اعتراض کیوں ہے؟ ہم نے آج نہیں بلکہ آنے والے وقت کو دیکھنا ہے جس طرح آبادی کے تناسب سے ہماری requirement بڑھ رہی ہے ہم نے اس کو بھی دیکھنا ہے اس پر بھی نگاہ رکھنی ہے۔ یہ future کے منصوبے ہیں لیکن پتا نہیں انہیں اس

بات کی سمجھ کیوں نہیں آ رہی اور یہ غریبوں کے منصوبوں کی کیوں مخالفت کرتے ہیں؟ میں دل کی گہرائیوں سے یہ بات کر رہا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف ایک بے مثال، انتھک محنت کرنے والے وزیراعلیٰ ہیں اور بقیہ سیاستدانوں کے لئے role model ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں جنوبی پنجاب کی بات کی گئی تو میں آپ کے توسط سے سارے دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں 2۔ارب روپے سے زیادہ لاگت کا منصوبہ جو رودکوہیوں کو کنٹرول کرتا ہے جسے آپ بہت بہتر جانتے ہیں وہ مکمل ہونے کے قریب ہے اس پر 70 فیصد کام ہو چکا ہے۔ایک بھائی نے کہا کہ کالج جی ٹی روڈ پر بن جائے میں اس کا جواب دے رہا ہوں کہ میرے علاقے میں شادن لنڈ کا ڈگری کالج برائے بوائز منظور ہو چکا ہے اور اس کا سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! جو پاناما کا شوشا چھوڑا گیا تھا وہ بھی CPEC کے دشمنوں نے چھوڑا تھا، یہ CPEC کو سبوتاژ کرنے کی ایک سازش تھی لیکن انشاء اللہ انہیں منہ کی کھانی پڑے گی اور یہ اپنے منطقی انجام کو پہنچ جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! بہت شکریہ، اب آپ wind up کر دیں۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف اس صوبے کے لئے جو کام کر رہے ہیں میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ باقی سیاستدانوں کے لئے ایک مثال ہے کہ وہ ان کی راہنمائی میں کچھ سبق حاصل کریں۔میں آخر میں دو بہت زیادہ اہم تجاویز دینا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بتائیں۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! میاں صاحب سے میری ملاقات ہوئی تھی میں نے ان سے بھی گزارش کی تھی کہ ان چار سالوں میں سارے معاملات بہتری کی طرف گئے ہیں لیکن ہم پولیس کلچر اور تھانہ کلچر تبدیل نہیں کر سکے۔اسے تبدیل کرنا اور اس میں انقلاب لانا بہت ضروری ہے۔ہم نے 2013 کے الیکشن میں تھانہ کلچر کی تبدیلی کا کہا تھا اور اب 2018 کے الیکشن میں جانا ہے تو ہمیں تھانہ کلچر بدلنا پڑے گا۔

جناب سپیکر! میری دوسری تجویز ہے کہ میرا حلقہ خالص دیہاتی علاقوں پر مشتمل ہے جہاں پر چار پانچ قصبے دس ہزار سے چالیس ہزار تک کی آبادی کے ہیں لیکن وہاں پر صفائی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں ہر بجٹ اجلاس میں کہتا ہوں کہ دیہاتی حلقوں کے بڑے قصبوں میں ہر سال سولنگ، ٹف ٹائل اور سیوریج پر اربوں روپے کے فنڈز لگتے ہیں لیکن صفائی کی مناسب منصوبہ بندی نہ ہونے کی وجہ سے یہ فنڈز ضائع ہو جاتے ہیں۔ محترمہ وزیر خزانہ تشریف نہیں رکھتیں ہر سال میری اس تجویز کو appreciate کیا جاتا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ یونین کونسل کی سطح پر ایک مربوط پروگرام دیا جائے، انسپکٹر، سینٹری ورکر دیا جائے اور اس میں ہم سب کا فائدہ ہے چونکہ صفائی نصف ایمان ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! میں ایک بات کہہ کر اپنی بات ختم کروں گا۔ وزیر خزانہ سے میری گزارش ہے کہ میں پچھلے چار سال سے کہہ رہا ہوں اور آج بھی کہہ رہا ہوں کہ مہربانی فرما کر دیہی علاقوں کے قصبات کے لئے صفائی کا کوئی مربوط نظام تیار کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ سید عبدالعلیم!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد شعیب صدیقی!

جناب محمد شعیب صدیقی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے سالانہ بجٹ 18-2017 کے لئے debate کرنے کا موقع دیا۔ میں نے پری بجٹ کے دوران بحیثیت اپوزیشن ممبر اپنی تجاویز محترمہ وزیر خزانہ، پارلیمانی سیکرٹری اور آپ کو بھی دیں اور میں نے استدعا کی کہ ان میں سے کچھ تجاویز ایسی ہیں جن کا تعلق نہ صرف میرے حلقے سے بلکہ صوبہ پنجاب سے ہے مگر نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ وہ پری بجٹ اجلاس جو عوام کے کروڑوں روپے سے منعقد کیا جاتا ہے جس میں ہم سے تجاویز مانگی جاتی ہیں اور ہم تجاویز دیتے ہیں لیکن ایک بھی تجویز کو اس بجٹ کے اندر شامل نہیں کیا گیا۔ کیا یہ گڈ گورننس ہے؟ کیا یہ جمہوریت ہے کہ آپ ہم سے تجاویز مانگتے ہیں کہ آپ اپنی تجاویز دیں ہم انہیں بجٹ کے اندر شامل کریں گے لیکن کرتے نہیں؟ یہ بجٹ صرف اور صرف وفاقی بجٹ کی طرح الفاظ کا گورکھ دھندہ ہے اس کے علاوہ اس کے اندر اور کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ اس صوبے کی حالت دیکھیں چاہے وہ ہسپتال ہوں، چاہے وہ تعلیم کا شعبہ ہو، چاہے وہ infrastructure ہو لیکن محترمہ وزیر خزانہ کہہ رہی ہیں کہ 2013 کے پاکستان میں اور آج کے پاکستان میں بہت فرق ہے۔ وہ کیا فرق ہے کہ آج لوگ سحری اور افطاری اندھیروں کے اندر کر رہے ہیں؟ ملک لوڈشیڈنگ کے اندر ڈوبا ہوا ہے یہ فرق ہے؟ کیا 2013 اور آج کے پاکستان کے اندر یہ فرق ہے آج لوگوں کو پینے کے لئے صاف پانی میسر نہیں ہے؟ کیا یہ فرق ہے کہ سیف سٹی پراجیکٹ اس اسمبلی ہال کے باہر دھماکا ہوتا ہے؟ کیا یہ فرق ہے کہ تھانہ کلچر تبدیل کرنے کی بجائے آپ پولیس کی وردی

تبدیل کرتے ہیں؟ کیا یہ فرق ہے کہ ایک آئی جی کو ہٹا کر اسے پھر پولیس ڈیپارٹمنٹ کے اندر لگا دیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر! حکومتی بنچز کی طرف سے بڑے شعر کہے گئے ہیں۔ شاید حبیب جالب نے انہی حکمرانوں کے لئے یہ کہا ہے کہ:

اب گناہ و ثواب بکتے ہیں
مان لیجئے کہ جناب بکتے ہیں
پہلے پہلے غریب بکتے تھے
اب تو عزت مآب بکتے ہیں
بے ضمیروں کی راج نیتی میں
جاہ و منصب خطاب بکتے ہیں

جناب سپیکر! روزگار سکیمیں شروع کی گئیں بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ بجٹ ایک ہے اور روزگار سکیمیں دو ہیں اپنا روزگار سکیم، وزیراعلیٰ روزگار سکیم، یہ کون سی روزگار سکیم ہے کہ 1990 میں مسلم لیگ (ن) کی گورنمنٹ ہے ییلو کیب سکیم نتیجہ زیرو، کوئی ایک ییلو کیب دکھا دیں۔ 2008 میں پیلی کالی ٹیکسی لائی گئی لیکن نتیجہ زیرو اس کے بعد موجودہ tenure کے اندر سبز ڈبے لائے گئے لیکن اس کا نتیجہ بھی زیرو اور اب اورنج ٹیکسی لا کر دی جا رہی ہے۔ کیا بہتر ہوتا کہ جو لوگ پڑھ لکھ کر گریجویشن اور ماسٹر کر کے بیٹھے ہیں انڈسٹری لگا کر ان کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کئے جاتے لیکن آپ ان کے لئے ٹیکسیاں دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ یہاں پر اگر میرٹ پر سکالرشپ دیئے جا رہے ہیں تو ان کا نام بھی شہباز شریف میرٹ سکالرشپ رکھا جا رہا ہے۔ کیا سر سید احمد خان، قائداعظم محمد علی جناحؒ یا علامہ محمد اقبالؒ کے نام پر اس سکیم کا نام نہیں رکھا جا سکتا تھا؟ عوام کے کروڑوں روپے سے میاں محمد شہباز شریف اپنی ذاتی تشہیر کرتے ہیں۔ رمضان بازاروں میں کروڑوں روپے مالیت کے فلیکس ان کے نام پر لگے ہوئے ہیں۔ خُدا کے لئے فلیکس کی بجائے آپ غریب عوام کو سستا آٹا مہیا کر دیں۔ آپ سکالرشپ دے رہے ہیں تو اپنے نام کے اُوپر دے رہے ہیں اور آپ کالج بھی اپنے نام پر بنانا چاہتے ہیں یعنی اپنے نام سے باہر نکلنا ہی نہیں چاہتے۔

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ نے یہاں ایوان میں جو بجٹ تقریر کی تھی اس کی کاپی میرے پاس ہے۔ میں اس تقریر کو پڑھتا رہا لیکن اس میں مجھے کامرس یا فنی تعلیم کے بارے میں کوئی ذکر نہیں ملا۔ فنی تعلیم کسی بھی ملک کی ترقی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن محترمہ وزیر خزانہ کو اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ وہ اس شعبہ کا اپنی تقریر میں ذکر کرتیں۔ ٹیوٹا کا چیئرمین میاں محمد شہباز شریف کو خوش کرنے کے لئے روزانہ کروڑوں روپے کے اشتہار دے رہا ہے لیکن اسے پوچھنے والا کوئی نہیں جبکہ آج ہمارے فنی تعلیمی ادارے بند ہو رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد شعیب صدیقی! wind up کر لیں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے لیپ ٹاپ سکیم کے لئے اربوں روپے مختص کئے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ ابھی OLX کھول کر دیکھ لیں تو انہیں پتا چل جائے گا کہ گورنمنٹ کی طرف سے دیئے گئے لیپ ٹاپ OLX پر فروخت ہو رہے ہیں۔ یہاں پر لوگوں کو لیپ ٹاپ کی ضرورت نہیں بلکہ انہیں اچھی تعلیم کی ضرورت ہے۔ ایسا انتظام کیا جائے کہ غریب کا بچہ بھی اس اچھی یونیورسٹی میں پڑھ سکے کہ جہاں پر اُمراء کے بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ میں نے پچھلے سال اپنی بجٹ تقریر میں کہا تھا کہ میرے حلقہ کے اندر کوئی بوائز ڈگری کالج نہیں ہے مگر اس کے لئے موجودہ بجٹ میں بھی کوئی فنڈز مختص نہیں کئے گئے۔

جناب سپیکر! میں نے محترمہ وزیر خزانہ کو لکھ کر دیا کہ 08-2007 کے اندر چودھری پرویز الٰہی کے دور میں میرے حلقہ میں ہسپتال کے لئے 440 ملین روپے رکھے گئے تھے جن میں سے 387 ملین روپے خرچ ہوئے لیکن اس کے بعد اس ہسپتال کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی اور آج تک اس ہسپتال کو مکمل نہیں کیا گیا۔ چونکہ وہاں پر تختی عبدالعلیم خان کی لگی ہوئی ہے اس لئے اس ہسپتال کو مکمل نہیں کیا جا رہا۔ میں نے پچھلے بجٹ میں کہا تھا کہ آپ بے شک اپنے نام کی تختی لگا لیں لیکن اس ہسپتال کو مکمل کروا دیں تاکہ غریب مریضوں کا وہاں پر علاج ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں انفراسٹرکچر کے حوالے سے بات کروں گا۔ سال 08-2007 کے ADP میں جب وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی تھے اور عبدالعلیم خان اس صوبائی حلقہ سے منسٹر تھے تو اس وقت اس حلقہ کے لئے 217 ملین روپے انفراسٹرکچر کے لئے رکھے گئے تھے۔ اس منصوبے کا 80 فیصد کام مکمل ہو گیا لیکن بقیہ کام آج تک مکمل نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ لوگوں کو پینے کا صاف پانی فراہم کرنے کی بات کرتے ہیں۔ اس منصوبے کے لئے 30۔ارب روپے مختص کئے گئے تھے لیکن اس میں سے صرف 2½۔ارب روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ کیا یہ گڈ گورننس ہے؟ یہ جو بجٹ بناتے ہیں، جو پیسے مختص کرتے ہیں وہ بھی خرچ نہیں کرتے۔ اس وقت لوگوں کو زہریلا پانی پینے کے لئے مل رہا ہے۔ میں نے اپنے حلقہ کے پانی کی PCSIR لیبارٹری کی رپورٹ اس ایوان کے اندر پیش کی تھی جس کے مطابق 30 فیصد سے زیادہ Arsenic واسا کے ٹیوب ویلوں کے پانی میں پایا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد شعیب صدیقی! آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ wind up کر لیں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! میں اپنی تقریر کا اختتام چند اشعار سے کرنا چاہوں گا۔

نتیجہ پھر وہی ہوگا سُنا ہے سال بدلے گا
پرندے پھر وہی ہوں گے شکاری جال بدلے گا
بدلنا ہے تو دن بدلو بدلتے کیوں ہو ہندسوں کو
مہینے پھر وہی ہوں گے سُنا ہے سال بدلے گا
وہی حاکم، وہی غربت، وہی قاتل، وہی غاصب
بتاؤ کتنے سالوں میں ہمارا حال بدلے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: اب ڈاکٹر محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ) بات کریں گے۔

ڈاکٹر محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ بجٹ پورے سال کا میزانیہ یا تخمینہ ہوتا ہے اور جو لوگ اس کو الفاظ کا گورکھ دھندہ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کی mental approach کم ہے، ان کی دماغی صلاحیت کم ہے، وہ سمجھ نہیں سکتے اس لئے وہ اس بجٹ کو الفاظ کا گورکھ دھندہ کہتے ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لئے انہیں نئے سرے سے تعلیم حاصل کرنا ہو گی تاکہ وہ بجٹ کو سمجھ سکیں۔ یہاں ایوان میں یا میڈیا ٹاک شوز پر بیٹھ کر الزام تراشی کر دینا درست بات نہیں کیونکہ اس بجٹ کے facts کچھ اور ہیں۔ سال 18-2017 کا بجٹ ایسا بجٹ ہے کہ جس میں پنجاب کے عوام کو sustainable ڈویلپمنٹ کا حصہ دار بنایا گیا ہے۔ یہ بجٹ 1970۔ارب روپے پر مشتمل ہے۔ اس بجٹ میں پنجاب کے عوام کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں بہتری لانے کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ موجودہ بجٹ میں تعلیم، صحت، زراعت، امن عامہ اور مقامی حکومتوں کے لئے مجموعی طور پر

1017-ارب روپے رکھے گئے ہیں۔بلدیاتی نمائندے آنے والے دنوں میں اب اپنے مسائل کا حل خود کر سکیں گے کیونکہ ان کے لئے اس بجٹ میں فنڈز مختص کر دیئے گئے ہیں۔اسی طرح ہیلتھ اتھارٹیز کے لئے 173-ارب اور 10 کروڑ روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس مرتبہ پنجاب کا بجٹ بہترین، متوازن اور tax free ہے۔اس بجٹ میں کسی بھی شخص کے ساتھ زیادتی نہیں کی گئی اور ہر شعبہ ہائے زندگی کے لئے علیحدہ علیحدہ فنڈز رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! ترقیاتی پروگرام کے لئے 635-ارب روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے تاکہ عوام کو بہترین انفراسٹرکچر دیا جا سکے۔حکومت پنجاب نے KPRRP پروگرام کے لئے اربوں روپے مختص کئے ہیں تاکہ کھیت سے منڈی تک سڑکیں تعمیر ہو سکیں، کسان اور عوام کو سہولتیں میسر آ سکیں۔ حکومت نے اس بجٹ میں تعلیم کے لئے 345-ارب روپے، سکولز ایجوکیشن کے لئے 297-ارب روپے اور بچوں کو مفت کتابیں مہیا کرنے کے لئے 3-ارب اور 50 کروڑ روپے رکھے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ ماہانہ وظیفہ -/200 روپے سے بڑھا کر -/1000 روپے کر دیا گیا ہے۔ترقی یافتہ اقوام میں بھی ایسی مثال نہیں ملتی کہ جو بچے سکول جائیں انہیں کتابیں مفت دی جائیں، ان کو bags دیئے جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ ایک ہزار روپے ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے۔جنوبی پنجاب کے کئی اضلاع میں سکول کے بچوں کو دوپہر کا لنچ بھی دیا جا رہا ہے۔یہ سب اقدامات دنیا میں اپنی مثال آپ ہیں۔ہائر ایجوکیشن کے لئے 44-ارب 61 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جبکہ طالب علموں کو وظائف اور بیرون ممالک اعلیٰ تعلیم دلوانے کے لئے 80 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں شعبہ صحت کے لئے 130-ارب اور 20 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔اس وقت پنجاب کے تمام ہسپتالوں میں خالی اسامیاں پُر کر دی گئی ہیں۔پنجاب کے تمام RHCs and BHUs میں خواتین کے maternity کے مسائل کے حل کے لئے چوبیس گھنٹے لیڈی ڈاکٹر کی سہولت مہیا کرنے کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں۔پاکستان کے کسی دوسرے صوبے میں شعبہ صحت میں اتنی زیادہ سہولتیں نہیں دی جا رہیں۔اس وقت پنجاب کے DHQs and THQs کی revamping کی جا رہی ہے اور اس کے لئے اربوں روپے کے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ ان ہسپتالوں میں ڈائیلسز سنٹر، ڈینٹل یونٹ، برن یونٹ، فزیوتھراپی یونٹ قائم کئے جا رہے ہیں۔اسی طرح

ہیپاٹائٹس، بچوں اور خواتین کی ادویات کے لئے 20۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اور عوام کی خدمت کیا کی جاسکتی ہے؟

جناب سپیکر! زراعت ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اس کے لئے 140۔ارب اور 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ حکومت پنجاب پچھلے کئی سالوں سے کسانوں کو fifty percent subsidized rate پر زرعی آلات مہیا کر رہی ہے۔ آئندہ مالی سال میں بھی کسانوں کو جدید زرعی مشینری fifty percent subsidized rate پر مہیا کی جائے گی جس سے یقینی طور پر پنجاب کا کسان خوشحالی کی طرف گامزن ہوگا۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں آبپاشی کے لئے 57۔ارب اور 70 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور خادم پنجاب کسان package کے لئے 15۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ کسان کی تمام ضروریات پوری کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اسی طرح لوگوں کو صاف پانی کی فراہمی کے لئے 24۔ارب اور 50 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! اب میں چند باتیں اپنے حلقہ پی پی۔130 کے حوالے سے عرض کروں گا۔ ڈسکہ ایک انڈسٹریل سٹی ہے۔ وہاں پر زرعی آلات، الیکٹریکل اشیاء، آٹو پارٹس اور سرجیکل کی صنعتیں قائم ہیں۔ ڈسکہ شہر میں عوام کے لئے ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کی اشد ضرورت ہے تاکہ ہم وہاں پر skilled انجینئرز پیدا کرسکیں اور بیروزگاری کے مسئلے پر کنٹرول کیا جاسکے۔ میری گزارش ہے کہ ڈسکہ میں ایک کمرشل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ اور ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قائم کیا جائے۔

جناب سپیکر! ڈسکہ میں اس وقت جنرل بس سٹینڈ شہر کے وسط میں واقع ہے جس کی وجہ سے ٹریفک کے بہت زیادہ مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ جنرل بس سٹینڈ ڈسکہ کو شہر سے باہر shift کیا جائے۔ اسی طرح ڈسکہ میں سول ہسپتال کو خواجہ صفدر میڈیکل کالج کے ساتھ منسلک کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف محمود باجوہ صاحب! آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ آپ اپنی بقیہ تجاویز لکھ کر محترمہ وزیر خزانہ کو دے دیں۔ اب چودھری محمد اقبال بات کریں گے۔ جی، چودھری محمد اقبال!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے معروضات پیش کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے محترمہ وزیر خزانہ کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے بڑی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ سیٹیوں کی آوازوں اور حزب اختلاف کے غُل غپاڑے میں انہوں نے عورت زاد ہونے کے ناتے جس

طرح سے بجٹ پڑھا ہے تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی اس لئے میں اُن کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ یہ بجٹ اس اُمید اور اس اعتماد کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ انشاء اللہ آئندہ بھی ہماری حکومت ہی پیش کرے گی اور حزب اختلاف کی غلط فہمی، غلط فہمی ہی رہ جائے گی۔

جناب سپیکر! یہ ایک متوازن بجٹ ہے اور اپنے حجم کے اعتبار سے 1970.70۔ارب روپے کا یہ بجٹ پنجاب کی تاریخ میں اب تک کا سب سے بڑا بجٹ ہے۔ اس بجٹ کا ایک منفرد پہلو یہ بھی ہے کہ 635۔ارب روپے کا ترقیاتی پروگرام دوسری تمام صوبائی حکومتوں کے مقابلے میں سب سے بڑا ترقیاتی پروگرام ہے۔

جناب سپیکر! یہ ٹیکس فری بجٹ ہے اور اس میں دلچسپی کا پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا بلکہ پہلے ٹیکس کو بھی کم کیا گیا ہے۔ ایک نہایت خوش آئند بات یہ ہے کہ نئے مالی سال کے دوران صحت عامہ، تعلیم، زراعت، امن عامہ، انصاف اور خصوصاً مقامی حکومتوں کے لئے 1017۔ارب روپے کی جو رقم مختص کی گئی ہے یہ بہت بڑی گرانٹ ہے جو کہ بجٹ کا 59 فیصد بنتا ہے۔ ان ساری باتوں سے حکومت کی ترجیحات کا پتا چلتا ہے کہ گورنمنٹ ایک جامع معاشی حکمت عملی کے ساتھ کس طرح آگے کی طرف بڑھ رہی ہے۔ یہاں پر تعلیم کے بارے میں بڑی تنقید کی گئی کہ تعلیم کے اوپر حکومت کی کوئی خاص توجہ نہیں ہے۔ حزب اختلاف کے ابھی ایک فاضل ممبر نے "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" پر بڑی تنقید کی ہے میں اس کے بارے میں figures کے ساتھ یہ بات ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" میں حکومت پنجاب نے اور پنجاب کے dynamic قسم کے وزیر اعلیٰ نے کیا کام کیا ہے؟ 98 percent gross enrolment rate for primary schools یہ پاکستان کے سارے صوبوں کے مقابلے میں سر فہرست ہے اور میں یہ بات کوئی زبانی نہیں کر رہا میں اس کے ثبوت کے اوپر ورلڈ بنک کی رپورٹ کے figures بھی quote کروں گا۔ صوبہ پنجاب کا سب سے بڑا مسئلہ drop out rate کا تھا۔ سکولوں میں جو بچے جاتے تھے وہ سکول چھوڑ جاتے تھے تو "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" کی کوششوں کے اوپر اُس کو بھی 4 فیصد کم کیا گیا ہے۔ ورلڈ بنک کی حالیہ رپورٹ کے مطابق پاکستان ڈویلپمنٹ اپ ڈیٹ نے حکومت پنجاب کے تعلیم کے حوالے سے جو اقدامات ہیں اُن کے نتائج اس طرح سے بیان کئے ہیں کہ پنجاب کے 93 فیصد سکولوں میں بنیادی سہولتیں مہیا کر دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت 25 لاکھ سے زائد طلباء وطالبات کو علم کی روشنی سے ہمکنار کیا جا چکا ہے اور پبلک سکولز سپورٹ پروگرام کے ذریعے اب

تک 4275 سکولوں کو بہت ہی معروف قسم کے فلاحی اداروں کو دے دیا گیا ہے جس سے یہ رزلٹ نکلا ہے کہ سکولوں کی تعداد ڈگنا ہو گئی ہے تو یہ وہ figures ہیں جو ورلڈ بنک نے حالیہ دنوں میں دیئے ہیں۔ پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ کے ذریعے 11۔ارب روپے ذہین طلباء کو میرٹ کی بنیاد پر وظائف دیئے گئے ہیں اور یہ اتنی اعلیٰ کاوش ہے کہ اس سے طلباء و طالبات کے اندر ایک تحریک پیدا ہوئی ہے کہ وہ مقابلے کے میدان میں آگے آئیں اور آگے بڑھ کر کام کریں۔ میری بھی زندگی اسی دشت میں گزری ہے تو میں نے آج تک کسی حکمران کو تعلیم میں اتنی دلچسپی لیتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف تعلیم میں دلچسپی لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ کو بھی پتا ہے کہ پولیس بڑا "ڈاڈھا" سا محکمہ ہے اور یہ اپنے افسروں کے علاوہ کسی اور کو کم ہی سلیوٹ کرتے ہیں تو جن طلباء کی بورڈ اور یونیورسٹی میں پوزیشنز آتی ہیں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اُن کو پنجاب پولیس سلیوٹ کرتی ہے۔یہاں پر دانش سکولوں کے اوپر بڑا تبصرہ کیا گیا تو میں یہاں پر ایک واقعہ quote کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے تین چار اور colleagues کے ساتھ دانش سکول کے ایک فنکشن میں گیا تو وہاں پر ایک یتیم بچی نے تقریر کی اور اُس بچی کی ماں تھی، نہ باپ تھا اور اُس بچی نے تقریر کر کے پورے ہال کو حیران کر دیا کہ اتنی لائق بچی ہے۔اُس بچی نے نہ صرف پاکستان کے اندر بلکہ پاکستان سے باہر بھی اپنی قابلیت کا لوہا منوایا اور اُس یتیم بچی کو بہت سارے ایوارڈز ملے ہیں۔ حکومت کا کام یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ تعاون کرے جو پسے ہوئے ہیں اور جن کا کوئی والی وارث نہیں ہے۔ ہائر ایجوکیشن میں بھی بڑا کام ہو رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ سکولوں میں بھی بڑا کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! زراعت پر بڑی تنقید کی گئی لیکن میں حیران ہوں کہ قائد جمہوریت میاں محمد نواز شریف نے 100۔ارب روپے کا package دیا وہ حزب اختلاف کو کہیں نظر نہیں آیا کیونکہ اُس کے بارے میں انہوں نے کوئی ایک لفظ نہیں کہا لیکن اُس package کے نتائج یہ نکلے ہیں کہ فصلوں کی پیداوار میں طے شدہ ٹارگٹ سے 2.5 فیصد اضافہ ہوا ہے اور اُس کے برعکس growth 4.12 فیصد رہی ہے۔اس سال گندم کی پیداوار 22.2 ملین ٹن ہوئی ہے جو کہ ریکارڈ پیداوار ہے تو حکومتی پالیسیوں کی وجہ سے یہ پیداوار بڑھی ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے ادوار کی وجہ سے GDP میں زراعت کا حصہ 0.2 فیصد کے اوپر آ گیا تھا تو ایک سال کی حکومت کی کاوشوں کی وجہ سے یہ 3.43 فیصد پر چلا گیا ہے۔اسی طرح 67۔ارب 26 کروڑ

روپے سے رورل روڈز پروگرام کے تحت 6698 کلو میٹر شاہرات بنی ہیں۔آپ بھی دیہات کے رہنے والے ہیں میں نے دیہات کے اندر ایسی اچھی اور معیاری سڑکیں بنتی نہیں دیکھیں۔ہماری حکومت کے اوپر الزام تھا کہ بڑی بڑی موٹر ویز بنارہے ہیں اور بڑے بڑے کام کر رہے ہیں اور سڑکوں کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے تو یہ مسئلہ بھی ختم ہو گیا ہے لیکن حزب اختلاف کی زبان سے تعریف کا ایک لفظ تک نہیں نکلا۔تنقید کرنا اچھی بات ہے لیکن کبھی کبھی تعریف بھی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک بات کر کے اجازت چاہوں گا کہ یہاں پر تخت لاہور کی باتیں ہوتی ہیں کہ لاہور میں یہ ہو گیا، لاہور میں وہ ہو گیا اس میں پُل بن گئے اور سڑکیں بن گئیں لیکن لاہور سے باہر کچھ نہیں ہوا۔یہاں پر گوجرانوالہ سے توفیق بٹ اور باقی میرے محترم دوست بیٹھے ہوئے ہیں تو گوجرانوالہ کے اندر state of the art پُل بنایا ہے کبھی آپ جا کر دیکھیں تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ گوجرانوالہ شہر کے اندر جو سفر پونے گھنٹے میں ہوتا تھا وہ سفر 7 منٹ میں ہو جاتا ہے تو حکومت اس طرح کی جو facilitation کر رہی ہے اس پر حکومت کی کچھ تعریف بھی ہونی چاہئے۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ڈاکٹر نوشین حامد!

ڈاکٹر نوشین حامد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! بہت شکریہ۔میں اپنی بات پنجاب کے تھوڑے سے ہیلتھ انڈیکیٹرز کے ذکر کے ساتھ شروع کروں گا اور میں نے یہ data پنجاب حکومت کی website سے ہی لیا ہے۔اس وقت پنجاب میں صورتحال یہ ہے کہ ایک لاکھ ماؤں کی live births کے اوپر death ہوتی ہے۔infant mortality rate, 77 per one thousand live births. ہے اور under 5 mortality rate 112 per one thousand live births. ہے۔ان انڈیکیٹرز میں پاکستان پوری دنیا میں lead کرتا ہے کہ ماؤں کا سب سے زیادہ death rate پاکستان میں ہے۔اس کے علاوہ گندا پانی پینے کی وجہ سے 40 ہزار بچوں کی موت واقع ہو جاتی ہے اس وقت 70 فیصد آبادی کو safe drinking water میسر نہیں ہے۔اس وقت پنجاب میں 70 لاکھ لوگ ہیپاٹائٹس کا شکار ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر پانچواں فرد اس مرض میں مبتلا ہے۔چار ملین بچے پنجاب میں malnourishment کا شکار ہیں، 44 فیصد آبادی stunted ہے، 60 فیصد house holds food insecurity face کر رہے ہیں اور 60 فیصد بچے اور عورتیں severely anemic ہیں۔

جناب سپیکر! ان سارے indicators کو نظر میں رکھتے ہوئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت کی ترجیحات جو ہم اس بجٹ میں دیکھ رہے ہیں کہ پھر میگا پراجیکٹس پر focus ہے۔ اورنج ٹرین کے پراجیکٹ کے حوالے سے میں ایک مثال دے کر بات آگے بڑھاؤں گی کہ یہ منصوبہ 200۔ارب روپے سے زیادہ عوام کو cost کر رہا ہے۔ ہم مغرب کی تقلید میں اس طرح کے پراجیکٹ کا اعلان کر دیتے ہیں اور ان کو بنانا بھی شروع کر دیتے ہیں مگر کیا ہماری عوام کے پاس مغرب کے لوگوں کی طرح وہ سہولیات موجود ہیں؟ کیا ان کے پاس وہ والی صحت، تعلیم اور سہولیات موجود ہیں جو مغرب کے لوگوں کے پاس ہیں؟ اگر ایسی ہیں تو پھر ہم ضرور حق بجانب ہیں کہ ہم اورنج ٹرین اور اس قسم کے دوسرے منصوبے بنائیں۔

جناب سپیکر! پنجاب میں 0.9 فیصد GDP ہیلتھ پر خرچ ہوتا ہے۔ اس میں صرف اور صرف کانگو اور بنگلہ دیش ہم سے نیچے ہے۔ اس وقت ضرورت اس چیز کی تھی کہ یہ جو 200۔ارب روپے ہم نے صرف ایک لاکھ لوگوں کو facilitate کرنے کے لئے خرچ کرنے کا منصوبہ بنایا ہے اس کی جگہ جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ یہ ہیں کہ اس 200۔ارب روپے میں کیا کیا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ ہر ضلع میں ٹراما سنٹر بن سکتا تھا جو آج وقت کی اشد ضرورت ہے۔ سڑکوں کے حادثات سے ہونے والی ہلاکتوں اور disabilities دہشتگردی کے مقابلے میں بہت زیادہ ہیں۔ ہمیں اس وقت ہر ڈویژن میں ایک کارڈیالوجی ہسپتال کی ضرورت ہے کیونکہ موجودہ کارڈیالوجی ہسپتالوں کی صورتحال آپ نے دیکھی ہے کہ ایک ایک بستر پر کئی کئی مریض ہوتے ہیں حتی کہ وہیل چیئر پر ہارٹ اٹیک کے مریضوں کو treatment دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! دہشتگردی کی وجہ سے اور دوسرے حادثات کی وجہ سے برن سنٹرز کی شدید کمی ہے۔ ہمارے ملک میں گورنمنٹ کے کینسر ہسپتال سرے سے موجود ہی نہیں ہیں۔ کراچی میں بننے والا شوکت خانم ہسپتال صرف 4.5۔ارب روپے کی مالیت سے state of the Art کینسر ہسپتال بن رہا ہے۔ اگر یہی رقم اورنج ٹرین کے بجائے کینسر ہسپتال بنانے پر لگاتے تو 50 کینسر ہسپتال پنجاب میں بن سکتے تھے۔

جناب سپیکر! صوبہ میں ڈائیلسز سنٹرز کی شدید کمی ہے۔ صاف پینے کے پانی اور سینی ٹیشن کی صورتحال یہ ہے اس کی وجہ سے ہماری صحت کے indicators روز بروز نیچے آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں میری ایک قرارداد Cervical Cancer کی vaccine کے لئے پاس ہوئی تھی۔ ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں دیہاتوں اور شہروں میں Cervical Cancer سے مر رہی ہیں۔ ان کے لئے علاج کی کوئی سہولت موجود نہیں ہے۔ اگر اس vaccine کو گورنمنٹ own کرلے اور اس کو EPI میں شامل کرلے تو یہ vaccine واحد vaccine ہے جو کہ کینسر کو prevent کر سکتی ہے۔ میری یہ قرارداد پاس ہو چکی ہے اور اس پر مزید کارروائی pipeline میں ہے اگر حکومت اس پر تھوڑا سا focus کرے اور اس vaccine کو own کرلے تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ ہم اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی misery کو بہت حد تک کم کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ environment اور energy پر صرف 1.3 فیصد ڈویلپمنٹ بجٹ رکھا گیا ہے اس میں بھی environment پر 0.22 فیصد بجٹ رکھا گیا ہے۔ یہ ماحولیاتی تبدیلی اور توانائی کا بحران دو اہم مسائل ہیں جو ملکی اور معاشی ترقی کی راہ میں حائل ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں اس پر زیادہ بجٹ رکھنا چاہئے کہ ہماری پبلک ہیلتھ اس وجہ سے بہت متاثر ہو رہی ہے۔ یہ SDGs کا ایک اہم حصہ ہے اور SDGs کو آپ کی گورنمنٹ نے as national goals own کیا ہے تو پھر اس کو اس بجٹ میں reflect بھی ہونا چاہئے تھا اور اس کے لئے زیادہ بجٹ ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر! میں آپ کو مثال دوں گی کہ environment کے لئے جس طرح خیبر پختونخوا گورنمنٹ نے Billion Trees Tsunami کا ایک منصوبہ متعارف کرایا اور ایک ارب پودے لگائے گئے جس سے آپ دیکھیں گے کہ ہماری آنے والی نسلوں کو جو ماحول ملے گا اور جو ماحولیاتی تبدیلی آئے گی اس سے آنے والی نسلیں فائدہ اٹھائیں گی۔ اگر اس بجٹ میں تھوڑا سا فنڈ اس مقصد کے لئے بھی رکھا جاتا تو بہت بہتر تھا۔

جناب سپیکر! یوتھ ڈویلپمنٹ انڈکس کو اگر دیکھا جائے تو اس وقت ہم دنیا میں 184 ممالک میں سے 153 ویں نمبر پر ہے۔ ہم شام اور عراق سے بھی نیچے ہیں جو war-torn ممالک ہیں۔ اگر لیپ ٹاپ سکیم نے یوتھ ڈویلپمنٹ انڈکس کو بہتر کیا ہوتا اور ہمیں اس کے اندر reflection نظر آتا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں اپنی یوتھ کو اتنا empower کرنا ہے کہ وہ اپنے آپ کو خود اس قابل بنائیں، ہم ان کو ایسی تعلیم اور ایسی skills دیں کہ وہ خود لیپ ٹاپ کو خریدنے کے قابل ہوں تاکہ جو لیپ ٹاپ انہیں دیئے جا رہے ہیں وہ ان کو بیچنے کے لئے مجبور نہ ہوں۔

جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ اس وقت جو تھوڑا بہت بجٹ صحت اور تعلیم کے لئے رکھا گیا ہے اگر آپ اس کا analysis کریں تو اس میں سے majority percentage unspent ہے۔ میری درخواست یہ ہے کہ جب آپ بجٹ رکھتے ہیں تو کم از کم اس کو spend کرنے کے لئے کوئی سسٹم یا میکنزم بھی ضرور اپنائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! بہت شکریہ۔ جناب شہزاد منشی!

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! یسوع المسیح کے قادر نام سے جو کائنات اور کائنات کے ذرے ذرے کا خالق ومالک اور عدل وانصاف کا منبع ہے۔

جناب سپیکر! بجٹ 18-2017 جس کا حجم 1970- ارب اور 70 کروڑ ہے۔ میں یہ بجٹ پیش کرنے پر وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا، وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی پوری ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ وزیر خزانہ نے اتنا بڑا اور اس tenure کا آخری بجٹ اس ایوان میں پیش کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ نے روزے کی حالت میں بڑی جرأت اور دلیرانہ انداز سے بجٹ پیش کیا باوجود اس کے کہ ہمارے اپوزیشن کے ممبران نے نہ صرف روزوں کا احترام کیا اور نہ ہی ایک خاتون کا احترام کیا جو روزے کی حالت میں بجٹ پیش کر رہی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں نے روزوں کی بے حرمتی کی، یہاں سیٹیاں بجائیں اور اس مقدس ایوان کے تقدس کو بھی پامال کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا بجٹ ہے جس میں تمام شعبہ جات جس میں تعلیم، صحت، زراعت، انرجی حتیٰ کہ تمام شعبہ جات کے لئے مناسب رقم مختص کی گئی ہے تاکہ پنجاب کی ترقی وخوشحالی آگے بڑھتی چلی جائے۔

جناب سپیکر! پنجاب جس میں، میں سمجھتا ہوں کہ لاہور ایک ایسا شہر ہے جس نے پورے پاکستان کے عوام کو اپنے دل میں سمویا ہوا ہے۔ پاکستان بھر سے لوگ یہاں پر روزگار، ترقی اور خوشحالی کے لئے آتے ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان کا سب سے بڑا ایوان پنجاب اسمبلی بھی لاہور میں ہے اس لئے لاہور کی ترقی وخوشحالی نہ صرف لاہوریوں کے لئے ہے بلکہ پورے پاکستان کے لئے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف کا وژن پورے پاکستان کے لوگوں کو ترقی کی طرف گامزن کرنے کے لئے ایک اہم قدم ہے۔ ہمارے اپوزیشن کے لوگوں کو ہمارے قائد کی قائدانہ صلاحیتیں نہ بھاتی ہیں اور نہ ہی ان کے ترقیاتی پروگرام ان کو بھاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو شرم آنی چاہئے کہ ایک بندہ دن رات محنت کر کے اس صوبے کو ترقی کی طرف گامزن کر رہا ہے اور یہ اس طرح کی حرکتیں کرتے رہے

ہیں کہ ایوان میں سیٹیاں بجاتے رہے ہیں۔ بجٹ تقریر کی کتاب پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی لکھا ہوتا ہے انہوں نے اسے پھاڑ پھاڑ کر یہاں پھینکا اس پر بھی ان لوگوں کو شرم آنی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ اچھا اور متوازن بجٹ ہے جو صوبہ پنجاب کی ترقی اور خوشحالی کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ میں یہاں پر یہ بھی بیان کرنا چاہوں گا کہ ان چار سالوں میں جو پیچھے چار سال گزرے ہیں اس میں minorities کے لئے بھی بجٹ رکھا جاتا رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سے minorities کے ترقیاتی اور infrastructure کے لحاظ سے جو معاملات ہیں وہ بھی ترقی کی طرف گامزن ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر آپ کے توسط سے یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ جو ممبران minority seats پر منتخب ہو کر آتے ہیں ADP میں ان کی سکیمیں بھی جو minorities کے علاقوں کے infrastructure کے لئے ہوتی ہیں وہ رکھی جانی چاہئیں جو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے نہیں رکھی گئیں۔ میں نے اور وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور جناب خلیل طاہر سندھو نے بھی اس مرتبہ ADP کے لئے سکیمیں دیں جن کے متعلق کہا گیا کہ یہ سکیمیں minorities کے لئے رکھی جائیں گی لیکن نہیں رکھی گئیں۔ میں آپ کے توسط سے یہ التجا کروں گا کہ ان سکیموں کو اقلیتوں کی ترقی اور خوشحالی کے لئے ADP میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی بیان کرنا چاہوں گا کہ محترمہ نے جو بجٹ پڑھا اس میں بتایا کہ پچھلے چار سالوں میں 3-ارب اور 42 کروڑ روپیہ minorities کے لئے رکھا گیا۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ رکھا گیا لیکن چند وجوہات کی وجہ سے شاید محکمہ finance یا انتظامیہ کی وجہ سے 3-ارب 42 کروڑ روپیہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کو منتقل نہیں ہوا بلکہ ایک ارب اور 71 کروڑ روپے منتقل ہوئے بلکہ اس کا بھی اعادہ ہوا اور جو ایک ارب اور 71 کروڑ روپے minority department کو دیا گیا اس میں سے بھی ایک ارب اور 23 کروڑ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آج آپ سے یہ بھی ملتمس ہوں کہ یہ جو فنڈز lapse ہوا ہے اس کا وعدہ کیا گیا ہے میں محترمہ وزیر خزانہ، وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور وزیر اعلیٰ سے بھی ملتمس ہوں کہ جو رقم minority کے لئے رکھی گئی تھی وہ دے دی جائے تاکہ پنجاب میں minorities کے علاقوں میں جہاں ترقیاتی منصوبوں پر کام ہو رہا ہے اس پر لگائی جا سکے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس مرتبہ جو بجٹ ایک ارب اور 16 کروڑ روپے رکھا گیا ہے لیکن allocation کے لئے وہ رقم 85 کروڑ روپے ہے۔ پنجاب میں جتنے بھی بجٹ پڑھے گئے ان میں جو بجٹ دیا گیا وہ پورا نہیں ملا لیکن اس مرتبہ ہمارے minority پارلیمنٹیرین اور دیگر پارلیمنٹیرین کی بھی متفقہ رائے اور درخواست ہے کہ اس بجٹ کو بڑھا کر 2-ارب کیا جائے تاکہ ہمارے جو اقلیتی منتخب minority کے ممبران ہیں وہ پورے پنجاب میں اس فنڈز پر عملدرآمد کریں۔ وہ بجٹ ایک ارب 16 کروڑ روپے کی بجائے 2-ارب روپے کر دیا جائے تاکہ اس سال ہمارے لوگوں کی محرومیاں خوشحالیوں میں تبدیل ہو جائیں۔ میں نے ایک بات کرنی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ شاہین اشفاق! منشی صاحب اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! بس ایک چھوٹی سی بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جلدی اپنی تقریر wind up کریں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب جو اہل ایمان اور اہل کتاب لوگ جب اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں تو ان کو دفنانے کے لئے جگہ درکار ہوتی ہے۔ ہمارے جو مسیحی قبرستان ہیں وہاں پر چند قبضہ مافیا لوگ قبضہ کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ 14-2013 میں قبرستانوں کی چار دیواری اور تحفظ دینے کے لئے فنڈز مختص کئے گئے تھے۔

جناب سپیکر! میری پچھلے سال بھی یہ تجویز تھی اور آج بھی یہی تجویز ہے کہ جو ہمارے مسیحی قبرستان، شمشان گھاٹ یا دیگر ایسی جگہیں ہیں جہاں پر مردوں کو دفنایا جاتا ہے اس کے لئے ایک مخصوص فنڈ رکھ دیا جائے تاکہ اس کی چار دیواری ہو جائے اور قبضہ مافیا سے اسے بچایا جا سکے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ شاہین اشفاق!

محترمہ شاہین اشفاق: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے 18-2017 کے بجٹ پر اس معزز ایوان کے سامنے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی انقلابی قیادت میں محترمہ وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم کو اس قدر متوازن، عوام دوست اور تاریخ ساز بجٹ پیش کیا ہے۔ جس کی مثال نہیں ملتی لہٰذا میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا، ان کی ٹیم اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اگر اس بجٹ کو دیکھا جائے تو اس میں تمام طبقات کی خدمت کے لئے پروگرام رکھے گئے ہیں اگر میں ان کی تفصیل میں جاؤں گی تو بات لمبی

ہو جائے گی تو میں مختصراً یہ کہوں گی کہ اس بجٹ میں ایجوکیشن، ہیلتھ، صاف پانی پروگرام، زراعت، امن عامہ، انصاف، بے روزگاری کے خاتمہ، عوام کو بہترین سفری سہولیات کی فراہمی کے لئے اورنج لائن ٹرین، میٹروبس اور سپیڈوبس جیسے منصوبے متعارف کروائے ہیں۔ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں توانائی بحران پر قابو پانے کے لئے بھکھی پاور پلانٹ، ساہیوال کول پاور پلانٹ، میر علی بہادر شاہ پلانٹ، بلوکی ہیڈ پاور پلانٹ جیسے منصوبے ہمارے پنجاب میں میاں محمد شہباز شریف سپیڈ کو show کر رہے ہیں۔ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے کارنامے اس وقت تاریخ میں سنہرے حروف میں لکھے جا رہے ہیں لہٰذا ان کی خدمات سے کوئی بھی منکر نہیں ہو سکتا۔ اپوزیشن بے شک میں ناکامیوں کی پالیسی پر رہے لیکن ہمارے وطن کی مٹی گواہ ہے جس کو ہم عظیم بنا رہے ہیں اور عظیم سے عظیم تر بنا کر ہی دم لیں گے۔ ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف پر بھرپور اعتماد کرتے ہوئے آئندہ پانچ سال کے لئے بھی انہی کو ووٹ دیں گے کیونکہ ان کی خدمات ان کے جذبات ہمارے سامنے موجود ہیں کہ انہوں نے پنجاب اور پاکستان کی ترقی کے لئے کس قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

جناب سپیکر! میرا تعلق گوجرانوالہ سے ہے میں گزارش کروں گی کہ جس طرح وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے گوجرانوالہ کو فلائی اوور کا میگا پراجیکٹ دے کر ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے اور ذرائع آمد و رفت میں بہت آسانی پیدا کی ہے لہٰذا میری خواہش ہو گی کہ اس فلائی اوور کا نام بھی میاں محمد شہباز شریف کے نام سے منسوب ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ میں خاتون ہونے کے ناتے یہ بھی کہوں گی کہ گوجرانوالہ پنجاب کا ایسا واحد ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے جس میں ابھی تک کوئی بھی یونیورسٹی موجود نہیں ہے تو میری خواہش ہے کہ وہاں پر وومن یونیورسٹی کا قیام کیا جائے۔ گوجرانوالہ کا واحد میٹرنٹی ہسپتال جو ابھی تک آؤٹ ڈور کی سہولیات فراہم کر رہا ہے لیکن وہ ان ڈور کی سہولیات سے محروم ہے اس کے لئے بھی فنڈ مختص کیا جائے۔ گوجرانوالہ میں اس کے علاوہ اولڈ ایج ہوم، برن سنٹر بنائے جائیں اور 45 لاکھ کی آبادی کی تفریح کے لئے کے لئے کوئی بھی تفریحی مقام نہیں ہے لہٰذا وہاں پر ایک zoo بھی بنایا جائے۔ اس کے علاوہ گوجرانوالہ کا جو ڈی ایچ کیو ہسپتال ہے وہ اکیلا 45 لاکھ کی آبادی کو سہولیات فراہم نہیں کر سکتا لہٰذا میری یہ بھی استدعا ہے کہ وہاں ایک نیا ہسپتال تعمیر کیا جائے ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر کا اختتام کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! آج ایک بار پھر میں وزیر اعلیٰ پنجاب [****] کو 18-2017 کی شوبازی پر مشتمل بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اس طرح نہ کریں یہ آپ کے الفاظ ٹھیک نہیں۔ No,No.

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! یہ بات میں اس لئے کر رہی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اگر آپ نے اس طرح بات کرنی ہے تو پھر میں آپ کو floor نہیں دوں گا۔ نہیں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں یہ بات کیوں کر رہی ہوں اس لئے کر رہی ہوں۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! نہیں۔ آپ یہاں پر کسی کی ذات کے بارے میں بات نہ کریں۔ بہت شکریہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! یہ بات میں اس لئے کر رہی ہوں کیونکہ انہوں نے خود کہا تھا اگر میں چھ ماہ میں لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ نہ کر دوں تو میرا نام بدل دیں۔ میری اس طرح بات کرنے کا یہ logic ہے۔ جب بجٹ allocation ہوتی ہے اور بجٹ utilize نہیں کیا جاتا اس کی یہ وجہ ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے پہلے الفاظ کو کارروائی سے حذف کر چکا ہوں۔ محترمہ! آپ اپنا روّیہ ٹھیک کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"چرسی چرسی" کی نعرے بازی کی گئی)

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے خود یہ موقع ہم کو دیا ہے، انہوں نے عوام کو اپنی زبان سے ایسے الفاظ ادا کرنے کا حق دیا ہے کہ اگر میں یہ نہ کر دوں اور وہ نہ کر دوں تو میرا نام بدل دیا جائے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! آپ ان کو بات کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف صاحب! محترمہ اپنی بات ٹھیک طریقے سے کریں گی تو میں ان کو بات کرنے دوں گا۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! اس کے پیچھے ایک logic ہے اس لئے میں logic سے بات کر رہی ہوں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! شہزاد صاحب نے اپنی تقریر میں بار بار شرم کریں، شرم کریں کے الفاظ بولے ان کو کیوں نہیں روکا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: آصف صاحب! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ شہزاد صاحب نے کوئی غلط لفظ استعمال نہیں کیا لہٰذا آپ ذاتیات پر بات نہ کریں بلکہ بجٹ پر بات کریں۔ (شور وغل)

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! آپ ایوان کو in order کریں یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اگر آپ کسی کی ذات کے بارے میں بات کریں گی تو آپ کو کوئی نہیں بولنے دے گا۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! یہ اختیار وزیر اعلیٰ نے خود عوام کو دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اگر آپ نے بجٹ پر بات کرنی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ آپ کی مرضی ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! اگر میں نے یہ نہ کیا تو میرا نام بدل دو تو یہ حق انہوں نے خود ہم کو دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ایک منٹ میری بات سن لیں۔ اگر اب آپ نے کسی کی ذات کے بارے میں بات کی تو میں آپ کا مائیک بند کر دوں گا۔ نہیں۔ آپ بجٹ پر بات کریں۔ آصف صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ جی، محترمہ! آپ بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں بہت humble سی یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ جب ایک صوبے کا۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اب بجٹ پر بات کیجئے گا اور آپ کسی کی ذات کے بارے میں بات نہ کیجئے گا۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں بجٹ پر بحث کرنے کے لئے ہی بات کر رہی ہوں اور یہ بجٹ کے سلسلے میں ہی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کسی کی ذات کے بارے میں بات نہ کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! ایک وزیر اعلیٰ جب خود اپنی عوام سے مخاطب ہو کر عوام کو یہ اختیار دیتا ہے کہ اگر میں آپ کے لئے یہ کام نہ کر دوں تو میرا نام بدل دینا تو۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! نہیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! اس میں میرا کیا قصور ہے؟ یہ بات انہوں نے خود کہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! بجٹ پر بات کرتے ہوئے ہمیشہ ایک چیز کے بارے میں سوچتے ہیں کہ priorities کے لئے انہوں نے کون سا لائحہ عمل بنایا ہے کیا policies یا کیا کوئی mechanism ہے آج تک ہم ہمیشہ یہ بات سوچتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: No cross talk.

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! ہم ہمیشہ on the floor of the House اپنی valid تجاویز دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان تجاویز کو بجٹ کا حصہ نہیں بنایا جاتا۔ اگر بجٹ allocation کی بات کی جائے تو آج ہم بہت سی figures دیکھ رہے ہیں کہ فلاں محکمے اور فلاں کام کے لئے اتنا بجٹ رکھ دیا گیا ہے۔ کیا یہ بتانا پسند کریں گے کہ جب بجٹ allocation ہوتی ہے تو اس کی utilization اور اس کی over sitting کس کا فرض ہے؟ ہسپتالوں کی emergencies کی تعمیرات کے لئے رکھے گئے فنڈز جب آپ اپنے من پسند منصوبوں پر لگائیں گے تو کیا آپ اپنے فرائض کی ادائیگی کرنے میں کامیاب ہو رہے ہیں؟ ہم شعبہ تعلیم کی بات کرتے ہیں۔ جس شہر کو ہم مثالی شہر کہتے ہیں اور صرف تختِ لاہور کی بات کریں تو یہاں پر ابھی تک بہت سے سکول ایسے ہیں جن کی اخبارات میں تفصیل درج ہے اور survey reports آ چکی ہیں کہ ان سکولوں میں missing facilities دُور نہیں کی جا سکیں۔

جناب سپیکر! اگر ہم ایجوکیشن کے بجٹ کی بات کریں، ہر سال یہ کوشش کریں اور یہ سنیں کہ ہم اس دفعہ بجٹ بڑھا دیں گے کیونکہ ہمارا پہلا مقصد عوام کو تعلیمی سہولیات فراہم کرنا ہے۔ ہم 2017-18 میں دیکھتے ہیں تو بجائے بجٹ بڑھانے کے اگر بجٹ کو کم کر دیں تو یہ کون سے فرائض کی ادائیگی کر رہے ہیں؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ گڈ گورننس کے اوپر ایک سوالیہ نشان ہے۔ اگر ہم صحت کی سہولتوں پر بات کریں تو کیا ساہیوال شہر میں نئی عمارتیں تعمیر کر دینے سے فرض کی ادائیگی ہو گئی، بالکل

بھی نہیں؟ وہاں کے ہسپتال میں مشینری نہیں ہے، آلات بھی ناکارہ ہو چکے ہیں اور وہاں پر ڈاکٹرز available نہیں ہیں۔ وہاں میڈیکل کالج بنایا گیا جس کا تماشا بنا ہوا ہے کہ وہاں پر پروفیسر جانے کو تیار ہی نہیں ہے۔ صرف گڈ گورننس کے دعوے کرنے اور آنکھیں چرانے سے میں سمجھتی ہوں کہ ہم اپنے فرائض کی ادائیگی نہیں کر سکے۔

جناب سپیکر! اگر ہم دیکھیں تو پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے لیکن یہاں پر آئے دن ایک تماشا لگ رہا ہے کیونکہ ہم دوستیاں نبھانے کے لئے انڈیا سے پیاز اور آلو منگواتے ہیں۔ کیا یہ فرض کی ادائیگی ہے، کیا یہ گڈ گورننس ہے، کیا اس لئے ہمیں وزیر اعلیٰ شہباز شریف کو مبارکباد دینی چاہئے اور یہ کیوں کیا جا رہا ہے؟ ہم سن رہے ہیں کہ ہم نے کسانوں کو package دے دیئے ہیں جبکہ میں آپ کو ہمارے ہمسایہ ملک کی مثال دیتی ہوں کہ ان کا صوبہ پنجاب خود ٹیوب ویل کے بل برداشت کرتا ہے لیکن ہم اپنے کسانوں کو کیا سہولت دے رہے ہیں؟ اسی طرح اگر میں لاء اینڈ آرڈر، رویّوں اور نیتوں کی تبدیلی کی بات کروں تو کیا اپنے قریبی لوگوں کو وردیوں کے ٹھیکے دینے اور پولیس کی وردیاں تبدیل کر دینے سے ہم پولیس کے روّیے تبدیل کر دیں گے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ یہ گڈ گورننس کے اوپر ایک سوالیہ نشان ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! Wind up کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میرا شہر ساہیوال ہے اور میں نے ابھی ساہیوال میڈیکل کالج کی بات بھی کی ہے۔ وہاں پر کول پاور پراجیکٹ لگایا گیا ہے جس کے افتتاح پر تین دفعہ کروڑوں روپے خرچ ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک وہ بجلی کہاں جا رہی ہے، کیا اُس کی پیداوار شروع ہو گئی ہے اور کیا عوام کو اس کے ثمرات مل رہے ہیں مگر کسی کو کچھ پتا نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! ساہیوال میں 2005 سے زرعی یونیورسٹی کے لئے زمین allocate ہو چکی ہے لیکن ابھی تک وہاں پر زرعی یونیورسٹی بنانے کا کوئی منصوبہ اس بجٹ کے اندر مجھے نظر نہیں آیا۔ اسی طرح میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گی کہ ساہیوال شہر میں پولی ٹیکنیکل کالج ہے اُس کو انجینئرنگ یونیورسٹی بنایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ خواتین کے حوالے سے بات کروں گی کہ وہاں پر ہوم اکنامکس کالج کی اشد ضرورت ہے کیونکہ وہ ڈویژن ہے اس لئے ڈویژن کی سطح پر ضرور ہوم اکنامکس کالج ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ نگہت شیخ!

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ سب سے پہلے میں حکومتِ پنجاب اور محترمہ وزیر خزانہ کو ایک ہزار970۔ارب70کروڑ روپے کا تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ پیش کرنے پر خراج تحسین پیش کروں گی اور ساتھ ہی ساتھ 635۔ارب روپے کا جو ڈویلپمنٹ فنڈر کھا گیا ہے اُس کے لئے بھی خراج تحسین پیش کروں گی۔ تعلیم، صحت، واٹر سپلائی، sanitationاور وومن ڈویلپمنٹ کے لئے جو201۔ارب 63کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں یہ بھی ایک تاریخی قدم ہے۔ میں اپنی بات کا آغاز تعلیمی شعبے سے کروں گی کہ تعلیم کے لئے 345۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ رواں مالی سال سے 33۔ارب روپے زیادہ ہیں اور یقیناً یہ قابل ستائش عمل ہے لیکن اگر ہم quality of educationکی بات کریں تو یہ بات روزِروشن کی طرح واضح ہے کہ تعلیم کا معیار دن بدن گرتا جا رہا ہے، quality of educationنہیں ہے اور اس کی مثال اگر ہم دیکھیں تو فیڈرل پبلک سروس کمیشن کا resultاس سال صرف2فیصد رہا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہوگی کہ تعلیمی منصوبوں پر جو رقم خرچ کی جا رہی ہے اس کی صحیح utilizationپر توجہ دی جائے۔ اس کے ساتھ میں drop outبچوں کی بات بھی کروں گی کہ حکومتِ پنجاب کی کوششوں سے اس میں 4فیصد کمی ہوئی ہے جو یقیناً ایک بہتر قدم اور کاوش ہے جس کا resultسامنے آیا ہے لیکن ایسے بچے جو غربت و معاشرتی کمزوریوں کی وجہ سے احساسِ کمتری میں مبتلا ہیں، بے روزگاری اور اپنی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے کے لئے بہت چھوٹی عمر میں روزگار کی تلاش میں بے رحم معاشرے کے رحم وکرم پر ہوتے ہیں اُن پر خصوصی توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔

جناب سپیکر!اب میں کسان packageکی بات کروں گی جس حوالے سے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کسان دوست ہونے کا ثبوت ہیں۔ یقیناً یہ ایک بہت اچھا اور عمدہ packageہے لیکن حکومتی پالیسی یہ ہے کہ بھارت سے سبزیاں اور پھل خریدے جائیں جس سے ہمارے کسان کا استحصال ہو رہا ہے۔ آج ہمارا کسان ٹماٹر 8سے 10روپے کلو میں فروخت کر رہا ہے جبکہ یہی ٹماٹر بھارت سے 150روپے کلو میں درآمد کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے کسانوں کے ساتھ بڑا ظلم اور ناانصافی کی جاتی ہے۔ اسی طرح فلپائن سے کیلا منگوایا جا رہا ہے، نیوزی لینڈ سے سیب منگوایا جا رہا ہے اور رمضان بازاروں میں اس پر سبسڈی دی جا رہی ہے لیکن یہ کس طبقے کو نوازا جا رہا ہے؟ جو پیسا ہم درآمدات پر خرچ کر رہے ہیں لیکن اگر اسی زرمبادلہ سے ہم اپنے کسان کو facilitateکریں اور اپنے

پھلوں کی product میں اضافہ کریں تو نہ صرف ہم زر مبادلہ کو بچا سکتے ہیں بلکہ ہم ان پھلوں اور سبزیوں کو درآمد کر کے زر مبادلہ کما بھی سکتے ہیں لہٰذا میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں اس پر خصوصی توجہ دینی چاہئے اور درآمدات کو کم کر کے اپنے کسانوں کو relief دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! Construction services پر جو 16 فیصد GST تھا اس بجٹ میں اُس کو کم کر کے 5 فیصد کر دیا گیا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ گزشتہ سال جب یہ ٹیکس لگایا گیا تھا تو تمام ٹھیکیداروں نے strike کی جس کے بعد حکومت کو اس میں کمی کرنا پڑی۔ اگر ہم ground realities کو دیکھیں تو 5 فیصد سیلز ٹیکس، انکم ٹیکس اور 20 فیصد جو محکمانہ کمیشن بنتی ہے اس سے رقم کی ایک کثیر رقم اس چیز میں نکل جاتی ہے جس سے میں سمجھتی ہوں کہ quality of work کم ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب پیسا کم ہو کر اس مد میں نکل جائے گا تو کام کا معیار گرے گا اور دوسری طرف تخمینہ لاگت بھی بڑھ جائے گا لہٰذا اس حوالے سے میری گزارش یہ ہو گی کہ اس محکمانہ کرپشن کو روکا جائے اور جو پیسا کرپشن کی نذر ہو رہا ہے اس کو صحیح طور پر استعمال کیا جائے۔ اس کے بعد 25 ارب کے investment bonds کا اجراء کیا گیا ہے لیکن اس میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے کہ اداروں اور عوام سے جو رقم لی جائے گی وہ کتنے percent پر لی جائے گی کیونکہ عام حالات میں سٹیٹ بنک کا lending rate یا discount rate بہت کم ہے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ اگر عوام سے رقم لے کر اُن کو بہت زیادہ منافع دیا جائے گا تو یہ بھی ہماری معیشت کے لئے درست نہیں ہو گا۔ اس حوالے سے میری تجویز یہ ہے کہ ہمیں اخراجات کو کنٹرول کرنا چاہئے تاکہ borrowing economy سے بچا جا سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں آخر میں ایک اہم issue پر بات کروں گی کہ یہاں sale and purchase کی E-marketing ہوتی ہے جیسے OLX اور Pakistan wheels وغیرہ کی جو online shopping ہے ان کا محاسبہ کیوں نہیں کیا جاتا؟ یہ لوگ اربوں روپے کا business کر رہے ہیں لہٰذا ان کو ٹیکس نیٹ میں لانا چاہئے۔ موبائل پر grocery, jewelry اور ہر چیز available ہے۔ یہ ایک طرف اربوں روپے کا منافع کما رہے ہیں تو دوسری جانب رجسٹرڈ taxpayer اس کا شکار ہو رہا ہے لہٰذا میری تجویز ہو گی کہ ان کو بھی ٹیکس نیٹ میں لانا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب احمد خان بلوچ صاحب کی باری ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! مجھے آخری ایک بات کرنے دیجئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، احمد خان بلوچ صاحب موجود نہیں ہیں۔ رانا لیاقت علی!

رانا لیاقت علی: جناب سپیکر! شکریہ۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق محترمہ وزیر خزانہ نے ہر شعبہ زندگی اور ہر سیکٹر کو مدنظر رکھتے ہوئے جس خوبصورتی کے ساتھ یہ بجٹ پیش کیا ہے اس پر میں انہیں مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! دوسری طرف اپوزیشن کے معزز ممبران نے اس دوران جو role ادا کیا وہ قابل مذمت ہے۔ اس معزز ایوان میں دس کروڑ عوام ہمیں انسانی خدمت، انصاف، قومی ترقی اور قانون کی بالادستی کے لئے کردار ادا کرنے کے لئے یہاں بھیجتے ہیں۔ جب جمہوریت پروان چڑھ رہی تھی کیونکہ اس جمہوریت کی بہت لمبی داستان ہے۔ جب اس جمہوریت کے لئے پاکستان کے سیاست دان قربانیاں دے رہے تھے، جیلیں کاٹ رہے تھے، پھانسیاں لگ رہے تھے، جلاوطنی کاٹ رہے تھے اور طرح طرح کی تکالیف سے گزر رہے تھے جو یہاں پر سیٹیاں بجاتے ہیں، ان کا لیڈر یورپ کی رنگینیوں میں مزے لوٹ رہا تھا۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
جناب قائم مقام سپیکر کو "دیکھیں" کی آوازیں)

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! بجٹ پر بات کریں۔

رانا لیاقت علی: جناب سپیکر! یہودیوں کی آغوش میں بیٹھا ہوا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! ایسے نہ کریں بلکہ بجٹ کے اوپر بات کریں۔

رانا لیاقت علی: جناب سپیکر! اس قومی ترقی میں جو بھی دیوار آئے گی، جو دھرنا آئے گا اور جو سیٹی آئے گی ہم اسے انشاء اللہ پاش پاش کر دیں گے۔ ہم نے عہد کرنا ہے کہ ہم نے اس جمہوریت کی خوبصورتی کو اور نکھارنا ہے۔ ہمیں اس سسٹم کو آگے لے کر چلنا ہے۔ میرے حلقے میں اربوں روپے کے فنڈز سے کالج، ہسپتال، roads, sports stadiums اور خصوصاً خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو ان کی جرأت اور عظمت کو سلام کہ جب زیرو پوائنٹ، ایل او سی پر انڈیا کی طرف سے شیلنگ ہو رہی تھی تو وہاں پر تشریف لے گئے اور 70 سال کی پاکستانی تاریخ میں شہید ہونے والے بچوں اور بوڑھوں کے خاندانوں کے لئے compensation حتیٰ کہ ان

کے مال مویشی کے لئے compensation دی جس پر میں خادم اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب، خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق ان کی ٹیم نے شب و روز محنت کر کے یہاں پر سی پیک، تعلیم، ہیلتھ، میٹرو بس، اورنج ریلوے اور کسان کی خوشحالی کے لئے جو package دیئے ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں آج 19200 میگاواٹ بجلی generate کی جا رہی ہے جس کے لئے میں وزیر پانی و بجلی خواجہ محمد آصف کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ وقت دور نہیں کہ جب لوڈ شیڈنگ کو ہم ہمیشہ کے لئے دفن کر دیں گے اور اس ملک میں بے روزگاری کا خاتمہ ہو گا۔ ہم عزت و احترام اور خودداری سے اس ملک میں اپنی زندگی بسر کریں گے اور یہ میرا سبز ہلالی پرچم عظمت سے، خودداری اور فخر سے جھوم رہا ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اوور سیز کے حوالے سے ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ OPC قائم کرنے پر اوور سیز پاکستانی خادم پنجاب کے مشکور و ممنون ہیں کہ اوور سیز پاکستان کمیشن کا قیام کر کے انہوں نے ہمارے دکھوں کا مداوا کیا اور انہیں ایسا پلیٹ فارم دیا جس کے fast track پر ہمارے مسائل سنے جاتے ہیں۔ میری اس سے آگے یہ گزارش ہے کہ اوور سیز پاکستانیوں کے لئے جو کہ پاکستان کی ایسی فوج ہے جو اپنا خون پسینہ دے کر پاکستان کے لئے دیار غیر میں کام کرتی ہے، ان کے لئے خصوصی courts اور ٹریبونلز مہیا کئے جائیں تاکہ fast track پر ان کے معاملات کو حل کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری اس معزز ایوان کے ممبران سے صرف اور صرف یہ گزارش ہے کہ پاک چین دوستی، ترکی اور دیگر ممالک میں پاکستان کے ساتھ اس مشکل کی گھڑی میں جو ہمارے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں، ہمیں ہمیشہ ان کی محبت کو یاد رکھنا چاہئے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ تمکین اختر نیازی۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ چودھری محمد اشرف!

چودھری محمد اشرف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کے لئے وقت دیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی زیر نگرانی وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا نے جس جرأت، بہادری اور دلیری سے حزب اختلاف کی اس حالت میں جو کہ انہیں زیب نہیں دیتی بہت اچھا اور متوازن بجٹ پیش کیا جس میں تمام شعبہ جات کے لئے جو فنڈز رکھے گئے ہیں یا جو تجاویز دی گئی ہیں، نہایت ہی اعلیٰ و ارفع ہیں اور ان کی موجودہ دور میں بڑی اہم ضرورت ہے۔ یہاں

مسئلہ یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے جو کوئی اچھی بات آتی ہے تو ہم اس پر تنقید برائے تنقید کرتے ہیں۔ اس رجحان کو ختم ہونا چاہئے بلکہ تنقید برائے اصلاح ضرور کرنی چاہئے۔ جو کمی ہو اس کی نشاندہی ضرور کرنی چاہئے لیکن تنقید برائے تنقید نہیں کرنی چاہئے۔اس پہلو کو ختم ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر!جب حزب اختلاف کے لیڈر تقریر فرما رہے ہوں تو اس وقت بھی ہمیں آرام سے انہیں سننا چاہئے اور اسے سمجھنا چاہئے۔اسی طرح جب ہماری وزیر خزانہ بجٹ تقریر فرما رہی ہوں تو انہیں بھی حزب اختلاف کو نہایت غور، صبر اور سوچ کے مطابق سن کر اس پر عمل کرنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ ان کی تقریر کو غور سے سنا جائے۔وزیر اعلیٰ جب تقریر فرما رہے ہوں تو انہیں بھی حزب اختلاف کو غور سے سننا چاہئے تاکہ معزز ایوان کو پوری طرح سے سمجھ آسکے اور اس پر نہایت ہی اچھے طریقے سے جو جائز بات کرنی ہو وہ کی جائے۔ میں دونوں اطراف کے معزز ممبران سے توقع رکھتا ہوں کہ آئندہ انشاء اللہ ایسا نہیں ہوگا اور اچھی طرح ہی ایک دوسرے کا احترام کرتے ہوئے باتیں سنی جائیں گی اور ان پر عمل بھی کیا جائے گا۔

جناب سپیکر!میں تعلیم، صحت، زراعت اور رفاع عامہ کے لئے جو بجٹ میں رقم مختص کی گئی ہے یہ نہایت ہی اچھی رقم ہے۔ اپنے گھر کے حالات بھی دیکھنے ہوتے ہیں، اپنے وسائل بھی دیکھنے ہوتے ہیں اُن کے مطابق یہ سب کچھ کافی حد تک مناسب ہے ہم سب لوگوں کو چاہئے کہ اس کو appreciate کریں۔ محترم وزیر اعظم، محترمہ وزیر خزانہ اور اُن کی پوری ٹیم کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اچھا بجٹ متوازن بجٹ پیش کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے اس اسمبلی کے تمام عملہ کو اور پوری ٹیم کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!تھوڑا سا میں اپنے حلقے کی طرف بھی جاؤں گا ڈسٹرکٹ گجرات ایک بڑا اہم ضلع ہے no doubt کہ پورا پنجاب پورا پاکستان ہی اہم ہے لیکن ڈسٹرکٹ گجرات کا مقابلہ بہت سخت ہے وہاں پر بہت کمیاں بھی ہیں اُن کو دور کرنے کے لئے محترمہ وزیر خزانہ کو یہ چاہئے کہ جیسے دریائے چناب پر پل تعمیر ہو رہا ہے بڑا اچھا اقدام ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب اپنی تجاویز وزیر خزانہ صاحبہ کو لکھ کر دے دیں۔

چودھری محمد اشرف: جناب سپیکر!تمام شعبوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہتر سے بہتر کام ہو رہا ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب!یہ تجاویز لکھ کر دے دیں۔جی، جناب آصف محمود!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میری requestہو گی آپ نے ذرا تحمل سے ہماری بھی بات سنیں جس طرح گورنمنٹ سائیڈ سے بات سنی ہے ذرا سکون سے سنئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کسی کی ذات پر بات نہ کریں بجٹ پر بات کریں میں سکون سے سنوں گا۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں کل سے سن رہا ہوں حکومتی ممبران کی طرف سے سیٹیوں کا بڑا ذکر ہو رہا ہے چار سال سے اس ایوان کے اندر یہاں پر اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے لوگ جب آپ سے اپنی تجاویز دیتے ہیں، ترامیم دیتے ہیں، تحاریک التوائے کار دیتے ہیں، سوال دیتے ہیں، کتنوں کے جواب آتے ہیں، آپ کتنوں کے مسائل حل کرتے ہیں جو سیٹیاں نہ بجائیں، جب آپ کے کانوں کے اندر لوگوں کی سیسکیاں کی آواز نہیں ہو گی، جب آپ کے کانوں کے اندر میل جمعی ہوئی ہو گی تو سیٹیوں سے ہی اُس کو کھولیں گے اور اگر آپ سیٹیوں سے نہیں مانیں گے تو سیسہ boilکر کے ڈالنا پڑا تو وہ بھی ڈالیں گے۔ اس ایوان کے اندر ہم لوگوں کے ووٹ لے کر آئے اور چار سال سے اس ایوان کے اندر بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر! جس چیئر پر آپ بیٹھے ہیں آپ انصاف سے بتائیں لوگوں کا کروڑوں روپیہ لگا ہے سب سے پہلے یہاں احتساب شروع کریں اس ایوان پر خرچ ہوتا ہے۔ چار سال کے اندر اس ایوان کی کیا پرفارمنس ہے، کتنی تحاریک التوائے کار کے جواب آتے ہیں؟ ہم businessجمع کرواتے رہے اپنی مرضی سے پیچھے سے killکر دیتے ہیں جو غلطی سے یہاں پر آجائے اُس کا جواب محکمہ نہیں دیتا کتنی دفعہ اس چیئر کے اوپر بیٹھے ہوئے آپ نے ان بیوروکریٹس کو، ان بابوں کو جنہوں نے بجٹ بنایا میں یہ یقین سے کہتا ہوں اس ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے کسی شخص کو اس بجٹ کی ABCکا بھی اندازہ نہیں ہونا۔ جنہوں نے بجٹ بنا کر آپ کو یہاں بھجوایا ہے اُن سے پوچھیں جس دن محکموں کے سوالات کے دن ہوتے ہیں کتنے سیکرٹریز یہاں پر آ کر بیٹھتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس ایوان کی جتنی بے توقیری اس tenureکے اندر unfortunatelyمیں افسوس سے کہتا ہوں آپ لوگوں کے ہاتھوں ہوئی اس کی pastکی historyمیں آپ کو مثال نہیں ملے گی اور یہاں پر سیٹیوں کو لے کر ایوان کا تقدس پامال ہونا شروع ہو گیا ہے۔ سیٹیوں کے اوپر مجھے یہ بتائیں آپ نے اپوزیشن کے لوگوں کو کیوں ڈویلپمنٹ فنڈ نہیں دیئے؟ پچھلے چار سال میں ان کا گناہ کیا تھا کہ ان لوگوں نے اپوزیشن کو ووٹ دیا پی ایم ایل (ن) کو ووٹ نہیں دیا۔ یہ ان کی پالیسیز دیکھیں جن کی یہ تعریف کر رہے ہوتے ہیں ان کی ساری short time planningہے، ان کا ٹوٹل focusاگلا الیکشن

ہوتا ہے صرف اگلا الیکشن یہ لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ یہ سبسڈی کے جو بڑے بڑے پراجیکٹ کرتے ہیں مجھے بتائیں کہ ٹھیک ہے میٹرو ایک facility ہے تھوڑی دیر کے لئے مان لیتا ہوں مجھے ذرا وزیر خزانہ صاحبہ یہ بتائیں گی کہ یہ جو سبسڈی ہے لاہور میٹرو کی 48 روپے فی کلو میٹر، راولپنڈی میں 325 روپے فی کلو میٹر کیسے ہو گئی؟

جناب سپیکر! سبسڈی اس لئے ہو گی کہ وہ پراجیکٹ آپ نے اُس شخص کو دیا، اُس شخص کو چیئرمین بنایا جس کو راولپنڈی کی عوام نے رد کیا، جس کا ایفی ڈرین کیس کے اندر نام تھا، جو منشیات کا سمگلر تھا اُس کو آپ نے اربوں روپے کا پراجیکٹ دیا اور اُس کی سبسڈی آپ نے 325 روپے فی کلو میٹر رکھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف صاحب! جو بندہ یہاں پر موجود نہیں ہے آپ اُس کے خلاف اگر وہ یہاں موجود ہوتا تو پھر بات کرتے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! جب حکومتی ممبران یہاں پر یہودی یہودی رمضان کے مہینے میں کرتے تو انہیں شرم نہیں آتی کسی مسلمان کو یہودی کہتے ہوئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: کسی نے بات نہیں کی۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! انہوں نے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر یہاں پر کہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایسی بات میں نے نہیں سنی۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ شرم دلاتے ہیں انہیں وہ لوگ نظر نہیں آتے جو فرش کے اوپر اپنی جانیں دے دیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: No Cross Talk.

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! ان کو ہسپتالوں کے stretchers کے اوپر چھ چھ لوگ پڑے نظر نہیں آتے؟ یہ ہمیں شرم دلاتے ہیں ان کے اندر اتنی جرأت نہیں کہ اپنے لیڈر کے سامنے کھڑے ہو کر بات کریں۔ پہلے دو منٹ یہاں پر اگر تعریفیں کرتے ہیں اُس کے بعد اپنے حلقوں کا رونا روتے ہیں۔ جن لوگوں سے ووٹ لئے ہیں اُن کی بات نہیں کریں گے یہاں پر شوباز، شوباز، شوباز میں مبارکباد دیتا ہوں، میں یہ کرتا ہوں۔ آپ مجھے بتائیں کس کا مسئلہ اس ایوان کے اندر حل ہوتا ہے؟ یہ یہاں پر بیٹھ کر تعریفیں کرنے کے لئے آتے ہیں؟ لوگوں کے ٹیکس کا پیسا لگتا ہے یہ اتنے کروڑوں کی ردی ہے یہاں پر پیپر

رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔آپ سے یہاں پر اتنا نہیں ہو سکا، چار سال سے کون سی صدی میں رہ رہے ہیں؟ آپ یہاں پر Tablet لگا کر جو یہاں پر کروڑوں روپے کا ردی مافیا ہے اس سے تو جان چھڑا لیں باہر کی باتیں ہم بعد میں کریں گے، اس اسمبلی کے اندر جو بے قاعدگیاں ہیں اُن کو تو درست کر لیں باقی پنجاب کے مسائل پر ہم بعد میں بات کریں گے۔

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ دوسری دفعہ یہاں پر بیٹھی ہیں وہی ہمارے مسئلے مسائل ہوتے ہیں وہی بار بار repetition میں بات کرتے ہیں۔ یہ جو مجھے بتائیں کہتے ہیں سیٹیاں نہ بجائیں، احتجاج نہ کریں۔ محترمہ وزیر خزانہ کھڑی ہو کر بتائیں کتنی ہماری تجاویز incorporate ہوئی ہیں اور جو ہم نے پری بجٹ بحث کی ان کو بھی پتا ہے۔اس اسمبلی میں Standing Committees کا کیا رول ہے؟ ترامیم move کر کر کے Rules of Procedure کے اندر ہر طرح سے تحمل سے بھی بات کی ہے پیار سے بھی بات کی ہے لیکن یہاں پر کوئی کان دھرنے کرنے کو تیار نہیں کیونکہ ماڈل ٹاؤن کے اندر روٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ اس اسمبلی کے اندر کیوں بلایا جاتا ہے؟ جب کوئی میگا پراجیکٹ، کوئی بڑا پراجیکٹ آپ نے اس اسمبلی کے اندر discuss ہی نہیں کرنا تو کیوں لوگوں کا کروڑوں روپیہ اس ایوان کے اندر لگاتے ہیں؟ میاں محمد شہباز شریف اس اسمبلی کے وزیراعلیٰ ہیں، اس اسمبلی سے ووٹ لے کر وہ وزیراعلیٰ بنے ہیں وہ جب سال بعد یہاں آئیں گے تو یہاں پر سیٹیاں ہی بجیں گی۔پتا نہیں کدھر ہوتے ہیں سال کے بعد یہاں پر آتے ہیں یہاں پر آئیں گے لوگوں کے مسائل کا پتا چلے گا۔ جب یہ بیوروکریسی کے ساتھ بیٹھے رہیں گے تو اس ایوان اور جمہوریت کا کیا مقصد ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آصف محمود صاحب! بجٹ پر بات کر لیں تو مہربانی ہوگی۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں بجٹ کے اوپر آجاتا ہوں میں نے یہاں پر کچھ تحاریک التوائے کار اپنے حلقے کے حوالے سے جمع کروائی ہوئی ہیں۔ اب دوبار محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہیں ان کی موجودگی میں ضروری ضروری دو تین چیزیں جو شاید ان کی تحریر کے نیچے وہ الفاظ آجائیں۔

جناب سپیکر! میرے حلقے میں ایک امین پبلک سکول ہے اس لئے یہاں پر نشاندہی کر رہا ہوں کہ کل کو کوئی بڑا سانحہ ہو گا یہ ریکارڈ کے اوپر بات ہو گی کہ اُس کی بلڈنگ کرائے کی بلڈنگ ہے اور انتہائی خستہ حال وہ پرائمری بچیوں کا سکول ہے اگر آپ نوٹ کر لیں امین پبلک سکول ڈھیری حسن آباد راولپنڈی اُس کے اوپر میں تین دفعہ زیرو آور جمع کرا چکا ہوں لیکن وہ take up نہیں ہو سکا، تحاریک التوائے کار جمع کروائی ہیں۔ اُس کو کنٹونمنٹ بورڈ نے declare کیا ہوا ہے کہ یہ خطرناک بلڈنگ ہے اور وہ کسی بھی ٹائم

گرے گی اللہ نا کرے کسی بڑے حادثے کا سبب بنی تو یہ قاتل ہوں گے اُن بچیوں کے جو اُن چھتوں کے نیچے بیٹھ کر پڑھ رہی ہیں اُس سکول کا کوئی مسئلہ حل کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کنٹونمنٹ بورڈ نے کرنا ہے یا محترمہ وزیر خزانہ نے کرنا ہے؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پنجاب گورنمنٹ کا سکول ہے وہ کینٹ بورڈ کے اندر نہیں آرہا۔ اُس کے بعد میرے ایریا کے اندر پانی نہیں ہے ٹھیک ہے کنٹونمنٹ ایریا ہے میں سمجھتا ہوں administratively اُس پر Cantonment responsible ہے لیکن جب کنٹونمنٹ سے بات کی جاتی ہے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ فیڈرل اور پراونشل گورنمنٹ نے ہمیں کوئی خانپور پراجیکٹ کے لئے پیسے دینے تھے 1992 سے onward ابھی تک اُس کی ادائیگی اُس طرح سے نہیں ہو پارہی جس طرح سے گورنمنٹ نے commit کیا تھا۔

جناب سپیکر! میری request ہے کہ راولپنڈی اور چکلالہ کنٹونمنٹ بورڈ کے پانی کے مسئلے کے لئے پراونشل گورنمنٹ پنجاب کینٹ بورڈ کو یہاں سے فنڈز مہیا کرے تاکہ وہاں پر لوگوں کے لئے پانی مہیا کیا جا سکے۔

جناب سپیکر! رمضان کے مہینے کے اندر وہاں پر لوگوں کو پانی نہیں ملتا لوگ بڑی دور دراز areas سے آتے ہیں میں یہ کینٹ کی بات کر رہا ہوں میں کسی ساؤتھ پنجاب یا کسی دیہات کی بات نہیں کر رہا لوگوں کو پانی بالٹیوں کے اندر بھر بھر کر لانا پڑتا ہے۔ انسان دیکھ کر شرمندہ ہوتا ہے مجھے نہیں سمجھ آتی صاف پانی تو چلیں اگلی سٹیج میں آجاتا دوسرا میں ایک important چیز highlight کرنا چاہوں گا کہ environment کے اوپر یہاں پر ڈاکٹر نوشین حامد نے بات کی unfortunately یہ انتہائی important topic ہے جس کے اوپر نہ گورنمنٹ کی کوئی نظر ہوتی اور بیشتر معزز ممبران میں سے کسی نے اس کا ذکر بھی نہیں کیا۔ جس طرح سے climate change ہو رہا ہے راولپنڈی جس شہر کا میں رہائشی ہوں دنیا میں air quality پانچویں نمبر پر ہے۔

جناب سپیکر! میں سٹینڈنگ کمیٹی کا چیئر مین بھی ہوں اس ڈیپارٹمنٹ کا ایک issue قصور کی ٹینریز کے حوالے سے پچھلے دنوں ہمارے پاس آیا، میں یہاں اس کی detail بیان نہیں کر سکتا لیکن محکمے کی performance بالکل زیرو تھی۔ محترمہ وزیر خزانہ کی موجودگی میں محکمے نے admit کیا کہ polluted water سے کینسر اور ہیپاٹائٹس کا مرض پانچ اضلاع میں پھیل رہا ہے لیکن اس کے ٹریٹمنٹ پلانٹ کے لئے ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! محکمہ تحفظ ماحول کا پچھلے سال زیرو ڈویلپمنٹ بجٹ تھا جبکہ ہزاروں لوگ کینسر اور ہیپاٹائٹس کے مرض میں مبتلا ہو کر مر رہے ہیں۔ ایسے پراجیکٹ اور ٹریٹمنٹ پلانٹس کے لئے جب میں نے ان سے سوال کیا کہ کیا اس کو حکومت subsidize نہیں کر رہی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم جو ٹینریز ایسوسی ایشن سے رقم لے رہے ہیں وہ کافی نہیں ہے کہ ہم ٹریٹمنٹ پلانٹ کو چلا سکیں۔ جب میٹرو بس اور transportation projects میں آپ سبسڈی دیتے ہیں تو جس سے لوگوں کی صحت related ہے جس سے لوگوں کی جان ومال related ہے ان کو کیوں نہیں سبسڈی دی جا سکتی؟

جناب سپیکر! میں request کروں گا کہ جو ٹریٹمنٹ پلانٹ آپ کو ایک foreign agency نے donate کیا تھا، حکومت میں تو اتنی capacity نہیں تھی کہ وہاں ایک ٹریٹمنٹ پلانٹ لگا لیتی لہٰذا اس بات کو note down کر لیں کہ قصور کے اندر اس سے ہزاروں لوگ متاثر ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں انرجی پر آتا ہوں۔ لوڈ شیڈنگ کا آج کل ہر طرف مسئلہ ہے۔ مجھے پوری رات حلقے سے فون آتے رہے کہ دومنٹ کے لئے لائٹ آتی ہے پھر چلی جاتی ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ یہ فیتے جو کٹ رہے ہیں یہ بجلی کس کے انگ میں بھری جا رہی ہے کیونکہ لوگوں کو تو مل نہیں رہی ہے؟ آپ آئے دن تین تین دفعہ فیتے کاٹتے ہیں، کروڑوں روپے کی advertisement ہوتی ہے۔ آپ رمضان بازار کو لے لیں وہاں پر ایک ہی تصویر نظر آئے گی اور لاکھوں کروڑوں روپے کی advertisement کی جاتی ہے۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف محمود صاحب! بہت شکریہ

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔ مجھے پچھلے دنوں رمضان بازار کا وزٹ کرنے کا اتفاق ہوا مجھے پتا چلا کہ یہاں پر بڑے سستے پھل مل رہے ہیں۔ میں وزیر خزانہ کی موجودگی میں وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ راولپنڈی کے اندر صرف دو پھلوں پر سبسڈی دی جا رہی تھی اور پھلوں کی جو کوالٹی تھی میں سمجھتا ہوں کہ وہ اگر باہر پڑے ہوں تو ان کو کوئی free بھی لے کر نہ جائے۔ براہ مہربانی اس کے اوپر چیک اینڈ بیلنس رکھیں۔ آپ لوگوں کے کروڑوں روپے سبسڈی کی مد میں دیئے جا رہے ہیں اور بے تحاشہ باتیں ہوتی ہیں لیکن یہاں پر وہی بات ہے کہ ٹائم نہیں ہے لیکن انشاء اللہ cut motions میں اس کی کسر نکالیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ حاجی محمد الیاس انصاری!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ محترمہ فوزیہ ایوب قریشی!

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور میری نہایت ہی قابل احترام وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کروں گی جنہوں نے اتنا خوبصورت عوام دوست 1970۔ارب 70 کروڑ 18–2017 کا بجٹ پیش کیا۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ کسی ملک کی ترقی کے لئے وہ بجٹ بہتر سمجھا جاتا ہے جس پر ٹیکس نہ لگے اور اس دفعہ ایسا ہی ہوا ہے۔

جناب سپیکر! پاکستان دو دہائیوں سے مسائل میں گھرا ہوا تھا۔ دہشت گردی کا مسئلہ اور توانائی کا بحران تھا۔ الحمد للہ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں اب واضح فرق نظر آ رہا ہے کہ ملک ترقی کی طرف گامزن ہے۔ آج پاکستانی معیشت کا حجم 300۔ارب سے بڑھ چکا ہے اس وقت پاکستان کی سٹاک مارکیٹ ایشیاء کی دوسری اور دنیا کی پانچ بہترین سٹاک مارکیٹس میں شمار کی جاتی ہے جو ہمارے لئے اعزاز کا باعث ہے۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں پاک چین دوستی، سی پیک پروگرام پاکستان کی معاشی ترقی میں اہمیت کا حامل ہے۔ رواں برس کے دوران مختلف پراجیکٹس میں حکومت پنجاب نے 220۔ارب روپے کی بچت کی۔ حکومت پنجاب نے معاشی ترقی، صحت، تعلیم، بنیادی سہولیات کی فراہمی، توانائی بحران کا خاتمہ، دہشت گردی سے نجات، زراعت کسان package اور بے روزگار نوجوانوں کو سہولیات مہیا کیں جن میں لیپ ٹاپ، اپنا روزگار سکیم کے تحت پچاس ہزار نوجوانوں کو گرین کیب کی فراہمی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! خواتین کی ترقی کو یقینی بنائے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ خواتین، بچوں، بزرگوں اور اقلیتوں کی ترقی کے لئے جو کاوش حکومت پنجاب نے کی ہے وہ آج تک کسی گورنمنٹ نے نہیں کی۔ خواتین کے لئے مرکز برائے تحفظ نسواں ملتان، ورکنگ وومن کے بچوں کے لئے 75 کیئر سنٹر کا قیام اور وراثت میں حق کا یقینی بنانا۔

جناب سپیکر! میں بہاولپور کے حوالے سے بات کروں گی کہ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے ساؤتھ پنجاب کی محرومیوں کو کافی حد تک ختم کیا ہے۔ بہاولپور، ڈی جی خان، راجن پور کے بارے میں یہ کہوں گی اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ ساؤتھ پنجاب کے وہ شہر ہیں جہاں پر بہت زیادہ پروموشن کی ضرورت تھی۔

جناب سپیکر! میں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا نہایت دلی طور پر شکریہ ادا کرتی ہوں کہ جنہوں نے خاص طور پر میرے بہاولپور پر بڑی توجہ دی اور فنڈز مہیا کئے۔ بہاولپور میں کڈنی سنٹر کا قیام، موٹروے، حاصل پور بہاولپور روڈ، لودھراں خانیوال روڈ کا بنایا جانا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ سب کاوشیں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے ہیں۔ یہ جو کہتے ہیں کہ ساؤتھ پنجاب میں کوئی کام نہیں ہوا میرا تعلق بہاولپور سے ہے اور میں بہاولپور کی رہنے والی ہوں الحمدللہ بہاولپور میں بہت زیادہ پروموشن ہوئی ہیں اور ابھی بھی مزید کام ہو رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وومن یونیورسٹی کا قیام، ویٹرنری یونیورسٹی کا قیام یہ کوئی تھوڑے کام نہیں ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ بہاولپور میں خواتین کے لئے مزید پروموشن اور فنڈز کی ضرورت ہے۔ بہاولپور میں کچھ اس طرح کا ماحول ہے کہ وہاں اگر خواتین کے لئے کچھ ایسی بسیں چلا دی جائیں جس میں وہ آسانی سے سفر کر سکیں تو وہ بہتر ہوگا۔ صاف پانی کے حوالے سے میں بات کروں گی کہ پورے پاکستان اور خاص طور پر ہمارے پنجاب میں اس پر بہت زیادہ توجہ دی گئی ہے مگر میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گی کہ چولستان اور بہاولپور ہمارے ایسے جڑے ہوئے علاقے ہیں جہاں ابھی بھی صاف پانی پر بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ چولستان کے لئے مزید فنڈز دیئے جائیں کیونکہ وہاں جب جیپ ریلی ہوتی ہے تو اس دوران بہت زیادہ لوگوں کی آمد و رفت ہوتی ہے اس لئے رہائش کی بھی بہت ضرورت ہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ حنا پرویز بٹ!

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ discussion پر بات کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں congratulation پیش کرتی ہوں اپنی محترمہ وزیر خزانہ کو کہ جنہوں نے پنجاب کی ہسٹری میں والیم کے لحاظ سے سب سے بڑا بجٹ پیش کیا۔ یہ بجٹ اتنا بیلنس ہے کہ کوئی بھی سیکٹر ایسا نہیں ہے جو آپ کو neglected نظر آئے۔ میں سب سے زیادہ اس بات پر congratulation پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے third successful Budget پاس کرکے اپنی ہیٹرک مکمل کی ہے۔ اس کے بعد میں اپنی colleagues کو congratulate کرتی ہوں کہ ہم نے اپنا پانچواں بجٹ پیش کیا ہے۔ میں اپنے اپوزیشن اور حکومتی ممبران کو بھی congratulate کرتی ہوں

کہ اس پانچویں بجٹ سے یہ show ہوتا ہے کہ اس ملک میں democracy بہت strengthen ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں مسلم لیگ(ن) کی حکومت اور اس کی leadership کو congratulate کرتی ہوں کہ انہوں نے دسواں بجٹ پیش کیا ہے۔ پچھلے دس سالوں کے بجٹ میں جو economic policies آئی ہیں ان سے نظر آتا ہے کہ Punjab Province کتنی تیزی سے develop ہو رہا ہے، پنجاب کی infrastructure کتنی تیزی سے develop ہو رہی ہے اور اب باقی سب صوبے یہ کہہ سکتے ہیں کہ پنجاب ماڈل صوبہ بنتے جا رہا ہے۔ اس کا کریڈٹ وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو جاتا ہے کیونکہ ان کی لیڈرشپ اور وژن کی وجہ سے یہ سب ممکن ہو سکا ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں دو چیزیں بہت ہی اچھی ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ It is a tax free Budget. دوسری چیز یہ ہے کہ سوشل سیکٹر کو بہت high priority دی گئی ہے۔ 1017 بلین روپے سوشل سیکٹر، ایجوکیشن، ہیلتھ اور لوکل گورننس کے لئے رکھے گئے ہیں which is a very good thing اگر ہم صرف ایجوکیشن کو دیکھیں تو اس کے لئے 345 بلین روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! اس میں آپ دیکھیں گے کہ 3 بلین دانش سکول کے لئے ہیں، 50 نئے ڈگری کالج بننے جائیں گے اور ہائر ایجوکیشن کے لئے 44 بلین روپے رکھے گئے ہیں۔ سب سے important education investment ہے میں نے ایک سکالر کی quote پڑھی تھی کہ جہاں دن ہوتا ہے وہاں رات ضرور آتی ہے لیکن جہاں ایجوکیشن کا سورج طلوع ہوتا ہے وہاں جہالت کے اندھیرے کبھی نہیں آتے۔ اس طرح سے یہ پنجاب کی بہت اچھی انوسٹمنٹ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر ہم نے terrorism کو end کرنا ہے، اگر ہم نے جہالت کو ختم کرنا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں کو educate کریں اور ان کو empower کریں۔ اس طرح ہماری یوتھ پاکستان کو successful کرے گی۔

جناب سپیکر! اگر ہم ہیلتھ کو دیکھیں تو اس میں 263 بلین کا بجٹ رکھا گیا ہے جس میں صاف پانی کے لئے 25 بلین روپے، فری میڈیسن، فری ڈائیلسز اور بہت سے ایسے نئے ہسپتال بنیں گے اس سے make sure ہوگا کہ پنجاب کے لوگوں کو healthy Punjab دیا جائے۔ so I think اس پر بھی پنجاب حکومت کو بہت appreciate کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! thirdly میں یہ کہوں گی کہ ڈویلپمنٹ بجٹ 635 بلین روپے کا ہے اس سے انرجی پراجیکٹس complete ہوں گے، نئی روڈز بنیں گی اور ایس ایم ایسٹ کو نئے فنڈز ملیں گے، اس سے نظر آتا ہے کہ پنجاب صرف current کے بارے میں نہیں سوچتا بلکہ پنجاب اپنے future کے بارے میں بھی سوچتا ہے۔ پنجاب اتنا empower ہو گیا ہے کہ ہم future کے پراجیکٹس کے بارے میں بھی سوچ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک suggestion دینا چاہوں گی کہ ہم لوگوں کو چاہئے کہ اپنے ہاؤسنگ سیکٹر کی طرف بھی تھوڑی توجہ اور دیں کیونکہ پنجاب کی پاپولیشن بہت تیزی سے grow کر رہی ہے اور اس حساب سے ہمارے اتنے construct houses نہیں ہو رہے تو ہمیں چاہئے کہ عام عوام کو یعنی ہر بندے کو ایک basically گھر ضرور provide ہو۔ ہمیں چاہئے کہ اس کے لئے ہم ہاؤسنگ سکیم develop کریں جس میں غریب بندوں کو مفت جگہ الاٹ ہو یا مفت قرضے ملیں۔ At least ہر غریب بندے کو ایک گھر کی facility پنجاب حکومت کو ضرور دینی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار وقاص حسن موکل!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں اپنی اس بات کا آغاز کروں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مبارکباد دینا چاہتے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! جی، نہیں۔ وہ مبارکباد ایسے ہے کہ میں کوشش کروں گا کہ بجٹ پر کوئی بھی بات نہ کروں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ کیا بات ہوئی؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ بے شک الفاظ حذف کر دیجئے گا لیکن میرے خیال میں غلط بات نہیں ہو گی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے پتا ہے کہ آپ غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہیں کرتے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! غیر پارلیمانی الفاظ بالکل نہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کسی کی ذات کے بارے میں بھی نہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! جی، آپ بے فکر رہیں۔ ذرا سن لیجئے۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! آپ بجٹ پر بات کریں۔ ورنہ ہم بات نہیں کرنے دیں گے۔
سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! جی، یہ میری مرضی ہے، وہ آپ کی مرضی ہے۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ بات کریں۔
سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! پچھلے سال 1681۔ارب روپے کا بجٹ پیش ہوا۔۔۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ بجٹ پر بات کریں۔
سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! آپ سن تو لیں، جو بات آپ کو پسند نہ آئے وہ حذف کر دیجئے گا۔ آپ بولنے کا موقع تو دیں۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ بات کریں۔
سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! پچھلے سال 1681۔ارب روپے کا بجٹ پیش ہوا، اس دفعہ 1970۔ارب روپے کا بجٹ پیش ہوا۔ جی، بالکل حکومت مبارکباد کی مستحق ہے کہ یہ تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے اور 19-2018 میں اس سے بڑا بجٹ آئے گا تو یہ تاریخ ہر دفعہ نئی رقم ہو گی۔ یہ حکومت کا آخری سال ہے، یہ 370 ممبران کا ایوان ہے، تعریفیں بھی ہوئیں پل باندھے گئے، بد تعریفیں بھی ہوئیں، ہر چیز کا تبادلہ کیا گیا۔ میں کیونکہ شاید نہ تین میں ہوں ناں تیرہ میں ہوں لیکن اس اسمبلی اور ایوان کا حصہ ہوں۔۔۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ معزز ممبر اسمبلی ہیں۔ سردار صاحب! آپ ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔
سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! بالکل اس لئے میں آج کوشش کروں گا کہ میری آج کی تقریر پچھلے چار سالوں کی عکاسی کرے۔ میرا پہلا tenure ہے اور پہلے دن میری بھی بڑی expectation تھی کہ یہ ایوان اور یہ ایوان بہت کچھ کر سکتا ہے۔ شاید میں اور میرے جیسے اور ممبران کی وساطت سے بہت بہتری آئی ہو گی لیکن افسوس کے ساتھ، ہم اس چیز سے آگے بڑھ ہی نہیں سکے کہ ہم نے ذاتیات پر رہنا ہے اور ہم نے اس بات پر رہنا ہے کہ ہم کس طرح سے point scoring کریں۔ ہم کس طرح سے اپنے آپ کو زیادہ بہتر شاہ سے زیادہ وفادار present کریں۔ آپ اس بات کے گواہ ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ سارا معاملہ اور سارا مسئلہ اس ایوان میں ہے۔ نہ وہ میاں محمد شہباز شریف میں ہے، نہ وہ جناب عمران خان نیازی میں ہے، نہ وہ میاں محمد نواز شریف میں ہے بلکہ وہ کسی میں نہیں

ہے وہ اس ایوان میں ہے۔ بطور ممبر ہم سب حکومت اور اپوزیشن اس قدر کمزور ہیں کہ ہم کسی سرکاری افسر کی oversight نہیں کر سکتے۔ ہماری اسمبلی کا ایک ہی کردار ہے کہ اس صوبے میں جو کچھ ہو رہا ہے اس پر نظر رکھے۔ ہم نے 1970۔ارب روپے کا بجٹ اس ایوان میں پیش کیا، ہم سب نے approve کیا ہے جو کہ ہو جانا ہے لیکن میں گارنٹی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس ایوان کے اندر سے ایک دھیلے کی بھی تجویز نہیں گئی۔ مجھے ابھی افسوس ہوتا ہے کیونکہ میں بھی اس کا حصہ ہوں اور میں بھی برابر کا ذمہ دار ہوں۔ معزز ممبران ابھی بھی سکولوں اور سڑکوں کی باتیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اب بجٹ پیش ہو چکا اور allocation ہو گئی جو اگلے سال میں لگنی ہے ایک ایک پائی اس کا ریکارڈ بن چکا ہے۔ ہم آج بھی وہی کر رہے ہیں جو کہ نہیں کرنا بنتا۔ افسوس یا تو وہ سمجھنا نہیں چاہتے یا ان کو کوئی سمجھا نہیں رہا۔ محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہیں، آپ بیٹھے ہیں، آپ on record میری اس بات کو رد کر دیں یا وہ رد کریں۔ کیا اس وقت کوئی ممبر ایوان میں کھڑا ہو کر کہے کہ میری یہ سڑک بنا دی جائے تو کیا وہ بن جائے گی؟ پی اینڈ ڈی کے دھکے کون کھاتا ہے؟ چلیں، یہ بھی الفاظ غیر پارلیمانی ہیں میں استعمال نہیں کرتا کیونکہ میں بھی اس پارلیمنٹ کا حصہ ہوں۔ پی اینڈ ڈی کے چکر کون لگاتا ہے؟ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کی کون حاضریاں دیتا ہے؟ اگر میں غلط الفاظ استعمال کروں تو معذرت لیکن fact یہی ہے۔ کوئی فیصلہ یہاں پر نہیں ہوتا، نہ نالی، نہ سولنگ، نہ سڑک، نہ ہی سکول، ہسپتال کا، نہ دوائی اور بیڈ کا، آپ کس کو بیوقوف بنا رہے ہیں؟ میں آپ کو اور آپ مجھے بنا رہے ہیں؟ حکومت اپوزیشن کو اور اپوزیشن حکومت کو؟ میں نے چار سال سے یہی دیکھا ہے۔ ایک ایک بات کے لئے منت کرنی پڑتی ہے، آپ بے شک سپیکر ہیں اور unbiased ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی ہے، ایک حلقے کا معاملہ ہے، بات کرنے کی اجازت مل جائے تو نصیبوں والے، سننے کے بعد end کیا ہے؟ لکھ کر لائیں۔

جناب سپیکر! میری بات کی اتنی بھی اہمیت نہیں ہے کہ میں آپ سے بات کر رہا ہوں کہ باہر کچھ لوگ مر رہے ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ لکھ کر لائیں۔ میں یہ generic بات کر رہا ہوں آپ کے specific نہیں کر رہا۔ یہ ابھی مجھے پتا لگا کہ اسمبلی کی ایک Assurance Committee بھی ہے اور Assurance Committee کا کردار کیا ہے کہ جو یہاں پر بات ہو وہ implement ہو۔ میرے علم میں تو نہیں ہے، اگر آپ کے علم میں ہے تو آپ ضرور میرے ساتھ شیئر کریں کہ Assurance Committee کی پچھلے چار سالوں میں کتنی میٹنگز ہوئی ہیں؟ کیا ہمارے الفاظ اتنے بے وقعت ہیں کہ

میں آپ کو سنادوں وہ ریکارڈ کا حصہ بن جائیں، تصحیح کے تقریر آ گئی ہے کہ اس کے اندر جو ہے اس کو لکھ کر بھیج دیں۔ یہ ایوان ہے یہ اس کی تضحیک ہے،اس کی وقعت ہم نے بڑھانی ہے۔ مجھے نہیں سمجھ آتا کہ یہاں پر وزیراعلیٰ کے آنے سے کون سی توپ چل جائے گی جوان کے آنے کے بغیر نہیں چلے گی؟ خواتین ممبران ہیں میں ان کی بڑی عزت کرتا ہوں،ان کا کردار یہ ہونا چاہئے کہ اگر میں کوئی بات کروں یا اپوزیشن سے کوئی بات کرے تو کھڑے ہو کر ان کو روکنا نہ شروع کر دیں۔ میرٹ پر بات کریں،وزیراعلیٰ کی تو statement بھی میرٹ ہے،یہاں پر ہم کردار کشی پر آ جاتے ہیں۔آپ کس طرح اس کو ٹھیک کریں گے؟

جناب سپیکر! اگلی بات، میں اعلانیہ کہہ رہا ہوں کہ میں کسی کی تضحیک نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اس سے زیادہ اور شرمندگی کیا ہو سکتی ہے کہ ہم خود یہاں پر پڑے ہوئے ہیں اور ڈھونڈتے پھر رہے ہیں، میں یہ چھ صفحے کی تقریر لکھ کر لایا ہوں۔ اس میں کیا میں کہوں؟ شیخ اعجاز احمد اٹھ کر چلے گئے ہیں، جب تک وہ ادھر تھے تو میں چاہتا تھا کہ میں ان کے سامنے ان کی یہ بات کروں کہ میرے نقطہ نظر سے اسمبلی میں کوئی بندہ ہیرو ہے تو وہ شیخ اعجاز احمد فیصل آباد والے ایم پی اے ہیں۔انہوں نے اپنے بچے گورنمنٹ سکول میں بھیجے۔ ہم تقریر کر رہے ہیں کہ وہ وہاں پر چلا گیا اور وہ یہاں پر آ گیا۔

جناب سپیکر! میں justification دے رہا ہوں کہ میں کیونکہ کماتا بہتر ہوں تو میرے بچے پرائیویٹ سکول میں چلے جائیں گے۔ وہ ہیرو ہے اور میں بالکل on record یہ بات کہہ رہا ہوں، ہم میں سے کسی نے یہ بات نہیں کی،اس شخص نے اپنے بچوں کو سرکاری سکول بھیج کر ہم سب کو دکھایا ہے کہ یہ ہونا چاہئے۔ وہ ابھی پانچ دس منٹ تک ادھر تھے لیکن میں ان کے پیچھے،یہ ان کی کمر بات سن رہی ہے کہ اس کی عظمت کو سلام دیتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم جہاں کھڑے ہیں آپ کے سامنے ہیں۔اس بات کا خطرہ شروع ہو جاتا ہے کہ اگر اپوزیشن کھڑی ہو گئی تو پتا نہیں بات کرے گی یا تنقید کرے گی۔ بھائی! اپوزیشن کو موقع کیوں تنقید کا دیتے ہو؟ یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ وہ ٹھیک بات کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہیں بالکل وہ جو کل بات ہوئی،اب میں مفروضہ پر بات نہیں کروں گا ہو یا نہ ہو،اس انسان نے بالکل وہ بات ٹھیک کی جو ہر کسی پر لازم ہے۔اپنے اپنے حلقے کی بات کرو،ادھر جناب آصف محمود نے قصور کے environment کے بارے میں معاملہ پر بات کی،انڈیا سے 25ہزار یا 22ہزار کیوسک پانی ہمیں آتا ہے،12ہزار کیوسک ہم اس کے اندر اپنا واٹر treatment کا ڈال

دیتے ہیں۔ بہاولپور کے ایک ایم پی اے پیرزادہ نے زیرو آر نوٹس میں motion دی، قصور سے لے کر بحرہ عرب تک جہاں جہاں پانی جارہا ہے اس کی contamination ہو رہی ہے، انہوں نے ڈیپارٹمنٹ کو بلایا تھا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس تنخواہوں کے پیسے ہیں اس کے علاوہ ہے کچھ نہیں۔

جناب سپیکر! یہ issues ہیں۔ ہیلتھ کی بات ہوتی ہے، underutilize بجٹ ہے، وہی میں نے بات کی ہے اور میں بالکل اس کے اوپر کھڑا ہوں کہ بجٹ کے اوپر بات کرنی وقت ضائع کرنا ہے، آپ کا بھی، میرا بھی، ایوان کا بھی، ساروں نے کیا، یہ بھی بالکل میں اعلانیہ کہتا ہوں۔ یہاں پر ساروں نے اس ایوان کا وقت ضائع کیا، آپ کا، میرا، کیونکہ یہاں پر ہم نے وہ بات کی ہے جس کی کوئی relevancy نہیں ہے۔ گورنمنٹ نے بالکل تقریر کر دی کہ ٹھیک ہے، بڑا اچھا بجٹ ہے۔ دے سکتے ہیں، اگر 1970۔ ارب روپیہ اکٹھا کر کے عوام کے اوپر لگا سکتے ہیں تو خوشی ہونی چاہئے، افسوس کیوں ہو رہا ہے؟ کس کے دل میں یہ بات ہے کہ یہ جو بات ہو رہی ہے یہ پوری ہو گی، 40 فیصد utilized بجٹ کا کیا مطلب ہے؟ اہل لوگ نہیں ہیں یا صرف میاں محمد شہباز شریف اہل ہیں یا صرف میاں محمد شہباز شریف جس کا نوٹس لیں گے وہ محکمے کو ٹائر لگیں گے باقی سارے گڈے پہ کھڑے ہوئے ہیں، کیوں، یہ اہل لوگ نہیں ہیں؟ انہوں نے اپنے اپنے حلقوں سے ووٹ نہیں لئے، انہوں نے عوام کو بیوقوف بنایا ہے؟ انہوں نے کوئی تو بات کی، ان کے اندر کوئی تو اہلیت ہو گی، کسی وجہ سے تو یہاں پر پہنچے ہیں، نصیبوں والے بھی ہیں تو پہنچ گئے ہیں تو بڑی بات ہے، اگر آ ہی گئے ہیں، دس کروڑ عوام کی نمائندگی اگر اس ایوان کے اس ہال میں ہو رہی ہے تو کچھ تو ہو گا، کوئی تو ان کو کریڈٹ دیں۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ کیا یہاں کی تقریریں وزیر اعلیٰ سنتے ہیں؟ آپ اس کا ان کو بتا دیں کہ بھئی! وہ نہیں سنتے۔ ان کے پاس ٹائم نہیں ہے۔ یہ تعریفیں کرنی بند کر دیں، اگر سنتے ہیں تو پھر شاید میری بھی سن لیں تو میں ان سے صرف یہ expect کروں گا کہ وہ وزیر اعلیٰ ہیں اور میرے بھی وزیر اعلیٰ ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں بھی اس ملک کا شہری ہوں، اس صوبے کا شہری ہوں۔ اگر وہ سنتے ہیں تو اس ایوان کو اتنا اختیار تو دے دیں، آپ نے ابھی کسی بات پر کسی کو ٹوکا کہ جی، بڑے بااختیار ہیں، کیا آپ صدق دل سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ بااختیار ہیں، آپ ڈانٹتے ہیں تو کوئی سیکرٹری صاحب بلانے پر آ جاتے ہیں۔ یہاں پر باہر نکلو، سیکرٹری صاحب کو ایسے لوگ، ممبران اسمبلی، میں نے نہیں کیا، میرا تعلق واسطہ ہی نہیں، مجھے پتا ہے کہ یا تو میری تصویر ہو گی، مذاق کی ویسے بات کر رہا ہوں، of the record بے شک ہی سہی کہ جی، میری تصویر ہو گی اپوزیشن کا ممبر ہے اس کی تو بات ہی نہیں سننی لیکن یہ الگ کی بات

ہے۔ ہمارے ارکان پارلیمنٹ سیکرٹریز کے پیچھے ایسے جاتے ہیں جیسے پتا نہیں انہوں نے ان کو کیا دے دینا ہے۔ وہ سرکاری ملازم ہے، وہ تنخواہ لیتا ہے، لوگوں کی باتیں ہم سنتے ہیں، پوچھیں، یہ سارے بیٹھے ہوئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ٹرانسفارمر نہیں بنا، ایم پی اے رات 12:00 بجے سڑ گیا، ایم پی اے وہ بے شک پانچ دن بعد اپنے بچوں کے پاس پانچ منٹ کے لئے بیٹھا ہو، فون آئے گا ٹرانسفارمر سڑ گیا ہے ٹھیک کراؤ۔ میری بھینس نے دودھ دینا بند کر دیا ہے ڈاکٹر بھجواؤ۔ ایم پی اے آگے سے کیا کہے گا، یار تیری بھینس ہے میں نے نہیں دینا۔ میرے پہ کیا احسان کیا ہے؟ جناب! ایم پی اے، ایم این اے اور ہم ایم پی اے کی بات کریں گے وہ اپنے حلقے کی ملازمت کرتا ہے، یہاں پر آتا ہے اس لئے کہ اس کو خدا نے یہ عزت دی ہے اور وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں اس علاقے کا نمائندہ ہوں اور یہاں پر آکر، سیکرٹری صاحب کے آگے جناب! مہربانی کرو sign کر دیو، ایہہ جناب! بڑا ضروری کم اے یہ جناب! یہ کر دو۔

جناب سپیکر! میرا آپ سے ایک اور بنیادی سوال بجٹ پر ہے کیونکہ allocation بھی سے جانی ہے ناں، یہ سوال ہے، آخری سال ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی ذات نے عزت دینی ہے تو اگلے سال کے بجٹ میں بیٹھے ہوں گے، وہ بھی فیصلہ اس عوام نے کرنا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آج کی یہ میری تقریر شاید آخری ہو، شاید نہ ہو لیکن یہ سوال ہم نے کرنے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ریکارڈ کے اندر یہ بات آئے کہ جناب سپیکر! ایک ایم پی اے کی عزت اور تضحیک جس دن ختم ہو گی اس دن یہ ایوان کارکردگی دکھائے گا، اس دن یہ باتیں نہیں ہوں گی کہ جناب! میری یونیورسٹی، میرا کالج، میرا ہائر سیکنڈری سکول، missing facilities میرے حلقے میں بھی ہیں۔ ہیلتھ، ابھی بھی وہاں پر بی ایچ یوز نہیں ہیں، پیسے لگ رہے ہیں اور لگا رہے ہیں، بالکل ٹھیک ہے لیکن میری ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ اس ایوان کے ساتھ جو ہو رہا ہے یہ میں بالکل on record لے کر آؤں۔ ہم سب اپوزیشن، گورنمنٹ، منسٹرز، آپ اس کے اندر برابر کے حصہ دار ہیں، ہم نے پانچ سالوں میں کیا کیا یہ ہمیں اپنے آپ کو تو پتا ہونا چاہئے، irrelevant اور چھوٹی چھوٹی petty چیزوں کے اوپر ہم کھڑے ہو کر باتیں کر رہے ہیں، ہمارے کام، ہمارا مقصد یہاں پر آنا ہے ہی نہیں جو ہم کر رہے ہیں، اس کی تصحیح کون کرے گا؟ وزیراعلیٰ آتے ہیں تو یہاں ہمارے بنچز تک گورنمنٹ کے ممبرز آ جاتے ہیں، وزیراعلیٰ نہیں آتے تو وہ رانا ارشد صاحب منتیں کرتے ہیں، دروازوں کو باہر تالے لگتے ہیں کہ 97 کا magical نمبر achieve ہو جائے، اگر یہ اتنی ہی بری جگہ ہے تو پورے پانچ سال ہر ایم پی اے اپنے حلقے میں کرتا کیا ہے؟ اس کا تو کسی کے پاس جواب ہونا چاہئے ناں کہ

اگر اس ایوان میں آنا باعث شرمندگی ہے، اس ایوان میں آکر بیٹھ کر ٹائم ضائع کرنا ہے تو پھر پانچ سال اس مقصد کے حل کے لئے روتا کیوں ہے؟

معاون خصوصی برائے وزیر اعلیٰ (ملک محمد احمد خان): جناب سپیکر! ہو، ہو، ہو۔۔۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ ایسی بات نہیں ہے۔ ترجمان صاحب بھی آ گئے ہیں لیکن۔۔۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! اگر میں نے کسی کی کوئی بات کی ہے تو بالکل آپ مجھے روکیے گا، ٹوکیے گا اس لئے میری آپ سے یہ request ہے، صرف آپ سے یہ request ہے کہ اس ایوان کی عزت، اس کی قدر ہم پارلیمنٹیرینز کی، اس کے اندر ہم سب نے کچھ کرنا ہے، بجٹ آتے رہیں گے، بنتے رہیں گے، یہ ملک سدا رہے گا لیکن کسی وقت یہ تو کوئی legacy چھوڑ سکتا ہے کہ شیر علی گورچانی کی سپیکر شپ کے اندر یہ ہوا، رانا محمد اقبال کی سپیکر شپ کے اندر یہ ہوا، میاں محمد شہباز شریف کی وزیر اعلیٰ شپ کے اندر یہ ہوا، ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا فنانس منسٹر شپ کے اندر یہ ہوا، کوئی مثال ہے؟ کوئی ایک genuine, authentic مثال ہے، اگر ہے تو دیں، کوئی تو بولے۔

جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں، آپ نے مجھے ٹائم دیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! وہ بھی آپ کی مہربانی ہے کہ پارلیمنٹیری لیڈر کا پتا کھیلا ہے تو آپ نے اجازت دی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، مجھے پتا تھا۔ آپ دو گھنٹے بھی بات کریں گے تو۔۔۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! نہیں، نہیں۔ جو بامقصد بات ہو تو وہ دس منٹ کی بات ہے لیکن میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! بہت شکریہ۔ جناب احسن ریاض فتیانہ!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! دو گھنٹیاں دامینوں ٹائم دینا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (قہقہے)

فتیانہ صاحب! ان کے بعد میں آپ کو floor دوں گا۔ اب محترمہ لبنیٰ ریحان کی باری ہے۔

محترمہ لبنیٰ ریحان: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بجٹ تقریر کے لئے مائیک دینے پر میں آپ کی بے حد مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت کا 18-2017 کا سالانہ بجٹ انتہائی متناسب بجٹ ہے جس میں ہر طبقے کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ تعلیم، صحت، زراعت، پینے کا صاف پانی، توانائی اور کس کس چیز کا ذکر کروں۔ بس خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو اتنا متناسب اور غریب پرور ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پینے کے صاف پانی کے بارے میں بات کرنا چاہوں گی، صاف پانی کے سلسلے میں عرض کر رہی ہوں کہ بجٹ میں ہینڈ پمپوں کے لئے 30 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ پینے کے صاف پانی کی سطح 600 فٹ سے بھی نیچے پہنچ چکی ہے۔ اگر قوم کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنا مقصود ہے تو ٹیوب ویلوں اور ہینڈ پمپوں کے لئے کم از کم 600 یا 650 فٹ گہرا بور کرنا ہوگا، اسی طرح میری سوچ کے مطابق ٹیوب ویل لگانے کے ساتھ ساتھ پانی کی ٹینکیاں بنانا بھی اشد ضروری ہے تاکہ بجلی جانے کی صورت میں عوام الناس کو کم از کم ٹینکی کے خالی ہونے تک پانی میسر ہو سکے۔ اس طرح ٹیوب ویلوں کے متواتر چلنے کی وجہ سے بجلی اور پانی دونوں کا ضیاع ہوتا رہے گا۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب کے پیش کردہ بجٹ 18-2017 کی تمام تر خوبیاں اپنی جگہ لیکن اگر پرائیویٹ اور سرکاری ملازمین اور پنشنروں پر بھی تھوڑی سی مزید عنایت ہو جاتی تو اچھا ہوتا۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں شعبہ تعلیم کے لئے 345۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ یہاں پر میں Early Childhood Education Programme کے بارے میں بات کرنا چاہوں گی۔ یہ پروگرام سکول جانے والے عمر کے بچوں کے لئے بہت ہی مفید ہے کیونکہ اس پروگرام سے بچوں کی base اچھی ہوگی، اس کے ساتھ ساتھ میں اس پروگرام کے تحت یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ اس میں بچوں کے لئے جو ٹیچرز کا ہے وہ کم از کم دو ٹیچرز کا انتظام ہونا چاہئے تاکہ بچے کو اچھی طرح توجہ مل سکے اور لوگوں کے ذہنوں میں گورنمنٹ سکولوں کے بارے میں جو رائے ہے وہ بھی تبدیل ہو سکے۔ یہاں میں زیور تعلیم پروگرام کا بھی ذکر کروں گی۔ وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے پنجاب کی بچیوں کے لئے یہ پروگرام پیش کیا، اس پروگرام کے تحت قوم کی 4 لاکھ 62 ہزار بیٹیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں، جو بچیاں مجبوری کے تحت تعلیم حاصل نہیں کر پاتیں یہ پروگرام ان کے لئے نہایت

ہی مفید ہے، اس پروگرام کے تحت ہماری کل کی آنے والی جو مائیں ہوں گی وہ تعلیم یافتہ ہوں گی اور اس طرح معاشرہ جو ہے وہ بہت اچھا ہو گا۔

جناب سپیکر! اب میں خواتین کے بارے میں بات کرنا چاہوں گی کہ خواتین پاکستان کی ترقی و بہبود کے لئے ہر شعبے میں کام کر رہی ہیں۔ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف خواتین کی ترقی کے لئے ہمیشہ سے کوشاں رہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بہت سے اقدامات کئے ہیں جن میں معاشرتی تحفظ کی فراہمی کے لئے خصوصی مرکز برائے تحفظ نسواں ملتان کا قیام قابل ستائش ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ اس کا قیام راولپنڈی شہر میں بھی جلد از جلد کیا جائے۔ وزیر اعلیٰ خود روزگار سکیم کے تحت 6 لاکھ 70 ہزار سے زائد خواتین کو ذاتی کاروبار شروع کرنے کے لئے بلاسود چھوٹے قرضے دیئے جا رہے ہیں اور یہ بہت ہی قابل ستائش بات ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں راولپنڈی کے حوالے سے کہنا چاہوں گی کہ بہت سارے سکولوں کی اپ گریڈیشن ہو گئی ہے لیکن ابھی بھی ان میں کچھ کمی ہے اور کچھ سکولوں میں کلاس رومز کی ضرورت ہے اس کے علاوہ کالجز میں حال وغیرہ کی بھی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میرے بھائی نے رمضان بازاروں کا ذکر کیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر! بس تھوڑی سی بات عرض کرنی ہے۔ انہوں نے رمضان بازاروں کا ذکر کیا کہ رمضان بازار اس طرح کے لگائے گئے ہیں کہ وہاں سے پھل بھی نہیں خریدے جا سکتے۔ میرا خیال ہے کہ میرے بھائی نے visit نہیں کیا۔ میں نے رمضان بازاروں کا visit کیا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ غریب لوگوں کے لئے میاں محمد شہباز شریف کا یہ بہت اچھا اقدام ہے کہ انہوں نے وہاں یہ سہولت دی ہے۔ میں چاہوں گی کہ تنقید کرنے کی بجائے اگر کوئی اچھا کام ہو رہا ہے تو اس کی تعریف بھی کی جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب احسن ریاض فتیانہ!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں نے رمضان بازاروں کا visit کیا ہے اور میں اپنی بہن کو تصاویر بھی دکھا سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ آصف صاحب تشریف رکھیں۔ جی، جناب احسن ریاض فتیانہ!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ رمضان کا مہینہ ہے اور امید ہے کہ ہم میں سے بیشتر لوگ روزے سے ہوں گے لیکن۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: الحمدللہ۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں یہ دیکھ کر حیران بھی ہوا اور مجھے پریشانی بھی ہوئی کہ ہم رمضان کے مہینے میں کس طرح سفید جھوٹ بولتے ہیں۔ اس ایوان کے معزز ممبران، اس صوبے کے لیڈران اگر اس ایوان کے اندر آ کر ہر چیز کو all is good کہتے ہیں اور دل میں یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کے اندر حقیقت کتنی ہے تو یہ ہم لوگوں کو خود سوچنا چاہئے کہ پھر ہم نے روزہ کیا رکھا ہوا ہے۔

جناب قام مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! بجٹ پر بات کر لیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! جب 2013 کے الیکشنز announce ہو رہے تھے تو اس وقت ہمارے موجودہ وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے بارہا جلسوں میں پوری عوام سے وعدہ کیا تھا کہ ہم four percent of GDP ایجوکیشن کا بجٹ کریں گے چونکہ اگر عوام پڑھی لکھی ہو گی، ان کے پاس ایجوکیشن ہو گی تو پھر یہ ملک ترقی کر سکتا ہے لیکن unfortunately ہم 4 فیصد کیا ہم تو half percent of GDP کے قریب بھی اپنے ایجوکیشن کے بجٹ کو نہیں لے کر جا سکے۔ اس ایوان کے لیڈر، اس صوبہ کے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے وعدہ کیا تھا کہ میں چھ ماہ کے اندر بجلی ٹھیک کر دوں گا، بجلی آ جائے گی، لوڈشیڈنگ ختم ہو جائے گی لیکن وہ وعدہ بھی کہیں دور دور تک پورا ہوتا ہوا نظر نہ آیا۔ میرے خیال میں لوڈشیڈنگ کا صرف یہ مسئلہ نہیں ہے کہ بجلی بنائی جائے۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد بجلی کا ایک بہت بڑا مسئلہ بجلی کی ٹرانسمشن لائنز ہیں چونکہ ہمارا ٹرانسمشن سسٹم انتہائی پرانا اور بوسیدہ ہو چکا ہے جس کے لئے funding کی ضرورت ہے، جسے جلد اپ گریڈ کرنے کی ضرورت ہے اور یہ provincial matter ہے لیکن unfortunately صوبے نے اسے کبھی بھی take up نہیں کیا اور صوبے کی یہ priority ہی نہیں رہا۔

جناب سپیکر! اس دفعہ 1970۔ارب روپے اور پچھلے سال بھی کتنے 100۔ارب کا یہاں بجٹ لے کر آئے، ہم ہر سال بجٹ تو لاتے ہیں لیکن اس میں سے کتنا utilize کرتے ہیں کبھی اس ایوان کو نہیں بتایا جاتا ہے۔ اگر بجٹ سے related کوئی سوال کر دیا جائے تو وہ سوال بھی کبھی آگے نہیں جاتا۔ اگر دیکھا جائے تو ہماری کوئی policies، کوئی direction ہی نہیں ہے کہ ہم لوگ یہاں پر جو بجٹ بناتے ہیں جس

مقصد کے لئے بناتے ہیں جس direction کے لئے بناتے ہیں ہم لوگ کبھی اسے اس طرح utilize ہی نہیں کرتے۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ اتنا release نہیں کرتا اور وہ اس ڈر سے block allocation کے اندر پڑا رہتا ہے کہ کبھی بھی یک دم کوئی منصوبہ شروع کرنے کی ضرورت پڑ جائے جو ADP میں نہیں رکھا گیا تو اس کے لئے پیسے موجود رہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس سال block allocation میں فنڈ نہ رکھا جاتا اور at least ہر محکمے کو جتنا بجٹ دینا چاہئے تھا یا جتنا commit کیا گیا تھا اتنا دیا جاتا۔

جناب سپیکر! میں اس ملک کی بات نہیں کرتا بلکہ اس صوبے کی بات کرتا ہوں کہ اس نے اربوں کھربوں روپے کے قرضے اٹھائے ہیں جو اس ایوان تک کو نہیں بتایا گیا کہ ہم نے وہ قرضے کس ریٹ پر اٹھائے؟ کہاں سے اٹھائے اور ہم نے کن شرائط پر یہ قرضے واپس کرنے ہیں۔ وہ قرضے at least اس ایوان سے پاس ہونے چاہئیں تھے اور قرضہ لینے سے پہلے ایوان کو اور ایوان کے سارے نمائندوں کو confidence میں لینا چاہئے تھا چونکہ یہ قرضے اس صوبے کی عوام نے واپس دینے ہیں۔ اس صوبے کی disparity یہاں تک نظر آتی ہے کہ لاہور کے ہر شہری پر سال کے اندر 60ہزار روپیہ خرچ ہوتا ہے اور لاہور سے باہر چلے جائیں تو ہر شہری پر صرف 3ہزار روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ آپ خود اس کی شرح دیکھ لیں کہ لاہور کے ایک شہری پر 60ہزار روپیہ سالانہ خرچہ اور لاہور سے باہر کے ایک شہری پر 3ہزار روپیہ سالانہ خرچہ جو کہ لاہور کے شہری پر خرچے کا 5 فیصد بنتا ہے۔ اگر اسی طرح سے spending کا رجحان رہے گا تو پھر کیا ہوگا؟ آپ کی مشروم organization ہی ہوگی لاہور پر ہی بوجھ بڑھتا جائے گا۔ ہر بندہ بہتر تعلیم، بہتر صحت اور اپنی اولاد کے بہتر مستقبل کے لئے لاہور ہی کا رخ کرے گا۔ اس سے کیا ہوگا؟ لاہور کے اندر کچرا بڑھے گا، سڑکیں تنگ ہوں گی، پراپرٹیز کے لئے مسائل بڑھیں گے۔ ایل ڈی اے کی کوئی سمت نہیں ہے، ایل ڈی اے جو کالونی بناتا ہے آپ کو پتا ہے کہ ایل ڈی اے کا ماسٹر پلان بنتا ہے جس میں decide ہوتا ہے کہ اتنے فیصد کمرشل اراضی ہوگی باقی residential ہوگی یا یہ روڈ ایسے ہوگی۔ آپ 1970 سے لے کر آج تک سوسائٹیز اٹھا کر دیکھ لیں ان کے ماسٹر پلان کی دھجیاں اڑا دی گئی ہیں چونکہ پیسے generate نہیں ہو رہے تھے تو کہا گیا کہ ہر چیز کمرشلائز کر دو اور پیسا کما کر دو۔ ایل ڈی اے کا کام پیسا کما کر دینا نہیں تھا بلکہ ایل ڈی اے کا کام تھا کہ ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! Wind up کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔ سارے پارلیمنٹیری لیڈرز کا ٹائم ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے لیڈر نے بات کر لی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں independent ہوں میں (ق) لیگ میں نہیں ہوں۔

معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے آوازیں: جناب سپیکر! عوامی لیڈر ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، روزہ داروں پر شفقت کر دیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں بھی روزہ دار ہوں۔ اگر میں روزے میں بات کر سکتا ہوں تو وہ تو سن رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں جناب! Wind up کی طرف لے جائیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اگر میں یہاں پر سستی روٹی یا دوسری flopped schemes گنوانا شروع کر دوں تو پھر وہ بہت لمبی لسٹ ہو جائے گی اس لئے میں ان پر نہیں جاؤں گا۔ میں تو آپ کے ذریعے یہ request کرنا چاہوں گا کہ جن لوگوں نے بھی وزیر اعلیٰ پنجاب کو یہ گندے مشورے دیئے جن کی وجہ سے عوام کے ٹیکسز کا کھربوں روپیہ ضائع ہوا at least ان کو تو کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور ایوان کو بتا دیا جائے کہ کن عقلمند لوگوں نے اتنے اعلیٰ مشورے دیئے کہ کھربوں روپیہ ڈوب گیا لیکن کسی کو کوئی مفاد حاصل نہ ہوا۔ ہم نے جو لیپ ٹاپ سکیم کے ذریعے یوتھ کو oblige کرنے کی کوشش کی ہوئی ہے یہ کامیاب نہیں ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر! میں آپ کے ذریعے استدعا کروں گا کہ یہ جو اربوں روپیہ لیپ ٹاپ کے نام پر لگایا جا رہا ہے اسے ایجوکیشن میں missing facilities پر لگا دیں۔ مجھے یہ سنتے پانچواں سال ہے کہ missing facilities پر اتنے ارب روپے لگنے ہیں at least اتنے سالوں میں ہماری missing facilities تو ختم ہونی چاہئیں۔ ایسی کون سی missing facilities ہیں کہ ہم لوگ ہر سال اربوں روپے لگاتے ہیں لیکن پھر بھی missing facilities ختم نہیں ہوتیں؟ ایک ہی دفعہ لسٹیں بنا کر ختم کر دی جائیں تاکہ ہم کسی اور direction میں بڑھ سکیں۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہمارا جو بھکھی پاور پلانٹ بہہ گیا ہے اگر ہو سکے تو at least اسے ہی نہر سے recover کر لیں۔

جناب سپیکر! ہم نے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو bifurcate کر دیا ہے جس کی وجہ سے under utilization of budget ہوا۔ کیا یہ گڈ گورننس کی اچھی example نہ ہوتی کہ ہم اسے اتنے بہتر

طریقے سے run کرتے کہ اسے bifurcate کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ لوگ پہلے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی وجہ سے تنگ تھے انہیں سمجھ نہیں آتی تھی کہ ادھر جانا ہے یا ادھر جانا ہے سپیشل ایجوکیشن کے پاس ہے، ہائر ایجوکیشن کے پاس ہے یا سکول ایجوکیشن کے پاس ہے۔ اب جب سے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ bifurcate کیا گیا ہے تب سے لوگ اور زیادہ گھن چکر ہو گئے ہیں۔ انہیں سمجھ نہیں آ رہا کہ ہم ہیلتھ کی facilities کس سے جا کر مانگیں؟ ہم جا کر کس کا دروازہ کھٹکھٹائیں؟ اس کے بعد آپ دیکھیں کہ ہمارا زرعی صوبہ ہے، برادر شوگر ملز عوام کے پیسے نہیں دے رہی تھی، کئی بار اس ایوان میں معاملہ اٹھنے کے باوجود وہ پیسے عوام کو نہیں مل سکے اور یہ ایوان کسانوں کو پیسے لے کر نہیں دے سکا بالآخر کسان کو عدالتوں سے ریلیف ملا اور برادر شوگر ملز سے payment ملی۔ زراعت پر ہماری گرفت اتنی گندی ہو چکی ہے کہ ہمارا کسان کسان کشی کا شکار ہو چکا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے پانچ سالوں میں گندم کا وہی ریٹ ہے، کماد کا وہی ریٹ ہے، ہماری فصلوں کا وہی ریٹ ہے جو مل میں بیچتے ہیں یا fresh product لے کر آتے ہیں لیکن کھاد کے ریٹ، سپرے کے ریٹ، واپڈا کے بلوں کے ریٹ یعنی سب میں مہنگائی آ رہی ہے ہمارے خرچے بڑھتے جا رہے ہیں لیکن ہماری فصل کا ریٹ ایک ہی جگہ پر روکا گیا ہے۔ ہماری فصل کا ریٹ تو بڑھنا چاہئے چونکہ مہنگائی اسی طرح فصل کے ریٹ پر بھی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! اس ایوان نے لوکل باڈیز ایکٹ بنایا جس پر اپوزیشن نے بہت تنقید کی اور کچھ حکومتی ممبران بھی اس پر کئی کئی گھنٹے اپنی ترمیم پر بولے لیکن at the end of the day عدالت کے حکم پر ہمیں پھر یہ amend کرنا پڑا۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہم لوگوں نے Women Protection Bill اس ایوان کے اندر پاس کیا۔ ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں ہم سب کو بہت عزیز ہیں۔ ہم نے ان سب کی protection کے لئے یہ بل بنایا لیکن اس کے اندر اب تک کتنی ترامیم آ چکی ہیں اور اس پر کتنے issues بن چکے ہیں؟ اس حوالے سے ابھی تک ہم نے صرف ملتان کے اندر ایک Women Protection Centre بنایا ہے۔ کیا صرف ملتان کے اندر عورتوں کو حقوق چاہئیں، کیا باقی پنجاب کے اندر عورتوں کو یہ حقوق نہیں چاہئیں، کیا ان کے مسائل حل نہیں ہونے چاہئیں اور ان کے لئے protection centres نہیں ہونے چاہئیں؟

جناب سپیکر! ہم نے پولیس کے اُوپر کھربوں روپے لگا دیئے ہیں۔ ہم نے ڈولفن فورس بنا دی اور ہم نے پولیس کی یونیفارم تبدیل کر دی۔ نئی فورسز بنانا یا یونیفارم تبدیل کرنا اصل کام نہیں بلکہ پولیس کا mindset change کرنا ضروری ہے۔اب ہم تھانے میں printed FIR ضرور بنا کر دیتے ہیں لیکن باقی procedures وہی دقیانوسی ہیں، وہی انگریز دور کے procedures چلتے آ رہے ہیں اور ہم ان کے اندر کوئی changes لے کر نہیں آئے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم پولیس کا mindset change کریں، پولیس کو Psychiatrists رکھ کر دینے چاہئیں اور ان کی ٹریننگ بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔اگر پولیس کا mindset تبدیل ہو گا، پولیس والوں کا روّیہ بہتر گا تو پھر آپ کا معاشرہ بہتری کی طرف جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: احسن ریاض فتیانہ صاحب! wind up کر لیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ مزید لوں گا۔ ہمارے ہاں لیور ٹرانسپلانٹ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ہم ہر سال ضمنی بجٹ میں دیکھتے ہیں کہ حکومت پنجاب ضرورت مند لوگوں کو انڈیا بھیج کر انہیں lever transplantation کروا کر دیتی ہے اور 70،70 لاکھ روپے فی مریض کے حساب سے ہم انڈیا کو ادائیگی کرتے ہیں جو کہ کہنے کو ہمارا دشمن ملک ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ہم اپنے ملک یا صوبے کے اندر lever transplantation کا انتظام کریں اور اس کے لئے ایک specialized hospital قائم کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہم سب کے حلقوں میں امن و امان کا ایک بہت بڑا issue ہے۔ پہلے زمانے میں جو چور یا ڈکیت پکڑے جاتے تھے وہ اَن پڑھ لوگ یا criminals ہوتے تھے۔اب آپ کے ڈاکٹرز، انجینئرز اور ماسٹر ڈگری ہولڈرز لڑکے چوریاں کر رہے ہیں اور ڈاکے ڈال رہے ہیں۔ اس کی ایک بہت بڑی وجہ unemployment ہے اور unemployment اس لئے ہے کیونکہ ہم لوگ foreigners کو اپنے ملک میں بُلا کر بہت زیادہ معاوضے پر hire کر رہے ہیں۔ ہم لوگ dual nationals کو اپنے ملک کے لئے hire کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس کی جیتی جاگتی مثال سپیشل مینجمنٹ یونٹ کی دیتا ہوں جو کہ ہم نے 3۔کلب روڈ پر بٹھایا ہوا ہے اور جس کو سلمان صوفی صاحب head کر رہے ہیں۔ وہ LUMS کے پروفیسر ہیں اور انہوں نے LUMS کے سارے بچے لا کر بھرتی کر لئے ہیں۔ کیا گورنمنٹ کالج یا پنجاب یونیورسٹی سے پڑھے ہوئے بچے کی کوئی وُقعت نہیں کہ آپ نے صرف LUMS کے بچے hire کئے

ہیں۔آپ نے کسی گورنمنٹ یونیورسٹی کا بچہ hire نہیں کیا۔کیوں، کیا وزیر اعلیٰ پنجاب بھی اس چیز کو تسلیم کرتے ہیں کہ LUMS کے علاوہ پڑھے ہوئے کسی بچے کی تعلیم کی کوئی وُقعت ہی نہیں ہے؟ کیا وجہ تھی کہ سپیشل مینجمنٹ یونٹ کے لئے ہم نے 26 یا 27 لڑکیاں hire کر لیں اور کسی ایک لڑکے کو hire نہیں کیا گیا؟ ہم gender equality کی بات کرتے ہیں اور ہم لوگ کسی ایک gender کو دوسرے پر حاوی کرنے کی بات نہیں کرتے۔عورتیں ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں ہیں لیکن عورت نے گھر نہیں چلانا بلکہ اس معاشرے اور کلچر کے مطابق مرد نے گھر چلانا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب احسن ریاض فتیانہ! تشریف رکھیں کیونکہ آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! آپ کا حکم ہے تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت مہربانی۔اب محترمہ سعدیہ سہیل رانا بات کریں گی۔محترمہ! آپ نے جذباتی نہیں ہونا۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔میں بالکل relax ہوں، کوئی مسئلہ نہیں ہے۔میں آپ کی وساطت سے حزب اقتدار سے تعلق رکھنے والی بہنوں سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ سکون سے ٹھنڈے ماحول میں میری بات سُنیں۔میں اپنی تقریر کا آغاز ہمیشہ شعر سے کرتی ہوں اس لئے آج بھی پہلے شعر عرض کروں گی کہ:

نہ گفتگو سے نہ وہ شاعری سے جائے گا
عصا اُٹھاؤ کہ فرعون اسی سے جائے گا
اگر ہو فکر گریباں تو گھر میں جا بیٹھو
یہ وہ عذاب ہے جو دیوانگی سے جائے گا
بُجھے چراغ لُٹی عصمتیں چمن اُجڑا
یہ رنج جس نے دیا کب خوشی سے جائے گا
جیو ہماری طرح سے مرو ہماری طرح سے
نظامِ زر تو اسی سادگی سے جائے گا
جگا نہ شہر کے مصاحب کو خواب سے جالب
گر وہ جاگ اُٹھا تو نوکری سے جائے گا

جناب سپیکر! آج ہم یہاں جو معزز ممبران بیٹھے ہیں میرے خیال میں ان سب کے گھروں میں بچے یا بہن اور بھائی ہیں۔ حزب اختلاف کی طرف سے بجٹ تقریر کے موقع پر جو احتجاج ہوا اس کو بہت زیادہ تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ سب سے پہلے میں اسی حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ میرے تین بچے ہیں۔ اگر میں اور میرا خاوند بازار جاتے ہیں اور اپنے دو بچوں کے لئے اچھے کپڑے اور کھانے کے لئے چیزیں لے کر آتے ہیں جبکہ تیسرے بچے کے لئے کچھ نہیں لاتے۔ جب وہ بچہ میری طرف دیکھتا ہے تو میں کہتی ہوں کہ اوہ! سوری بیٹا میں بھول گئی ہوں۔ میں اگلی بار تمہارے لئے یہ سب کچھ ضرور لے کر آؤں گی۔

جناب سپیکر! اگلی دفعہ بھی میں وہی کچھ کرتی ہوں۔ بازار جاتی ہوں اور اپنے دو بچوں کے لئے کپڑے اور دوسری بہت سی چیزیں لے آتی ہوں جبکہ تیسرے بچے کے لئے کچھ نہیں لاتی۔ جب تیسرا بچہ پھر میری طرف دیکھتا ہے تو میں کہتی ہوں کہ اوہ! تم تو پھر رہ گئے۔ اچھا اچھا اب اگلی دفعہ آپ کے لئے لازماً سب کچھ لے کر آؤں گی۔ ماں باپ سے زیادہ قابل عزت واحترام اور عظیم رشتہ کوئی نہیں لیکن ایک وقت آتا ہے کہ وہ تیسرا بچہ چیخ پڑتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرا حق کدھر ہے، کیا میں آپ کا سوتیلا بچہ ہوں جو آپ مجھے ہر بار بھول جاتی ہیں؟ تو اُس دن ایوان میں جو سیٹی گونج رہی تھی وہ ان سوتیلے بچوں کا احتجاج تھا کہ ہمیں پچھلے پانچ سالوں سے کیوں ignore کیا جا رہا ہے؟ کیا ہم حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ممبران لوگوں کے ووٹ لے کر نہیں آئے اور کیا ہم نے کسی کو جواب نہیں دینا؟

جناب سپیکر! اس ایوان کا سربراہ ہم سب کے لئے ایک باپ کا درجہ رکھتا ہے تو وہ کیوں ہمارے حقوق کی تلفی کرتا ہے، وہ کیوں ایسا سلوک کرتا ہے کہ بچے کو چیخ کر، رو کر، ضد کر کے بتانا پڑے کہ میں بھی موجود ہوں اور مجھے آپ کیسے neglect کر سکتے ہو؟ اس روز ہم نے اپنی موجودگی کا بتانا تھا کہ ہم موجود ہیں اور یہی وجہ تھی کہ ہم نے احتجاج کیا اور سیٹیاں بجائیں ورنہ میری بہن محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا میرے لئے بہت قابل عزت واحترام ہیں۔ ان کو پتا ہے کہ جب یہ وزیر خزانہ بنیں تو میں نے دل کھول کر ان کی تعریف کی تھی کیونکہ جب ایک عورت empower ہوتی ہے، کسی ایک عورت کو عزت ملتی ہے تو اس سے ساری عورتوں کا وقار بلند ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے اپنی جو بجٹ تقریر لکھی تھی وہ میں نے ایک طرف رکھ دی ہے۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ اس بجٹ کے ثمرات کہاں کہاں پہنچے ہیں؟ جب میں اس ایوان کے اندر دیکھتی ہوں تو حزب اختلاف کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے معزز ممبران اس بجٹ کے ثمرات سے محروم نظر آتے

ہیں۔جب میں اس ایوان سے باہر نکلتی ہوں تو باہر کیمرہ مین اور ہمارے میڈیا کے لوگ شدید گرمی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ہم اتنا نہیں کر سکے کہ انہیں اس شدید گرمی سے بچانے کے لئے chiller لگا دیتے۔ انہیں جو کولرز لگا کر دیئے گئے ہیں وہ آگ پھینک رہے ہیں۔اگر یہ بجٹ ان صحافی حضرات کو ثمر نہیں پہنچا سکتا تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔جب میں اسمبلی کی حدود سے باہر گئی تو میں نے دیکھا کہ ہمارے گارڈز، پولیس والے اور بہنیں ہماری حفاظت کے لئے موٹی وردیوں میں ملبوس دھوپ اور گرمی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ان کو بھی اس بجٹ کے ثمرات نہیں پہنچے تو پھر اس بجٹ کے ثمرات کہاں جا رہے ہیں اور یہ ہمیں کیوں نظر نہیں آ رہے؟

جناب سپیکر!جب میں ہسپتالوں میں جاتی ہوں تو پتا چلتا ہے کہ وہاں مریضوں کو ادویات نہیں مل رہیں۔سفارش کے بغیر مریض کو داخلہ نہیں ملتا،آپریشن نہیں ہوتا اور وینٹی لیٹر کے بغیر مریض مر رہے ہوتے ہیں۔مجھے تو اس بجٹ کے ثمرات نظر نہیں آتے۔میرا دل اتنا بڑا ہے کہ اگر حکومت کوئی اچھا کام کرے گی تو میں اس کو ضرور appreciate کروں گی۔خواتین کے bill میں ہم نے حزب اقتدار کے ساتھ مل کر کام کیا۔ملتان میں خواتین کے تحفظ کے لئے ایک سنٹر قائم ہوا ہے۔یہ بہت اچھا قدم ہے۔آپ خواتین کو حقوق دیں اور ان کو ضرور empower کریں۔آپ عملی طور پر ہسپتالوں اور سکولوں میں جا کر دیکھ لیں تو آپ کو بجٹ کے ثمرات کہیں نظر نہیں آئیں گے۔

جناب سپیکر!اورنج ٹرین کے لئے مزید 93۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ہمیں بھی پاکستان اور لاہور سجا ہوا خوبصورت لگتا ہے۔یہاں پر بلٹ ٹرین،اورنج ٹرین اور کیبل چلے ہمیں یہ بالکل بُرا نہیں لگے گا۔اللہ تعالیٰ وہ دن لائے کہ ہمارا ہر شہر پیرس بن جائے لیکن جب آپ کے پاس بھوک میں خوراک نہ ہو،مریضوں کو ادویات میسر نہ ہوں،بچوں کو سکولوں میں داخلے کی سہولت نہ ہو اور آپ کی عزتیں،مال اور جان محفوظ نہ ہو تو پھر یہ باتیں اچھی نہیں لگتیں۔ان حالات میں یہ تمام باتیں مذاق لگتی ہیں۔خدارا پہلے اپنی priorities کو دیکھیں اور اپنی priorities کو مدنظر رکھیں۔

جناب سپیکر!یہ ہمارا آخری اجلاس ہے۔ابھی سردار حسن اختر موکل نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگلی اسمبلی میں اللہ ہی جانتا ہے کہ کس کس نے آنا ہے۔جب اس اسمبلی کا پہلا اجلاس ہوا تھا تو مجھے کئی چہرے یاد ہیں جو یہاں ایوان میں بیٹھے تھے لیکن آج وہ ہم میں نہیں ہیں۔ شجاع خانزادہ(مرحوم)وہاں تشریف فرما ہوا کرتے تھے اور یہاں ہمارے ساتھ جناب محمد صدیق خان(مرحوم)بیٹھا کرتے تھے۔خُرم گلفام یہاں پر پہلے اجلاس میں موجود تھا۔میں پہلے بجٹ کے موقع

پر اسے تنگ کر رہی تھی۔ ہمارا آپس میں بہن بھائیوں والا ایک پیار تھا لیکن آج وہ ہم میں نہیں ہیں۔ ہم رمضان کے مہینے میں روزہ رکھ کر یہاں بیٹھ کر کیا کر رہے ہیں؟ ہمیں اللہ نے یہ عزت اور موقع دیا ہے کیا ضروری ہے کہ ہمیں بار بار موقع ملے گا؟ ہم نے اللہ کو جواب دینا ہے آج ہم یہاں پر ہیں کل ہم شاید یہاں پر نہ ہوں اور ہو سکتا ہے کہ آپ ایک دن یہاں پر میری فاتحہ پڑھ رہے ہوں۔ کسی کی موت کا کوئی پتا نہیں ہوتا تو ہمیں سوچنا چاہئے کہ میں نے کیا role play کیا، اللہ نے مجھے جو عزت دی، کیا میں نے اُس کے ساتھ انصاف کیا؟ یہ سوال ضرور رہ جائے گا۔ معزز خواتین ممبران حزب اقتدار وہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں وہ میری بہت پیاری اور قابل عزت بہنیں ہیں۔ میری بہنو! یہ ملک ہم سب کا ہے تو ہم سب نے مل کر اس کو بہتری کی طرف لانا ہے۔ پاکستان زندہ باد۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب جاوید اختر!

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! شکریہ۔ ملتان میں جس دن میٹرو بس کی بنیاد رکھی گئی تو ہم نے اُس دن بھی اپیل کی کہ خدارا ملتان میں میٹرو کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ملتان میں صاف پانی کی ضرورت ہے، سیوریج کا مسئلہ ہے، ہسپتالوں میں ایک ایک بیڈ کے اوپر چار چار مریض پڑے ہیں لیکن ہماری نہ سُنی گئی۔ ملتان میں میٹرو بس کے اوپر 32۔ارب روپیہ لگایا گیا ہے آج کی صورتحال ہے کہ اُس بس پر کوئی آدمی بیٹھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ بسیں خالی جا رہی ہیں اور وہاں سے آدھی بسیں لاہور میں آچکی ہیں۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ ہمارے علاقوں میں لوگوں کو تعلیم کی ضرورت ہے، علاج کی ضرورت ہے، پینے کے لئے صاف پانی کی ضرورت ہے۔ وہ لوگ تعلیم، علاج اور پینے کے صاف پانی کے لئے ترس رہے ہیں۔ انہوں نے 32۔ارب روپیہ میٹرو بس کے اوپر لگا کر برباد کر دیا ہے۔ ملتان میں نشتر ہسپتال 60 سال پہلے بنا تھا ہمیں اس جیسا ایک اور ہسپتال چاہئے۔ یہاں پر کارڈیالوجی میں کسی غریب آدمی نے آپریشن کرانا ہوتا ہے تو اُس کو ایک سال کا ٹائم ملتا ہے اگر یہی پیسا ہسپتالوں میں لگتا تو خدا جانتا ہے کہ اُس غریب آدمی کا آپریشن بھی ایسے ہی ہو جاتا جیسے امیر آدمی صبح ہسپتال جا کر اپنا آپریشن کرا کر شام کو گھر واپس آ جاتا ہے۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ ہمیں بھی اعتماد میں لیا کریں اگر آپ ہمیں اعتماد میں لیں گے تو ہم آپ کو اچھا مشورہ دیں گے۔ حزب اقتدار والے کہتے ہیں کہ حزب اختلاف والے ہمارے اوپر attack کرتے ہیں۔ ہم چار سال سے اس اسمبلی کے ممبر ہیں اور لوگوں نے ہمیں ممبر منتخب کیا ہے تو ہمارا کیا قصور ہے۔ جب لوگ ہمارے پاس کام کے لئے آتے ہیں تو ہم اُنہیں کیا جواب دیں؟ میں یہ کہوں گا کہ کوئی کسی کے ساتھ ناانصافی کرتا ہے تو وہ اس دنیا میں بھی جوابدہ ہو گا اور آخرت میں بھی اُس کو جواب دینا ہو گا۔

جناب سپیکر!انہوں نے یہ بجٹ صرف آنے والے الیکشن کے لئے پیش کیا ہے اس میں کسی غریب آدمی کو ریلیف نہیں دیا۔ غریب آدمی کا بچہ آج بھی زمین پر بیٹھ کر پڑھ رہا ہے اور امیروں کے بچے مہنگے ترین پرائیویٹ سکولوں میں جاتے ہیں۔ حکومت تعلیم کے اوپر پیسے لگائے تاکہ غریب آدمی کے بچے کو بھی اچھی تعلیم دی جا سکے۔ میں یہی کہوں گا کہ کارڈیالوجی میں لوگوں کو سال سال کا ٹائم ملتا ہے تو ایسا سسٹم بنایا جائے کہ اُن کے وقت پر آپریشن ہو سکیں۔

جناب سپیکر!خدا جانتا ہے کہ ملتان شہر میں جس دن سے میٹرو بس کی بنیاد رکھی گئی ہے تب سے عید کی نماز بھی لوگ گندے پانی سے گزر کر پڑھتے ہیں۔ خدا کی قسم جنازے کے لئے لوگ چھ چھ گلیاں بدل کر جاتے ہیں اور قبرستان پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ بچوں کے کھیلنے کے لئے وہاں پر کوئی پارک نہیں ہے جو پارک ہیں وہ بھی اُجڑے ہوئے ہیں۔ میری بہن محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہیں میں نے پچھلے انہی اپنے علاقے کی تصویریں دی تھیں میں نے کہا کہ محترمہ!میرے علاقے کا بہت بُرا حال ہے تو آپ پی پی۔195 کی طرف توجہ دیں۔ حکومت ہمیں فنڈز نہ دے ہم سے جو ہارے ہوئے لوگ ہیں خدارا انہی فنڈز دے دیں اور اُن کے نام کی تختیاں لگا دیں کیونکہ ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جناب سپیکر!میں پھر محترمہ سے اپیل کرتا ہوں کہ ہمارے حلقوں میں جائیں، اپنے نمائندوں کو بھیجیں اور اگر محترمہ کہیں گی تو میں اپنے حلقے کی تصویریں دوبارہ پیش کر دوں گا۔ میں پھر اپیل کروں گا کہ لوگ پریشان حال ہیں اُن علاقوں میں چھوٹے چھوٹے ہسپتال اور ڈسپنسریاں بنائی جائیں تاکہ غریب آدمی اپنا علاج کرا سکے اور میں پھر یہ کہتا ہوں کہ یہی ہمارے اعمال آخرت میں ہمارے کام آئیں گے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ملک تیمور مسعود!

ملک تیمور مسعود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!شکریہ۔ میں سب سے پہلے کھلے دل کے ساتھ محترمہ وزیر خزانہ کو اس لحاظ سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک جمہوری حکومت کے اندر مسلسل پانچویں بار بجٹ پیش کیا کیونکہ جمہوری اقدار اور جمہوری روایات کے حوالے سے ہم بات کریں تو آج ملک کے اندر رونا رویا جاتا ہے کہ ہمارے ہاں جمہوریت پروان نہیں چڑھ سکی تو یقیناً ان کو ضرور یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ انہوں نے یہ پانچواں بجٹ پیش کیا لیکن میں اس لحاظ سے بھی ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ پنجاب میں 19 کھرب روپے کا بجٹ پیش کیا جانا یہ بھی یقینی طور پر کریڈٹ کی بات ہے۔ میری خواہش تھی کہ میں اس تاریخی بجٹ میں موجود ہو سکوں لیکن میری بد قسمتی کہ میں بجٹ پیش ہونے

کے روز اجلاس میں شریک نہیں ہو سکا لیکن اُس کے بعد جب اس بجٹ پر بحث شروع ہوئی تو بجٹ کے حجم اور مختلف شعبہ جات کے لئے فنڈز مختص کئے جانے کے حوالے سے معزز ممبران حزب اقتدار کی تقاریر اور تعریفیں سُنیں تو یقیناً یہ باتیں کانوں کو بھلی لگتی ہیں لیکن جب میں اس بجٹ کے پس منظر میں جاتا ہوں کہ 19 کھرب روپے کا بجٹ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے۔ اس میں ایجوکیشن سیکٹر اور ہیلتھ سیکٹر کے لئے بھی پیسے رکھے گئے اور ملازمین کی تنخواہوں میں بھی 10 فیصد اضافہ کیا گیا لیکن میں صرف اتنی بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر بیٹھے ہوئے معزز ممبران اُن کا تعلق حزب اقتدار سے ہو یا اُن کا تعلق حزب اختلاف سے ہو، دل پر ہاتھ رکھ کر کہیں کہ ہم نے اپنے علاقے کے لوگوں کی نمائندگی کی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے علاقے کے لوگوں کا نمائندہ بنا کر اس اسمبلی میں بھیجا، اگر ہم اُس کی قسم کھا کر کہیں تو کیا ہمارے اس ایوان کے بجٹ میں جو اعداد و شمار دیئے گئے ہیں کیا ہم یہ بات ماننے پر مجبور ہو جائیں کہ ہر سال جس طرح سے بجٹ آ تا رہا ہے۔ کیا صوبے کے لوگوں کا معیار زندگی بھی بلند ہوا ہے؟ ہر سال سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں جو اضافہ کیا گیا ہے تو کیا اس سے سرکاری ملازم خوشحال ہو گیا ہے؟ کیا تین لاکھ سے زائد پنشنرز کی حالت کو بہتر کیا گیا ہے؟ کیا پنجاب کے ایجوکیشن سیکٹر کے اندر بہتری آئی ہے؟ آج ہم ایجوکیشن سیکٹر میں 345۔ارب روپے کا بجٹ پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اتنی بڑی رقم ایجوکیشن کے لئے رکھی ہے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن بجٹ کسی بھی بجٹ کے حجم کے تناسب سے طے کیا جاتا ہے۔ آج افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ گزشتہ پانچ سالوں سے ایجوکیشن کے بجٹ میں بتدریج 5 فیصد کمی ہو رہی ہے۔ 14-2013 کے بجٹ میں ایجوکیشن کا بجٹ 19 فیصد تھا۔ 15-2014 کے بجٹ میں ایجوکیشن کا بجٹ 20 فیصد تھا اور آج کا جو ایجوکیشن بجٹ ہے وہ کل بجٹ کا 17 فیصد ہے۔ اس طرح 5 فیصد کمی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر حکومتی ممبر میری بہن نے بات کی کہ ایجوکیشن پر پیسے تو بہت لگائے جا رہے ہیں لیکن quality of education پر زور نہیں دیا جا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم پنجاب پبلک سروس کمیشن کا رزلٹ دیکھیں تو 2 فیصد کے قریب بچے پاس ہوتے ہیں۔ کیا ہم یہ تعلیم دے رہے ہیں؟ کیا ہم اتنا بڑا بجٹ پیش کرنے کے باوجود بھی ایجوکیشن سیکٹر کے اندر priorities set نہیں کر پا رہے۔

جناب سپیکر! آج ہیلتھ پر بات کی جاتی ہے۔ یہاں پر میرے بھائی وقاص صاحب نے بہت پیاری باتیں کی ہیں۔ میرا دل بھی ان کی طرح بہت سی تجاویز دینے کو کرتا ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پانچ سال ہم اس ایوان کی توجہ پوائنٹ آف آرڈر اور تحاریک التوائے کار کے ذریعے ان چیزوں

کی طرف دلاتے رہے کہ ہمارا ہیلتھ سیکٹر تباہی کے دہانے پر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاہور پر سب سے زیادہ توجہ دی جارہی ہے۔ اگر ہم اس لاہور ہی کی بات کریں تو اس کے اندر جو آٹھ ہسپتال ہیں جو بڑے ہسپتال ہیں وہاں بھی وینٹی لیٹرز موجود نہیں ہیں۔ عالمی معیار کے مطابق ایک سو مریضوں کے لئے ایک وینٹی لیٹر ہونا چاہئے لیکن بدقسمتی سے لاہور کے اندر 570 مریضوں کے لئے ایک وینٹی لیٹر دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود بھی ہم ہیلتھ کے اوپر بات کرتے ہیں اور ہیلتھ کے بجٹ کی بات کرتے ہیں۔ میں افسوس سے کہتا ہوں کہ ہر سال اضافے کے باوجود کیوں ہماری مائیں اور بہنیں پسماندہ علاقوں سے بلکہ پورے پنجاب سے علاج کے لئے لاہور آتی ہیں۔ انہیں لاہور کے سروسز ہسپتال اور گنگارام ہسپتال کی ایمرجنسی میں بیڈز نہیں ملتے اور فرش پر ان کے بچوں کی جانیں چلی جاتی ہیں لیکن پھر بھی ہماری آنکھیں نہیں کھل رہیں۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ کا گورکھ دھندہ ہے۔ ہم آخر کس طرف جائیں اور کس چیز کا اسے credit دیں کہ ہم ایک طرف بات کرتے ہیں کہ ہم اس ملک کو، اس پنجاب کو بہت کچھ دے رہے ہیں لیکن ہم جب عملی طور پر جاکر grass roots level پر لوگوں کی حالت زار کو دیکھنے کی بات کرتے ہیں تو اسی طریقے سے جس طرح میرا اپوزیشن کا بھائی اپنے علاقے کے لئے دُہائیاں دے رہا ہے، اپنے علاقے کی گلیوں اور نالیوں کے لئے دُہائیاں دے رہا ہے تو اسی طریقے سے پانچ سال سے ہم بھی دُہائیاں دیتے رہے ہیں لیکن ایک بات ہم ضرور کریں گے کہ ہمارا ضمیر اس حوالے سے مطمئن ہے۔ ہم نے اپنے حلقہ کے عوام کو بھی یہ بتایا ہے اور اپنے علاقہ کے لوگوں کو بھی یہ بتایا کہ آپ لوگوں نے تو ہمیں ضرور کامیاب کیا ہے آپ لوگوں نے تو ہمیں نمائندگی کا حق ضرور دیا ہے لیکن جب ہم جاکر اس ایوان میں بیٹھے اور ہم نے حکمرانوں کے ضمیروں کو جھنجھوڑا اور ان کو خدا کے واسطے دے کر یہ کہا کہ یہ علاقے کے لوگ اسی پنجاب کے لوگ ہیں جنہوں نے مسلم لیگ (ن) کے مخالف امیدواروں کو کامیاب کیا۔ اس وجہ سے ان لوگوں نے آپ لوگوں کی تذلیل کی ہے۔ میرے بھائی انصاری صاحب نے یہاں کہا ہے کہ یہ مکافات عمل ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا حساب اس جہان میں دینا پڑے گا اور اگلے جہان میں بھی دینا پڑے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آج کی list مکمل ہو گئی ہے۔ اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 8۔جون 2017 کو 11:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس روز بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2017

جمعرات،8۔جون2017

(یوم الخمیس،12۔رمضان المبارک1438ھ)

سولہویں اسمبلی: تیسواں اجلاس

جلد 30: شمارہ 5

273

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 8۔جون 2017

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

بحث

"سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 پر عام بحث"

275

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

جمعرات،8-جون 2017

(یوم الخمیس،12-رمضان المبارک 1438ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 55 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

اَللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَاَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّكُمۡ‌ۚ وَسَخَّرَ لَـكُمُ الۡفُلۡكَ لِتَجۡرِىَ فِى الۡبَحۡرِ بِاَمۡرِهٖ‌ۚ وَسَخَّرَ لَـكُمُ الۡاَنۡهٰرَ ﴿۳۲﴾

سورۃ إبراھیم آیت 32

اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے تمہارے کھانے کے لئے پھل پیدا کئے اور کشتیوں (اور جہازوں) کو تمہارے زیر فرمان کیا تاکہ دریا (اور سمندر) میں اس کے حکم سے چلیں اور نہروں کو بھی تمہارے زیر فرمان کیا(32)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دِل ٹھکانہ مرے حضور کا ہے
جلوہ خانہ مرے حضور کا ہے
ہر زمانے کی آپ ہیں رَحمت
ہر زمانہ مرے حضور کا ہے
ہر خزانے کے آپ ہیں مختار
ہر خزانہ مرے حضور کا ہے
جس پہ اُتری ہے آیۂ تطہیر
وہ گھرانہ مرے حضور کا ہے
ذکر شامل نماز میں خالدؔ
پنجگانہ میرے حضور کا ہے

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 پر بحث کا آج آخری دن ہے۔ واضح رہے کہ گزشتہ تین ایام کے دوران 46 معزز ممبران تقاریر کر چکے ہیں آج کے دن کے لئے میرے پاس 47 معزز ممبران کی فہرست موجود ہے لہٰذا گزارش یہ ہے کہ مختصر وقت میں اپنی بات مکمل کر لیں اور آج وزیر خزانہ بحث کو wind up کریں گی۔ جی، پہلا نام مخدوم ہاشم جواں بخت کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، محترمہ تمکین اختر نیازی!

محترمہ تمکین اختر نیازی: جناب سپیکر! شکریہ۔ ہماری نہایت ہی قابل محترمہ وزیر خزانہ نے 1970.7 بلین روپے کا بجٹ پیش کیا وہ اس پر تحسین کے قابل ہیں۔ یہ بجٹ وزیر اعلیٰ کے وژن کے مطابق ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ یہ صوبہ معاشی طور پر محفوظ، فعال اور خوشحال ہو اور اس صوبہ کے لوگوں کی صلاحیتوں کے مطابق اُن کی ذات کی تکمیل ہو۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر وزیر اعلیٰ کی ترقیاتی حکمت عملی اور احسن حکمرانی کا ذکر ضرور کروں گی۔ سوشل سیکٹر کی ڈویلپمنٹ اُن کی اوّلین ترجیحات میں سے ہے جن میں تعلیم، صحت، واٹر سپلائی، سینی ٹیشن، عورت کی uplift اور سوشل ویلفیئر کے لئے بھی 201 بلین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ تعلیم کے لئے 345 بلین روپے رکھے گئے ہیں اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹیز بنا کر اُن کا نفاذ عمل میں آیا ہے۔ تعلیم کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" انتہائی انقلابی پروگرام ہے اُس کو جاری رکھا جائے گا اور آپ کو جلد ہی اس کے positive effects نظر آئیں گے۔ غریب بچوں کو تعلیم کی طرف لگانا، دانش سکولوں کو encourage کرنا، لیپ ٹاپ کی تقسیم اور ہر سطح پر مختلف سکالرشپ کی ادائیگی سے positive activities چل رہی ہیں اور جلد ہی واضح ہو جائے گا کہ ہماری تعلیم کس روش پر چل رہی ہے۔ اسلام خواتین کو جو مقام دیتا ہے اُس کے لئے کوششیں کی جا رہی ہیں کہ عورت کی uplift کے اوپر کام کیا جائے اور اقلیتوں کے تحفظ اور مساوات کو یقینی بنایا جائے۔ پینے

کے صاف پانی کے لئے5.70 بلین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اسی طرح محکمہ صحت کو totally release کر دیا گیا ہے اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹیز بنائی گئی ہیں اور آپ کو ان کی کارکردگی کے حوالے سے بہت جلد اچھے نتائج سامنے آئیں گے۔ ہمیں زراعت کے حوالے سے بھی بہت positive چیزیں نظر آ رہی ہیں کہ کسانوں کو200۔ارب روپے کا package دیا گیا ہے اُس سے بہت بہتری نظر آ رہی ہے۔ اسی طرح اریگیشن، لائیو سٹاک، فارسٹری، فشریز اور ایگری inputs کے اوپر جو subsidies دی گئی ہیں وہ قابل ذکر ہیں۔ یہ بات قابل فخر ہے کہ دس سال میں پہلی مرتبہ rate of development 5.28 پر پہنچا ہے اور اس میں صوبہ پنجاب کی زراعت کا role شامل ہے۔ حکومت پنجاب نے665 بلین روپے ترقیاتی فنڈ رکھا ہے اور sustainable ڈویلپمنٹ کا ایک جامع پلان بنایا ہے جس میں توانائی کے بحران کا خاتمہ، صحت، تعلیم اور دہشت گردی سے نجات حاصل کرنے کو سامنے رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے ضلع میانوالی کے حوالے سے ایک request کرنا چاہوں گی کہ اس ضلع میں معدنیات بہت زیادہ ہیں تو اگر nature of industries define کر دی جائے اور وہاں کی نوجوان نسل کو تربیت دے کر وہاں پر نوکریاں دلوائی جائیں تو دیہات سے شہروں کی طرف جو migration ہو رہی ہے وہ بھی کم ہو جائے گی اور لوگوں کو روزگار بھی مل جائے گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب ابو حفص محمد غیاث الدین!

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! شکریہ

نحمده و نصلي و نصلم علی رسولہ الکریمo
اما بعد فعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo
بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo
و تعزروہو توقروہo صدق اللہ مولانا العظیمo

اللہ کی اور اُس کے پیارے رسول کی عزت کرو اور اُن کی توقیر کرو۔

جناب سپیکر! 18-2017 کے بجٹ کے متعلق اس معزز ایوان کے ممبران اپنا اظہار خیال کر رہے ہیں۔ میں آج بجٹ سے ہٹ کر 2۔جون، رمضان المبارک اور جمعہ کے دن محترمہ وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کے دوران چند ممبران اسمبلی کی جانب سے جو مظاہرہ کیا گیا میں اُس کے متعلق بجٹ پر کم اور ادب پر کچھ زیادہ اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں۔ اُس دن بجٹ تقریر پھاڑی گئیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: مولانا صاحب! آپ بجٹ پر بات کریں، ادب پر کسی اور دن بات کر لیجئے گا۔

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! دین کا ادنیٰ سا خادم ہونے کے ناتے میرا حق بنتا ہے کہ میں یہ عرض کروں کہ آٹھ مرتبہ اللہ تعالیٰ کا نام بجٹ تقریر میں درج ہے۔ پہلے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا ہے اور یہ قرآن کریم کی آیت ہے، پھر الحمد للہ، پھر انشاء اللہ۔ اس میں بار بار اللہ تعالیٰ کا نام آیا ہے اور یہاں پر اس بجٹ تقریر کو پھاڑ کر پاؤں کے نیچے پھینکا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ اُس بجٹ کی کیا اہمیت ہے جس میں اللہ اور اللہ کے رسول کے نام کا ادب نہ کیا جائے۔ یہ بڑا ضروری ہے اور میں یہاں پر ایک بات عرض کروں کہ ہم کسی بچے کا نام رکھتے ہیں اور نام کے ساتھ "محمد" یا "احمد" کا لفظ سابقہ یا لاحقہ لگاتے ہیں وہ بھی ہم عزت کے طور پر رکھتے ہیں اس لئے کہ "محمد" اور "احمد" سید الانبیاء کا نامِ نامی اسم گرامی ہے۔ ہم اپنے نام کے ساتھ سابقہ یا لاحقہ اس لئے لگاتے ہیں کہ نام میں برکت ہو جائے۔ ہمارے وزیراعظم اور ہمارے وزیراعلیٰ کے نام کے ساتھ "محمد" کا لفظ بار بار یہاں پر آیا ہے وہ بھی پھاڑ کر یہاں پر پھینکا گیا ہے۔ اللہ کے نام کی بھی توہین کی گئی ہے جبکہ قرآن کے اندر یہ موجود ہے کہ اللہ کے نام کا ادب کرو اور اللہ کے نام کی عزت کرو۔ کیا یہ ایوان اسلامی ایوان نہیں ہے۔ یہاں آٹھ مرتبہ اللہ کا نام آیا ہے؟

جناب سپیکر! میں ادب سے عرض کر دوں کہ اس نام کے علاوہ اس دن رمضان المبارک اور یوم جمعہ تھا۔ یہ بھی خیال نہ کیا گیا کہ ایک صنف نازک بجٹ پیش کر رہی ہے ان کا خیال بھی نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! ہمارے ملک کے قومی نشان، ہمارے علَم یا ہمارے جھنڈے کی کوئی توہین کرے تو وہ قانون پاکستان کے تحت مجرم گردانا جاتا ہے۔ بانی پاکستان کی اگر کوئی توہین کرے تو قانون پاکستان کے تحت وہ مجرم گردانا جاتا ہے تو جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے اور جس کے لئے ساری کائنات کو بنایا گیا ہے اگر ان کے نام کی توہین کی جائے تو پھر ان کے متعلق کیا کہا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں ایک دو واقعات جلدی سے عرض کرتا ہوں۔ بجٹ کے متعلق معزز ممبران نے اظہار خیال کیا تو کسی نے کہا کہ بجٹ متوازن ہے، کسی نے غیر متوازن کہا اور کسی نے کہا کہ بُرا بجٹ ہے کسی نے کہا کہ نہیں ہے۔ یہ اپنی اپنی رائے ہے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ بجٹ کی اہمیت تب ہے کہ جب سید الانبیاء کی عزت محفوظ ہے۔ اگر کوئی عزت نہیں کرتا تو پھر کیا ہے کہ یہ ملک انہی کے نام پر بنا ہے۔ اگر انہی کے نام کا ایوان میں ادب نہ کیا جائے گا تو پھر یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ روحانیت کے بہت بڑے بادشاہ گزرے ہیں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد ہیں۔ انہوں نے راہ چلتے ہوئے دیکھا کہ ایک شرابی شراب پی رہا تھا اور مہ نوش کرتے ہوئے جو واقعہ اس کے ذہن میں آ جائے تو وہ اسی کا نشے کی حالت میں ذکر کرتا ہے۔ وہ نشے کی

حالت میں اللہ اللہ کہہ رہا تھا حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ہوا کہا کہ شراب کی حالت میں منہ ناپاک ہے پاک نام لینا ٹھیک نہیں ہے۔ انہوں نے پانی منگوایا اور اس کا منہ دھو دیا۔ رات کو جب حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سوئے تو خواب میں دیدار ہو گیا کہا کہ سری تو نے میرے نام کا ادب کیا ہے۔ میں نے تیری وجہ سے اس کا دل دھو دیا ہے۔ تہجد کی نماز ادا کرنے گئے تو اس شرابی کو وہاں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ یہ تغیّر کیسے ہے۔ اس نے کہا کہ سری خواب پر یقین نہیں آیا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ کا نام اتنا معزز ہے کہ جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔ یہاں کا پیاں پھاڑ پھاڑ کر پیروں میں پھینکی گئیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ مولانا صاحب! چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)!

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! آج وزیر اعلیٰ کی کوششوں کی وجہ سے آج پاکستان میں سرمایہ کار فخر سے سرمایہ لگانے کی سوچ رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری علی اصغر منڈا! کیا آپ نے بات نہیں کرنی؟ محترمہ راحیلہ خادم حسین!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد ثاقب خورشید!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آپ ابھی تشریف رکھیں میں بعد میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔ جناب محمد ثاقب خورشید!

جناب محمد ثاقب خورشید: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ پر مختصر سی گفتگو کرنے کا موقع دیا ہے۔ میں اس موقع پر وزیر اعلیٰ پنجاب خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنا بھاری بھر کم بجٹ پیش کیا۔ یہ بجٹ یقیناً تاریخی بجٹ ہے۔ حکومتوں کے فرائض میں شامل ہوتا ہے کہ وہ عوام الناس کی تعلیم، صحت اور روزگار کا خاص خیال کرے۔ موجودہ بجٹ میں الحمدللہ تمام سیکٹرز پر بھرپور توجہ دی گئی ہے۔ اس کو ایک ترقیاتی اور متوازن بجٹ قرار دیا جاتا ہے۔ میں اپنے جتنے بھی فاضل ممبران سے ملا ہوں الحمدللہ سارے happy happy ہیں کہ انہوں نے ترقیاتی سکیموں کے سلسلہ میں جو سکیمیں اپنی حکومت کو پیش کی تھیں وہ

بجٹ میں reflect ہوئی ہیں۔ انشاء اللہ یہ ترقیاتی سکیمیں اپنا ثمر دکھائیں گی تو 2018 میں اپوزیشن کو پتا چل جائے گا کہ بجٹ 18-2017 ترقیاتی بجٹ تھا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترمہ وزیر خزانہ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں نے ان سے دو تین دفعہ گزارش کی تھی کہ 2015 میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے وہاڑی میں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کے سب کیمپس کا اعلان کیا تھا۔ وہاں چار مضامین کی کلاسز شروع ہیں ایک ہزار طلباء وطالبات پڑھ رہے ہیں لیکن ان کو اس بجٹ میں بلڈنگ بنانے کے لئے فنڈز مختص نہیں کئے گئے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کے سب کیمپس کے لئے جو تین مربع کی اراضی ہم نے قبضہ گروپ سے چھڑوا کر ریونیو بورڈ سے مختص کرائی تھی اس پر جلد از جلد بلڈنگ بنانے کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح زراعت کے شعبہ میں بہت اچھے انقلابی اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ کسانوں کو کھادوں اور ادویات میں سبسڈی دی گئی ہے۔ جنرل سیلز ٹیکس کی معافی سے بھی کسانوں کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔ ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف جس ولولہ انگیز قائدانہ صلاحیتوں سے کام کر رہے ہیں۔ ہم اس پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک دو تجاویز دینا چاہتا ہوں کہ سکول ایجوکیشن کے لئے جو سکول مینجمنٹ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں ان کو بااختیار کیا جائے اور ضرورت پڑنے پر انہیں سکولوں میں سکیورٹی گارڈ یا دیگر چھوٹے ملازمین رکھنے کی اجازت دی جائے تاکہ سکولوں میں missing facilities پوری ہو سکیں۔

جناب سپیکر! بے روزگاری کے خاتمہ کے لئے حکومت پنجاب کافی سالوں سے گرین گاڑیاں بلاسود دے رہی ہے۔ یہ قابل تحسین اقدام ہے۔ 50 ہزار گاڑیوں کے لئے اس بجٹ میں بھی فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ میری آپ کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ بے روزگاری کے خاتمے کے لئے فوری روزگار فراہم کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ سید حسنین جہانیاں گردیزی تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، سید حسنین جہانیاں گردیزی!

تحاریک استحقاق برائے سال 2013-14، 2015-16 اور 2017 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید حسنین جہانیاں گردیزی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 1 اور 12 بابت سال 2013، 20 اور 31 بابت سال 2014، 5،14،18،19 اور 20 بابت سال 2015، 18،20،32،33،35،38 اور 39 بابت سال 2016، 2،3،4،5 اور 6 بابت سال 2017 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 20۔جون 2017 سے دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 1 اور 12 بابت سال 2013، 20 اور 31 بابت سال 2014، 5،14،18،19 اور 20 بابت سال 2015، 18،20،32،33،35،38 اور 39 بابت سال 2016، 2،3،4،5 اور 6 بابت سال 2017 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 20۔جون 2017 سے دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 1 اور 12 بابت سال 2013، 20 اور 31 بابت سال 2014، 5،14،18،19 اور 20 بابت سال 2015، 18،20،32،33،35،38 اور 39 بابت سال 2016، 2،3،4،5 اور 6 بابت سال 2017 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 20۔جون 2017 سے دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب میاں ممتاز احمد مہاروی مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں لہٰذا میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوالات نمبر 4، 2477، 3254، 6950، 6960، 7995 اور غیر نشان زدہ سوالات نمبر 407، 596، 718 اور 1245 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں ممتاز احمد مہاروی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

1. Starred Questions No. 4, 2477, 3254, 6950, 6960, 7995;
2. Unstarred Questions No. 407, 596, 718, 1245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

1. Starred Questions No. 4, 2477, 3254, 6950, 6960, 7995;
2. Unstarred Questions No. 407, 596, 718, 1245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

1. Starred Questions No. 4, 2477, 3254, 6950, 6960, 7995;
2. Unstarred Questions No. 407, 596, 718, 1245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب باؤ اختر علی مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں لہذا میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوالات نمبر 7108، 7109، 7122 اور 7124 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

1. Starred Questions No. 7108 and 7109, asked by Mian Tariq Mehmood, MPA (PP-113)
2. Starred Question No. 7122, asked by Mrs Raheela Anwar, MPA (W-357)
3. Starred Question No. 7124, asked by Dr Nausheen Hamid, MPA (W-356)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 20-جون 2017 سے دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

1. Starred Questions No. 7108 and 7109, asked by Mian Tariq Mehmood, MPA (PP-113)
2. Starred Question No. 7122, asked by Mrs Raheela Anwar, MPA (W-357)
3. Starred Question No. 7124, asked by Dr Nausheen Hamid, MPA (W-356)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 20۔جون 2017 سے دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

1. Starred Questions No. 7108 and 7109, asked by Mian Tariq Mehmood, MPA (PP-113)
2. Starred Question No. 7122, asked by Mrs Raheela Anwar, MPA (W-357)
3. Starred Question No. 7124, asked by Dr Nausheen Hamid, MPA (W-356)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 20۔جون 2017 سے دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 پر عام بحث

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آج آپ بہت غصے میں لگ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللھم صلی علی سیدنا محمد و علیٰ آلہ سیدنا محمد و علیٰ آلہ سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصلی علیہ۔

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

جناب سپیکر! میں اپنی معروضات اور تجاویز دینے سے پہلے اس پنجاب اسمبلی کے معزز ایوان کے سامنے کھڑا ہو کر پوری امت مسلمہ کو گواہ بنا کر آپ سے ایک مطالبہ کروں گا کہ اگر کوئی شخص رسول عربی محسن انسانیت کے نام کی نعوذ باللہ توہین کرے گا تو پھر بطور custodian آپ سیکرٹری اسمبلی کو یہ direction دیں اور میری یہ بات ریکارڈ پر موجود رہے گی اور میں اس کو بھرپور طریقے سے assist کرتا رہوں گا اگر آپ کارروائی نہیں کریں گے تو انشاءاللہ تعالیٰ نبی مکرم کے جوڑوں کی خاک پاک کے صدقے میں خود اس پر استغاثہ لے کر آؤں گا تو جنہوں نے سرکار دوعالم کے نام، قرآنی آیات اور اللہ پاک کے پاک ناموں کی نعوذ باللہ توہین کی ہے ان کے خلاف فوجداری مقدمہ زیر دفعہ (C)295 درج کرنے کا تحرک کیا جائے اور ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آپ بجٹ پر بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آج پوری امت مسلمہ سکتے کی حالت میں ہے۔ آپ اس کی انکوائری کروائیں۔ آپ اس معزز ایوان کے کیمروں سے ریکارڈ نکلوائیں اور میڈیا کے ساتھیوں سے انکوائری کے بیانات حاصل کریں۔ آپ impartial انکوائری کروائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آپ بجٹ پر بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ ہائیکورٹ کے زیر عتاب کسی Honorable Honest Judge سے انکوائری کروائیں۔ میں بجٹ کی ہی بات کر رہا ہوں۔ جب اس طرح انہوں نے پنجاب اسمبلی کے floor پر ان اوراق کو پھاڑا جن پر سرکار دوعالم محسن انسانیت کا نام تھا جس پر اللہ کے پاک نام تھے ان اوراق کو انہوں نے پھاڑ کر پاؤں کے نیچے روندا اور بار بار جن پر متبرک نام تھے ان اوراق کو پھاڑا تب ان کو بجٹ کی بات یاد نہیں آئی اور آج یہ بجٹ کے ٹھیکیدار بنے بیٹھے ہیں۔ میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو یہودی لابی کے ایجنٹ ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آپ بجٹ پر بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان کے یہ چھوٹے ایجنٹ ہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ اس ملک کو ہم ان ایجنٹوں کے ہاتھوں میں دیئے جا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آپ نے بجٹ پر بات کرنی ہے یا نہیں کرنی؟ آپ بجٹ پر بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مسلمان اور محمد عربی کا غلام ہونے کے ناتے میرا فرض ہے کہ آپ کے سامنے میں وہ نشاندہی کروں جوان لوگوں کے دن دہاڑے امت مسلمہ کا دل دکھایا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آپ بجٹ پر بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ کیسے بجٹ کی بات کرتے ہیں؟

(اس مرحلہ پر خواتین ممبران حزب اقتدار نے
"غلام ہیں غلام ہیں رسول کے غلام ہیں" کی نعرے بازی کی)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ لوگ خاموش رہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سرکار دو عالم کی محبت کے بغیر کسی کا ایمان مکمل ہے اور نہ ہی کسی کی شفاعت ہو گی۔ یہ وہ واحد ملک ہے جو کلمے کی بنیاد پر حاصل کیا گیا ہے اور جو محمد عربی کے نام پر حاصل کیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ منڈا صاحب! اب آپ تشریف رکھیں کیونکہ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب محترمہ راحیلہ خادم حسین!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اب ڈاکٹر نجمہ افضل خان اپنی بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بھی حکومتی ممبر ہوں آپ نے مجھے آرڈر دیا ہے لیکن میں آپ کے آرڈر کو تسلیم کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! اس پر انشاء اللہ بات کریں گے۔ ڈاکٹر صاحبہ! آپ اپنی بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس گستاخانہ روّیے کے خلاف واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر پارلیمانی سیکرٹری ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ)
واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جناب شیر علی صاحب ذرا منڈا صاحب کو منا کر لائیں۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں پہلی مرتبہ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور پنجاب حکومت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں اور تمام ممبران اسمبلی کو مبارکباد دیتی ہوں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! خبر دار، کوئی بھی رسول اکرم کی شان میں گستاخی نہ کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! یہ بجٹ جنوبی پنجاب کی بہتری اور کسانوں کی فلاح و بہبود کا ضامن ہوگا۔ پنجاب کابینہ نے بجٹ کی تیاری اور منصوبہ بندی میں جو محنت کی ہے وہ قابل تعریف ہے۔ یہ بجٹ متوازن بجٹ ہے اور اس میں ڈویلپمنٹ کا خوبصورت تصور پیش کیا ہے۔ 635-ارب روپے کے نئے ترقیاتی منصوبے ہر شعبہ جات میں بہتری اور بڑی تبدیلی کی نوید ہیں۔ ترقیاتی بجٹ پچھلے مالی سال سے 15 فیصد زیادہ ہے۔ بجٹ کا تقریباً 60 فیصد حصہ تعلیم، صحت، زراعت اور امن و امان کے لئے مختص ہے۔ ان تمام شعبوں میں پنجاب دوسرے صوبوں سے پہلے ہی بہت آگے ہے اور اب اس میں مزید بہتری آنے کا امکان ہے اور انشاء اللہ یہ بجٹ عوام کے لئے خوشخبریاں لے کر آئے گا۔ پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے اربوں روپے کے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ سماجی شعبے کی بہتری کے لئے بے مثال اقدامات کی تجاویز دی گئی ہیں۔ نئے مالی سال کے بجٹ میں بھی کسان بھائیوں کے لئے فقید المثال package دیا گیا ہے۔ جنوبی پنجاب جس کی آبادی 31 فیصد ہے ان کو 35 فیصد بجٹ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ میاں محمد شہباز شریف کا عظیم کارنامہ ہے اوران لوگوں کے منہ پر تھپڑ ہے جو کہتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کو کچھ حصہ نہیں مل رہا۔ یہ تمام علاقوں کی متوازن ترقی کا آئینہ دار ہوگا۔ صحت عامہ کے لئے مجموعی بجٹ 263۔ارب 22 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے جو کہ انشاء اللہ بہتری کی طرف جائے گا۔ پرائمری ہیلتھ کیئر اب الگ ہے جس کے لئے 112۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ اس میں یقیناً اب بہت بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہیلتھ اتھارٹیز کے لئے 73۔ارب 50 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ خوش آئند اور قابل تعریف ہے۔ DHQs, THQs اور BHUs کی بہتری کے لئے بھی بجٹ میں خصوصی پروگرام مرتب کئے گئے ہیں۔ موبائل ہیلتھ یونٹس کی فراہمی بھی حکومت کا احسن اقدام ہے۔ زچہ بچہ سنٹرز میں Kangaroo Mother Care Units بنانے چاہئیں اوران پر تھوڑا بجٹ درکار ہے لیکن نتائج بہت اچھے ہوں گے۔ BHUs اور RHCs میں 24 گھنٹے کی Emergency Obstetric Care کو یقینی بنایا جائے تاکہ زچگی کے دوران ماؤں کی شرح اموات میں کمی آجائے۔

(اس مرحلہ پر پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری اصغر علی منڈا، ایڈووکیٹ) واپس ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ بڑھتی ہوئی آبادی ہمارے لئے بہت بڑا چیلنج ہے۔ بچوں کے درمیان تین سال کے وقفہ کے لئے بھرپور campaign کے لئے بجٹ مختص کیا جائے اور تمام اضلاع میں reversible long term Contraceptive Implant Insertion Training Programme شروع کیا جانا چاہئے۔ عوام کو سرکاری ہسپتالوں میں معیاری مفت ادویات کی فراہمی اور ایمبولینس سروس کی فراہمی نہایت احسن اقدام ہے۔ سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن کا کردار بھی نہایت اہم ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! Wind up کریں۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔ فیصل آباد میں آنکھوں کا ہسپتال ناگزیر ہے اور فیصل آباد میں 400 بیڈز پر مشتمل ٹراما سنٹر وقت کی اہم ضرورت ہے۔ صوبہ پنجاب میں میاں محمد شہباز شریف نے پچھلے سال کسان package دیا جس کی وجہ سے زراعت کی ترقی میں پیشرفت ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! زراعت کی ترقی میں خادم پنجاب رورل روڈز پروگرام کا بھی اہم کردار ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! بہت شکریہ۔ آپ اپنی تجاویز وزیر خزانہ کو دے دیں۔ جناب علی سلمان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب احمد خان بھچر!

جناب احمد خان بھچر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ پانچ منٹ تھوڑے ہوں گے لہذا آپ kindly مجھے کچھ ٹائم دیجئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بھچر صاحب! ابھی 47 لوگوں کی لسٹ ہے لہذا آپ خود ہی دیکھ لیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! مولانا صاحب جتنا ٹائم مجھے دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! شکریہ۔ 1970-ارب روپے کا جو بجٹ پیش ہوا ہے اس کے جب میں contents میں جاؤں تو اس میں مجھے سوائے اس کے کہ "کھودا پہاڑ نکلا چوہا" اور کچھ نظر نہیں آیا۔ میں sum-up جلدی کروں گا لیکن آپ کو point wise بتاؤں گا۔ سب سے پہلے میں میٹرو ٹرین پر بات کروں گا اور اس کا comparison ایجوکیشن سے کروں گا۔ میٹرو ٹرین کے لئے 93-ارب روپیہ رکھا گیا ہے جبکہ تعلیم کے لئے 40-ارب روپیہ رکھا گیا ہے لہذا آپ comparison دیکھ لیں کہ ہماری بنیادی ضرورت کیا میٹرو ٹرین ہے یا بچوں کی تعلیم ہے؟ (قطع کلامیاں)

MR ACTING SPEAKER: No cross talks.

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! پچھلے بجٹ میں زراعت کے لئے 20-ارب روپے رکھے گئے جس میں سے صرف 7-ارب روپے خرچ ہوئے جو کہ اس کا 35 فیصد بنتا ہے۔ جب 1947 میں پاکستان بنا تھا تو پنجاب وہ صوبہ ہے جس کا اُس وقت ایگریکلچر میں growth rate 48 percent تھا جو اس وقت 21 فیصد پر آ گیا ہے۔ اس سال تھوڑی بہت بہتری ہوئی ہے لیکن یہ ہمارے لئے شرمناک بات ہے کہ agriculture based صوبہ ہونے کے باوجود 48 سے 21 فیصد پر آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ ایگریکلچر کے بعد جس base پر آپ اس وقت یہاں absolute majority کے ساتھ موجود ہیں وہ energy based ہے جس پر آپ نے ووٹ لئے تھے۔ پچھلے بجٹ میں آپ نے 10-ارب روپیہ رکھا ہے لیکن صرف 3-ارب روپیہ خرچ ہوا

ہے تو ہم اس پر کیا کہیں اور کیا ہمارے پورے صوبے میں بجلی مکمل ہو گئی ہے؟ آپ 2013 میں energy base پر ووٹ لے کر اِدھر آئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس پر صرف اتنا عرض کروں گا کہ قول وفعل میں اتنا تضاد ہے کہ ایجوکیشن سیکٹر میں پچھلی دفعہ اسی معزز ایوان میں 36ہزار کمروں کا اعلان ہوا تھا لہٰذا مجھے یہ بتایا جائے کہ کیا پورے پنجاب میں پرائمری ایجوکیشن کے 36ہزار کمرے بن چکے ہیں اور کدھر بنے ہیں؟ اس کے علاوہ پینے کے صاف پانی پر 30۔ارب روپیہ رکھا لیکن اس وقت ٹوٹل 2.5۔ارب روپیہ خرچ ہوا ہے کیونکہ اس کا scandal نکل آیا تھا۔ میں rural پنجاب کی بات کروں گا کیونکہ آپ بھی rural پنجاب سے ہیں اور میرے ایوان کی majority بھی rural پنجاب سے ہے۔ کیا ہمیں ڈگری کالجز مل چکے ہیں؟

جناب سپیکر! میں نے آج سے دو سال پہلے معزز محترمہ وزیر خزانہ سے یہ عرض کی تھی کہ آپ priority set کر دیں کیونکہ جہاں بچیوں کے ڈگری کالج ہیں کیا وہاں پر بچوں کے ڈگری کالج کی ضرورت نہیں ہے؟ کوئی ڈگری کالج subject to fund تو کوئی ڈگری کالج subject to land پڑا ہے اور ہم یہاں پر میٹرو ٹرین اور اللوں تللوں پر پیسے اڑائے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میانوالی اس وقت محرومیوں کا شکار ہے، اس ایریا میں 800 فٹ کی depth سے پانی آتا ہے اور راجن پور کا سارا ایریا بھی زمیندارہ پر ہی ہے۔ اس وقت وہاں پر لوگ صاف پانی تو کجا پینے کے پانی کے لئے بھی مر رہے ہیں۔ عیسیٰ خیل سے لے کر میانوالی تک کے درمیان میں تقریباً 2600 ٹیوب ویل ہیں جو اِس وقت بند پڑے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے بھکر کو میڈیکل کالج دینے کا اعلان کیا جو پتا نہیں بنے گا بھی یا نہیں اور ایک اٹک کو میڈیکل کالج دیا۔ ان کے درمیان چار سو کلو میٹر کا فاصلہ ہے جبکہ لاہور سے 450 کلو میٹر میانوالی کا فاصلہ ہے، کیا ہمارا حق نہیں بنتا کہ میانوالی میں ایک میڈیکل کالج بنایا جائے؟ میانوالی میں یہ حال ہے کہ جہاں پر آبادی آج سے دس بیس سال پہلے تھی وہاں پر دس گنا زیادہ آبادی بڑھ چکی ہے لیکن وہی ایک ایک پرائمری سکول ہے۔

جناب سپیکر! میانوالی سٹی میرے حلقے میں ہے تو سیوریج کے حوالے سے اِس وقت یہ پوزیشن ہے کہ میرے خیال میں آپ جائیں تو آپ کو ہر جگہ پر جوہڑ اور تالاب نظر آئیں گے۔ ڈینگی کے بارے میں وزیراعلیٰ کا ایک وژن تھا لہٰذا میانوالی میں جا کر دیکھیں تو وہاں پر اس وژن کا قتل عام ہو رہا ہے۔ اپنی پسند اور ناپسند پر ہم سے ہارے ہوئے لوگوں کو نواز رہے ہیں۔ اِس وقت پنجاب کی صورتحال اور خصوصاً ضلع میانوالی کی جو صورتحال ہے اس حوالے سے میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ عرض کروں گا کہ میرے

ایریا میں لڑکیوں کے دو ڈگری کالج ہیں، یونین کونسل واں بھچراں اور موسیٰ خیل میں لڑکوں کے ڈگری کالج ان ہی کی گورنمنٹ نے منظور کئے تھے لیکن وہ کیوں نہیں بن رہے ؟ لڑکیوں کے ڈگری کالج بن چکے ہیں لیکن لڑکوں کے نہیں بن رہے تو کیا وہاں پر کوئی بچہ پڑھنے والا نہیں ہے اور میانوالی کے حق میں کیا میڈیکل کالج نہیں ہے ؟ میں پانچ سات منٹ میں صرف اتنی ہی بات کر سکتا ہوں لیکن قول وفعل کا تضاد ہے۔ جب آپ اس بجٹ کے contents میں جائیں گے تو آپ کو قول وفعل میں تضاد ہی نظر آئے گا۔ میں اس سلسلے میں اتنی بات کروں گا کہ اس قول وفعل کے تضاد کو جب تک یہ حکومت ختم نہیں کرے گی بلکہ جس حکومت کو آٹھ سال سے absolute majority حاصل ہو اور وہاں پر بھی لوگ ابھی تعلیم، صحت اور بنیادی سہولتوں سے محروم ہوں تو وہاں پر اللہ ہی حافظ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، احمد خان بھچر صاحب! بہت شکریہ

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! یہ شادیانے بجاتے رہیں اور ہم ان کی خامیوں کی نشاندہی کرتے رہیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر فرزانہ نذیر! آپ نے بجٹ پر ہی بات کرنی ہے۔ اگر آپ نے اِدھر اُدھر کی دوسری بات کی تو پھر میں آپ کا مائیک بند کروا دوں گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! آپ کو کیسے پتا چل گیا کہ میں نے بجٹ سے ہٹ کر بات کرنی ہے لیکن آپ باقیوں کو بھی تو اجازت دے رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مجھے لگ رہا تھا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اظہارِ خیال کا موقع دیا۔ پنجاب حکومت نے اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کی ولولہ انگیز قیادت میں مالی سال 18-2017 کا بجٹ پیش کر کے ثابت کر دیا ہے کہ وہ پاکستان مسلم لیگ کی عین پالیسی کے مطابق ہے جہاں پر غریبوں کا زیادہ خیال رکھا جائے گا اور ان پر کوئی بوجھ نہیں ڈالا جائے گا۔

جناب سپیکر! اس بجٹ کا مجموعی حجم 1970۔ ارب روپے ہے جو کہ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے جس کے لئے میں وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی ٹیم کو دلی

مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ تعلیم کے لئے 345۔ارب روپے، صحت کے لئے 263۔ارب روپے اور ترقیاتی پروگرام کے لئے 635۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اور یہی ہماری ترجیحات ہیں۔

جناب سپیکر! اتنا اچھا بجٹ ہے کہ میں ہر پہلو پر بات کرنا چاہتی ہوں مگر یہاں گھنٹیاں بجنا شروع ہو جاتی ہیں تو میں مختصراً چند جو salient features ہیں وہ بتاتی ہوں کہ یہ بجٹ مکمل طور پر ٹیکس فری ہے اور عوام پر کوئی نیا ٹیکس نہیں ڈالا گیا۔ غریب لوگوں پر ٹیکسوں کا بوجھ کم کرنے کے لئے پانچ مرلہ کے گھروں کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا ہے۔ یہ بھی ہمارا ایک احسن قدم ہے کہ صوبے کے بے روزگار نوجوانوں کو کاروبار کے ذریعے اپنا روزگار سکیم کے تحت روزگار فراہم کرنے کے منصوبے کو فروغ دیا گیا ہے۔ 50 ہزار بے روزگار نوجوانوں کو گاڑیاں فراہم کرنے کے لئے 35۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں تاکہ نوجوان نسل کو کسی direction پر ڈالا جائے نہ کہ انہیں سڑکوں پر لا کر بے کار کیا جائے اور ان کے مستقبل سے کھیلا جائے۔

جناب سپیکر! شعبہ صحت ایک اہم ستون ہے جو کہ ہماری priority ہے کیونکہ صحت مند افراد ہی ملک کو ترقی کی طرف لے جا سکتے ہیں۔ ہمارے پنجاب کے بجٹ میں basic health پر خصوصی توجہ دی گئی ہے اور BHU, Treasury Health Care اور تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں میں latest treatment کی فراہمی، ٹراما سنٹر، ہیپاٹائٹس کی treatment اور وینٹی لیٹرز کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا ہے۔ 70۔ارب روپے ڈائیلسز کے لئے مختص کئے گئے۔ یہ ایک real ہوتا ہے تاکہ door step پر مریضوں کو سہولیات فراہم کی جائیں۔

جناب سپیکر! تعلیم کے حوالے سے ہر کسی نے بتایا بھی ہے اور پڑھا بھی ہے کہ کتنا بجٹ مختص کیا گیا ہے مگر وہ اہم پوائنٹ جو کہ تمام صوبوں کو یکجا کرنے کے لئے اور پاکستان کو مضبوط بنانے کے لئے کیا گیا ہے وہ وزیر اعلیٰ کا وژن ہے جس سے میری مراد بلوچستان کے 300 سے زائد طلباء پنجاب یونیورسٹی میں پڑھ رہے ہیں جن کے تمام اخراجات بشمول فیس اور ہاسٹل کے اخراجات پنجاب حکومت دے رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہی سہولت سندھ، آزاد کشمیر، آزاد جموں و کشمیر، سری نگر کے طلباء کے لئے دی ہے اور یہی خیبر پختونخوا کے لئے بھی ہے۔ یہ بات اتنی زیادہ ڈھکی ہوئی تھی جسے میں آشکار کرنا چاہتی ہوں کہ یہی ایک لیڈر کا وژن ہوتا ہے۔ یہ نبی پاک کی حدیث بھی ہے کہ:

"تم میں سے بہترین وہ ہے جو خود پڑھے اور تعلیم پھیلائے۔"

یہی وزیر اعلیٰ پنجاب کا وژن ہے اسی لئے پنجاب سے ان کو trained کر کے تمام صوبوں میں بھیجا جا رہا ہے تاکہ وہ محبت کا پیغام ہر صوبے میں دیں۔ یہ سب کام ایک visionary اور مخلص قیادت ہی کر سکتی ہے۔ کل پی ٹی آئی کے ایک معزز ممبر نے اپنے لیڈر کی وطن سے محبت اور ترقی کے لئے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے۔ اب یہ فیصلہ معزز ایوان اور آپ کریں گے۔ رات دن محنت کرنے والا لیڈر، اپنے وطن پر آرام و سکون قربان کرنے والا لیڈر اور سی پیک جیسے منصوبے مکمل کرنے والا لیڈر مخلص ہے یا برطانیہ میں میئر کے الیکشن میں اپنی سابقہ بیوی جمائما کے بھائی کو promote کرنے والا ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"جناب سپیکر! دیکھ لیں" کی آوازیں)

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ محترمہ! بجٹ پر بات کریں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! عوام اب ان لوگوں کے ہاتھوں بے وقوف نہیں بنے گی۔ یہ میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف ہی ہیں جو کہ اونچی پرواز کرتے ہیں اور وطن کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کر رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ جی، محترمہ میری گل!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! چودھری پرویز الٰہی کے دور میں محترمہ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کے خلاف تقریر کیا کرتی تھیں اور ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ جی، محترمہ میری گل!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! مجھے ایک شعر سنانے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ تشریف رکھیں۔ محترمہ میری گل!

(اذان ظہر)

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک شعر سنا لینے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نہیں۔ میں نے floor میری گل صاحبہ کو دے دیا ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ میری گل: جناب سپیکر! اس شور میں بات کرنا مشکل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں محمد اسلم اقبال! آپ لوگوں نے بھی تقریر کرنی ہے تو پھر آپ کو بھی ایسا ہی ماحول ملے گا۔ پھر آپ کو بھی کوئی بولنے نہیں دے گا اس لئے ایسا نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"یہ بھی میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف کے قدموں میں
بیٹھ کر ٹکٹ لینے کی کوشش کرتے تھے" کی آوازیں)

(شور و غل)

جناب قائم مقام سپیکر: معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ نہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ تشریف رکھیں۔ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں ایک شعر سنانا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! شعر پھر کسی وقت سنا لینا۔ اب میں نے floor محترمہ میری گل کو دے دیا ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ میری گل: جناب سپیکر! 18۔جون 1947 کو بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے مسیحی ارکان سے ملاقات کے دوران کہا کہ "آپ پاکستان کے حق میں آواز بلند کریں اور پنجاب کی اقلیتوں کو بدلنے کی کوشش کریں۔ پنجاب کے مسیحیوں کی حمایت سے پاکستان نزدیک ترین آ جائے گا۔ اس وقت جبکہ ہم ابھی پاکستان کے لئے لڑ رہے ہیں اور کروڑوں انسانوں کا خیال ہے کہ ہم ناکام ہیں۔ اگر آپ نے ہمارا ساتھ دیا تو یہ بات مسلمانوں کے دل میں نسل در نسل یاد رہے گی اور مسیحی اقلیت جو ویسے بھی اہل کتاب ہے، ہمارے نزدیک ایک خاص رشتے میں منسلک ہو جائے گی۔"

جناب سپیکر! لیکن بد قسمتی سے صرف ایک ہی سال کے بعد 22۔مارچ 1948 کو دیوان بہادر ایس پی سنگھا صاحب جو اسی پنجاب اسمبلی کے ایک ممبر تھے، کو اسی on the floor of the House یہ کہنا پڑا کہ "اسلام کا عدل میں کہتا ہوں عدل نہیں بلکہ عدل پر احسان ہے۔ چنانچہ اسی بھروسے پر ہم پاکستانی بنے اور آپ کے ساتھ شامل ہو گئے مگر جو روّیہ دیکھ رہا ہوں بیان کرنے سے دل دکھتا ہے۔ یہ اسلام جو آج کل ہمیں نظر آتا ہے تو یہ سیاسی اسلام ہے جسے ہم سمجھنے سے قاصر ہیں"۔

جناب سپیکر! آج 70 سال گزر جانے کے بعد بھی پنجاب اسمبلی کے اس ایوان میں میرا دل یہ کہتے ہوئے دکھ رہا ہے کہ ابھی یکم جون 2017 کو پاکستانیوں اور خصوصاً پاکستانی مسیحیوں کے لئے ایک انتہائی اذیت ناک اور انسانیت سوز واقعہ کے بعد اس بات کو تسلیم کرنا اور بیان کرنا مشکل ہے۔ عمر کوٹ کا ایک سینٹری ورکر جو روٹین کے مطابق ایک سیور میں اُس کی unblocking کے لئے جاتا ہے اور جب وہ چند لمحوں کے بعد واپس نہیں آتا تو اُس کا سینٹری سپر وائزر عرفان مسیح اُسی سیور میں جاتا ہے جب اُس کو بے ہوشی کی حالت میں دیکھتا تو وہ اور اُس کے باقی ماتحت اُس کو نکالتے ہیں اور اُسے ایک سول ہسپتال میں لے جاتے ہیں لیکن وہاں پر ڈاکٹر جو کہ روزے کی حالت میں تھے انہوں نے یہ فرمایا کہ میں اس شخص کو ہاتھ نہیں لگا سکتا میرا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اُس ڈاکٹر کی غفلت کے باعث عرفان مسیح کو جان سے ہاتھ دھونا پڑا لیکن یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ نہیں ہے اور وہ سندھ کی بجائے لاہور جو میٹروپولیٹن ہے یہاں پر 2012 کی ایک رپورٹ کے مطابق کوئی 70 کے قریب سیور مین اس انسانیت سوز اور ایک ہتک آمیز اس پیشے سے منسلک ہوتے ہوئے گٹر میں جان سے ہاتھ دھو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ صرف 2012 کے بعد اگر آج کی جو لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی ہے اُس کے حالیہ اعدو شمار کے مطابق اب تک 250 کے قریب صرف لاہور جیسے شہر میں جہاں پر باقی تمام پنجاب کی نسبت بہتر سہولیات اور اُن کے لئے safety measures موجود ہیں ان سینٹری ورکرز کو نا تو اُن کی اپنی کمیونٹی own کرتی ہے اور جن کی تعداد پاکستان کے تمام metropolitans میں مسیحی ہونے کے باعث 80 فیصد ہے اُن کو اُن کی کمیونٹی اور اکثریتی لوگوں کی طرف سے انتہائی ہتک آمیزی اور حقارت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتی اس کی وجہ مذہب ہے اس کی وجہ بلاشبہ ہماری ذات پات کا نظام جس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ہم مسیح پاکستان میں آئے تھے بدقسمتی سے اس سے چھٹکارا نہیں حاصل کر سکے اور اسلام کا عدل کا اور مساوات کا جو ہمیں وعدہ دیا گیا تھا اُس پر ہم پورا نہیں اُتر سکے۔

جناب سپیکر! میری آج اس ایوان میں ان لوگوں کے لئے ان سینٹری ورکرز کے لئے تمام لوگوں سے اپیل ہے ،اس ایوان سے اپیل ہے، منسٹر فنانس سے اپیل ہے کہ جہاں پر ہم نے sanitation کی مد میں اربوں روپے مختص کئے ہیں، جن لوگوں نے اس sanitation کے میکنزم کو implement کرنا ہے ان سینٹری ورکرز کے لئے ان کی safety equipments اُن کو provide

کرنے کے لئے خصوصی رقم مختص کی جائے۔یہ ہمارے لئے، پاکستان کے لئے، اس اسلامی مملکت کے لئے ایک انتہائی شرم ناک بات ہے جو بیرون ممالک میں اس بات کو مذہب سے جوڑا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں اس بات کو categorically deny کرتی ہوں کہ یقیناً اس کا تعلق مذہب سے نہیں ہے لیکن ہم ایسے معاشرے میں رہتے ہوئے جہاں آج بھی ذات پات کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے اس طبقے کو جس کو مختلف ہتک آمیز ناموں سے پکارا جاتا ہے ان کے لئے بجٹ میں خصوصی رقم مختص کی جائے لاہور اور فیصل آباد کے علاوہ پنجاب کے باقی شہروں میں بھی اُن کو safety equipments کی مد میں اُن کی haphazardness health کے لئے، یہ جو واقعات ہیں اُن کی روک تھام کے لئے خصوصی اقدامات کئے جائے یہ پاکستان کے شہری ہیں، پاکستان کا آئین ان کو برابر کے شہری تسلیم کرتا ہے اور ان کے صرف اس پیشے کی وجہ سے ان کے ساتھ یہ ہتک آمیز سلوک کی جتنی بھی غیر حوصلہ افزائی کی جائے کم ہے اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ واقعی پنجاب میں sanitation لوگوں کو بہتر مہیا ہو تو ان لوگوں کا سب سے پہلے حق بنتا ہے اور میں صرف۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ آپ کا شکریہ۔

محترمہ میری گل: جناب سپیکر! آخر میں، میں صرف اس پر بات ختم کروں گی کہ معزز وزیر اعلیٰ پنجاب نے 23۔مارچ 2017 کو اپنے خصوصی پیغام میں یہ کہا کہ:

> An egalitarian, tolerant and peaceful polity with non-Muslim minorities enjoy religious freedom and complete sense of security is the answer to all challenges.

جناب سپیکر! میں امید کرتی ہوں کہ پنجاب حکومت اس کو اپنی priorities میں لے کر اُن لوگوں کے لئے خصوصی اقدامات کریں گے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، باؤ اختر علی!

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! شکریہ سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں آپ نے مجھے مالی بجٹ 18-2017 پر بات کرنے کا موقع دیا۔ یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت کا لگاتار دسواں بجٹ ہے جو میاں محمد شہباز شریف کا کارنامہ ہے اور یہ تاریخی بجٹ ہے، پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا حجم 1970۔ارب 70 کروڑ روپے کا بجٹ پیش کیا گیا اور ساتھ ہی میں یہ کہوں گا کہ محترمہ وزیر خزانہ نے جس جرأت مندی سے، جس حوصلے سے اس صوبہ پنجاب کے بجٹ کو پیش کیا، کاش اپوزیشن بھی اُس

وقت قومی فریضہ ادا کرتی اور اس بجٹ کو ایک دانش مندانہ پارلیمنٹیرین کی طرح سنتی اور اس پر تنقید برائے اصلاح کرتی لیکن آج نا کہ پنجاب کی عوام بلکہ پاکستان کی عوام نے وہ دن دیکھا۔اپوزیشن کی طرف سے تنقید پارلیمنٹیرین کا حصہ ہے،اپوزیشن کے حصہ میں تنقید آتی ہے اور تنقید کے بغیر حسن نہیں ہوتا لیکن وہ ایسے لگ رہا تھا کہ ایک پلے ہو رہا ہے ایک planning کے ذریعے اپوزیشن ہاؤس میں آئی ہے اور میں یہ بھی کہوں گا کہ اپوزیشن لیڈر جو ایک نہایت قابل آدمی ہیں، سمجھدار بندے ہیں انہوں نے اُس دن ایک ایسے ڈائریکٹر کا رول ادا کیا جو وہ پلے کرتے ہوئے اپنے میوزیشنوں کو ایک میوزیکل پروگرام کی ڈائریکشن دے رہے ہوں۔

جناب سپیکر! خادم اعلیٰ پنجاب ہر مشکل کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کامیابی اُن کا مقدر بنتی ہے میں یہاں پر یہ کہوں گا کہ:

تیرے ہاتھ میں قلم ہے تیرے ذہن میں اُجالا
تجھے کیا مٹا سکے گا وہ ظلمتوں کا پالا

جناب سپیکر! میں بجٹ پر بات کروں گا infrastructure میاں محمد شہباز شریف نے پنجاب کی سڑکوں کا تمام صوبے میں جال بچھایا نا کہ اربن ایریا بلکہ رورل ایریا میں بھی "لمیاں سڑکاں سوکھے پینڈے" وہاں 6698 کلومیٹر پر زمینداروں کو ایک ایسی سہولت فراہم کی کہ نہ صرف اربن ایریا میں بلکہ رورل ایریا میں بھی لوگ اُن کے تعمیرات کے کام کی تعریف کرتے ہیں۔یہاں پر اپوزیشن کے ایک میرے بھائی نے کہا کہ آئیں ممبران کو کہیں کہ لاہور کی سڑکوں کو دیکھیں میں اُس اپنے بھائی کو کہتا ہوں کہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو آپ کے حلقہ کے ارد گرد کے روڈوں کو دیکھیں تو آپ اُن کو فراموش نہیں کر سکتے۔آج وزیراعلیٰ پنجاب کی تعمیر و ترقی کو نہ صرف پنجاب بلکہ سارا پاکستان اور پاکستان میں دیگر صوبوں کے executive بھی مانتے ہیں اور کئی فورموں پر یہ مطالبہ کیا گیا کہ ہمیں بھی میاں محمد شہباز شریف ادھار دے دیا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب کا وژن ایک قومی وژن اور اُس قومی وژن کے بینر کے نیچے انہوں نے جو بجٹ پیش کیا۔

جناب سپیکر! میں انرجی پر بات کروں گا انرجی کا بحران سابقہ حکومتوں کا پاکستانی عوام کو ایک تحفہ ملا لیکن میرے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے یہ تہیہ کر لیا کہ انرجی کے بحران کو ختم کرنا ہے۔آج آپ پنجاب کو دیکھیں آپ ساہیوال کول پراجیکٹ پر جائیں،آپ بھکھی پاور

پراجیکٹ پر جائیں، آپ قائداعظم سولر پاور اور دیگر تمام projects جو اس وقت process میں ہیں جن میں کئی مکمل ہو چکے ہیں وہاں جائیں تو میں کہوں گا کہ اس سے کوئی روگردانی نہیں ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ wind up کریں۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! سی پیک کے حوالے سے بے شمار انرجی پراجیکٹ زیر تعمیر ہیں ان کے ذریعے سارے پاکستان کی ترقی رواں دواں ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: باؤ صاحب! بہت شکریہ

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میں آپ سے دو گزارشات کرنا چاہتا ہوں یہاں اڑھائی گھنٹے تک اپوزیشن لیڈر کی تقریر کو ہم بڑے تحمل سے سنتے رہے اور آپ ایک پارلیمنٹیرین کی تقریر نہیں سن رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ:

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں ممتاز احمد مہاروی!

میاں ممتاز احمد مہاروی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے 2017-18 کے بجٹ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرنے اور مثبت تجاویز دینے کا موقع فراہم کیا۔ یہ جمہوریت اور سیاست کا حسن ہے کہ اپوزیشن مثبت اور تعمیری تنقید کرتی رہتی ہے۔ حکومت کے یہ فرض میں شامل ہے کہ اس تعمیری تنقید کو برداشت کرے اور جو مثبت تجاویز آئیں ان پر عمل کرے۔

جناب سپیکر! 2۔جون 2017 کو محترمہ وزیر خزانہ نے یہاں فرمایا کہ ہماری حکومت کی اوّلین ترجیح ہے کہ امن وامان، عوام کی فلاح و بہبود، یکساں معاشرتی انصاف اور یکساں معاشی ترقی میں سب کو برابر رکھا جائے گا۔ صحت، تعلیم، ڈویلپمنٹ کی سہولتیں سب کو برابر ملیں گی۔ اگر محترمہ وزیر خزانہ کی اس بات کو درست مان لیا جائے تو وہ معزز ممبران جو دوسری ٹکٹوں پر جیت کر آئے ہیں ان کے ساتھ اس طرح سلوک کیا جا رہا ہے جس طرح سوتیلی ماں سلوک کرتی ہے۔ ان کے ساتھ انتہائی زیادتی ہوتی رہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ان چار سال کے عرصے میں باوجود تمام تر باتیں کرنے کے ایک ٹیڈی پیسا کسی پوزیشن کے ایم پی اے کے حلقے میں خرچ نہیں ہوا۔ اس طرح تو محترمہ وزیر خزانہ کی بات کی نفی ہوتی ہے کہ وہ فرما رہی ہیں کہ ہم سب کے ساتھ یکساں سلوک کر رہے ہیں۔ میں اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں کہ ضلع بہاولنگر جو آپ بھی جانتے ہیں کہ انتہائی پسماندہ ضلعوں میں سے ایک ہے اس میں میرا حلقہ جس کا نمبر 280 ہے۔ ان چار سال کے عرصے میں حکومت وقت نے اپنے طور پر، اپنے ایم این ایز کے ذریعے، اپنے حکومتی ذرائع کے ذریعے کوئی ایک ٹیڈی پیسا بھی آج تک خرچ نہیں کیا۔ میں صرف ایک ہی مثال دے دیتا ہوں کہ اس حلقے میں ایک گاؤں ہے اور ہو سکتا ہے کہ بدقسمتی سے میرا گھر بھی وہاں ہو اس کو آپ بھی جانتے ہیں وہ ہے مہار شریف۔ یہ بہت بڑی آبادی ہے اور تقریباً 8 سے 9 ہزار لوگ وہاں پر آباد ہیں۔ حکومت کی بے حسی دیکھیں کہ وہاں پر بچیوں کا صرف ایک سکول موجود ہے۔ وہاں پر مڈل سکول کے لئے عمارت بن چکی ہے لیکن چار پانچ سال گزر گئے کسی حکومتی نمائندے، کسی حکومتی آفیسر نے آج تک یہ مناسب ہی نہیں سمجھا کہ حکومت وقت کو یہ بتایا جا سکے کہ وہ معصوم بچیاں جو پرائمری سکول میں پاس ہونے کے بعد جب مڈل یا ہائی سکول میں جائیں گی تو انہیں کتنا فاصلہ طے کرنا پڑے گا۔ ان کے والدین کسی طرح سے efforts کر کے ان بچوں کو سکولوں میں بھیج رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں تجویز دینا چاہتا ہوں اور محترمہ وزیر خزانہ میرے خیال میں اس وقت بڑی مصروف ہیں وہ بات نوٹ تو کرتی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ کی بات ہی نوٹ کر رہی ہیں۔

میاں ممتاز احمد مہاروی: جناب سپیکر! میرے خیال میں بعد میں وہ کاغذ شاید کہیں پھینک دیا جاتا ہے۔ وہاں پر مڈل سکول کی بلڈنگ بن چکی ہے اس کا اجراء کرنا ہے لیکن حکومت وقت کا اس پر کوئی غور نہیں ہے۔ مزید بھی کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ اس گاؤں میں اور اس علاقے کے سب سے بڑے قصبے میں ایک ڈسپنسری ہے۔ اس کے ارد گرد جتنی آبادیاں ہیں وہاں پر BHU بن چکے ہیں۔ میں یہ بھی حکومت وقت کو اطلاع دے دوں کہ یہاں ڈسپنسری کی عمارت کے اندر ہی BHU کے لئے عمارت بن چکی ہے لیکن حکومتی لوگ یہ دیکھنا مناسب ہی نہیں سمجھتے کہ جہاں حکومت کے پیسے خرچ ہو گئے ہیں تو وہاں BHU کو بحال کیا جائے۔ اس کے بحال کرنے اور چلانے میں کیا حرج ہے؟ ڈسپنسری، BHU، THQ اور DHQ میں بہت فرق ہے۔ وہ بہت بڑا قصبہ ہے اس کی یہ حالت ہے تو جہاں چھوٹی چھوٹی آبادیاں ہیں چھوٹے چھوٹے قصبے ہیں، ان کا کیا حال ہوگا؟ ہم گزارشات تو کرتے رہتے ہیں، ہماری

requests حکومت وقت تک پہنچتی رہتی ہیں لیکن اگر ان پر عمل نہ ہو تو پھر اس پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ

میاں ممتاز احمد مہاروی: جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ جہاں فاصلوں کو کم کیا جا رہا ہے، سڑکیں بنائی جا رہی ہیں، انڈر پاسز بنائے جا رہے ہیں وہاں پر ہم جنوبی پنجاب کے رہنے والے بھی ہیں۔ آپ بھی سمجھتے ہیں میں بار بار یہاں پر عرض کر چکا ہوں کہ دریائے ستلج پر چشتیاں اور بورے والا کے درمیان اگر پل کی تعمیر کر دی جائے تو اڑھائی گھنٹے فاصلہ کم ہوتا ہے۔ فورٹ عباس، ہارون آباد اور چشتیاں کے لوگوں کا فیصل آباد جانے کے لئے اڑھائی گھنٹے کا سفر کم ہوگا۔ جہاں پر فاصلوں کو کم کیا جا رہا ہے، جہاں پر اتنی بڑی سڑکیں لاہور اور اپر پنجاب میں بنائی جا رہی ہیں وہاں پر جنوبی پنجاب کے لوگوں کا بھی کچھ حصہ بنتا ہے۔ یہ بہت بڑی ضرورت ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ حکومت وقت میری ان باتوں پر ضرور غور کرے اور عمل کرے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں محمد اسلام اسلم!

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں 18-2017 کے بجٹ کو اپوزیشن کی طرف سے شدید ہنگامہ آرائی کے باوجود اچھے طریقے سے پیش کرنے پر وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو خراج تحسین پیش کروں گا۔ انہوں نے بہت اچھے طریقے اور جرأت مندانہ طریقے سے بجٹ پیش کیا۔ اس بجٹ میں ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف کی جو جدوجہد اور ترجیحات ہیں میں ان کا بھی شکریہ ادا کروں گا۔ 1970۔ ارب 70 کروڑ روپے کا بجٹ بہت ہی عوام دوست اور متوازن ہے۔ اس میں حکومت پنجاب نے جن بڑے شعبوں کو ترجیحی بنیادوں پر فوقیت دی ان میں تعلیم، صحت، صاف پانی، زراعت اور امن وامان ہیں۔ چھٹے نمبر پر تو نہیں بلکہ وہ پہلے نمبر پر ہے اور وہ ہے انرجی، انرجی کے بارے میں اس حکومت نے تین چار سالوں میں بہت effort کی اور الحمدللہ کافی حد تک اس بحران کو قابو پانے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ تعلیم کے لئے 345۔ ارب رکھے گئے اور میں خصوصی طور پر وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے رحیم یار خان میں بہت بڑی خواجہ فرید آئی ٹی یونیورسٹی کو عملی جامہ پہنایا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ صحت کے لئے 262۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جو ٹوٹل بجٹ کا 15.4 فیصد ہے۔ صاف پانی کے لئے 24۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں خراج تحسین پیش کروں گا کہ ہمارے ساؤتھ کے سروے وغیرہ ہو چکے ہیں اور بہت جلد اس سال کے آخر تک ساؤتھ کے لوگ انشاء اللہ صاف پانی پینے کے قابل ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! زراعت کے شعبے میں وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کا جو ایک 100۔ارب روپے کا package تھا واقعی اس نے زمیندار کو بہت facilitate کیا۔ ہم یہ باتیں کرتے کرتے اپنے علاقے کے مسائل بھول جاتے ہیں۔ اسی زراعت کے حوالے سے یہ بھی عرض کروں گا کہ پچھلے سال میرے حلقے کا گنّا یعنی کماد کو آگ لگانی پڑی کیونکہ گنّا بہت زیادہ تھا، شوگر ملز پر stay ہوا تھا اور حکومت کورٹ میں نہیں جا سکی۔ میں نے پہلے بھی اس floor پر عرض کی تھی، گورنمنٹ کو چاہئے تھا کہ اس stay کو ختم کرانے میں زمیندار کا ساتھ دیتی، زمیندار کو رحیم یار خان اور لیاقت پور میں اربوں روپے کا مالی نقصان ہوا۔ جناب جہانگیر خان نے اس پر stay لیا تھا لیکن گورنمنٹ نے اس پر کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ اگر stay کو ختم کراتے تو اربوں روپے کا نقصان زمینداروں کا نہ ہوتا۔

جناب سپیکر! اریگیشن کے حوالے سے میری گزارش یہ ہوگی کہ اس میں بہت بڑا بجٹ رکھا گیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے محترمہ وزیر خزانہ سے عرض کروں گا کہ جو ہمارا draining system ہے، عباسیہ لنک کینال کی وجہ سے کافی سیم زدہ ہے، وہاں پر 780 ملین روپے سے ڈرین سسٹم پر کام ہو چکا ہے لیکن میں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی نااہلی سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ابھی تک اس کو handover نہیں کیا، ان کو یہ handover کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے جو منصوبے ہیں اس میں لائننگ کا منصوبہ ہے یا سیم کا منصوبہ ہے تو اس میں کم از کم ہمارے حلقے کے حوالے سے ہم سے رائے ضرور لی جائے۔

جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ چولستان کی دو یونین کونسلز میرے حلقے میں آتی ہیں اور دونوں کی آبادی نئی مردم شماری کے مطابق ایک لاکھ ہے۔ ان ایک لاکھ کی آبادی میں ایک بھی ہائی سکول نہیں ہے۔ میں چیف سیکرٹری سے ملا، سیکرٹری ایجوکیشن سے بھی ملا اور انہوں نے لکھا بھی لیکن اس سال پھر ADP شامل نہیں ہو سکا۔ یہ بہت ہی ضروری ہے کہ ان دو یونین کونسل میں مڈل سکولوں کو اپ گریڈ کر کے ایک male اور ایک female ہائی سکول دیا جائے۔

جناب سپیکر! میری آخری گزارش یہ ہے کہ چولستان میں پانی کا مسئلہ درپیش ہے۔ چولستان کے باسیوں کو زمین الاٹ کی گئی لیکن کئی سالوں سے ان کا پانی کا مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔ الاٹمنٹ زمین کے باوجود پانی وہ چوری کا لگاتے ہیں۔ جب ان کو زمین الاٹ ہو چکی ہے تو کم از کم ان کا پانی تو اپنا ہونا چاہئے تاکہ وہ زمین کو لگا سکیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ اپنی بقیہ تجاویز محترمہ وزیر خزانہ کو لکھ کر دے دیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلے پر گورنمنٹ کی توجہ دلانا چاہ رہا ہوں کہ کل سے پنجاب یونیورسٹی کے ماسٹر کلاسز کے exams شروع ہو رہے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کی website پر کل تک ان کی ڈیٹ شیٹ پر ایک نوٹیفکیشن عیاں تھا۔ جس پر لکھا ہوا تھا کہ due to ماہ رمضان exams postpone ہو گئے ہیں اور ماہ رمضان کے بعد نئی ڈیٹ شیٹ کے ساتھ exams ہوں گے۔ all of sudden وہ نوٹیفکیشن وہاں سے ہٹ گیا ہے۔ سٹوڈنٹس کو رول نمبر سلپ نہیں ملی اور نہ ہی ان کی کوئی تیاری ہے۔ آج کے دن میں سٹوڈنٹس وہاں پر کال کر رہے ہیں تو وہ کہہ رہے ہیں کہ اسی ڈیٹ شیٹ پر ہی کل پیپر ہے۔ مجھے بھی تین چار لوگوں نے فون کیا ہے کہ ہماری رول نمبر سلپ ہم تک نہیں پہنچی کیونکہ throughout پنجاب یونیورسٹی کی website پر یہ لگا رہا کہ ماہ رمضان کی وجہ سے exams postpone ہو گئے ہیں۔ یہ انتہائی اہم ہے، ان لوگوں کے future کا معاملہ ہے اور ان کا سال ضائع ہو جانا ہے۔ اگر گورنمنٹ کا کوئی official فی الفور یونیورسٹی انتظامیہ سے بات کرے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مہوش سلطانہ صاحبہ! آپ کوئی اس پر update کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میں اس کو چیک کر لیتی ہوں اور ان کو بتاتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ ذرا چیک کر کے ان کو بتائیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! ابھی چیک کروا لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ابھی اس کو چیک کروا لیتے ہیں۔ جناب شہریار ملک!

جناب شہر یار ملک: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان میں خطاب کرنے کا موقع دیا جو میرے لئے باعث فخر ہے۔ میں حالیہ ضمنی انتخاب میں elect ہونے کے بعد اس ایوان میں اپنے علمی اور عملی درسگاہوں سے ہوتا ہوا اس درسگاہ میں جب آیا تو بہت ساری توقعات کے ساتھ آیا اور یہ بجٹ سیشن، اس کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس امید کے ساتھ آیا کہ مجھے یہاں پر آ کر بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملے گا لیکن جب میں اس ایوان میں داخل ہوا اور جس قسم کا رویّہ اپوزیشن بنچوں سے معزز اراکین کا دیکھا تو یقیناً مجھے مایوسی بھی ہوئی لیکن اس مایوسی کے ساتھ ہی مجھے اس بات کی خوشی بھی ہوئی کہ جس انداز اور جس grace سے محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا نے تاریخی بجٹ پیش کیا اور فنانس کے سٹوڈنٹ ہونے کے ناتے میں اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہوں کہ اس بجٹ کو فائنل شکل دینے میں شب روز جو محنت کی اس میں یقیناً ڈاکٹر صاحبہ اور ان کی ٹیم، ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم اور پی اینڈ ڈی کی ٹیم سب مبارکباد کے مستحق ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ سب سے اہم لاء اینڈ آرڈر کا شعبہ ہے، کیونکہ جب تک ہمارے ملک کا لاء اینڈ آرڈر بہتر نہیں ہوگا تو اس وقت تک ہماری قوم ذہنی سکون کے ساتھ نہ تو کام پر جا سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے بچوں کو سکولز میں بھیج سکتے ہیں۔ اگر لاء اینڈ آرڈر صحیح نہیں ہوگا تو ہمارے اس ملک کی ترقی کا پہیہ بھی صحیح طریقے سے نہیں چل سکتا، ہمارے ملک میں سرمایہ کاری بھی نہیں آ سکتی اور مجھے اس بات کی خوشی ہوئی کہ 198۔ارب روپیہ لاء اینڈ آرڈر کے لئے مختص کیا گیا جس میں 91۔ارب پولیس کے محکمے کو دیا گیا۔ میں آپ کے توسط سے گزارش کرتا ہوں کہ اس پیسے کا استعمال نہایت شفافیت سے ہونا چاہئے۔ ہماری پولیس کو جدید اسلحہ اور equipment سے لیس کرنا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ intelligence gathering کے علاوہ intelligence sharing کے mechanism کو بھی فروغ دینا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے بعد ایجوکیشن میں ایک دفعہ پھر تاریخ ساز رقم مختص کی گئی اور اس میں تقریباً 33۔ارب روپے کا اضافہ کیا گیا۔ میں آپ کو اپنے حلقے سے بیشتر مثالیں دے سکتا ہوں کہ جہاں پر ایسے سکول تھے جہاں نہ چار دیواری تھی، نہ کمرے تھے اور نہ ہی ٹائلٹ بلاک تھے آج اس پیسا کو صحیح استعمال میں لایا گیا اور کئی سکول اپ گریڈ ہوئے، ان کو بنیادی سہولیات فراہم کی گئیں اور آج اس مالی سال میں جو PEF کا ماڈل استعمال کیا گیا جس میں سکولوں کو PEF کے حوالے کیا گیا ہے اس سے نہ

صرف ہمارے enrolment میں اضافہ ہوا بلکہ ٹیچرز بھی مقامی طور پر hire کر کے وہاں پر تعینات کئے گئے جس سے بہتری آئی۔

جناب سپیکر! ہیلتھ کے شعبہ میں اس مالی سال میں جو ہیلتھ کونسل کا قیام کیا گیا میں خود اس بات کا گواہ ہوں کہ جو پیسا ٹی ایچ کیوز اور ڈی ایچ کیوز کو دیا گیا اس سے میں آپ کو اپنے حلقہ تلہ گنگ کی مثال دیتا ہوں کہ وہاں جہاں پر او پی ڈی ساڑھے تین ہزار تھی اس پیسے کے صحیح استعمال سے latest laboratory equipments ادویات اور ایمبولینسز کی repair, maintenance و دیگر کئی چیزوں کا کام لیا گیا۔ یہی او پی ڈی ساڑھے تین ہزار سے ساڑھے آٹھ ہزار اور نو ہزار کو آج touch کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! Wind up کریں۔

جناب شہریار ملک: جناب سپیکر! میری ڈاکٹر صاحبہ سے یہ گزارش ہے کہ میرے حلقہ میں main میانوالی روڈ پر جو کہ میانوالی سے تلہ گنگ تک 100 کلومیٹر کا فاصلہ ہے، تحصیل لاوا پچھلے دور میں قیام میں لائی گئی لیکن ابھی تک وہاں پر ٹی ایچ کیو ہسپتال کا قیام نہیں ہوا۔ میری گزارش ہے کہ اس بجٹ میں اس کے لئے کچھ رقم رکھی جائے تاکہ ٹی ایچ کیو کی بنیاد رکھی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک صاحب! آپ لکھ کر دے دیں۔ شکریہ۔ آگے میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: سیدھا سیدھا بجٹ پر ہی آ جائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! نہیں، سیدھا سیدھا بھی آؤں گا تے ڈینگا ڈینگا بھی آؤں گا۔ (قہقہے)

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر! شعر سے شروع کریں۔

میاں محمد رفیق: شعر بھی سناؤں گا۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شعر سناؤناں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اچھا جی۔ میں نے بعد میں کچھ شعر پڑھنے تھے لیکن میرے دوستوں نے مطالبہ پہلے ہی کر دیا۔ پہلے تو آپ کا شکریہ ادا کروں کہ آپ نے اس قلت وقت میں مجھے کچھ وقت نوازا ہے۔ آپ کا شکریہ۔

جناب سپیکر! میں ہوں غریبوں، مزدوروں، کسانوں کی آواز، اسمبلی کے اندر بھی، اسمبلی کے باہر بھی، میں ان کا نمائندہ ہوں، لیڈر تو نہیں ہوں لیکن جیسے دیگر جماعتوں کے لیڈروں کو آپ نے زیادہ وقت دیا تو مجھ پر بھی کوئی مہربانی کریں گے۔

جہان تازہ کی افکار تازہ سے ہے نمود
سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہان پیدا

جناب قائم مقام سپیکر: یہ شعر والا ٹائم آپ کی تقریر سے exempt کر دیتے ہیں، باقی آپ کریں۔ آپ کو ایک منٹ extra دے دیا۔

معزز ممبران حزب اختلاف: دوبارہ، دوبارہ۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یار کچھ چلنے دو آگے۔ میں اب خادم اعلیٰ، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی ٹیم کو بھی مبارکباد دوں گا، میں بخل نہیں کروں گا کہ ایک اچھا متوازن بجٹ جو 1970۔ ارب روپے کا پیش کیا ہے، پنجاب کی تاریخ میں یہ سب سے زیادہ ہے اور ہر سال یہ بڑھتا ہی چلا گیا۔ یہ تعمیر و ترقی تو ہم کو نظر آتی ہے اور جو کمی ہے وہ رویوں کی ہے۔ تعمیر و ترقی تو ہو رہی ہے لیکن روّیے درست نہیں ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں بجٹ بک میں دیکھ رہا تھا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی کافی سکیمیں آئی ہوئی تھیں۔

میاں محمد رفیق: جی، نہیں۔ کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ چلو، میں پہلے ٹوبہ ٹیک سنگھ کی ہی مثال دے دیتا ہوں، گڈ گورننس کی مثال میں اس پنجاب اسمبلی کے حوالے سے دیتا ہوں۔ آپ یہ دیکھیں کہ یہاں پر کورم کورم ہوتا رہتا ہے، معزز ممبران کی یہ بے توقیری کیوں ہے؟ سیکرٹریوں کے پیچھے، ڈپٹی سیکرٹریوں کے پیچھے یا ضلعی انتظامیہ کے پیچھے کام کروانے کے لئے فائلیں اٹھا کر پھرتے ہیں۔ تاثر پنجاب کے اندر یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی پارلیمنٹیرین پیدا نہیں کرتی، یہ جیتنے والے امیدوار پیدا کرتی ہے۔ اس کو اگر میں معافی کے ساتھ یہ کہوں، اگر تشریح میں یہ دے دوں کہ پنجاب اسمبلی لیجسلیٹو اسمبلی نہیں ہے، یہ ایک ریس کورس ہے اور یہاں پر جیتنے والے گھوڑے پیدا کئے جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں رفیق صاحب! بجٹ پر آجائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں عرض کروں کہ یہ تمام گفتگو، تمام باتیں بجٹ سے متعلق ہی ہیں اور بجٹ کی تقریر میں بجٹ سے متعلقہ کوئی بات بھی کی جا سکتی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: پوری سپیچ بولو۔

معزز ممبر: اوئے اوہدا ٹائم خراب کری جاندے او۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے پوری سپیچ بول دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! مجھ سے بات کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! دیکھئے! یہاں پر پوری سپیچ بھی سنوں۔ ہماری قیادت یہاں سے جو بھرپور طاقت لیتی ہے، اس ایوان سے انرجی حاصل کرتی ہے، جب کوئی تصویر چھپتی ہے تو اکیلے کی یا دونوں کی یا تیسری شکل بھی ساتھ میں آ جاتی ہے۔ یہ ایوان کہاں ہے؟ جہاں سے طاقت ملتی ہے یا طاقت لیتے ہیں ان کا کہیں نام و نشان نہیں ہے۔

جناب سپیکر! "اب شفافیت اور میرٹ کا جو قانون کی بالادستی کی صورت میں تمام شرائط پوری کر دی گئی ہیں "اس کا تھوڑا سا تذکرہ میں کر دوں۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جب ضلع کونسل کا الیکشن آیا تو اس الیکشن میں پیاروں نے اپنے پیاروں کو یہ کھلی چھٹی دے دی کہ بھئی! آپ پی ٹی آئی سے متعہ کر لو اور پی ٹی آئی کے ساتھ متعہ کرنے کے بعد تخت ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع کا وہ تو پی ٹی آئی والوں نے (ن) لیگ کو دے دیا اور (ن) لیگ نے پی ٹی آئی والوں کو بدلے میں ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹی ایم اے کا تخت دے دیا۔ یہ ایک deal ہوئی ہے اور میں یہ چاہوں گا کہ یہ روز کورم کورم کرتے ہیں، اگر وہاں deal ہو سکتی ہے، ہماری قیادت نے قبول کی ہے تو ان کو بھی یہاں دے دو، یہ کیوں محروم رہیں؟ ان کو بھی دے دو، دے دینا چاہئے، یہ بھی اسی پنجاب کے شہری ہیں اور آئین پاکستان سب کو اختیار دیتا ہے۔

جناب سپیکر! ایک اور مثال گڈ گورننس کی میں آپ کو دیتا ہوں۔ وہاں پر ایک ججوں کا خاندان ہے، اٹارنیوں کا خاندان ہے ان لوگوں نے grow more food اور ٹیوب ویل سکیم پر کچھ لاٹیں چک 321 (گ ب) کمال والا میں تین درجن سے زائد مربع جات پر قبضہ کیا، اب ان کو حقوق ملکیت نہیں مل سکتے تھے، حقوق ملکیت دینے کا اختیار محکمہ مال کو ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! یہ آپ بجٹ پر بات کر رہے ہیں۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ آپ interrupt کرتے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ یہ بجٹ پر بات ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ قانون کی بالادستی کے حوالے سے ہے، گڈ گورننس کے حوالے سے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں کون سی گڈ گورننس بنتی ہے، مجھے بتائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہی تو میں نے آپ کو بتانا ہے۔ مجھے آپ بات کر لینے دیں۔ حقوق ملکیت دینا محکمہ مال کا اختیار ہے۔ اب چونکہ حقوق ملکیت محکمہ مال سے مل نہیں سکتے تھے تو ان لوگوں نے Judiciary کے ذریعے سے deed بنوالی۔ اب یہ فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے، اس ایوان کا کام ہے، وکیلوں کا کام ہے، ہائی کورٹ کا کام ہے، سپریم کورٹ کا کام ہے، ان لوگوں کا کام ہے کہ یہ اختیار محکمہ مال استعمال کرے گا یا Judiciary استعمال کرے گی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں صاحب! ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ جی، جناب محمد نعیم انور!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کیوں ظلم کرتے ہیں؟ ابھی تو میں نے اپنے حلقے کی بہت ساری باتیں کرنی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ نے خواہ مخواہ دوسری باتوں میں ٹائم ضائع کر دیا ہے۔ جناب محمد نعیم انور!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری محمد اشفاق!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نسرین نواز!

محترمہ نسرین جاوید المعروف نسرین نواز: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی بہت شکر گزار ہوں اور وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی ٹیم کو بہت مبارکباد پیش کرتی ہوں۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں احتجاجاً بائیکاٹ کر کے جا رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! نہ جائیں۔

محترمہ نسرین جاوید المعروف نسرین نواز: جناب سپیکر! انہوں نے نامساعد حالات کے باوجود بھی پنجاب کا 1970-ارب روپے سے زائد کا متوازن بجٹ پیش کیا جو تمام شعبہ ہائے جات کا احاطہ کرتا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر میاں محمد رفیق ایوان سے بائیکاٹ کر کے باہر جانے لگے)

(شور وغل)

جناب سپیکر! ان کو کیا ہوا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر نے جناب سپیکر کے ڈائس کے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! 1935 میں جب ممبران کی تعداد کم تھی اس وقت بجٹ پر عام بحث کے لئے چار دن تھے لیکن آج بھی وہی چار دن ہیں۔ آپ ان ممبران کو بھی آزادی دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اپنی بات کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر میاں محمد رفیق ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! میاں محمد رفیق کو منا کر لائیں۔

محترمہ نسرین جاوید المعروف نسرین نواز: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک شعر اپنے قائد محترم میاں محمد نواز شریف کی نذر کرتی ہوں۔

تیرے ہاتھ میں قلم ہے تیرے ذہن میں اجالا
تجھے کیا مٹا سکے گا وہ ظلمتوں کا پالا
تجھے فکر امن و عالم اسے اپنی ذات کا غم
تو طلوع ہو رہا ہے وہ غروب ہونے والا

جناب سپیکر! اس بجٹ میں موجودہ حکومت نے ایجوکیشن کے لئے 345-ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔ محکمہ ایجوکیشن اب ایک محکمہ نہیں بلکہ کئی محکموں میں تقسیم ہو گیا ہے جس میں سکول ایجوکیشن، ہائر ایجوکیشن، ٹیکنیکل ایجوکیشن اور سپیشل ایجوکیشن نمایاں ہیں۔ حکومت نے ان تمام محکموں کے لئے الگ الگ بجٹ پیش کیا ہے۔ بہت خوش آئند بات ہے کہ پنجاب کے تعلیمی اداروں کی missing facilitation کو پورا کرنے کے لئے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! پلیز ایک منٹ۔ ہمارے پریس کے دوست واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ رانا ارشد صاحب! پتا کریں کہ کیا معاملہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں بتایا گیا ہے کہ ایک صحافی جنرل ہسپتال میں اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے حوالے سے موجود تھے۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ وہاں اس کے ساتھ تشدد کیا گیا ہے جس میں ہسپتال کے ملازم اور ڈاکٹر صاحبان شامل ہیں۔ چیف سیکرٹری صاحب یہاں Assembly premises میں موجود ہیں سیکرٹری ہیلتھ آج کل کورس پر گئے ہوئے ہیں اس لئے سپیشل سیکرٹری کو بلایا گیا ہے اور وزیر صحت خواجہ سلمان رفیق کے متعلق بھی رانا ارشد سے کہا ہے کہ وہ ان کا پتا کریں اور ان کو بھی زحمت دیں کہ وہ تشریف لائیں۔ جب یہ دوست آ جاتے ہیں تو پھر یہاں پر صحافیوں کے جو عہدیداران ہیں ان کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کو resolve کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں تمام صحافیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ واپس آ جائیں رانا صاحب نے commitment کی ہے تو انشاء اللہ معاملہ resolve ہو جائے گا۔ جی، محترمہ! اپنی speech کریں۔

محترمہ نسرین جاوید المعروف نسرین نواز: جناب سپیکر! تعلیم کے فروغ اور ذہین بچوں کی حوصلہ افزائی کے لئے 11۔ارب روپے سے پنجاب انڈوومنٹ فنڈ قائم کیا گیا تھا آئندہ مالی سال کے بجٹ میں اس کے لئے مزید 2۔ارب روپے کی رقم مختص کرنا حکومت کی تعلیم دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ٹیکنیکل ایجوکیشن پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے کہ کس طرح لوگوں کو ہنر مند بنانا ہے اور کس طرح ان کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کرنے ہیں۔ اس بجٹ میں اربوں روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ پنجاب حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ خود کار روزگار سکیم کے لئے مجموعی طور پر 65۔ارب روپے پہلے رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سکیم کی بدولت ہزاروں خاندان باعزت طریقے سے اپنا روزگار حاصل کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں افسوس سے ایک بات کہوں گی کہ جس دن ہماری ایک بہن بجٹ پیش کر رہی تھیں تو ہماری اپوزیشن کی بہنیں سیٹیاں بجا رہی تھیں۔ بہت افسوس کی بات ہے کہ ایک خاتون کو بھی آپ نہیں دیکھ رہیں کہ آپ بھی خواتین ہیں اور آپ نے روزہ کا بھی خیال نہیں کیا کہ رمضان کا مہینہ ہے۔ یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ آپ نے اس چیز کو نہیں سوچا کہ یہ بجٹ آپ کا بھی ہے اور آپ اس مقدس ایوان کا حصہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ شُنیلارُوت!

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں خداوند یسوع المسیح کے نام سے شروع کرنا چاہتی ہوں جو حمد و شکر اور تعریف کے لائق ہے۔ اس کے بعد میں آپ کی نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس discussion میں حصہ لینے کا موقع دیا۔ میں ایک دم بجٹ پر آنا چاہتی ہوں اور خاص طور پر اقلیتوں کے لئے جو بجٹ مختص کیا گیا ہے میں اس کی بات کروں گی۔ محترمہ وزیر خزانہ کی تقریر کے صفحہ 30 پر پیرا گراف 65 میں اقلیتوں کے فنڈ کی جو منظر کشی کی گئی ہے میں اس سے بالکل اتفاق نہیں کرتی۔ وزیر صاحبہ کے مطابق حکومت پنجاب اقلیتوں کی فلاح و بہبود اور تحفظ کے لئے کوشاں ہے اور میں یہ تقریباً دس سال سے سن رہی ہوں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! میں صحافیوں کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! پلیز ایک منٹ۔ جی، جناب محمد شعیب صدیقی!

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! باہر مجھے صحافی بھائی ملے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ وزیر قانون نے ان کی proper بات نہیں کی اصل issue یہ نہیں ہے بلکہ اصل issue یہ ہے کہ 23- مئی 2017 کو اسمبلی نے ان کی تنخواہوں اور جو انہیں نکالا جا رہا ہے اس سلسلے میں ایک قرارداد پاس کی تھی۔ ہم نے اس پر واک آؤٹ کیا ہے لہٰذا اس معاملے کو misappropriate نہ کریں۔ انہوں نے کہا ہے کہ لاء منسٹر صاحب سے کہیں کہ آپ نے جو قرارداد پاس کرائی تھی اور آپ نے کہا تھا کہ آپ کی تنخواہوں اور جو اداروں سے نکالا جا رہا ہے یہ دونوں معاملات solve کرنے کے لئے take up کریں گے۔ اب آگے عید آ رہی ہے اس لئے یہ معاملات حل کرائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب بیٹھے ہیں یہ دونوں معاملات دیکھ لیتے ہیں۔ رانا صاحب! آپ یہ دونوں معاملات اکٹھے دیکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے لیکن میرے ساتھ تو انہوں نے ایک ہی بات کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! در حقیقت پنجاب حکومت اقلیتی شہریوں کی جان و مال کے تحفظ دینے میں بُری طرح ناکام رہی ہے۔ اقلیتی برادری کی سماجی اور معاشی حالت موجودہ حکومت کے دور میں بد سے بدتر ہو گئی ہے۔ اکثر اقلیتی آبادیاں زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم ہیں، پینے کا صاف پانی ناپید ہو چکا ہے لوگ گندا پانی پینے پر مجبور ہیں، گٹروں کے ڈھکن نہیں ہیں، غریبوں کے بچے گٹروں میں گر کر مر جاتے ہیں۔ اقلیتی آبادیوں میں کوئی سرکاری سکول نہیں ہے، بنیادی صحت کے مراکز بھی نہیں ہیں۔ میں یہاں پر خاص طور پر ذکر کرنا چاہوں گی کہ لاہور میں میونسپل کارپوریشن ہوا کرتی تھی جسے انہوں نے کنٹریکٹ پر دے کر سالڈ ویسٹ مینجمنٹ بنا دی ہے اور پھر اس کو ٹھیکے پر دے دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس کا یہ ٹھیکہ ختم کرنا چاہئے اور دوبارہ لاہور میونسپل کارپوریشن کو بحال کرنا چاہئے کیونکہ اس طرح سے جو سالڈ ویسٹ مینجمنٹ میں ورکرز ہیں ان میں 80 فیصد کا تعلق اقلیتی برادری سے ہے۔ انہیں نہ safety ہے نہ ہیلتھ کے کوئی انتظامات ہیں، نہ ہی ان کے لئے کوئی سکول ایجوکیشن ہے اور نہ ہی ان کے لئے کوئی ایسی آبادیاں ہیں جہاں پر وہ رہ سکتے ہیں۔ ان کی تنخواہ تقریباً 18 ہزار روپے مختص کی گئی ہے لیکن انہیں 8 سے 10 ہزار روپے تنخواہ ملتی ہے۔ محترمہ وزیر خزانہ اور وزیر قانون بھی یہاں بیٹھے ہیں میری ان سے گزارش ہے کہ اس پر نظر ثانی کی جائے۔

جناب سپیکر! پنجاب کا ٹوٹل ADP بجٹ 635۔ارب روپے کا ہے لیکن یہ صرف بینارٹیز کے لئے نہیں ہے بلکہ اس میں ہیومن رائٹس بھی ہے جو کہ بہت بڑا شعبہ ہے۔ ہیومن رائٹس صرف بینارٹیز کو درکار نہیں بلکہ پنجاب کی ساری آبادی کو ہیومن رائٹس کی ضرورت ہے۔ بینارٹیز اور ہیومن رائٹس کے لئے 18-2017 کا بجٹ تقریباً 810 ملین روپے ہے۔ یہ آپ کے بجٹ کا ایک فیصد بھی نہیں ہے۔ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ پنجاب میں بینارٹی پاپولیشن تقریباً پانچ فیصد ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ بینارٹی ڈویلپمنٹ بجٹ کو بڑھا کر پانچ فیصد کیا جائے۔ اگر آپ اسے پانچ فیصد نہیں کرتے تو کم از کم اسے double کر دیا جائے۔ 17-2016 کا ADP 8 ہزار ملین روپے تھا یہ وائٹ پیپر کی رپورٹ ہے لیکن جو سالانہ بجٹ سٹیٹمنٹ ہے اس میں 735 بلین روپے بجٹ کیا گیا جس میں سے تقریباً 30 بلین روپے خرچ کیا گیا۔ میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ باقی کا بجٹ کہاں گیا؟

جناب سپیکر! بجٹ بکس کے وائٹ پیپر میں 108.320 ملین روپے مشنری ہسپتالوں کے لئے as grant in aid to SDA of the Director General Health

Sciences Punjab ٹرانسفر کئے گئے ہیں اور اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ this has been successfully completed میرا تعلق UCH ہسپتال سے ہے جو کہ لاہور میں ایک بہت بڑا ہسپتال ہے۔ میری اس کے ایڈمنسٹریٹر سے بھی بات ہوئی اس کو ایک نوٹیفکیشن بھی بھیجا گیا لیکن انہیں کوئی فنڈز release نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے چاہوں گی کہ محترمہ وزیر خزانہ اس کی تفصیل دیں اور بتائیں کہ یہ کون سے ہسپتال ہیں کہ جہاں پر یہ فنڈز دیئے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! wind up کر لیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! Minority Hospital کو جو فنڈز دیئے گئے ہیں وہ human rights کی مد میں دیئے گئے ہیں۔ مجھے بتایا جائے کہ minorities اور human rights کا کیا تعلق ہے؟ آپ ہسپتال کو فنڈز دے رہے ہیں اور لکھ رہے ہیں کہ یہ funds awareness for human rights کے لئے دیئے جا رہے ہیں۔ مجھے اس کا کوئی connection نظر نہیں آ رہا۔

جناب سپیکر! میں نے تجویز دی تھی کہ کرسمس فنڈز کو بڑھا کر دس ہزار روپے کیا جائے، اس کی پالیسی بنائی جائے اور اقلیتی ایم پی اے صاحبان کو prerogative دیا جائے کہ وہ اس فنڈ کو تقسیم کر سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ اپنی باقی تجاویز محترمہ وزیر خزانہ کو لکھ کر دے دیں۔ میرے پاس ایک لمبی فہرست ہے اور میں چاہتا ہوں کہ سب کو موقع مل جائے۔ اب جناب ذوالفقار علی خان بات کریں گے۔

جناب ذوالفقار علی خان: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ سب سے پہلے میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو 1970۔ارب روپے کا پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا اور ایک تاریخی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ بجٹ growth oriented ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے معاشی و سماجی ترقی، روزگار کی فراہمی، نجی سرمایہ کاری میں اضافہ، صنعتوں کی ترقی، ٹیکنالوجی کی اپ گریڈیشن اور غربت کے خاتمے میں مدد ملے گی۔ یہ بجٹ indicate کر رہا ہے کہ صوبہ پنجاب انشاءاللہ sustainable growth کی طرف بڑھ رہا ہے اور ترقی کا یہ ثمر جلد ہی پنجاب کے ہر فرد تک پہنچنا شروع ہو گا۔

جناب سپیکر! ترقیاتی بجٹ کے لئے 635-ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ صوبے کی تاریخ کا یہ سب سے بڑا ترقیاتی پروگرام ہے۔ اس ترقیاتی پروگرام پر عملدرآمد کے لئے صرف آٹھ سے دس ماہ موجود ہیں۔ اس پروگرام کی سخت monitoring، برق رفتاری اور کوالٹی کی سخت نگرانی کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے ایک ذاتی تجربے کی بات کروں گا کہ پچھلے چار سالوں میں تمام تر کوششوں کے باوجود نچلی سطح کے ٹھیکیداروں کے کام کے حوالے سے کوالٹی کنٹرول پر مکمل طور پر ہمیں ابھی تک کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ خادم اعلیٰ پنجاب کا سڑکوں کی تعمیر کے حوالے سے KPRRP کے نام سے ایک بہت ہی زبردست پروگرام ہے۔ میرے حلقہ میں اس پروگرام کے پہلے مرحلہ کے تحت دو roads کی ناقص تعمیر ہوئی ہے۔ میں نے اس کی شکایت کی، اس پر کمیٹی بنی، ٹھیکیدار کو کام سے روک دیا گیا لیکن بعد میں اسی ٹھیکیدار کو چکوال میں چار مزید roads کا ٹھیکہ دے دیا گیا۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ ترقیاتی کاموں کی quality پر بالکل compromise نہ کیا جائے۔ اسی طرح تعلیم، صحت اور دوسرے تمام شعبہ جات کے لئے بہت زیادہ رقوم رکھی گئی ہیں لیکن اس کی سخت monitoring کی ضرورت ہے۔ آپ کی سربراہی میں اس کی monitoring کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جانی چاہئے تاکہ پورے پنجاب کے اندر تمام ترقیاتی کاموں کی کوالٹی کو کنٹرول کیا جا سکے۔

جناب سپیکر! میں نے اپنی پری بجٹ تقریر میں تجویز دی تھی کہ tourism کے اُوپر خصوصی توجہ دی جائے لیکن اس بجٹ کے اندر tourism کی ترقی کے لئے کوئی خاص فنڈز نہیں رکھے گئے۔ میری گزارش ہے کہ tourism کی ترقی کے لئے ایک جامع پالیسی تیار کی جائے اور اس حوالے سے فنڈز کا اجراء کیا جائے۔ میں نے تجویز کیا تھا کہ کلر کہار جھیل کی ڈویلپمنٹ کے لئے فنڈز رکھے جائیں لیکن اس کے لئے فنڈز نہیں رکھے گئے میری محترمہ وزیر خزانہ سے دوبارہ گزارش ہے کہ اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔ کلر کہار جھیل پر آج کل ایک مافیا قبضہ کرنے کے دَر پہ ہے۔ میری خادم اعلیٰ پنجاب سے گزارش ہے کہ اس مافیا کو جھیل پر قبضے سے روکا جائے کیونکہ جب سے زمین کا وجود ہے جھیل تو اس وقت سے موجود ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں CPEC کے حوالے سے ایک کمیٹی بنی تھی۔ میری گزارش ہے کہ CPEC کے پروگراموں کو بھی بجٹ کے اندر شامل کیا جائے تاکہ اٹک، چکوال اور راولپنڈی کے اضلاع اس سے استفادہ کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں خادم اعلیٰ پنجاب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے میرے علاقے کا ایک دیرینہ مطالبہ پورا کر دیا ہے یعنی دریائے سواں کے اُوپر حاصل کے مقام پر پُل تعمیر کرنے کے لئے اس بجٹ کے ADP میں رقم رکھی گئی ہے۔ میں اس پر ان کا مشکور ہوں کیونکہ اس سے چکوال اور اٹک کے درمیان فاصلہ بہت کم ہو جائے گا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اب چودھری طارق سبحانی بات کریں گے۔

چودھری طارق سبحانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کے لئے موقع فراہم کیا ہے۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی ساری ٹیم کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے دن رات محنت کر کے ایک بہترین متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے شعبہ تعلیم کے حوالے سے بات کروں گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تعلیم ہماری حکومت کی اوّلین ترجیح ہے۔ آج اللہ کے فضل و کرم سے سرکاری سکولوں میں بچوں کی enrolment almost 100 percent کے قریب پہنچ چکی ہے۔ اس enrolment میں اضافے کی بنیادی وجہ merit پر بھرتیوں کا ہونا ہے۔ اس مرتبہ تمام بھرتیاں merit پر ہوئی ہیں اور اس وجہ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور first position حاصل کرنے والے امیدواروں کو موقع ملا ہے اور یہ ہماری آنے والی نسل کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب کا یہ ایک بہت ہی اعلیٰ اور احسن قدم ہے۔

جناب سپیکر! میں شعبہ صحت کے حوالے سے بھی بات کرنی چاہوں گا۔ اس میں کوئی شک و شبہ والی بات نہیں کہ صحت کے بغیر زندگی ناممکن سی ہوتی ہے کیونکہ اگر صحت اچھی نہ ہو تو انسان کا کچھ بھی کرنے کو دل نہیں کرتا۔ میں یہ بات فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شعبہ صحت میں بہت بہتری آ چکی ہے۔ ہمارے BHUs, THQs, and DHQs میں لوگوں کو صحت کی سہولتیں میسر ہیں۔ اب سرکاری ہسپتالوں میں بھی پروفیسر صاحبان بیٹھ رہے ہیں اور روزانہ ہزاروں کی تعداد میں مریض OPD میں آتے ہیں۔ اب تو غیر ممالک میں مقیم پاکستانی واپس پنجاب آ

کر اپنا علاج سرکاری ہسپتالوں میں کرواتے ہیں۔یہ بات ہمارے لئے باعث فخر ہے اور حزب اختلاف کو یہ چیز ماننا پڑے گی کہ صرف بہتری نہیں آئی بلکہ ادارے مستحکم ہوئے ہیں اور تمام بھرتیاں میرٹ پر ہو رہی ہیں۔اس وقت پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کو جو سہولتیں میسر ہیں شاید پچھلے بیس سالوں میں کبھی بھی یہ سہولتیں لوگوں کو میسر نہ تھیں۔ہم یہ نہیں کہتے کہ دودھ کی نہریں بہہ رہی ہیں لیکن اس میں بہتری ضروری آئی ہے اور دن بدن مزید بہتری آئے گی۔ہم کام کر رہے ہیں اور ہمیں کام کرنے کا موقع دیا جائے۔ہماری حکومت نے اس مرتبہ ایک مثالی بجٹ پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر!میں امن وامان کے حوالے سے بھی بات کرنی چاہتا ہوں۔امن وامان کے لئے بہت زیادہ فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔اس حوالے سے میری کچھ تجاویز ہیں اگر ان پر عمل کیا جائے تو امن وامان کی صورتحال بہت بہتر ہو سکتی ہے۔سیف سٹی پروگرام بہت اچھا ہے کیونکہ دہشت گردی کی لہر کی وجہ سے یہ اشد ضروری تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہم basic routes کو miss کر رہے ہیں۔ہماری پولیس میں نئی بھرتیاں ہونی چاہئے جو کہ نہیں ہو رہی۔اگر تھانوں اور پولیس نفری کی تعداد وہی رہے گی جو اب ہے تو پھر جرائم پر کنٹرول کرنا مشکل ہو جائے گا کیونکہ اس وقت ہمارے صوبے کی آبادی 10 کروڑ کے قریب پہنچ چکی ہے۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ پولیس میں recruitment ہونی چاہئے اس سے بہت بہتری آئے گی۔ان پولیس ملازمین سے شفٹ وار کام لیا جائے۔وردی تبدیل کرنے سے بہتری نہیں آئے گی۔اگر پولیس کے روّیے اور اعمال بہتر ہوں گے اور انہیں اچھا salary package دیا جائے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بہت بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر!میں منسٹر صاحبہ اور سیکرٹری ہیلتھ سے گزارش کروں گا کہ میں نے پچھلے سال بھی اس پر بات کی تھی کہ انہوں نے وزیر آباد کارڈیالوجی سنٹر کو فنکشنل کیا ہے لیکن ابھی اُس کی OPD چل رہی ہے۔میں چاہتا ہوں کہ اُس کی ایمرجنسی بھی فنکشنل ہونی چاہئے اور اُس کارڈیالوجی سنٹر کو 24/7 ہونا چاہئے تاکہ اُس علاقے کے لوگوں کا بھلا ہو اور اُس پر کروڑوں روپے لگے ہوئے بھی ہیں وہاں پر صرف ڈاکٹروں کی تعیناتی چاہئے۔میری گزارش ہے کہ اُس کو فنکشنل کیا جائے۔

جناب سپیکر!ہم وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور خصوصی طور پر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مشکور وممنون ہیں کہ انہوں نے ضلع سیالکوٹ کو ہمیشہ اہمیت دی۔ہمیں موٹروے کا منصوبہ دیا اور میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی کہا تھا کہ سیالکوٹ تا نارووال

dual carriage road منظور کیا ہے ہم اُس کے لئے بھی بہت مشکور و ممنون ہیں مزید بھی انہوں نے سیالکوٹ کے لئے جو میگا پراجیکٹس دیئے ہیں وہ اس کے لئے لائق تحسین ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب احمد شاہ کھگہ!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ محترمہ وزیر خزانہ اور حاکم وقت نے کھربوں روپے کا بجٹ پیش کیا ہے۔ میرا اور میرے حلقے کی عوام کا سوال یہ ہے کہ کھربوں روپے کے بجٹ میں سے میرے حلقہ پی پی۔229 کے لئے کتنا ترقیاتی فنڈ رکھا گیا ہے؟ میرا حلقہ پی پی۔229 اور اُس کے ساتھ حلقہ پی پی۔230 اور قومی اسمبلی کا حلقہ این اے۔164 میں کوئی کالج نہیں ہے۔ ان تین حلقوں میں 400 گاؤں ہیں لیکن اس پورے علاقے میں کالج نہیں ہے۔ وہاں چودھری ضیاء اللہ وڑائچ کا گاؤں 28/EB ہے اُس کی آبادی 12/10 ہزار نفوس پر محیط ہے لیکن وہاں پر کوئی کالج نہیں ہے، اس سے آگے ایک قصبہ چک شفیع ہے اُس کی آبادی 40 ہزار ہے وہاں بھی کوئی کالج نہیں، اس سے آگے ملکہ ہانس بڑا پرانا اور مشہور قصبہ ہے جس کی آبادی ایک لاکھ سے زیادہ ہے لیکن وہاں بھی کوئی کالج نہیں، اس سے آگے ایک سب تحصیل نورپور ہے وہاں بھی کوئی کالج نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں محکمہ صحت کے حوالے سے بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ میرے حلقے میں چوک سکندر سے لے کر سرکار بابا محمد پناہ تک 50 کلومیٹر کا فاصلہ ہے وہاں سے دریائے بیاس گزرتی ہے جس میں فیکٹریوں کا گندا پانی ڈالا جاتا ہے اُس دریائے بیاس کے ساتھ ساتھ جتنے گاؤں ہیں وہاں کا ہر دوسرا شخص ہیپاٹائٹس کے مرض میں مبتلا ہو کر مر رہا ہے۔ یہ محرومی اگر اللہ تعالیٰ ہمیں دیتا تو ہم اُس کو قبول بھی کرتے لیکن یہ محرومی انسانوں کی دی ہوئی ہے کیونکہ میرے حلقہ میں کوئی ایک بھی فلٹریشن پلانٹ نہیں لگایا گیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا اس بجٹ میں فلٹریشن پلانٹس کے لئے کوئی پیسے رکھے گئے ہیں؟

جناب سپیکر! اب میں پلے گراؤنڈز کے حوالے سے بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ میں نے زیادہ آبادی والے جن چکوک اور قصبات کی بات کی ہے ان میں چک 32/SP بھی شامل ہے ان تمام چکوک اور قصبات میں سرکاری زمین بھی خالی پڑی ہوئی ہے لیکن ان میں پلے گراؤنڈز کے لئے کوئی فنڈز مختص کئے گئے، نہ اس طرف حکومت کی توجہ ہے۔

جناب سپیکر! اب میں زراعت پر تھوڑی سی بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ اس حکومت نے کسان کا بہت بُرا حشر کیا ہے آپ یقین کریں کہ باردانے کے لئے لوگوں کی دوڑیں لگوائی گئی ہیں کہ دوڑ میں جو

پہلے آئے گا وہ باردانہ پہلے پائے گا۔بے شک ہم انڈیا سے ٹماٹر، آلو وغیرہ لے رہے ہیں ہمیں یہاں اپنی سبزی کوئی 50 روپے فی کلو پڑتی ہے اور اگر انڈیا سے منگوائیں تو وہی سبزی ہمیں 30 روپے فی کلو پڑتی ہے تو بے شک انڈیا سے وہ سبزی لیں لیکن یہاں پر روسی ٹریکٹر اور میسی فرگوسن ٹریکٹر 19 لاکھ روپے کا ملتا ہے اور انڈیا سے یہی ٹریکٹر دو/اڑھائی لاکھ کا ملتا ہے تو ہمیں انڈیا سے ٹریکٹر لے کر دیئے جائیں اور پھر بے شک ہم سے آلو 5 روپے فی کلو لے لیں۔اسی طرح یہاں پر کھاد 1700,1600 روپے فی بوری ہے اور انڈیا میں 100 اور 200 روپے میں فی بوری مل رہی ہے۔اگر حکومت سبزیاں وہاں سے منگوا رہی ہے تو کسان کو بھی اجازت دی جائے کہ وہ انڈیا سے زرعی آلات، کھادیں اور سپرے وغیرہ منگوائے تاکہ سستی سبزیاں پیدا کر سکے۔آج میرے کسان کا بہت بُرا حال ہے۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ میں سیوریج سسٹم نہ ہے۔ملکہ ہانس بہت پرانا شہر ہے وہاں ڈھکی بھی ہے اور بارش کا پانی ڈھکی سے اُتر کر گھروں میں جاتا ہے جس کی وجہ سے لوگ بہت پریشان ہیں۔میرا سوال پھر وہی ہے کہ اس بجٹ میں میرے حلقے کے لئے سیوریج کے لئے کتنے پیسے رکھے گئے ہیں؟

جناب سپیکر! میرے حلقے میں نہریں موجود ہیں جس کے باعث میرا حلقہ جنت کا ٹکڑا ہے لیکن اُس کو برباد کیا جا رہا ہے۔میرا آخری سوال پھر وہی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں کسی چیز سے محروم رکھے تو ہم آمین کرتے ہیں لیکن اگر کوئی بندہ کسی بندے کو تنگ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس بندے کی آہ ضرور سنتا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ پانچ سال بھی بیت گئے ہیں اور ماشاء اللہ میری عوام کا حوصلہ بہت بلند ہے وہ بھی اپنے پاؤں پر جمے ہوئے ہیں اور حاکم وقت کی ضد بھی اپنی جگہ قائم ہے کہ میں نے اس حلقہ میں ایک پیسا بھی نہیں دینا۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔محترمہ مہوش سلطانہ۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔محترمہ گلناز شہزادی!

محترمہ گلناز شہزادی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! بہت شکریہ۔میں وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف، محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور اُن کی ٹیم کو ایک متوازن، تعلیم دوست، عوام دوست اور ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دینا چاہوں گی۔بجٹ 18-2017 ہمارے اس tenure کا last بجٹ ہے۔جب ہم نے اپنے سفر کا آغاز کیا تو اُس وقت ہمارے بجٹ کا volume 1000 billion rupees سے بھی کم تھا، پھر 16-2015 میں almost 1400 billion rupees تک جا پہنچا اور 17-2016 میں almost 1682 billion rupees تک پہنچ گیا لیکن

الحمدللہ آج ہم پنجاب کے historical بجٹ 18-2017 جس کا حجم 1790 بلین روپے ہے آج ہم اس کی بات کرنے جا رہے ہیں۔ اس فرق کو دیکھتے ہوئے کوئی بھی صاحب عقل یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ بجٹ میں بتدریج اضافے کا مقصد remaining issues کو address کرنا ہی ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت نے ہر محکمہ کے ہر discipline میں unprecedented initiative لئے جن کو internationally بھی appreciate کیا گیا۔

جناب سپیکر! ملک دشمن قوتوں اور مخالفین کی بھرپور کوششوں کے باوجود سی پیک کا افتتاح ہوا اور ہر اُس راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی گئیں جو وطن عزیز کی خوشحالی کی طرف جاتا ہے مگر پھر بھی ہماری لیڈرشپ determined رہی اور آج ہم اپنی performance کی بنیاد پر عوام کے پاس جائیں گے تو انشاءاللہ اگلے الیکشن میں ضرور سُرخرو ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

تیری پسند تیرگی، میری پسند روشنی
تُو نے دیا بُجھا دیا، میں نے دیا جلا دیا
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے سیالکوٹ کے جن ترقیاتی منصوبوں کے لئے بجٹ مختص کیا ہے میں اُس کے لئے شکر گزار ہوں اس کے ساتھ ساتھ اگر میں محکمہ تعلیم کے تمام disciplines کی بات کروں تو ہماری حکومت سے پہلے 273 بلین روپے بجٹ تھا اور آج الحمدللہ 342 بلین روپے کے بجٹ پر بات کر رہے ہیں۔

Quick review on Punjab School Reforms Road Map under the vision of "Parho Punjab, Barho Punjab"

اس میں

SED, DSD and PEF under the visionary leadership of worthy Chief Minister have been making tireless efforts to promote quality education. PIMU data suggest the gross enrolment in Punjab is 98 percent. This absolute change is due to improving quality of Education, highly qualified teachers and six monthly assessment systems. Total out of school children in Punjab are 121.5 Million but new hiring of two lac ten thousand teachers and 3500

AEO's actual merit based recruitment will play a critical role in getting and retaining more children in public schools. SED plans to provide free school bags on primary level. I would like to wind up now. Punjab has been giving the benefits to one lac fifteen thousand girls and more budgets has been allocated according to Pakistan Development Update (PDU) provision of basic facilities in Punjab is 93 percent.

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے نام سے شروع کرتی ہوں جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

جناب سپیکر! شکریہ۔ ہم پانچواں بجٹ اور مسلسل اس اقتدار کا دسواں بجٹ ہے جو پیش کیا گیا ہے۔ میں وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو پنجاب کی تاریخ میں سب سے زیادہ قرضہ لینے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے جو سارے جانتے ہیں کہ اس وقت ہم کتنے مقروض ہیں اور ہم لوگ کہاں کھڑے ہیں۔ بے شک یہاں بہت بڑے بڑے اعداد و شمار بتائے گئے اور بڑی بڑی باتیں کی گئی ہیں لیکن حقیقت چھپ نہیں سکتی اور جو حقیقت ہے وہ ہے۔ میں یہاں پر تھوڑا سا موازنہ کروں گی اور اس موقع پر 16۔جون 2008 کو پیش کئے جانے والے اس حکومت کے پہلے بجٹ کا ذکر کرنا چاہوں گی اور جو وعدے کئے گئے تھے اس کا جائزہ میں ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! میں انصاف کے حوالے سے بات کروں گی اور ہو بہو وہ الفاظ استعمال کرنا چاہوں گی جو کہ اس حکومت نے کہے تھے کہ انصاف وہ صفت ہے جو قوموں کو لازوال بناتی ہے۔ یہ کہ جہاں عدل ہوتا ہے وہاں قحط نہیں ہوتا۔ عدل و انصاف کا بول بالا کس طرح ہوا سابق چیف جسٹس انور ظہیر جمالی صاحب کے الفاظ میں دہرانے لگی ہوں کہ انہوں نے 3۔نومبر 2015 کے دن سینیٹ آف پاکستان میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بدعنوانی، بدانتظامی اور مجرمانہ سوچ انصاف کی فراہمی کی راہ میں رکاوٹ ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ بدعنوانی کے culture کے باعث لاقانونیت فروغ پا رہی ہے، 80 فیصد جھگڑے جرگے کے ذریعے حل ہوتے ہیں جو کہ عوام کے حقوق کی نفی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ذکر کروں گی کہ سینکڑوں ججز کی اسامیاں خالی ہیں اور تیرہ لاکھ سے زائد سنگین جرائم کے مقدمات ہیں جو زیر سماعت ہیں جن پر دس دس سال سے کوئی فیصلہ نہیں ہو پا رہا۔ یہ حال ہے کہ جو لوگ عدالتوں میں جاتے ہیں وہ اپنا سب کچھ بیچ کر جاتے ہیں لیکن انہیں کوئی انصاف نہیں ملتا۔ اس میں ایک جج محترم جسٹس آصف سعید کھوسہ کا کہنا ہے کہ چار ہزار جوڈیشل افسران اور ججز اٹھارہ لاکھ مقدمات کیسے نمٹائیں کیونکہ وسائل کی فراہمی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ یہ نو سال کی کارکردگی ہے جو بتائی جا رہی ہے۔ آج ہم توقع کر رہے تھے کہ آج نو سال بعد ہماری محترمہ وزیر خزانہ اعلان کریں گی کہ قرضوں کی مد میں اتنی کمی ہو گئی ہے۔ ہم نے اتنا قرضہ اور عوام کے اوپر سے بوجھ اتار دیا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ کر دیا وہ کر دیا لیکن آج نو دس سال بعد بھی یہی کہا جا رہا ہے اور مسلسل حکومت کرنے کے باوجود بھی یہی کہا جا رہا ہے کہ ہم یہ کریں گے اور ہم نے یہ کرنا ہے۔ انہوں نے دس سال سے عوام کو تماشا بنایا ہوا ہے اور ابھی بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم یہ کریں گے اور ہم نے یہ کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میں تعلیم کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی کہ دو سال قبل یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ تعلیم کو عام کیا جائے گا اور آج صورتحال یہ ہے کہ بجٹ میں بڑے فخر سے بتایا جا رہا ہے کہ 4275 سکولوں کو پرائیویٹائز کر دیا گیا ہے اور وزیر اعلیٰ مزید 10 ہزار سکولوں کو پرائیویٹ کرنے جا رہے ہیں۔ یہ کتنے فخر سے بتایا جا رہا ہے جبکہ ایجوکیشن فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے کسی پرائیویٹ سیکٹر کی ذمہ داری نہیں ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ ہر چیز کو پرائیویٹائز کیا جا رہا ہے اور 345۔ارب روپے کا بجٹ کس مد میں رکھا جا رہا ہے۔ پرائیویٹ سکول تو پہلے ہی حکومت سے پیسے لئے بغیر بلکہ ٹیکس کی شکل میں پیسے دے کر تعلیم دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے رواں سال میں جو بجٹ رکھا ہے وہ تقریباً 63۔ارب رکھا گیا اور انہوں نے 33۔ارب استعمال کیا یعنی 53 فیصد استعمال کیا گیا۔ کیا یہی ان کی ایجوکیشن پر priority ہے۔ یہاں بڑے بڑے اعداد و شمار بتا دینا اور فنڈز کو استعمال نہ کرنا اور عوام کو بے وقوف بنانا کیا ان کی ترجیحات میں شامل ہے اور کیا یہ ان کی نو سال کی کارکردگی ہے؟

جناب سپیکر! یہاں حکومتی بنچوں کے ممبران یہ باتیں کر رہے ہیں کہ ہمارے پاس پینے کا صاف پانی نہیں ہے۔ میں حکومتی بنچوں کی بات کر رہی ہوں کیونکہ اپوزیشن کے ساتھ تو ویسے ہی جو سلوک ہو رہا ہے وہ سارے جانتے ہیں۔ حکومتی بنچوں کے لوگ تقریباً آٹھ نو سال بعد بھی گلے شکوے کر رہے ہیں

کہ پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے۔ یہ یہاں پر اورنج لائن ٹرین کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور قرضے پر قرضہ لئے جارہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ ڈاکٹر مراد راس!

ڈاکٹر مراد راس: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ ہم یہاں پانچویں دفعہ بجٹ اجلاس میں آئے ہیں۔ میرے خیال میں یہ چار دن جو ہم بجٹ پر بحث کے لئے رکھتے ہیں ان کو ختم کر دینا چاہئے کیونکہ ہم چار دن عوام کے ٹیکس کا پیسا ضائع کرتے ہیں۔ یہاں جو تجاویز دی جاتی ہیں وہ کبھی بھی accept نہیں ہوتیں اور انہیں بجٹ میں شامل نہیں کیا جاتا اس لئے یہ چار دن کی بجٹ پر بحث وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! تمام پارلیمانی لیڈر صاحبان کی موجودگی میں یہ بات طے ہوئی تھی جس میں لیڈر آف اپوزیشن بھی شامل تھے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! حکومت نے یہ فیصلہ کرنا ہے کیونکہ ساری چیزوں کا فیصلہ حکومت ہی کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ متفقہ رائے تھی جس میں اپوزیشن کی رائے بھی شامل تھی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں جانتا ہوں کہ حکومت نے سب چیزوں کو bulldoze کرنا ہوتا ہے جو پہلے بھی وہ کرتے رہے ہیں اس لئے چار دن وقت ضائع نہ کریں۔ یہ کیوں سب کا وقت ضائع کر رہے ہیں؟ یہاں روزے میں آکر ممبران تقاریر کر رہے ہیں۔ ممبران تیاری کر کے آتے ہیں اور ان کی کسی چیز کو بھی سنا نہیں جاتا۔ میں نے سب ممبران کی باتیں سنی ہیں آگے کسی کی بات نہیں سنی جائے گی۔ ہمیں یہ پتا ہے جو اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلی بات کرتا ہوں کہ عوام کے ساتھ دشمنی ختم کریں۔ ہمیں اتنے سال ہو گئے ہیں۔ میں آج کوئی تیاری کر کے نہیں آیا کیونکہ ضرورت نہیں تھی۔ یہاں پانچ سال سے ایک ہی بات ہو رہی ہے۔ میرے حلقہ ماڈل ٹاؤن میں وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کا گھر ہے۔ میرا حلقہ 29 سال سے آپ کی پارٹی کے پاس تھا۔ آپ آج بھی میرے ساتھ چل کر دیکھیں کہ سکولوں کا حال کیا ہے؟ سکولوں کو چھوڑ دیں پیچھے کر دیں اور ہسپتالوں کو بھی پیچھے کر دیں۔ آپ ذرا پانی کے حالات دیکھیں۔ آج آپ مکہ کالونی میں جائیں، گوپال نگر میں جائیں، ایف سی سی کچی آبادی میں جائیں یا گلبرگ کی کسی کچی

آبادی میں جائیں تو پانی کے حالات یہ ہیں کہ سیوریج کے ساتھ پانی mix ہو رہا ہے۔ ہم اس بدبودار گٹر کا پانی ملا کر لوگوں کو کہہ رہے ہیں کہ آپ وضو کریں، آپ اس پانی کے ساتھ روزہ کھولیں اور اپنے بچوں کو پلائیں۔ ہم یہ زہر دے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میری بات سنیں۔ میں گورنمنٹ یا آپ کی طرف داری نہیں کر رہا لیکن کم از کم لاہور کے ممبران کو تو یہ بات نہیں کرنی چاہئے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ میرے ساتھ چلیں۔ خدا کے واسطے آپ میرے ساتھ چلیں۔ آپ نے جو بات کی ہے تو اب آپ کو میرے ساتھ جانا پڑے گا۔ میں نے پچھلے سال پانی کی بوتلیں لا کر یہاں دکھائی تھیں۔ اگر آپ نے اس حلقہ کا پانی پی لیا، اگر آپ نے نلکے کو منہ لگا کر پانی پی لیا تو میں آج کے بعد کبھی پانی کے اوپر بات نہیں کروں گا۔ یہ صرف میرا مسئلہ نہیں ہے یہ آپ سب کا بھی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ قبرستان کے issues بھی بڑے اہم ہیں۔ یہاں ہر سال یہی بات ہوتی ہے۔ آج تک کیوں وزیر خزانہ نے ان issues کو نہیں دیکھا؟ انہوں نے کبھی پانی کے issue کو دیکھا ہے۔ یہ لوگوں کو قبرستان تک تو دے نہیں سکے۔ میں پانچ سال سے یہی بات یہاں کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر! یہی تقریر کرتے ہوئے پانچ سال ہو گئے ہیں اس لئے تیاری کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ issues وہی ہیں۔ پیسے کہاں جا رہے ہیں کسی کو پتا ہی نہیں ہے۔ قبرستان میں قبر کے اوپر قبر بنائی جا رہی ہے۔ میرے نہیں ان کے حلقوں میں بھی بنائی جا رہی ہے۔ یہاں پر جو لاہور کے ایم پی ایز بیٹھے ہوئے ہیں ان کو بھی پتا ہے کہ قبروں کے اوپر قبریں بن رہی ہیں اور حکومت ان کی کوئی مدد کرنے کو تیار نہیں ہے۔ یہ جو میں آپ کو حالات بتا رہا ہوں یہ وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ کے گھر کا حلقہ ہے۔ اب ہسپتالوں کی طرف آ جائیں تو آپ گلاب دیوی ہسپتال اور چلڈرن ہسپتال کی حالت دیکھ لیں۔ چلڈرن ہسپتال میں اتنے مریض بچے آ رہے ہیں کہ ان کے لئے وینٹی لیٹر ہی موجود نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ ان کی بات سنیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں آپ کے وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ کے گھر کی بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ مجھ سے بات کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! وینٹی لیٹر نہ ہونے کی وجہ سے بچے مر گئے کیونکہ ان کے ماں باپ ہاتھ سے بیٹھ کر وینٹی لیٹر کو دبا رہے ہیں اور بچوں کی جان چلی جاتی ہے لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ گلبرگ میں سکولوں کے یہ حالات ہیں کہ ہم اپنی جیب سے ان کو سردیوں کے یونیفارم لاکر دیتے ہیں اور فرنیچر لاکر دیتے ہیں۔ اتحاد کالونی میں آج بھی ہم نے گورنمنٹ کو فری سکول بناکر دیا ہے اس کو ایک سال ہو گیا ہے کیونکہ وہ سکول پی ٹی آئی نے بناکر دیا تھا اس لئے آج تک وہاں پر ٹیچرز ہی نہیں ہیں۔ اس سکول کو بنے ہوئے دو سال ہو گئے ہیں اور یہ سکول ہم نے ان کو فری بناکر دیا ہے لیکن گورنمنٹ وہاں پر ٹیچرز دینے کے لئے تیار نہیں ہے کیوں تیار نہیں کیونکہ یہ سکول پی ٹی آئی نے بناکر دیا ہے۔ ہم آپ سے ایک روپیہ بھی نہیں مانگتے ہم خود پیسے لگا رہے ہیں اور آپ کو فری چیزیں دے رہے ہیں لیکن آپ اس سکول کو چلانے کے لئے تیار نہیں ہیں کیونکہ اس میں پی ٹی آئی کا نام آرہا ہے۔

جناب سپیکر! آخری بات کرنا چاہتا ہوں کہ آپ یہاں پر بہت اپنی advertisement کرتے ہیں اور عوام کے ساتھ دشمنی مول لیتے ہیں کیونکہ آپ کو عوام کا ووٹ ہی نہیں چاہئے کیونکہ آپ نے پہلے ہی سارا الیکشن set کیا ہوتا ہے۔ میرے خیال میں یہ جو نئی سپیڈو والا بس چلی ہے۔

جناب سپیکر! میں تمام ممبران جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان سے کہتا ہوں کہ جاکر صرف سپیڈو بس کے سٹیکر کے اندر غور سے دیکھیں تو آپ کو وہ بسیں 90 فیصد خالی نظر آئیں گی تو وہ بسیں کیوں خالی نظر آئیں گی میں اس کی وجہ آپ کو بتاتا ہوں؟ آج صرف آپ غور سے دیکھیں کہ ان سٹیکروں کے پیچھے سیٹیں چھپائی ہوئی ہیں کیونکہ آپ کو ایک پوائنٹ سے دوسرے پوائنٹ تک جانے کے لئے چاہے آپ نے دو میل یا سو میل دور جانا ہو 200 روپے کا پاس لینا پڑتا ہے تو لوگ وہ پاس لیتے نہیں ہیں۔ لاہور میں زیادہ تر سپیڈو بسیں خالی پھر رہی ہیں ان کو چھپانے کے لئے ان پر سٹیکر لگا دیا گیا ہے۔ خدا کے واسطے عوام کے لئے کچھ تو کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پانچ سال سے یہی issue ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ ڈاکٹر صاحب! جی، اب محترمہ راحیلہ انور اپنی تقریر کریں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب روزہ سپیڈو بس میں ہی کھولتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈھلوں صاحب! نہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں کرنی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کا جہلم والا پُل بن گیا یا نہیں ؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اگر آپ کی آشیر باد ہو گی تو شاید بن جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! وہ جو پُل ٹوٹ گیا تھا وہ بنا ہے یا نہیں ؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ہم امید کر رہے ہیں کہ وہ بن جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس مرتبہ 1970-ارب اور 70 کروڑ روپے کا بجٹ پیش کیا گیا۔ میں یہاں پر priorities کی بات کروں گی کہ ہمیں set priorities کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ جب تک ہم set priorities نہیں کرتے اس وقت تک کسی بھی چیز کا نتیجہ fruitful نہیں ہوتا۔ زراعت کے شعبے کے لئے 140-ارب 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ پچھلے سال کسان package میں 100-ارب روپے رکھے گئے جس میں سے 50-ارب پچھلے سال کے لئے تھا اور بقیہ 50-ارب روپے اس سال کے لئے تھے اور بقیہ جو 50-ارب اس سال کے لئے رکھا گیا تھا اس کا اس بجٹ میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ آپ کو اور سب کو پتا ہے کہ ہمارا ملک زرعی ملک ہے اور یہ 75 فیصد زراعت پر dependent ہے اور لوگوں کا روزگار بھی اس پر dependent ہے۔ Last time بھی میں نے اپنی بہن سے یہ humble request کی تھی کہ خدارا زراعت اور ہمارے کسان بھائیوں کے لئے کچھ کیجئے جو کہ پس اور مر چکے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ ہمارے حالات کو سمجھیں کیونکہ ہمیں پتا ہے کہ آج ہمارے حالات کیا ہیں اور آپ بھی اسی background سے ہیں؟ اگر کسانوں کو آکسیجن دینے کے لئے ٹیوب ویل پر بجلی کو فری کر دیا جائے جیسا کہ انڈیا میں بھی ہے ان کو اگر اس طرح facilitate کر دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ ان کی بہت مدد ہو جائے گی۔ پچھلے بجٹ میں سولر ٹیوب ویلز کا بہت شور سنا تھا تو میں بھی بہت curious تھی کہ کب یہ launch ہو اور میں بھی اس کے لئے apply کر کے اس سے مستفید ہوں لیکن اس بجٹ میں سولر ٹیوب ویلز کو دہرانے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی گئی اور مجھے نہیں پتا کہ وہ سولر پراجیکٹ کدھر چلا گیا جو کہ انہوں نے ہمیں دینا تھا تو ایک مرتبہ اس ایوان میں کھڑے ہو کر میں یہ ضرور کہوں گی

کہ kindly ہم پر رحم کریں؟ اگر ہمیں سولر ٹیوب ویلز مل جاتے ہیں اور ٹیوب ویلز کی بجلی فری مل جاتی ہے تو یقین کریں کہ ہمیں آکسیجن مل جائے گی اور زمیندار جی اٹھے گا۔ کسانوں کے لئے بجلی کے ساتھ ساتھ کھاد اور بیج کی قیمتیں کم کر دی جائیں کیونکہ جو انہوں نے package دیا تھا وہ تو فیل ہو گیا ہے لیکن میں پھر یہاں کھڑے ہو کر ان سے یہ امید رکھتی ہوں اور request بھی کرتی ہوں کہ ہمارے لئے کھاد اور بیج کی قیمتیں کم کر دی جائیں تو ہو سکتا ہے کہ اس سے حالات بہتر ہو جائیں کیونکہ آپ کو بھی پتا ہے کہ زراعت کے بغیر یہ ملک survive نہیں کر سکتا۔ ہماری انڈسٹری بھی اسی وقت چلے گی جب زراعت جی اٹھے گی۔

جناب سپیکر! اصل جو میں بات کرنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے ہر مرتبہ اپنی بہن سے اپنے علاقے کے بارے میں بات اور request کی ہے کہ وہاں کے لوگ پانی کے لئے مر رہے ہیں۔ پچھلے دنوں عورتوں اور مردوں نے وہاں پر احتجاج کیا roads block کیں تو بجائے اس کے کہ ان کے احتجاج کو serious لیا جاتا الٹا ان پر اتنے مقدمے قائم ہوئے جو کہ آج بھی قائم ہیں ان خبروں سے اخبار یں بھری پڑی ہیں وہاں کے لوگ پانی کے لئے تڑپ رہے ہیں اور رو رہے ہیں لیکن حکومت کو ان پر رحم نہیں آتا۔ صاف پانی کے لئے انہوں نے 25۔ارب روپے رکھے ہیں اور دستی نلکوں کے لئے 30 کروڑ روپے رکھے ہیں لیکن جو پچھلے بجٹ میں 30۔ارب روپے پانی کے لئے رکھے تھے تو وہ فنڈز lapse کیوں کر گئے؟ اس 30۔ارب روپے میں صرف 2.5۔ارب روپے استعمال ہوئے۔ ہم لوگ پانی کے لئے رو اور تڑپ رہے ہیں اور یہاں پر فنڈز lapse کر جاتے ہیں اور ہمارے لئے ان کے پاس پیسے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! یہ کیسی انسانیت ہے کہ پیسے ہوتے ہوئے بھی ہمارے لئے ان کے پاس پیسے نہیں ہیں؟ گول پور اور ٹنڈو وال میں جا کر حالات دیکھیں وہاں مرد اور عورتیں رو رہی ہیں۔ گھروں میں پانی نہیں ہے لوگوں کو تو گندا پانی مل جاتا ہے ہم کو تو وہ گندا پانی بھی میسر نہیں ہے۔ وہاں کا زیر زمین پانی کڑوا ہے تو یہ نلکے کس کو لگا کر دیں گے کہ وہاں پر میٹھا پانی آنے کی بجائے کڑوا پانی آئے گا تو یہ ہمارے لئے کیا کر رہے ہیں؟ میں نے پچھلی مرتبہ بھی بڑی کوشش کی تھی کہ شاید یہ میری بات پر کان دھریں گی لیکن میرا خیال ہے کہ یہ لوگ ہمیں اس قابل ہی نہیں سمجھتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ نے bridge کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جب وہ بن جائے گا تو میں آپ کو مبارکباد ضرور دوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ جی، چودھری عبدالرزاق ڈھلوں!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں نے ایک آخری بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، آپ آخری بات کر لیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں نے چھوٹے ڈیمز بنانے کے لئے محترمہ سے request کی تھی۔ اگر یہ اس طرف بھی ہمارا تھوڑا سا خیال کر لیں کیونکہ ہمارا علاقہ ایسا ہے کہ وہاں پر زرعی لحاظ سے اور پینے کے پانی کی بے انتہا shortage ہے۔ میں نے پچھلی تقریر میں بھی specially اپنے گاؤں داراپور کا نام لیا تھا ابھی پھر سے میں on the floor of the House اس کا نام لیتی ہوں کہ وہاں پر آپ جا کر حالات دیکھیں جہاں کا ایک ایم این اے اور میں خود ایک ایم پی اے یہاں پر بیٹھی ہوں تو آپ کو ہم پر رحم آئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، چودھری عبدالرزاق ڈھلوں!

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے آج بات کرنے کا موقع دیا۔ یہ 1970۔ارب روپے کا بجٹ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے۔ یہ ایسا بجٹ ہے کہ اس نے اس چھوٹی سی اپوزیشن کو پریشان کر دیا ہے۔ پنجاب میں اتنا بڑا بجٹ پیش کرنے پر میں قائد محترم میاں محمد شہباز شریف اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اس لئے کہ پنجاب میں انہوں نے بجٹ پیش کر کے یہ ثابت کر دیا کہ وہ پنجاب کے عوام سے مخلص ہیں، غریب، مزدور اور طالب علم سے پیار کرتے ہیں۔ ابھی یہ بات کر رہے تھے کہ کسانوں کے ساتھ بڑا ظلم ہو گیا ہے تو آج میں ان سے یہ سوال کرتا ہوں کہ ڈی اے پی کھاد کی بوری کا ریٹ پوچھیں جو پہلے 2200 روپے کی تھی وہ اب 1300 روپے میں مل رہی ہے۔ وہی چیزیں جو 2500 اور 4500 میں ملتی تھیں آج اللہ کے فضل و کرم سے کسان کو سب سے کم ریٹ پر مل رہی ہیں۔

جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ یہ کسانوں کے ساتھ ظلم کی بات کرتے ہیں۔ اب پنجاب گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ انہوں نے طالب علم کو مفت تعلیم دینی ہے، اُس کو تعلیم کے آخری مراحل میں پہنچانا ہے، اُس کو لیپ ٹاپ دینے ہیں، اُس کے لئے یونیورسٹیاں کھولنی ہیں اور ہونہار طلباء کو تمام غیر ممالک میں سروے کروانا ہے تو کیا یہ پہلے دن سے نہیں ہوا تھا؟ یہ کس دَور کی بات کرتے ہیں لہٰذا یہ کسی ایک دَور کی مثال لے کر دیکھیں۔ کیا پہلے طلباء کو مری کی پہاڑیوں میں جا کر guard of honor

دیا جاتا تھا لیکن جو اس قابل نہیں تھے آج پنجاب کے بہترین طلباء مری کی پہاڑیوں میں guard of honor وصول کرتے ہیں؟ یہ میرے قائد کا پاکستان ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ناچ گانے سے پاکستان نہیں بنتا، سڑکوں پر ناچنے سے پاکستان نہیں بنتا بلکہ پاکستان پڑھنے لکھنے اور غریب کو خوشحال کرنے سے بنتا ہے۔ جیسے ہم نے ابھی گوادر کا کام شروع کیا ہے تو جاؤ اور جا کر بلوچستان کی سڑکیں دیکھو، ہم سڑکیں بنائیں گے تم سڑکوں پر جا کر ناچو گے، انشاء اللہ یہ سڑکیں بنیں گی اور یہ پاکستان بنے گا لیکن تم بائیکاٹ کرو گے۔ تم لاہور میں strike کرو گے لیکن ہم لاہور میں ہر روز ایک نیا پُل دیں گے۔ لاہور یو میں تو سمجھتا ہوں کہ جس نے لاہور نہیں دیکھا وہ پیدا ہی نہیں ہوا۔ اتنا خوبصورت لاہور جو اب mini انگلینڈ ہے۔ لاہور یو تھانوں تے اِک ووٹ وی باہر نئیں دینا چاہیدا۔ اللہ کے فضل وکرم سے ہم نے بسیں فراہم کی ہیں اس لئے میں آپ کو پورے یقین سے کہتا ہوں کہ میں نے وہ وقت بھی دیکھا جب ویگنوں میں ڈرائیور اور کنڈ کٹر لڑکیوں اور عورتوں کو پکڑ کر گاڑیوں میں بٹھاتے تھے لیکن آج میں نے میٹرو بس میں بیس روپے میں بے شمار پی ٹی آئی کے workers کو روزے کھولتے ہوئے دیکھا ہے اس لئے کیونکہ وہاں پر ائر کنڈیشن موجود ہے اور بیس روپے میں ان کے دو گھنٹے آرام سے گزر جاتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ بیس روپے میں ہم عیاشی بھی کریں گے اور میاں محمد شہباز شریف کو بُرا بھی کہیں گے۔ میٹرو بس سارا دن غریب لوگوں اور بے سہارا لوگوں سے بھری ہوتی ہے۔ یہ سیریں بھی کرتے ہیں اور باتیں بھی کرتے ہیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے یہ لوگ انشاء اللہ دیکھیں گے کہ ہم نے پاکستان بنانا ہے۔ آپ سی پیک کو دیکھ لیں اور کہاں گئے اب وہ بڑے بڑے لوگ؟ جس دن میرے قائد نے آنا تھا ہم جیلوں میں تھے اور ہم نے قربانیاں دیں لیکن یہ اپنے گھر میں بیٹھے رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈھلوں صاحب! بہت شکریہ

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! جو اپنے گھر سے باہر نہیں نکلے گا وہ کیا کام کرے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! جو دو بیویاں نہیں سنبھال سکتا ہے وہ پاکستان کیا سنبھالے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈھلوں صاحب! میں نے سنا ہے کہ ترکی میں آپ نے کافی enjoy کیا ہے۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں نے ترکی میں دیکھا تو وہاں پر PTI والا کوئی نہیں تھا۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر: سردار علی رضا خان دریشک!

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے اپنی بہن محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے کچھ اس انداز سے بجٹ پیش کیا ہے جس طرح سکول کی ایک طالبہ اپنے ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل کے سامنے کوئی سبق پڑھ کر سنا رہی ہو اور جس کو بجٹ کی spirit اور myth کا علم نہ ہو۔ میں بہت مختصر سے انداز میں differentsectors کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: No cross talks! ان کی بات سنیں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! موجودہ تعلیمی نظام کو 1997 سے رائج کیا اور میرے نزدیک اگر بجٹ کی رقم کو چھوڑ کر دیکھا جائے تو میرا خیال ہے کہ آج تعلیم نہ صرف زبوں حالی کی طرف جا رہی ہے بلکہ ایک غریب کے لئے تعلیم حاصل کرنا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ اس کی زندہ مثال یہ ہے کہ پہلے آپ نے یونیورسٹیوں کو autonomous bodies بنایا اور اب ماشاء اللہ سے آپ سکولوں کو بھی autonomous bodies یعنی privatize کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری اپیل ہوگی کہ کسی اور سے نہیں بلکہ یہ lower سٹاف جو اس وقت اسمبلی میں موجود ہے ان سے پوچھیں کہ کیا آج یونیورسٹی کی سطح پر سرکاری تعلیم ان کی دسترس میں ہے تو ان کا جواب "ناں" میں ہوگا۔ اسی طرح آج تعلیم کا معیار امیروں کے لئے بنا دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو ایف ایس سی کے exam کی مثال دوں گا، اس کا exam صوبے میں ہر جگہ پر ایک ہی تاریخ کو ہوتا ہے، پیپر swap ہوتے ہیں، ایک ہی تاریخ میں result announce ہوتا ہے لیکن اس کے بعد مجھے بتایا جائے کہ انٹری ٹیسٹ کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟ انٹری ٹیسٹ صرف اے لیول کے اُن امیر بچوں کو accommodate کرنے کے لئے لیا جاتا ہے لہٰذا میری اپیل ہوگی کہ اس انٹری ٹیسٹ سسٹم کو ختم کیا جائے اور لیپ ٹاپ پر اربوں روپے والا ڈرامہ بھی ختم کیا جائے۔ قوموں کی ترقی کا معیار اُن کی اپنی زبان کی ترویج سے ہوتا ہے لہٰذا میری محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش ہوگی کہ یہ 70 کروڑ روپے کی رقم مختص کر کے ترکش اور چائنیز زبان کو promote

کرنے کے لئے رکھی ہوئی ہے لیکن پہلے اپنی زبان کو تو مضبوط کر لیں اُس کے بعد international standards کو پورا کریں۔ یہ تعلیمی نظام چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ تعلیم میں غریب کا بچہ غریب اور امیر کا بچہ امیر رہے گا۔ آپ بجٹ کی بات کر رہے ہیں لیکن میں particularly ایک ہیڈ کی طرف منسٹر صاحبہ کی توجہ دلاؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحبہ کی توجہ چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحبہ! ذرا توجہ دیجئے۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! سکولز ایجوکیشن کا ایک ہیڈ GS-580 ہے جس کو میں پڑھ رہا ہوں اور یہ ہیڈ کہتا ہے کہ provision of funds for clearance of liabilities of unfunded schemes. اگر آپ نے سکیم کو unfunded رکھنا تھا تو پھر اس کو رکھا کیوں اور اگر وہ unfunded ہو چکی ہے تو اب پھر دس بیس گنا زیادہ پیسے لگا کر اُس کی liabilities کو کیوں clear کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر! آپ نے ہیڈ GS-577 Reconstruction of dilapidated schools buildings in Punjab کے لئے 14۔ارب روپیہ رکھا ہے جبکہ اس کے ساتھ ایک اور overlapping head جس میں renovation component کا GS-354 and 359 ہے جس میں again آپ 4۔ارب روپیہ رکھ رہے ہیں۔ ہمارا یہ غریب صوبہ ہے خدا کے واسطے اس طریقے سے ہمارے پیسوں کو ضائع نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! اب میں ہیلتھ سیکٹر کی طرف آتا ہوں کہ ہمارے خادم اعلیٰ پچھلے نو سال تو صحت کے شعبے میں بڑے سکون سے سوتے رہے، اب اللہ کے کرم سے پچھلے چھ مہینے سے ماشاء اللہ اُن کی آنکھ کھلی ہے اور اب اس شعبے میں وہ active نظر آ رہے ہیں۔ آج پھر اس الیکشن بجٹ میں یہ سمجھتے ہیں کہ آپ غریب عوام کو چار گولیاں دے کر الیکشن جیت جائیں گے تو انشاء اللہ ایسا قطعاً نہیں ہوگا۔ اس ہیلتھ بجٹ میں آپ نے hepatitis elimination کی بات کی ہے لہٰذا میں آپ کی توجہ مبذول کرواؤں گا کہ یہ ہیپاٹائٹس ختم کرنے کا ایک کھوکھلا نعرہ ہے کیونکہ پنجاب میں دس لاکھ ہیپاٹائٹس کے مریض ہیں جبکہ جناب نے جو بجٹ مختص کیا ہے وہ صرف چار فیصد کے لئے ہے۔ کیا یہ تماشا نہیں ہے کہ چالیس ہزار

مریضوں کو cater کر کے آپ بقایا دس لاکھ مریضوں کو کہاں لے کر جائیں گے؟آپ کا تعلق اسی ضلع سے ہے جس سے میرا بھی تعلق ہے۔

جناب سپیکر!آپ خدا کو حاضر و ناظر جان کر بتائیں کہ وہ ہیلتھ یونٹس جو ہماری ancillary سڑکوں پر جا ہی نہیں سکتے تو اس کے اوپر پیسے ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟آپ دورے رکھتے ہیں، ترکی کی بات کرتے ہیں، ہمارا کروڑوں روپیہ باہر ضائع کرتے ہیں اور وہاں سے copy paste کر کے یہاں لے آتے ہیں۔میں اس پر صرف یہی کہوں گا کہ:

کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب!جلدی سے wind up کریں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! roads sector میں سپیڈو پنجاب کی بات ہوئی اور میرے بھائی ملک صاحب نے کہا کہ سپیڈو پنجاب۔ بھائی سپیڈو پنجاب صرف لاہور کے لئے ہے۔ آپ نے ڈویلپمنٹ کی اگر pace دیکھنی ہے تو نشتر گھاٹ کو دیکھیں۔ نشتر گھاٹ جو کہ 1988 میں announce ہوا، 2002 کے بجٹ میں رکھا گیا اور آج 2017 میں بھی یہ ongoing scheme میں ہے۔اس کے برعکس آپ نے ایک ارب روپے سے لاہور میں میٹرو بس شروع کی اور اللہ کے کرم سے آپ کی "اورنج ٹرین" بھی 200۔ارب روپے سے چل پڑے گی۔ میں وزیر اعلیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ انہوں نے اس کا 40 فیصد یعنی 40th/1 جام پور میں commit کیا تھا۔آپ بھی اس حلقے سے منتخب ہوتے رہے ہیں۔5۔ارب روپے جام پور والوں کے پچھلے چار سالوں میں وزیر اعلیٰ کو دینا یاد نہیں آیا اور فشاب اس الیکشن بجٹ میں بھی انہیں اپنی زبان کا پاس ہے نہ جام پور کے غریب عوام کی زبوں حالی کا پاس ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب!بہت شکریہ

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! Flood پر اگر مجھے بات نہ کرنے دی تو لوگ آپ کو معاف کریں گے نہ مجھے معاف کریں گے۔ میں صرف ایک دو منٹ مزید لوں گا۔ جنوبی پنجاب کے لئے ہمیشہ خطیر رقوم دینے کا وعدہ کیا جاتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ ہماری سکیموں کی 20 فیصد بھی utilization نہیں ہوتی۔اگر آپ دیکھیں تو دل خون کے آنسو روتا ہے کہ جنوبی پنجاب میں غربت کو کم کرنے کے لئے 21 کروڑ 70 لاکھ روپے کے فنڈز نظر آ رہے ہیں۔ میرا یہ کہنا ہے کہ حکومت کو یہ رقم رکھتے وقت شرم آنی چاہئے تھی کہ کیا 21 کروڑ 70 لاکھ روپے کی رقم سے جنوبی پنجاب کی غربت ختم ہو گی؟

جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی اور میں wind up کرتے ہوئے flood بند کے حوالے سے یہ کہوں گا کہ سیلاب سے نہ صرف ہماری فصلیں، نہ صرف ہماری جانیں بلکہ ہماری عزتیں بھی سڑکوں پر آ جاتی ہیں۔ Upper Punjab میں پینے کے صاف پانی کے لئے 110۔ارب روپے مختص کئے جاتے ہیں تو میں ہاتھ باندھ کر اپنی بہنوں اور اس معزز ایوان سے اپیل کرتا ہوں کہ ہماری محرومی اور ہمارے دکھ کو محسوس ضرور کریں۔ ہمارے پاس پینے کا صاف پانی تو کجا ہمارے پاس پینے کا گندا پانی بھی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! بہت شکریہ۔ جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ)!

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! ایک شعر سنانا چاہتا ہوں کہ:

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے صنم
شرم تم کو مگر نہیں آتی

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ سردار صاحب! میں یہاں پر آپ کو تھوڑا سا correct کر دیتا ہوں کہ رود کوہیوں کے flood کو روکنے کے منصوبے کا تقریباً 90 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور دس فیصد جو بچتا تھا، میں کسی کی side نہیں لے رہا لیکن جو اچھے کام، راجن پور کا جو دیرینہ مطالبہ تھا، within two days آپ کو ان کے جو flood کے چینلز تھے، within two days ان پر کام ہوتا ہوا نظر آئے گا۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! اس میں کرپشن کی گئی ہے کیونکہ (ن) لیگ کے لوگ لکھ پتی سے لکھ پتی ہو گئے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! میں نے آپ کی بات سنی تو اب آپ سنیں ناں کہ آپ کی شوگر ملز کے ساتھ اس دفعہ سیلاب کا پانی آ گیا تھا۔ مجھے پتا چلا کہ 25 کلو میٹر کا بند جو ہے اس پر آپ کے ایم این اے کام شروع کروا رہے ہیں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! اس کام میں بڑی کرپشن ہو رہی ہے کیونکہ نیسپاک کے نمائندے اس میں نہیں اس لئے میں چاہتا ہوں اس پر ایک کمیٹی بنائی جائے۔ انہوں نے تو مجھے ڈبونا چاہا تھا لیکن اللہ نے ہمیں بچایا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ کا نقصان ہوتے ہوتے بچا۔ آپ کا نقصان ہونے جا رہا تھا اور آپ جذباتی نہ ہوں۔ میں اس وقت موجود تھا اور آپ کی شوگر ملز کا کافی نقصان ہونا تھا لیکن اللہ نے کرم کیا اور اس دفعہ وہ بند بننا شروع ہو گیا ہے۔ اب تو جتنا بھی بڑا flood آئے گا تو اللہ کے حکم سے انشاء اللہ وہ سارا علاقہ بھی محفوظ ہو گا اور آپ کی شوگر ملز کی طرف جو پانی آیا ہوا تھا جسے آپ خود بچانے کی کوشش کر رہے ہیں تو وہ بھی انشاء اللہ بہتر ہو جائے گا۔ سردار صاحب! صاف پانی کی ٹرائیبل ایریا سے سکیمیں شروع ہو رہی ہیں اور آپ بھی اس میں اپنی سکیمیں دیں گے کیونکہ ایک ارب روپے tribal area کے لئے رکھا گیا ہے جس کا رمضان المبارک کے بعد سروے شروع ہو رہا ہے تو آپ بھی اپنے علاقے سے متعلقہ تجاویز دے دیں جس پر عملدرآمد ہو جائے گا۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میں اپنی سکیمیں دے دوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ تجاویز دے دیں کہ کہاں پر آپ صاف پانی دینا چاہتے ہیں تو اس کا سروے بھی کروالیں گے کیونکہ آپ کا بھی ٹرائیبل ایریا کافی سارا بنتا ہے۔ اس حوالے سے آپ مجھے لکھ کر تجاویز دے دیں میں انہیں consider کروا دوں گا۔ جی، ملک ارشد صاحب!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! سردار صاحب اپنی سکیمیں دے دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ ان کا حلقہ ٹرائیبل ایریا میں آتا ہے تو وہ اپنی تجاویز دے دیں کیونکہ مجھے پتا ہے کہ راجن پور کے ٹرائیبل ایریا کے لئے ایک ارب روپے کے فنڈز دیئے گئے ہیں۔ میں سردار صاحب سے کہہ رہا ہوں کہ وہ identify schemes کر دیں تو جس طرح یہ کہیں گے انشاء اللہ میں اس پر implement کروا دوں گا کیونکہ ان کا بھی حلقہ ٹرائیبل ایریا میں آتا ہے۔ جی، ملک صاحب!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد۔

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

پورے قد سے جو کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے تیرا سہارا یا رسول اللہ

جناب سپیکر!میں خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو پنجاب کے 2017-18 کے 1970۔ارب روپے کا تاریخی اور انتہائی متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔یہ 1970 figures ہے تو اسی لحاظ سے اگر آپ ہمیں سیکنڈ دے دیں تو ہم اس پر اپنی بات کھل کر کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب!محترمہ وزیر خزانہ نے اس کے بعد اپنی wind up تقریر بھی کرنی ہے اس لئے آپ مختصر کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!انتہائی متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے۔اللہ کا کرم ہے کہ ایجوکیشن کے لئے 345۔ارب روپے مختص کئے گئے۔آج پنجاب میں ایجوکیشن کی صورتحال یہ ہے کہ اللہ کے فضل سے 98 فیصد enrolment ہے۔حکومت پنجاب نے بھٹہ خشت کے مزدوروں کو بھی ان کے گھروں میں سکول کھول کر دیئے ہیں جو کہ خادم پنجاب کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

جناب سپیکر!صحت کے لئے خطیر رقم رکھی گئی ہے اور جب revamping کا یہ عمل مکمل ہو گا تو انشاء اللہ تعالیٰ صحت کے شعبہ میں ایک انقلاب آئے گا۔محترمہ وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کے دوران اپوزیشن کی طرف سے سیٹیاں بجائی گئیں جس نے ان کے "پچھنے" اور اپنے اس غیر ذمہ دارانہ ذہن کی عکاسی کی جو ایک غیر ذمہ دار شخص کے کردار سے سامنے آتی ہے۔بجٹ تقریر کے دوران بجٹ کی کاپیاں پھاڑی گئیں جس میں اللہ اور اس کے رسول کا نام mention تھا تو میں چوہدری علی اصغر منڈا کی ساری بات کو second کرتا ہوں کہ انہوں نے میرے ساتھ،آپ کے ساتھ اور اس ایوان کے ساتھ تو جرم کیا ہی کیا ہے لیکن انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ بھی بڑا جرم کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کی انہیں اللہ تعالیٰ ضرور سزا دے گا۔اس کے لئے وہ بڑا مشہور شعر ہے کہ:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

جناب سپیکر!آنکھوں سے اندھے لوگوں کا علاج تو ہوتا ہے جو آنکھوں سے اندھے ہوں لیکن عقل کے اندھوں کا علاج کہاں ہو گا؟میں محترمہ وزیر خزانہ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب میں عقل کے اندھوں کے علاج کے لئے کوئی ہسپتال بنایا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر آٹھ دس سال پرانی باتیں کی گئیں، میں چار سال پرانی بات کرنا چاہتا ہوں پیپلز پارٹی کی فیڈرل میں گورنمنٹ تھی مسلم لیگ(ق)collation میں تھی ایک مقدس فریضہ حج جو آپ کے اور ہمارے دین کا فرض ہے، اُس میں حاجیوں کی جیبیں کاٹی گئیں، ان کے ملزمان جیلوں میں رہے، ان کے سیکرٹری جیلوں میں بند رہے، پرائم منسٹر آف پاکستان کا بیٹا اُس حج کرپشن میں ملوث رہا، یہ بات کرتے ہیں، یہ سوال کرتے ہیں، کس منہ سے سوال کرتے ہیں؟ جن کے پاس ایجنڈا نہیں یہ سوالنامہ دیتے ہیں انہیں پتا ہی نہیں یہ بات کیا کرتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ارشد ملک صاحب! آپ بجٹ پر بات کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہی مسلم لیگ(ق) جنہوں نے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے بہت شکریہ۔ جی، جناب اعجاز خان!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ابھی تو بات ہی شروع نہیں ہوئی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ سے پہلے کہا تھا۔ جناب اعجاز خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ جی، جناب محمد جہانزیب خان کھچی!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! تھوڑی سی proposals دینی ہیں صرف دو منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے پتا ہے آپ تجاویز لکھ کر دے دیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پختہ کھال بنانے اور KPRRP۔۔۔

جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جہانزیب خان صاحب! میں ایک منٹ اُن کو دیتا ہوں اُس کے بعد آپ بات کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو KPRRP کا پروگرام ہے اسے دیہاتوں میں مزید وسعت دی جائے، پختہ کھال بنانے کے لئے ADP کے فنڈز میں سے منظوری دی جائے، یونیورسٹی آف ساہیوال کو جلد از جلد مکمل کروایا جائے، ADP میں رنگ روڈ ساہیوال کی منظوری دینے پر میں محترمہ وزیر خزانہ کا مشکور ہوں۔ پی آئی سی اور چلڈرن ہسپتال ساہیوال میں بنایا جائے، ٹراما سنٹر کی منظوری دی جائے، آئی ٹی یونیورسٹی کا قیام ساہیوال میں کیا جائے، میونسپل کمیٹی کمیر کو تحصیل کا درجہ دیا

جائے اور نگ آباد Head Guide Park کو مکمل کیا جائے، جن کالجز میں سٹوڈنٹس کی تعداد 1000/- ہزار سے 1500/- تک ہے اُن کے لئے autonomous body بنائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! بہت شکریہ۔ آپ باقی تجاویز محترمہ وزیر خزانہ کو لکھ کر دے دیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس بات کے ساتھ اپنی بات کو ختم کروں گا یہ جو اپوزیشن ہے ہم انہیں انشاء اللہ تعالیٰ 2018 میں شکست۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اپوزیشن والے بھی ہمارے بھائی ہیں۔ جی، خان صاحب!

جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں محترمہ وزیر خزانہ اور محترم وزیر اعلیٰ پنجاب کو اس بات کی مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ جس طرح گزشتہ پانچ سالوں میں انہوں نے اپوزیشن کو دیوار سے لگانے کی کوشش کی اور ایک نئی تاریخ رقم کی۔ ہمارے اپوزیشن کے علاقوں اور خصوصاً جنوبی پنجاب کو جس طرح نظر انداز کیا گیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں قابل مذمت بھی ہے اور انتہائی قابل افسوس بھی وزیر اعلیٰ صرف لاہور کے وزیر اعلیٰ نہیں ہیں وہ پورے پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ پانچ سالوں میں جس طرح جنوبی پنجاب کو نظر انداز کیا گیا ہے انشاء اللہ آئندہ آنے والے انتخابات میں جنوبی پنجاب سے حکومت کو وہ رزلٹ ضرور ملے گا جو انہوں نے اس علاقے کی عوام سے یہ روّیہ روا رکھا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری موجودہ حکومت نے جو میگا پراجیکٹ جنوبی پنجاب کے لئے دیئے ہیں جن میں خصوصی طور پر قائداعظم سولر پارک بہاولپور کا ضرور کہنا چاہوں گا جس طرح یہ ناکام منصوبہ اسی طرح ہی ہمارے ملتان کا میٹرو بس کا منصوبہ 44 بسوں سے شروع ہوا تھا وہ آج 19 بسوں پر آگیا ہے میں حیران ہوں اُس روٹ کے بنانے والوں سے جنہوں نے airport کو بھی نظر انداز کیا، جنہوں نے ریلوے سٹیشن کو بھی نظر انداز کیا، جنہوں نے ہائی کورٹ کو بھی نظر انداز کیا اور ایک ایسا روٹ بنایا جس پر خالی گاڑیاں ہی گھوم رہی ہیں اگر یہی 40۔ ارب روپیہ ہمارے جنوبی پنجاب کے علاقوں کی ترقی کے لئے رکھا جاتا ہے تو وہاں ضرور انقلاب آتا۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ یہ گزارش ضرور کرنا چاہوں گا ہمارے علاقے خصوصاً میری تحصیل میلسی کو جس طرح موجودہ حکومت نے گزشتہ پانچ سالوں میں ترقیاتی کاموں سے محروم رکھا ہے ہمارے وہاں پر جتنے بھی اہم منصوبے تھے وہ سارے ابھی تک نامکمل ہیں جس میں خصوصی طور پر

ٹبہ سلطان پور کے دانش سکول کا ضرور ذکر کروں گا کہ وہ پانچ سالوں سے ابھی تک نامکمل ہے اور کرپشن کا ایک قبرستان بنا ہوا ہے ابھی تک گزشتہ پانچ سالوں میں اُس کو مکمل کرنے میں حکومت بُری طرح ناکام رہی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ میرے شہر میلسی کے تحصیل ہیڈ کواٹر ہسپتال کو دیکھ لیں، وہاں کی تعلیمی سہولیات کو دیکھ لیں، وہاں پر بنیادی پانی کی سہولیات کو دیکھیں سب چیزیں ناکافی ہیں۔

جناب سپیکر! میں انہی الفاظ کے ساتھ محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ جس طرح پنجاب کے دیگر علاقوں میں ترقیاتی کام کروا رہی ہیں ہمارے علاقوں کو بھی ضرور اُس میں شامل کریں۔ اس وقت موجودہ حکومت نے جنوبی پنجاب کے لئے جو میگا پراجیکٹ رکھے ہیں اُس میں میرے علاقے میں ایک میلسی سیفن کا منصوبہ بھی اپ گریڈیشن کے لئے رکھا گیا ہے اس کے لئے میں گزارش کروں گا کہ وہاں کے دریائی علاقوں کو نہری پانی میسر نہیں ہے اُس کے لئے میری گزارش ہو گی کہ وہاں پر ہمارے دریائی علاقے کو سیراب کرنے کے لئے وہاں پر ایک خصوصی نہر کا انتظام کیا جائے۔

جناب سپیکر! انہی الفاظ کے ساتھ میں ایک بار پھر آپ کی اور موجودہ حکومت کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ خدارا جنوبی پنجاب کی طرف اور ہمارے علاقوں کی طرف ضرور توجہ دیں مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔اب میں یہاں پر بتانا چاہتا ہوں کہ ایک بہت لمبی تحویل لسٹ تھی لیکن ٹائم چونکہ مختصر ہے جتنے بھی معزز ممبران رہ گئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ میں اُن کو ضمنی بجٹ پر بحث میں حصہ لینے کا پورا موقع دوں گا اب میں محترمہ وزیر خزانہ کو گزارش کرتا ہوں کہ وہ۔۔۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں نے آپ لوگوں کو پورا ٹائم دیا ہے میں نے آپ کے آخری سپیکر تک کو پورا ٹائم دیا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! مجھے موقع نہیں دیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ کوئی طریق کار نہیں تھا۔جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ان کو سمجھائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب یہ کوئی طریق کار نہیں ہے خواتین سے اس طرح بات کرنے کا۔ جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کورم پورا نہ ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گنتی کی گئی کورم پورا نہ ہے لہٰذا اجلاس 15 منٹ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر پندرہ منٹ کے وقفہ کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(پندرہ منٹ کے وقفہ کے بعد 3 بج کر 25 منٹ پر
جناب قائم مقام سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔ تمام معزز ممبران اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ منڈا صاحب! آپ بھی اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہٰذا اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 9- جون 2017 صبح 9.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ محترمہ وزیر خزانہ اپنی wind up تقریر کریں گی اور سالانہ بجٹ کے مطالبات زر پر ووٹنگ کا آغاز ہو گا۔

INDEX

PAGE NO.

A

ABU HAFS MUHAMMAD GHIYAS-UD-DIN, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 278
ABDUL RAZZAQ DHILLON, CH.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 327
AGENDAS FOR THE SESSIONS HELD ON-
-2nd June, 2017 3
-5th June, 2017 59
-6th June, 2017 143
-7th June, 2017 181
-8th June, 2017 273
AHMAD SHAH KHAGGA, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 317
AHMED KHAN BHACHER. MR
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 290
AHMED SAEED, QAZI
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 126
AKHTAR ALI, BAO
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 297
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORTS regarding-
-Starred Question No. 7124 asked by Dr Nausheen Hamid, MPA (W-356) 284
-Starred Question No. 7122 asked by Mrs. Raheela Anwar, MPA (W-357) 284
-Starred Questions No. 7108 and 7109 asked by Mian Tariq Mehmood, MPA (PP-113) 284
ALI ASGHAR MANDA, ADVOCATE, CH. *(Parliamentary Secretary for S & GAD)*
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 285
ALI RAZA KHAN DRESHAK, SARDAR
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 329
AMJAD ALI JAVAID, MR. *(Parliamentary Secretary for Population Welfare)*
DISCUSSION On-

	PAGE NO.
-Annual Budget 2017-18	191
ASIF MEHMOOD, MR.	
DISCUSSION On-	
-Annual Budget 2017-18	242
AUTHORITIES-	
-Of the House	5
AYESHA GHAUS PASHA, DR. *(Minister for Finance)*	
BILL *(Discussed upon)-*	
-The Punjab Finance Bill, 2017	54
BUDGET-	
-Speech for financial year 2017-18	16-53
SCHEDULES OF BUDGET-	
	53
-PRESENTATION OF SCHEDULE OF ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2017-18	53
-Presentation of Schedule of Supplementary Budget for the year 2016-17	

B

BILL-	
-The Punjab Finance Bill, 2017 *(Introduced in the House)*	54
BUDGET-	
-General discussion on Annual Budget for the year 2017-18	185-270
-Speech for financial year 2017-18	16-53

C

CABINET-	
-Of the Punjab	5

D

DISCUSSION On-	63-139,148-178,
-Annual Budget 2017-18	185-270,277-338

E

EHSAN RIAZ FATYANA, MR.	
DISCUSSION On-	
-Annual Budget 2017-18	259
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORTS regarding-	
-Privilege Motions No. 1 and 12 of 2013, 20 and 31 of 2014, 5, 14, 18, 19 and 20 of 2015, 18,20,32,33,35,38 and 39 of 2016,2,3,4,5,6 of 2017	282
-Starred Question No. 7124 asked by Dr Nausheen Hamid, MPA (W-356)	284
-Starred Question No. 7122 asked by Mrs. Raheela Anwar, MPA (W-357)	284
-Starred Questions No. 7108 and 7109 asked by Mian Tariq Mehmood, MPA (PP-113)	284

PAGE NO.

-Starred Questions No. 4, 2477, 3254, 6950, 6960, 7995 283
-Unstarred Questions No. 407, 596, 718 and 1245 283

f

FARZANA NAZIR, DR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 292
FOZIA AYUB QURESHI, MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 247

G

GULNAZ SHAHZADI , MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 318

h

HINA PERVAIZ BUTT, MISS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 248
HUSSAIN JAHANIA GARDEZI, SYED
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-
-Privilege Motions No. 1 and 12 of 2013, 20 and 31 of 2014, 5, 14, 18, 19 and 20 of 2015, 18,20,32,33,35,38 and 39 of 2016,2,3,4,5,6 of 2017 282

J

JAVED AKHTAR, MR. *(PP-242)*
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 214
JAVED AKHTAR, MR. *(PP-195)*
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 267

K

KHADIJA UMAR, MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 320
KHAN MUHAMMAD JAHANZAIB KHAN KHICHI, MR.
DISCUSSION On-

PAGE NO.

-ANNUAL BUDGET 2017-18 336

L

LEADER OF OPPOSITION
-See under Mehmood-ur-Rasheed, Mian
LIAQAT ALI, RANA
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 239
LUBNA REHAN, MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 257

M

MADIHA RANA, MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 155
MARY GILL, MS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 295
MASROOR NAWAZ JHANGVI, MAULANA
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 160
MAZHAR ABBAS RAN, MALIK
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 162
MEHMOOD-UR-RASHEED, MIAN *(Leader of Opposition)*
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 65
MINISTER FOR FINANCE
-See under Ayesha Ghaus Pasha, Dr.
MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS
-See under Sana Ullah Khan, Rana
MUHAMMAD AKRAM, CHODHARY
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 164
MUHAMMAD ARIF ABBASI, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 169
QUORUM-
-Indication of quorum of the House during sitting held on 337

	PAGE NO.
8th June, 2017	
MUHAMMAD ARSHAD, RANA *(Special Assistant to C.M)*	
DISCUSSION On-	
-ANNUAL BUDGET 2017-18	148
MUHAMMAD ARSHAD MALIK, ADVOCATE, MR.	
DISCUSSION On-	
-Annual Budget 2017-18	333
MUHAMMAD ASHRAF, CH.	
DISCUSSION On-	
-Annual Budget 2017-18	240
MUHAMMAD ASIF BAJWA, ADVOCATE, MR.	
DISCUSSION On-	
-Annual Budget 2017-18	221
MUHAMMAD ASLAM IQBAL, MIAN	
DISCUSSION On-	
-Annual Budget 2017-18	197
QUORUM-	
-Indication of quorum of the House during sitting held on 6th June, 2017	147
MUHAMMAD ILYAS CHINIOTI, AL HAJ	
DISCUSSION On-	
-Annual Budget 2017-18	123
MUHAMMAD IQBAL, CHAUDHARY	
DISCUSSION On-	
-Annual Budget 2017-18	223
MUHAMMAD ISLAM ASLAM, MIAN	
DISCUSSION On-	
-Annual Budget 2017-18	301
MUHAMMAD JAVED IQBAL AWAN, MALIK	
DISCUSSION On-	
-Annual Budget 2017-18	150
MUHAMMAD NIZAM-UL-MEHMOOD, KHAWAJA	
DISCUSSION On-	
-Annual Budget 2017-18	188
MUHAMMAD RAFIQUE, MIAN	
DISCUSSION On-	
-Annual Budget 2017-18	305
MUHAMMAD SAQIB KHURSHID, MR.	
DISCUSSION On-	
-Annual Budget 2017-18	280
MUHAMMAD SHOAIB SIDDIQUI, MR.	
DISCUSSION On-	
-Annual Budget 2017-18	218

PAGE NO.

MUHAMMAD UMAR JAFFAR, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 173
MUHAMMAD WAHEED GULL, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 165
MUHAMMAD WARIS KALLU, MALIK
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 152
MUMTAZ AHMAD MAHARWI, MIAN
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 299
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORTS regarding-
-Starred Questions No. 4, 2477, 3254, 6950, 6960, 7995 283
-Unstarred Questions No. 407, 596, 718 and 1245 283
MUNAWAR HUSSAIN, RANA ALIAS MUNAWAR GHOUS KHAN, RANA
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 135
MURAD RAAS, DR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 322

N

NAAT-E-RASOOL-E-MAQBOOL (ﷺ) PRESENTED IN THE HOUSE IN SESSIONS HELD ON-
-2nd June, 2017 14
-5th June, 2017 62
-6th June, 2017 146
-7th June, 2017 184
-8th June, 2017 276
NABILA HAKIM ALI KHAN, MS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 233
NABIRA INDLEEB, MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 200
NAJMA AFZAL KHAN, DR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 288
NAJMA BEGUM, MRS.
DISCUSSION On-

PAGE NO.

-Annual Budget 2017-18 195
NASREEN JAWAID ALIAS NASREEN NAWAZ, MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 308
NAUSHEEN HAMID, DR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 226
NIGHAT SHEIKH, MS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 237
NOTIFICATIONS of-
-Acting Speaker 57
-Appointment of time and date for presentation of Annual Budget for the year 2017-18 1
-Appointment of time and date for presentation of Supplementary Budget for the year 2016-17 1
-Summoning of 30th session of 16th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 2nd June, 2017 1

O

OFFICERS-
-Of the House 11

P

Panel of Chairmen-
-Announcement regarding Panel of Chairmen for 30th session of 16th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 2nd June, 2017 15

Parliamentary Secretaries- 9
-Of the Punjab
PARLIAMENTARY SECRETARY FOR COOPERATIVE
-See under Shaheen Ashfaq, Ms.
PARLIAMENTARY SECRETARY FOR POPULATION WELFARE
-See under Amjad Ali Javaid, Mr.
PARLIAMENTARY SECRETARY FOR S & GAD
-SEE UNDER ALI ASGHAR MANDA, ADVOCATE, CH.

PAGE NO.

Q

QUORUM-
INDICATION OF QUORUM OF THE HOUSE DURING SITTINGS HELD ON-
-6th June, 2017 147, 173
-8th June, 2017 337

R

RAHEELA ANWAR, MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 325

RASHID HAFEEZ, RAJA
QUORUM-
-Indication of quorum of the House during sitting held on 6th June, 2017 173

RECITATION From the Holy Quran and its translation presented in the House in sessions held on -
-2nd June, 2017 13
-5th June, 2017 61
-6th June, 2017 145
-7th June, 2017 183
-8th June, 2017 275

S

SAADIA SOHAIL RANA, MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 264
SCHEDULES OF BUDGET-
-PRESENTATION OF SCHEDULE OF ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2017-18 53
-Presentation of Schedule of Supplementary Budget for the year 2016-17 53
SHAHABUDDIN KHAN, SARDAR
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 185
SHAHEEN ASHFAQ, MS. *(Parliamentary Secretary for Cooperative)*
DISCUSSION On-

PAGE NO.

-Annual Budget 2017-18 231

SHAHZAD MUNSHI, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 229

SHAMEELA ASLAM, MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 193

SHEHRYAR MALIK, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 304

SHUNILA RUTH, MS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 311

SHOUKAT AZIZ BHATTI, RAJA
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 118

SUMMONING-
-Notification of summoning of 30th session of 16th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 2nd June, 2017 1

T

TAIMOOR MASOOD, MALIK
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 268

TAMKEEN AKHTAR NIAZI, MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 277

TARIQ MASIH GILL, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 175

TARIQ SUBHANI, CH.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 315

V

VICKAS HASSAN MOKAL, SARDAR
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 250

W

WASEEM AKHTAR, DR SYED
DISCUSSION On-

PAGE

NO.

-ANNUAL BUDGET 2017-18 203

Z

ZEB-UN-NISA AWAN, MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 202
ZULIFQAR ALI KHAN, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget 2017-18 313
ZULFIQAR GHORI, MR.
DISCUSSION On-
-ANNUAL BUDGET 2017-18 167

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2017

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2017

(جمعتہ المبارک 9، سوموار 12، منگل 13، بدھ 14، جمعرات 15۔جون 2017)

(یوم الجمع 13، یوم الاثنین 16، یوم الثلاثہ 17، یوم الاربعاء 18، یوم الخمیس، 19۔رمضان المبارک 1438ھ)

سولھویں اسمبلی: تیسواں اجلاس

جلد30(حصہ دوئم): شمارہ جات : 6تا10

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

تیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،9۔جون2017

جلد 30: شمارہ 6

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1-	ایجنڈا ------------	339
2-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	347
3-	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	348
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
4-	سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 پر عام بحث (---جاری) ------------	349

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار	
5-	لاہور میں زیر زمین پانی کو صاف کرنے کا منصوبہ التواء کا شکار ------------	358
6-	سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 کے مطالبات زر	
	پر بحث اور رائے شماری ------------	359
	سوموار، 12-جون 2017	
	جلد 30: شمارہ 7	
7-	ایجنڈا ------------	383
8-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	391
9-	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	392
	تحاریک التوائے کار	
10-	لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی میں 514 ملین روپے کی بے ضابطگیوں کا انکشاف ------------	393
11-	لاہور کے ہسپتالوں میں ایم آر آئی اور سی ٹی سکین مشینوں کی کمی	
	کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا ------------	393

سرکاری کارروائی

بحث

12۔ مطالبات زر برائے سال18-2017پر بحث اور رائے شماری(۔۔۔جاری) ------------ 395

منگل،13۔جون2017

جلد 30:شمارہ 8

13۔ ایجنڈا ------------ 459

14۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------ 461

15۔ نعت رسول مقبول ﷺ ------------ 462

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون(جو زیر غور لایا گیا)	
16۔	مسودہ قانون مالیات پنجاب2017 ------------	464
17۔	کورم کی نشاندہی ------------	473
18۔	مسودہ قانون مالیات پنجاب2017(۔۔۔جاری) ------------	473
19۔	منظور شدہ اخراجات برائے سال18-2017کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھا جانا ------------	479
	مسودات قانون(جو متعارف ہوئے)	
20۔	مسودہ قانون(ترمیم)محتاج اور بے آسرا بچے پنجاب2017 ------------	479
21۔	مسودہ قانون ایجوکیشن سٹینڈرڈز ڈویلپمنٹ اتھارٹی پنجاب2017 ------------	480

بدھ،14۔جون2017

جلد 30:شمارہ 9

22۔ ایجنڈا ---------- 483

23۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ ---------- 485

24۔ نعت رسول مقبول ﷺ ---------- 486

سرکاری کارروائی

بحث

25۔ ضمنی بجٹ برائے سال 2016-17 پر عام بحث ---------- 487

26۔ کورم کی نشاندہی ---------- 525

27۔ ضمنی بجٹ برائے سال 2016-17 پر عام بحث (---جاری) ---------- 525

نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر

جمعرات،15۔جون2017

جلد 30:شمارہ 10

28۔ ایجنڈا ---------- 529

29۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ ---------- 537

30۔ نعت رسول مقبول ﷺ ---------- 538

سرکاری کارروائی

رپورٹ (جو پیش ہوئی)

31۔ حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2010-11 پر آڈیٹر
جنرل آف پاکستان کی رپورٹوں کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس

	کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	------------	539
32۔	ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث (۔۔۔جاری)	------------	539
33۔	کورم کی نشاندہی	------------	540
34۔	ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث (۔۔۔جاری)	------------	540
	تحاریک التوائے کار		
35۔	(کوئی تحریک التوائے کار پیش نہ ہوئی)	------------	543
36۔	ضمنی مطالبات زر برائے سال 17-2016 پر بحث اور رائے شماری	------------	543
37۔	کورم کی نشاندہی	------------	574
38۔	ضمنی مطالبات زر برائے سال 17-2016 پر بحث		
	اور رائے شماری (۔۔۔جاری)	------------	574
39۔	منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 17-2016		
	کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	------------	591
40۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	------------	592
41۔	انڈکس		

339

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 9-جون 2017

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال 2017-18

مطالبات زر برائے سال 2017-18 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر PC21001	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 76 لاکھ 87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2017-18 جلد اوّل کے صفحات 1 تا 9 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21002	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3-ارب 71 کروڑ 43 لاکھ 55 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ "اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2017-18 جلد اوّل کے صفحات 11 تا 53 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21003	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 60 کروڑ 31 لاکھ 90 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2017-18 جلد اوّل کے صفحات 55 تا 74 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21004	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 78 کروڑ 81 لاکھ 85 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2017-18 جلد اوّل کے صفحات 75 تا 85 ملاحظہ فرمائیں۔

طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

340

مطالبہ نمبر PC21005	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3۔ارب 35 کروڑ 88 لاکھ 38 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلداوّل کے صفحات 87 تا 110 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21006	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 8 کروڑ 77 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلداوّل کے صفحات 111 تا 123 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21007	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 51 کروڑ 22 لاکھ 32 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قانون موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلداوّل کے صفحات 125 تا 146 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21008	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 54 کروڑ 43 لاکھ 30 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلداوّل کے صفحات 147 تا 173 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21009	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 16۔ارب 54 کروڑ 91 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلداوّل کے صفحات 175 تا 341 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21010	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 46۔ارب 65 کروڑ 60 لاکھ 22 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلداوّل کے صفحات 359 تا 961 ملاحظہ

ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔ فرمائیں۔

341

مطالبہ نمبر PC21011	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 15- ارب 95 کروڑ 28 لاکھ 7 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اوّل کے صفحات 963 تا 1029 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21012	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 9- ارب 17 کروڑ 20 لاکھ 44 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اوّل کے صفحات 1031 تا 1076 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21013	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 95- ارب 59 کروڑ 75 لاکھ 26 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اوّل کے صفحات 1077 تا 1176 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21014	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 16 کروڑ 5 لاکھ ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب گھر" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اوّل کے صفحات 1177 تا 1191 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21015	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 40- ارب 74 کروڑ 96 لاکھ 63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اوّل کے صفحات 1193 تا 1457 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21016	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب 7- ارب 28 کروڑ 42 لاکھ 63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1 تا 492 ملاحظہ فرمائیں۔

342

مطالبہ نمبر PC21017	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 13-ارب 35 کروڑ 85 لاکھ 10 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2017-18 جلد دوم کے صفحات 493 تا 544 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21018	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 15-ارب 6 کروڑ 7 لاکھ 52 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2017-18 جلد دوم کے صفحات 545 تا 690 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21019	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 70 کروڑ 33 لاکھ 44 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2017-18 جلد دوم کے صفحات 691 تا 709 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21020	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 9-ارب 79 کروڑ 64 لاکھ 20 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2017-18 جلد دوم کے صفحات 711 تا 850 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21021	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 8 کروڑ 5 لاکھ 50 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "کوآپریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2017-18 جلد دوم کے صفحات 851 تا 880 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21022

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7-ارب 56 کروڑ 70 لاکھ 53 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 881 تا 942 ملاحظہ فرمائیں۔

343

مطالبہ نمبر PC21023

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7-ارب 47 کروڑ 57 لاکھ 49 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 943 تا 1069 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21024

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 5-ارب 96 کروڑ 9 لاکھ 57 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1071 تا 1120 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21025

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 11-ارب 52 کروڑ 30 لاکھ 58 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1121 تا 1184 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21026

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 39 کروڑ 8 لاکھ 75 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد محکمہ "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1185 تا 1201 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21027

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک-ارب 60 کروڑ 89 لاکھ 98 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1203 تا 1217 ملاحظہ

	اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔	فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21028	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب 73-ارب 80 کروڑ 92 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1225 تا 1230 ملاحظہ فرمائیں۔

344

مطالبہ نمبر PC21029	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 22 کروڑ 38 لاکھ 89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1231 تا 1255 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21030	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 30-ارب 40 کروڑ 41 لاکھ 56 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1257 تا 1264 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21031	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3- کھرب 77-ارب 34 کروڑ 38 لاکھ 29 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1265 تا 1445 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21032	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 88 کروڑ 81 لاکھ 20 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1447 تا 1472 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC13033	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب 42۔ارب 53 کروڑ 26 لاکھ 79 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2017-18 جلد دوم کے صفحات 1473 تا 1494 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC13034	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 48 کروڑ 56 لاکھ 61 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2017-18 جلد دوم کے صفحات 1495 تا 1506 ملاحظہ فرمائیں۔

345

مطالبہ نمبر PC13035	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2017-18 جلد دوم کے صفحات 1507 تا 1511 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC13050	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 5۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2017-18 جلد دوم کے صفحات 1537 تا 1541 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC22036	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4۔کھرب 54۔ارب 71 کروڑ 48 لاکھ 22 ہزار ایک سو روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 2017-18 جلد اوّل کے صفحات 1 تا 1805 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12037	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 44۔ارب 48 کروڑ 23 لاکھ 10 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال

	والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	2017-18جلد دوم کے صفحات1تا58ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12038	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو13کروڑ44لاکھ76ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی وتحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات)برائے سال 2017-18جلد دوم کے صفحات59تا63ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12040	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو45کروڑ9لاکھ8ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات)برائے سال 2017-18جلد دوم کے صفحات65تا66ملاحظہ فرمائیں۔

346

مطالبہ نمبر PC12041	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو90-ارب70کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات)برائے سال 2017-18جلد دوم کے صفحات67تا698ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12042	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو44-ارب51کروڑ74لاکھ83ہزار900روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات)برائے سال 2017-18جلد دوم کے صفحات699تا1040ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12043	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو18-ارب30کروڑ2 لاکھ42ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات" وغیرہ	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات)برائے سال 2017-18جلد دوم کے صفحات1041تا1053ملاحظہ

برداشت کرنے پڑیں گے۔

فرمائیں۔

347

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،9۔جون2017

(یوم الجمع،13۔رمضان المبارک1438ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر45منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِO

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ
ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا
وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ
الْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٤﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا
وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٥٥﴾ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ
بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ
قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٦﴾

سورة الأعرَاف آيات 54 تا 56

کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اسی نے سورج، چاند اور ستاروں کو پیدا کیا سب اس کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ دیکھو سب مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی (اسی کا ہے)۔ یہ اللہ رب العالمین بڑی برکت والا ہے (54)(لوگو) اپنے پروردگار

سے عاجزی

سے اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو۔ وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا(55) اور ملک میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرنا اور اللہ سے خوف کرتے ہوئے اور امید رکھ کر دعائیں مانگتے رہنا۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے(56)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حضورؐ ایسا کوئی انتظام ہو جائے
سلام کے لئے حاضر غلام ہو جائے
میں صرف دیکھ لوں ایک بار صبح طیبہ کو
بلا سے پھر میری دنیا میں شام ہو جائے
حضورؐ آپ جو سن لیں تو بات بن جائے
حضورؐ آپ جو کہہ دیں تو کام ہو جائے
مزہ تو تب ہے فرشتے یہ قبر میں کہہ دیں
صبیح مدحت خیرالانام ہو جائے

سرکاری کارروائی

بجٹ

سالانہ بجٹ برائے سال2017-18پر عام بحث

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وزیر خزانہ سالانہ بجٹ برائے سال2017-18پر بحث کوwind upکریں گی۔ میں وزیر خزانہ کو دعوت دیتا ہوں کہwind upکریں۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!میں سب سے پہلے حکومت پنجاب کی طرف سے تمام ممبران اسمبلی اور بالخصوص اپوزیشن کے ممبران کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہوں گی کہ انہوں نے اس بجٹ پرgeneral discussionمیں بھرپور انداز میں حصہ لیا۔Overallتو72ممبران نے بجٹ اجلاس میں شرکت کی جن میں سے26ممبران اپوزیشن کے تھے اور باقی ہمارے ممبران ٹریژری بنچز سے تھے تو دونوں اطراف کے معزز ممبران کی بھرپور participationپر میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ میں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کا بھی بھرپور انداز میں شکریہ ادا کرنا چاہوں گی کہ اس بجٹ سیشن کے دوران صحافی بھائیوں نے اپنی بہت ہی اہم ذمہ داری پوری کی ہے۔ بجٹ کیdetail،اس کے فیچرز اورin depth analysisاخباروں میں شائع کرکے عوام تک ہماری پالیسیوں اورprioritiesکوcommunicateکیا جس کے لئے میں ان کی بھی بہت زیادہ شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر!یہ امر میرے لئے باعث اعزاز ہے کہ مسلم لیگ(ن)کی حکومت کا پانچواں بجٹ2017-18میں نے پیش کیا ہے۔ میں یہ بتاتی ہوں کہ کچھ معزز ممبران نے یہ کہا کہ یہ numbers gameہے تو گزارش یہ ہے کہ یہnumbers gameنہیں ہے بلکہ حکومت پنجاب کی ایک economic growth strategyہے جس پر وہ عمل پیرا ہے اور بہت ہی اچھی طرح جامع اور مثبت انداز سے ہم آگے چل رہے ہیں۔ یہ اسی کے اہداف طے کرنے کی طرف ہمارا اہم قدم سامنے ہے۔ یہ عوام دوست بجٹ

ہے، یہ متوازن بجٹ ہے، یہ ترقیاتی بجٹ ہے اور یہ بجٹ ہماری پالیسیوں کے تسلسل کا آئینہ دار ہے۔ یہ numbers game نہیں ہے بلکہ ہماری economic polices کی عکاسی کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! ہمیشہ کی طرح اس بجٹ کو تشکیل دینے سے پہلے ہم نے سارے stakeholders سے consultations کیں۔ یہ ایوان بھی گواہ ہے کہ ہم نے پری بجٹ اجلاس کیا اور اس کے ساتھ ساتھ ہم چیمبرز آف کامرس بھی گئے، ہم academia بھی گئے، ہم این جی اوز کے پاس بھی گئے، ہم صحافی نمائندگان کے پاس بھی گئے اور ہم نے سب سے رابطے کئے۔ ہم نے ڈویلپمنٹ کی ترجیحات کے بارے میں پتا کیا اور اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے اس بجٹ کی priorities جو کہ ہماری economic growth strategy سے consistent بھی کیں اور ہم نے اس کو آگے بڑھایا تو یہ بجٹ ایک Participatory decision making process کے بعد تشکیل دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ ضرور اعتراف کروں گی کہ ہر کسی کی ہر کوئی ڈویلپمنٹ سکیم شاید اس میں نہیں آئی ہو گی کیونکہ ہمارے وسائل limited ہیں اور ہم ہر کسی کی ہر خواہش کو پورا نہیں کر سکتے بلکہ کوئی بھی حکومت پورا نہیں کر سکتی لیکن یہ کہنا کہ یہ عوامی امنگوں اور خواہشات کا عکاس بجٹ نہیں ہے تو یہ غلط ہو گا۔ ہم نے اس پر خاص طور پر توجہ دی ہے اور میں بلاخوف و تردید یہ کہہ سکتی ہوں کہ جیسے ہمیں guide کیا گیا، یہ بجٹ عوامی امنگوں اور خواہشات کا بہترین عکاس ہے اور اس کی bases پر بنایا گیا ہے۔ بحث کے دوران ہمارے معزز ممبران اسمبلی نے خاص طور پر اپوزیشن بنچز سے بار بار ایک نکتہ اٹھایا کہ یہ بجٹ debt ہے یعنی قرضہ جات کے بوجھ سے ہم نے پنجاب کے عوام کو بوجھل کر دیا ہے تو میں آپ سے بہت humbly اور عاجزانہ عرض کروں گی کہ کچھ چیزیں ایسی ہیں جن سے ہم اپنے آپ کو ذرا technically رکھیں تو اچھا ہے اور یہ باتیں political rhetoric سے علیحدہ رہنی چاہئیں۔ ہم نے economic debt sustainability حکومت پنجاب نے Government finances کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں بالکل واضح طور پر یہ کہہ دوں اور بالکل بتانا چاہتی ہوں اس ایوان کو کہ 2016-17 میں ہمارے debt کا کل حجم 568۔ارب روپے ہے۔ یہاں پر بڑے بڑے numbers بھیجے گئے لیکن ہمارا main debt 568۔ارب روپے ہے جس میں 81 فیصد وہ قرضہ ہے جو ترقیاتی پراجیکٹس کے لئے ورلڈ بنک اور ایشین ڈویلپمنٹ بنک سے لیا گیا ہے۔ یہ long term debt ہے، concessional

concessional rate کی interest rate ہوتا ہے یہ ایک ڈیڑھ فیصد debt ہے جس کا تقریباً کوئی ایک ڈیڑھ فیصد debt ہے۔ یہ ڈویلپمنٹ اور صرف ڈویلپمنٹ کے بجٹ کے لئے لی جا رہی ہیں اور ڈویلپمنٹ بجٹ جو ہوتے ہیں یہ growth اور عوام کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں numbers کا کچھ اور ذرا بتانا چاہتی ہوں کہ یہ آپ سے کہہ دیا کہ یہ زیادہ تر long term debt ہے اور concessional rate پر ہے، یہ 15 سے 25 سالہ debt ہے اور تقریباً ایک فیصد اس کا interest rate ہے پھر سے دوبارہ advice کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House. Order in the House.

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! مالی سال 17-2016 میں حکومت پنجاب نے صرف interest اور debt payment کی مد میں 36۔ارب روپے کے قرضہ جات کی ادائیگی کی ہے اور یہ ہماری ٹوٹل GDP کا 2.5 فیصد ہے۔ ہماری ٹوٹل سالانہ آمدن کا 2.5 فیصد ہے یعنی ٹوٹل قرضہ جات ہماری GDP کا 2.5 فیصد ہیں اور اگر ہم صرف منافے repayment کریں وہ ہماری آمدنی کا صرف ایک فیصد ہے تو کیا ڈویلپمنٹ کے لئے، projects کے لئے جو debt لی گئی ہے جو کہ ہماری آمدنی کا صرف ایک فیصد ہے اور وہ debt project specific development debt ہے جو کہ عوام کی ترقی اور اُن کی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لئے لی گئی ہے۔ کیا یہ کہنا مناسب ہو گا کہ ہم پنجاب کے لوگوں کو debt کے burden میں ڈال رہے ہیں؟ قطعی طور پر نہیں internationally ہر جگہ debt لی جاتی ہے تاکہ ترقی کو promote کیا جائے۔ اس کو آپ غلط انداز میں نہ لے کر بیٹھیں، پنجاب کی عوام کو ہم قرض کے بوجھ تلے نہیں دبا رہے ہیں اگر ہم کچھ کر رہے ہیں تو اس عوام کی ڈویلپمنٹ کے لئے پراجیکٹس کر رہے ہیں اور اُس سے زیادہ کر رہے ہیں جو ہماری آمدنی ہے۔ آپ ہمیں اس کا credit دیں لیکن یہ ہماری اُن جہد وجہد کی نمائندگی کر رہا ہے جو ہماری commitment ہے، جو ہمارا وژن ہے۔ ہم پنجاب کو ایک developed knowledge based industrialized economy بنانا چاہتے ہیں جس میں ایک ایک فرد کے پاس economic opportunity ہو، جس میں ایک ایک فرد کا معیار زندگی improve ہو سکے۔

(اس مرحلہ پر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف معزز ایوان میں تشریف لائے)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شیر شیر" کی نعرے بازی)

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہ یہ قرضہ جات جو ہم نے لئے ہیں اُس کا ہمارے revenues پر بوجھ صرف ایک فیصد ہے۔ میں یہ بات reiterate کرنا چاہ رہی ہوں کہ یہ ڈویلپمنٹ کے اخراجات ہیں اور میں پورے confidence سے آپ کے سامنے کہتی ہوں کہ یہ fiscally responsible financially prudent گورنمنٹ ہے۔ ہم ایسا کوئی کام نہیں کریں گے جو ہمارے عوام پر بے جا بوجھ ڈالے اور یہ ڈویلپمنٹ ہمارے عوام کے لئے ہو رہی ہے۔ In a very fiscally prudent and responsible manner.

جناب سپیکر! ہمارے معزز ممبران نے خاص طور پر اپوزیشن کے معزز ممبران نے زراعت کے شعبے میں بات کی اور ہم سے کہا گیا کہ لائیوسٹاک اور جنگلات، fisheries اور food کو اگر ہم نے include کر لیا ہے تو ہم شاید کچھ زیادہ دکھانے کے لئے numbers کی jugglery کر رہے ہیں میں یہ بتاتی چلوں کہ national income accounts میں agricultural sector اُس میں سارے شعبہ جات شامل کئے جاتے ہیں یہ ایک regular way of reporting ہے۔ ایگریکلچر صرف ایگریکلچر نہیں ہوتا، اُس میں minor crops ہوتے ہیں، major crops ہوتے ہیں، لائیوسٹاک ہوتا، جنگلات ہوتے ہیں اور یہ سارے ancillary sectors allied related sectors ہوتے ہیں۔ ہم یہاں کوئی misreporting نہیں کر رہے بلکہ ایک regular tradition کو follow کر رہے ہیں ان کی investment ایک ہی ہوتی ہے جو agricultural economy کو reflect کرتی ہے۔ ہم نے اسی لئے اس کو ایک ساتھ دکھایا ہے، یہ بھی بعد میں کہا گیا کہ ہمارے پاس ایگریکلچر کی کوئی پالیسی نہیں ہے، کوئی strategy نہیں ہے اُس کی وجہ سے agriculture sector affected رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ جب ہم نے economic growth strategy بنائی تھی ایگریکلچر تو ہماری backbone ہے اُس economic growth strategy میں ایگریکلچر کو promote کرنے کی بھی strategy بنائی گئی اور اُسی کو follow کیا گیا۔ پچھلے دو سالوں سے آپ دیکھ لیں کسان package آیا، اُس کے بعد ہماری اپنی policies آئی ہیں، آپ اُس کے نتائج دیکھ لیں اُس کے نتائج یہ نکلے ہیں کہ اس سال agriculture growth rate میں 5 فیصد اضافہ کیا ہے۔ Negative two percent سے ہم positive three and half percent پر گئے اور مجھے بہت قوی امید ہے کہ اگر اسی

طرح strategy کو follow کرتے رہے انشاءاللہ، الحمدللہ جو ہم نے بجٹ میں آپ سے کہا ہے کہ ہم کریں گے تو یہ growth اس سے کہیں زیادہ ہو گی۔

جناب سپیکر !میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتاتی چلوں کہ ہم نے جہاں بہت سارے initiatives لئے ہیں اُس میں seeds کے initiatives بھی ہیں، یہ سارے initiatives وہ ہیں جس میں ہمارا رجحان ایگریکلچر productivity کو بڑھانا ہے۔ ہماری پوری کوشش یہ ہے کہ ہماری زراعت کی جو per acre yield ہے ہم اُس کو بڑھائیں، agricultural productivity بڑھائیں جس سے عام کسان کا معیار زندگی بہتر ہو اور اُس کی آمدنی بہتر ہو۔ اس سلسلے میں ہم نے بڑے bold initiatives لئے ہیں regular initiatives کے علاوہ ایک ایسے initiative کا ذکر کرنا ضروری سمجھتی ہوں وہ کسانوں کے لئے بلاسود قرضوں کا ہے۔ میرے لئے یہ بڑی تکلیف دہ بات تھی کہ معزز اپوزیشن لیڈر نے یہ کہا ہم کسانوں کو بھی بلاسود قرضوں میں ڈال دیا براہ مہربانی یہ تو سوچیں کہ ہم نے کسانوں کو کس عذاب سے نکالا ہے اب کسان اپنی inputs لینے کے لئے آڑھتیوں پر depending نہیں ہیں۔

جناب سپیکر !اب اُن کی جو liquidity constraints جو اُن کو پیسے چاہئیں وہ بڑے مہذب انداز میں، پروقار انداز میں بلاسود قرضے لیں، اپنی inputs کو finance کریں، productivity بڑھائیں، اپنی آمدنی بڑھائیں، اب وہ آڑھتیوں اور مڈل مین سے چھٹکارہ پائیں جن کی گرفت میں وہ سالہا سال رہے ہیں، صدیاں رہے ہیں۔ اس کو discourage کرنا ہے۔ اس ایوان نے سنا میرے لئے بہت ہی disappointing تھا criticism ہو positive ہو، وہ ہماری سر آنکھوں پر، ہم اُس کے basis پر اپنی policies change کریں گے۔ but criticism for the sake of criticism کسی کو فائدہ نہیں دیتا اگر ہم نے اُن کی بات مان لی خاص طور پر ان کسانوں کو تو definitely نہیں دے گا۔ ساتھ ہی ساتھ اس میں کچھ اور crops insurance کے بارے میں باتیں ہیں، یہ سب initiatives ہم لے چکے ہیں Federal level پر بھی، Provincial level پر بھی اور اُس کی پیشرفت آپ کے سامنے ہو گی۔ دو تین دفعہ یہ بات ہوئی کہ ہم نے زراعت پر کافی focus نہیں دیا، in fact ایک معزز ممبر نے تو یہ بھی کہا کہ ہم نے budgets کاٹے ہیں تو اُس کی ایک وجہ یہ ہے۔

جناب سپیکر! میں بتانا چاہتی ہوں اگر اُن کو کچھ کمی نظر آ رہی ہے پچھلے سال جو ہم نے کسان package دیا تھا، جو ایگریکلچر package تھا اُس کی مد میں DAP fertilizer کی سبسڈی بھی رکھی ہوئی تھی، اب اُس میں پیشرفت یہ ہوئی ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ نے General Sales Tax fertilizer پر لگایا ہوا تھا اور جو سبسڈی دی ہوئی تھی General Sales Tax انہوں نے withdraw کر لیا ہے، انہوں نے ختم کر دیا ہے جس کی وجہ سے کسانوں کو یوریا اور ڈی اے پی کا بھی وہی price ملے گا جو پچھلے سالوں میں مل رہا تھا یہ بات بالکل clearly emphasize کر کے کہنا چاہتی ہوں کہ مراعات میں کوئی کمی نہیں ہوئی ہے۔ بہتر structural adjustment کی وجہ سے اب انشاءاللہ کھادوں کی جو price ہے وہ اُسی لیول پر رہے گی اور ہمیں سبسڈی بھی نہیں دینی پڑے گی تو یہ ایک market oriented positive structural reforms ہوا ہے جس کی وجہ سے یہ بات ہم حاصل کر رہے ہیں کہ کسانوں کو زیادہ payment نہیں کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے اب تھوڑا تعلیم کی طرف آتے ہیں پھر ہمارے معزز ممبران خاص طور پر اپوزیشن کے معزز ممبران نے یہ کہا کہ تعلیم پر ہمارا بجٹ الفاظ کی شعبدہ بازی ہے۔ اب میری آپ سے گزارش ہے کہ دیکھیں میں نے آپ کو ایک international agency جو نہ میرے سے کچھ سنتی ہے اور نہ آپ سے کچھ سنے گی ورلڈ بنک اُس نے پاکستان ڈویلپمنٹ کے update statistics دیئے ہیں اور statistics میں ہمیں بالکل clear انداز میں دکھا دیا ہے کہ جو ہمارے initiatives تعلیم کے متعلق ہیں اُس میں پنجاب کی ranking باقی صوبوں کے مقابلے میں سب سے اوپر ہے۔ جو ہم سے کہہ رہے ہیں کہ یہ numbers سے کھیل رہی ہیں، الفاظوں سے کھیل رہی ہیں، outcomes دیکھیں، outcomes سے کوئی deny نہیں کرتا اگر ساری international agencies ہمیں ہمارے reforms package پر سراہ رہی ہیں جو ہم structural reforms لے کر آ رہے ہیں اُس کے نتائج ہمارے سامنے آ رہے ہیں تو پھر تو یہ الفاظ کی بات نہیں رہی یہ تو outcomes کی بات ہو گی، یہ تو facility کی service provisions میں اصل فرق آنے کی بات ہو گی، آپ کے سامنے evidence ہے باقی کی باتیں میں مزید نہیں کرتی۔ ہمارے مختلف معزز ممبران نے یہ بھی بات کی ایجوکیشن پر جو numbers دیئے کہ Budgetary allocation کے numbers الگ الگ جگہ سے لئے گئے اب میں یہ

agree کرتی ہوں کہ جب اتنی بڑی بجٹ book آپ کے سامنے ہوگی تو کچھ نہ کچھ نمبرز شاید آپ کی نظر میں نہیں آئیں گے اور یہ بھی کہا گیا کہ allocation کم ہوگئی ہے اس لئے کہ شاید انہوں نے سارے numbers نہیں دیکھے۔ ہم اس لئے یہ budget Punjab citizen پیش کر رہے ہیں جو کہ پورے بجٹ کو بڑے سادہ انداز میں اس کی numbers کی allocation کی وضاحت کر دیں اور جو ممبران کی مشکل ہوتی ہیں، numbers ٹھیک لے کر آنے کے لئے عوام کو یا میڈیا کو مشکل ہوتی ہے۔ اس کا ہم بہت اچھی طرح ازالہ کرتے ہیں۔ ہم سے یہ کہا گیا کہ ہم نے تعلیم پر کم خرچہ کیا ہے حالانکہ تعلیم کے مختلف میدان میں بجٹ میں defined ہے لیکن اپوزیشن کے معزز ممبران کو پتا نہیں چل پایا۔

جناب سپیکر! میں پھر سے reiterate کر دوں کہ 2017-18 کے بجٹ میں تعلیم کے ہیڈ میں 345 بلین رقم رکھی گئی ہے جو پچھلے سال سے کم نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم سے کہا گیا کہ یہ رقم کم ہے حالانکہ یہ رقم پچھلے سال سے 33 بلین زیادہ ہے اس لئے میں کہہ رہی ہوں کہ معزز ممبران نمبرز تو quote کر دیتے لیکن وہ پوری طرح سے واقف نہیں ہوتے۔ یہ بجٹ تعلیم کے شعبے میں پچھلے سال سے 33 بلین زیادہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پچھلے سال ہم نے تعلیم کے میدان میں reforms بہت کی ہیں انشاء اللہ ہم ان کو آگے لے کر چلیں گے اور ان کو 2017-18 میں further consolidate کریں گے۔ محترمہ قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں outsourcing policy پر بھی تنقید کی تھی۔ ہم سے یہ کہا گیا ہے کہ حکومت پنجاب اپنی ذمہ داری سے منہ پھیر رہی ہے اور وہ پرائیویٹ سیکٹر کو کہہ رہی ہے کہ تم آگے آجاؤ لہٰذا وہ اپنی Constitutional responsibility abdicate کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں تمام ممبران سے بہت ہی humble گزارش کروں گی کہ ایسا کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ اس سے زیادہ غلط ہو perception ہو نہیں سکتا اگر ہم outsource کریں کیونکہ تعلیم فراہم کرنا حکومت پنجاب کی ذمہ داری ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ بہتر انداز میں یہ ذمہ داری کیسے پوری کرنی ہے۔ وہ سکول جو بہت ہی low performing تھے ہم نے صرف ان کو لیا۔ وہ ادارے اور این جی اوز جو already تعلیم کے شعبے میں کام کر رہے تھے اور بہت اچھے نتائج دکھا رہے تھے ہم نے انہیں ان سکولوں کا مینجمنٹ کنٹرول دیا۔ اس پر financing ہماری ہے، ذمہ داری ہے ان کی صرف مینجمنٹ ہے۔ یہ صرف

ان سکولوں کے لئے تھا جو traditionally non-performing تھے اور ٹھیک طریقے سے کام نہیں کر رہے تھے۔ اس میں particular service delivery کا لینا ہمارا prerogative تھا اور اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ میں ان کو بتانا چاہتی ہوں جو criticize کر رہے تھے کہ اسی عرصے میں enrolment دُگنی ہوگئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ بتایئے کہ یہ ہمارا مینجمنٹ کا طریق کار بہتری میں تھا یا نہیں؟ اس کی گواہی اس statistics کے بعد آپ خود دیں گے۔ اس طرح یہاں لیپ ٹاپ کی سکیم کو بھی criticize کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں اس کے بارے میں صرف ایک جملہ کہوں گی کہ اس کے ذریعے ہم ایک modern Information Technology laid youth کو آگے بڑھانا چاہ رہے ہیں۔ اگر ہمارا یہ initiative صحیح نہ ہوتا تو باقی صوبے اس کی تقلید کرنے کے لئے نہ سوچ رہے ہوتے۔

جناب سپیکر! ہم سے صحت کے بارے میں کہاں گیا ہے کہ ہمیں نمبرز بہت دیئے گئے ہیں۔ ہمارے کئی initiatives تھے۔ میں نے بڑی detail میں اپنی budget speech میں مختلف initiatives کے بارے میں بتایا کہ وہ کون کون سے تھے۔ ان میں THQs RHCs, BHUs, اور DHQs کی revamping، ان کی strengthening اور انہیں مختلف سہولیات کی فراہمی تھیں۔ اپوزیشن کی جانب سے یہ بات اٹھی کہ اس کے outcome کئے ہیں؟

جناب سپیکر! میں نے بجٹ تقریر میں بھی اس کو cover کیا تھا اور اب پھر ایک ہی مثال سے گزارش کروں گی۔ میں اس ایوان میں کھڑے ہو کر قطعی طور پر یہ نہیں کہوں گی ہم نے سب اچھا کر لیا ہے، ابھی سب اچھا نہیں ہوا ہے مگر ہم سب اس "سب اچھے" کی طرف بہت تیز رفتاری سے بڑھ رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اس کی ایک ہی statistics بتاتی ہوں جس سے پتا چلے گا کہ ہمارا outcome پر کتنا focus ہے اور ہماری initiatives پر کتنے بہتر outcome آنا شروع ہو گئے ہیں۔ Safe Delivery Programme ایک initiative ہے۔ ماہانہ 60 ہزار سے زائد حاملہ خواتین یہ facilities استعمال کر رہی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر اس initiative کا impact نہ ہوتا تو یہ نمبرز کیسے بڑھتے؟ اس کے علاوہ بھی بہت سے initiatives تھے جن کے بارے میں بات ہوئی۔ ہسپتالوں کے بیڈز کے بارے میں کہا گیا کہ ان کو بڑھائیں۔ ہم نے پچھلے سال تقریباً 1700 بیڈز کا اضافہ کیا اور انشاءاللہ 2000 بیڈز کا مزید اضافہ کرنے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ventilators پر بات ہوئی۔ اس بجٹ میں ہم نے ventilators کے لئے 40 کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آہستہ ہی سہی لیکن ہم اسی طرف جا رہے ہیں جو ہم سب کی خواہش ہے۔ ہماری خواہش اور commitment یہ ہے کہ ہم نے اپنی ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے نبھانا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی باتیں ہوئیں جن کی میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گی۔ بہت سے points اٹھائے گئے لیکن میں چند ایک پر بات کروں گی۔ یہ کہا گیا کہ اس بجٹ میں employment پر کوئی زور نہیں دیا گیا اور اس کا کوئی ایسا initiative نہیں لیا گیا جس سے employment generate ہو۔

جناب سپیکر! میں پھر ان سے humble گزارش کروں گی کہ ذرا بجٹ اٹھا کر دیکھئے۔ میں آپ کو تین چار initiatives بتاتی ہوں باقی آپ خود دیکھتے رہیں۔ ہم انوسٹمنٹ کو focus کر رہے ہیں۔ employment generate کرنے کا طریقہ یہ نہیں ہوتا کہ آپ پبلک سیکٹر میں employment کے دروازے کھول دیں۔ اس سے inefficiencies آتی ہیں اور کارکردگی غلط طریقے سے پیشرفت ہوتی ہے۔ Employment generate کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ پرائیویٹ سیکٹر کو motivate کریں تاکہ investment ہو، job creation ہو۔ اس طرح سے employment generate ہوگی۔ یہ sustainable employment generate کرنے کا طریقہ ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے کئی initiatives ایسے لئے ہیں جن کا میں نے تفصیل سے بتایا ہے کہ ہم investors کو promote کر رہے ہیں۔ اس میں ease of doing business ہے اور انفراسٹرکچر کی provision ہے۔ یہ تمام ہمارے وہ اقدامات ہیں جن سے investor motivate ہو رہا ہے، وہ invest کرے گا، employment generate ہوگی اور پنجاب کے لوگوں کو روزگار کے مواقع ملیں گے۔

جناب سپیکر! ہم نے ایگریکلچر میں small medium enterprises میں initiatives لئے ہیں جو ان دونوں sectors میں employment generate کریں گے۔ آپ ایک طرف بلا سود قرضے کی بات کرتے ہیں کہ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ ہماری اس پالیسی سے generate employment ہو رہی ہے۔ ہم اس دفعہ SNEs میں بہت سے initiatives لے کر آئے ہیں جن سے small medium enterprises میں employment generate ہو گی۔ ساتھ ہی ساتھ skilled development کا بہت ہی بڑا initiative ہے جس سے ان بچوں اور بچیوں کی employability بڑھے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ جو ہماری interest free loan scheme ہے یعنی Chief Minister Self Employment Scheme، لاکھوں بچیاں اور بچے ایسے ہیں خاص طور پر بچیاں جن کو self-employment کے مواقع مل رہے ہیں، ہم نے جو رقم مختص کی ہے اور اس بجٹ میں زیادہ کی ہے اس سے بھی employment generate ہو رہا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ اچھا اور عوام دوست بجٹ ہے۔

جناب سپیکر! میں ہاتھ جوڑ کر کہتی ہوں کہ اس پر تنقید برائے تنقید چھوڑیں، ہمارے پاس ایک سال ہے آئیں مل بیٹھیں اور پنجاب کے عوام کی ترقی کے لئے ہمارا ساتھ دیں اور ہمارے ہاتھ مضبوط کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آخر میں محکمہ خزانہ، پی اینڈ ڈی اور مع اسمبلی سٹاف سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جنہوں نے ہماری ساتھ بہت محنت کی، میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمیں یقین ہے کہ عوام چاہتی ہے کہ ہم ان کی خدمت کریں۔ ہم جانتے ہیں کہ عوامی خدمت ہمارا نہ صرف وژن ہے بلکہ ہمارا مشن ہے اور یہ پوری ٹیم جو وزیر اعلیٰ کی یہاں پر بیٹھی ہے یہ جس one point مشن پر سرگرم ہے وہ یہ ہے کہ عوام کی خدمت اور ان کی سہولیات میں اضافہ۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 565/17 ڈاکٹر سید وسیم اختر کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 568/17 جناب احمد خان بھچر کی ہے۔

لاہور میں زیر زمین پانی کو صاف کرنے کا منصوبہ التواء کا شکار

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نئی بات" کی اشاعت مورخہ 30۔مئی2017 کی خبر کے مطابق لاہور رمضان المبارک میں شہری پانی کو ترسنے لگے۔ شہر میں پانی کی شدید قلت کے باوجود سطح زمین پر موجود پانی کو صاف کر کے قابل استعمال بنانے کا منصوبہ گزشتہ دو سال سے التواء کا شکار ہے۔ پنجاب حکومت معاملہ سے آگاہ ہونے کے باوجود اسے مسلسل نظر انداز کئے ہوئے ہے۔ موسم گرما اور بالخصوص ماہ مقدس میں لاہور شہر کے بیشتر علاقے کربلا کا منظر پیش کرنے لگے ہیں مگر واسا حکام مجرمانہ غفلت پر شہریوں کو پانی مہیا کرنے کی بجائے خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں جبکہ منتخب بلدیاتی نمائندے بھی ان مسائل کو حل کرانے میں بے بس دکھائی دے رہے ہیں۔ شہری روزہ کی حالت میں دور دراز علاقوں سے پانی لانے پر مجبور ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری جانب واسا نے لاہور میں زیر زمین پانی کی سطح خطرناک حد تک پہنچنے کے پیش نظر رواں مالی سال 17-2016 کی بجٹ تجاویز میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ کی تنصیب کے لئے فنڈز رکھنے کی استدعا کی تھی کیونکہ زیر زمین پانی استعمال کرنے کا یہ منصوبہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے مگر حکومت نے بجٹ میں مذکورہ بالا منصوبہ مسترد کر دیا ہے۔ واسا کے پاس 501 ٹیوب ویلز زائد المیعاد ہونے پر اپنا پریشر کھو چکے ہیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار آج move کی گئی ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو next weak تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! آپ یہ pending کئے جا رہے ہیں تو جواب کب آئیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب آجائیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 576/17 سردار وقاص حسن موکل اور محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! کافی سارے جواب ابھی تک نہیں آئے اور مزید pending کئے جا رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف محمود! کافی سارے جواب آ بھی گئے ہیں اور یہ بھی آجائیں گے۔

سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 کے مطالبات زر
پر بحث اور رائے شماری

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری کا آغاز کرتے ہیں۔ سال 18-2017 مطالبات زر کی تعداد 43 ہے اپوزیشن پارٹیز کے درمیان یہ طے ہوا تھا کہ ان 43 مطالبات زر میں سے چھ مطالبات زر میں حسب ذیل ترتیب سے cut motion پیش کی جائیں گی۔

1۔ مطالبہ نمبر PC210015 تعلیم
2۔ مطالبہ نمبر PC210016 خدمت صحت
3۔ مطالبہ نمبر PC22036 ترقیات
4۔ مطالبہ نمبر PC21018 زراعت
5۔ مطالبہ نمبر PC21013 پولیس
6۔ مطالبہ نمبر PC21031 متفرقات

جی، cut motion کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی آج شروع ہو کر بروز سوموار مورخہ 10-جون 2017 کو دوپہر 2:00 بجے تک جاری رہے گی۔ باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 144 سب کلاز 4 کے تحت گلوٹین

کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔جی، اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ وزیر خزانہ مطالبہ نمبر PC-21015 تعلیم پیش کریں۔

مطالبہ نمبر PC-21015

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"ایک رقم جو 40۔ارب 74 کروڑ 96 لاکھ 63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 40۔ارب 74 کروڑ 96 لاکھ 63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جی، مطالبہ نمبر PC21015 میں کٹوتی کی تحریک درج ذیل ممبران کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔میاں محمود الرشید، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، جناب محمد شعیب صدیقی، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، محترمہ نگہت انتصار، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شنیلا رُوت،

جناب احمد علی خان دریشک، سردار علی رضا خان دریشک، جناب خرم شہزاد، چودھری مونس الٰہی، جناب احمد شاہ کھگہ، سردار وقاص حسن موکل، ڈاکٹر محمد افضل، چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ باسمہ چودھری، سردار محمد آصف نکئی، محترمہ خدیجہ عمر، قاضی احمد سعید، میاں خرم جہانگیر وٹو، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید علی اکبر محمود، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، رئیس ابراہیم خلیل احمد، خواجہ محمد نظام المحمود، محترمہ فائزہ احمد ملک، جناب علی سلمان، جناب احسن ریاض فتیانہ اور ڈاکٹر سید وسیم اختر، جی، محرک اپنی کٹوتی کی تحریک پیش کریں۔

DR MURAD RAAS: Mr Speaker! I move:

"That the total of Rs. 40,749,663,000/- on account of Demand No. PC21015-Education-be reduced to Re-1/-"

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"40۔ارب74کروڑ96لاکھ63ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبرPC21015"تعلیم"کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

MINISTR FOR SCHOOL EDUCATION (Rana Mashood Ahmad Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، انہوں نےopposeکیا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب!کوشش کیجئے گا کہ اگر ایک بات ہو جائے تو اس کوrepeatنہ کیجئے گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!repeatنہیں ہوگی لیکن ابھی تو بات شروع کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے سوچا کہ پہلے ہی آپ کو بتا دوں تاکہ بعد میںinterruptionنہ ہو۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!میں سب سے پہلے یہ چیز کہنا چاہ رہا ہوں کہ ابھی محترمہ وزیر خزانہ نے کہا کہ سارے stakeholders کو confidence میں لیا گیا تو اپوزیشن بھی stakeholders ہے، ان کو

بھیconfidence میں لے لیں، ہم بھی اس اسمبلی کا حصہ ہیں۔ ہمیں تو کبھی بھی بجٹ بنانے سے پہلے confidence میں نہیں لیا گیا ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میاں صاحب! ذرا بات سنیں، اگر آپ آ ہی گئے تھے تو آدھا گھنٹہ کارروائی سن ہی لیتے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ اپنے چیمبر میں موجود ہیں۔ وہ ساری کارروائی سنیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ کارروائی سنیں گے اپنے چیمبر میں موجود ہیں۔ ڈاکٹر صاحب! اپنی تحریک پر بات کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا سب سے پہلا جو issue تھا وہ یہ تھا کہ stakeholders ہم بھی ہیں۔ ہمیں تو confidence میں کبھی نہیں لیتے۔ پانچواں بجٹ آ گیا، بجٹ سے پہلے کہتے کہ آپ کے کوئی issues ہیں تو ہمیں بتائیں۔ سب سے پہلی بات جو یہاں negate کرنے والی ہے کہ سب stakeholders کو confidence میں نہیں لیا گیا، اس کے بعد انہوں نے کہا کہ ایجوکیشن کا بجٹ بڑھا دیا گیا ہے، جو ایجوکیشن کا بجٹ بڑھایا گیا ہے لوگوں کو یہ سمجھ آنی چاہئے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، Order in the House.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ایوان in order کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں کہہ رہا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ورنہ وزیر اعلیٰ کو کورم پورا کرنے کے لئے دوبارہ آنا پڑے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں یہاں پر عزت مآب وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا سے ایک اور correction چاہتا ہوں کہ جو amount بڑھائی گئی ہے، ایک amount تو بڑھائی گئی ہے مگر آپ

ایجوکیشن کے بجٹ کے اندر کم کی گئی ہے تو یہ one percent amout میں دیکھیں تو وہ portionality صرف کہہ دینا کہ ہم اتنے بلین سے اتنے بلین پر لے گئے، بڑھانا تو تھا کیونکہ ٹوٹل بجٹ بڑھایا گیا ہے مگر اس کی percentage اگر دیکھی جائے تو اس percentage میں ایک percent کم کر دیا گیا ہے these are the actual figures لوگوں کو سچ بتائیں، لوگوں کو دھوکے بازی میں مت رکھیں کہ صرف بتا دینا کہ ہم 300 سے 400 پر لے گئے تو وہ 100 بڑھ گیا ہے یا 200 بڑھ گیا ہے That does not make any sence. The important thing is; کہ ہم ان کو بتائیں کہ ہم نے بڑھایا مگر in actuality وہ ایک فیصد کم ہوا ہے۔

جناب سپیکر! ہم بہت زیادہ ایڈورٹائز کرتے ہیں۔ ہر روز ہم نئے نئے بورڈز لگے دیکھتے ہیں کہ آج یہ ہو رہا ہے، آج اس چیز کا افتتاح ہو رہا ہے۔ آج ہم اتنی بہتری کر رہے ہیں۔ media hype پر جتنا زور ہے وہ آپ کو بھی پتا ہے، مجھے بھی پتا ہے، ہر روز مال روڈ پر ایک نیا بورڈ لگا ہوتا ہے، لائنوں میں لگے ہوتے ہیں، ہر روز کے کروڑوں روپے جا رہے ہیں۔ پنجاب کے پندرہ فیصد سکولوں کے اندر صرف ایک ٹیچر ہے، وہ ایک ٹیچر multiple subjects پڑھا رہا ہے۔ کس قسم کی ایجوکیشن ہم دے رہے ہیں؟ اگر ایک ٹیچر multiple subjects پڑھا رہا ہے تو اس کا ایجوکیشن سٹینڈرڈ کیا ہو گا جو کہ بچوں کو آگے جانے کے لئے کس قسم کی ایجوکیشن دے سکے گا۔ ایک ٹیچر ایک subject پڑھا سکتا ہے، may be دو پڑھا سکتا ہے، تین پر تو جا ہی نہیں سکتا کیونکہ اس کا مطلب کہ کوالٹی جو ہے وہ نیچے deteriorate کر کے بالکل zero پر آ جائے گی۔ پنجاب کے پندرہ فیصد سکولوں میں صرف ایک ٹیچر ہے۔ ان چیزوں پر میں چاہ رہا ہوں کہ جواب دیئے جائیں۔ ان چیزوں کے جواب کبھی نہیں دیئے جاتے۔ ابھی جو محترمہ وزیر خزانہ کی wind up کی تقریر ہوئی تھی اس کے اندر اتنی generalized statements تھیں، statement تھی کہ ہم یہ کام کر رہے ہیں، لیپ ٹاپ دے رہے ہیں۔ اچھا یہ statement ذرا سنیں، میں exact word to word statement آپ کے سامنے پڑھوں گا جو ابھی محترمہ وزیر خزانہ نے دی ہے۔ "ہم لیپ ٹاپ اس لئے دے رہے ہیں کہ ہم اگلی generation کو بہتر بنائیں، یہ کیا statement ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟ آپ مجھے بتائیں کہ اس statement کا مطلب کیا ہے کہ ہم لیپ ٹاپ اس لئے

دے رہے ہیں کہ ہم اگلی generation کو بہتر بنائیں۔ اس سے زیادہ statement generalize ہو نہیں سکتی کیونکہ ان کو خود نہیں پتا کہ یہ لیپ ٹاپ کس لئے دے رہے ہیں؟ (شور وغل)

MR ACTING SPEAKER: Order in the House. Order in the House.

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ گپ شپ لگانے کے لئے آئے ہیں۔ جنہوں نے گپ شپ لگانی ہے وہ باہر بیٹھ جائیں۔ مجھے ضرورت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ بات کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پنجاب میں اب پی ایم ایل (ن) کی حکومت کو دس سال ہونے لگے ہیں۔ دس سال کے اندر ان کو اپنی corrections کرنے کا، چیزوں کو ٹھیک کرنے کا longest period ملا ہے، دس سال میں جو چیزیں ٹھیک نہیں ہو سکیں وہ آپ کیسے aspect کرتے ہیں کہ گیارہویں سال میں ٹھیک ہو جائیں گی، بارہویں میں ٹھیک ہو جائیں گی یا کبھی بھی ٹھیک ہو جائیں گی۔ اگر کسی نے کوئی چیز ٹھیک کرنی ہو تو اس کا پلان پہلے سال بنتا ہے اور implementation اس سال کے middle میں یا end میں شروع ہو جاتی ہے اور اگلے دو سے تین سال کے بعد آپ کو changes نظر آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ آج ہم نویں سال یا دسویں سال میں یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور changes جو ہیں وہ minimal ہیں اور جو problems ہیں وہ بڑھتی جا رہی ہیں، problems جو ہیں وہ multiple سے multiple ہوتی جا رہی ہیں، یہاں تک کہ ورلڈ بنک 2003 سے ایجوکیشن کو different programmes کے through support کر رہا ہے۔ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ آپ اتنے numeric unrealistic numbers رکھتے ہیں۔ پنجاب حکومت کو یہ کہا ہے کہ اتنے unrealistic numbers ہیں کہ ان targets کو achieve ہی نہیں کیا جا سکتا۔ ان کو targets کو achieve کرنا impossibility ہے تو اس لئے انہوں نے بھی کہا ہے کہ اس کی funding check کریں کہ جہاں پر آپ funding کر رہے ہیں because of corruption and because of lack of ability کیونکہ ہم بڑے نعرے مار دیتے ہیں اور نعروں کے end پر کیا ہوتا ہے کہ جو capacity دینی ہوتی ہے اور وہ کرنے کی capacity ہے ہی نہیں۔

جناب سپیکر! میں دو اور بہت ضروری issues پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو انرولمنٹ جو کہ 2010-11 میں 70 فیصد پر تھی، 2014-15 میں چھ سے دس سال کے بچوں کی 70 فیصد پر تھی، بہت

انرولمنٹ establish ہے، ابھی تک کہیں اوپر نہیں گئی۔ ہم ہر دفعہ یہ کہتے ہیں اور دعوے کرتے ہیں کہ اتنی انرولمنٹ بڑھ گئی ہے مگر ہم یہ نہیں دیکھتے کہ چھ سے دس سال کا بچہ جس نے سکول میں جانا ہے اور پھر وہ سکول میں رہ بھی رہا ہے یا نہیں رہ رہا۔ اس کو سکول کے اندر sustain کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر! ہم نے ساری ایجوکیشن پرائیویٹ سکولوں کے اوپر ڈال دی ہوئی ہے۔ پرائیویٹ سکولوں کے اندر اس وقت جتنا مافیا ہے، پرائیویٹ سکولوں سے بڑا مافیا اس وقت کوئی ہے نہیں جو کہ عام عوام کا خون چوس رہا ہے۔ انہوں نے جو فیسیں بڑھا دی ہوئی ہیں اور یہ حکومت ان کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ یہ حکومت کے لوگ اور بیوروکریسی ساتھ ملی ہوئی ہے ورنہ ایسی حکومت جو فیسوں کو کنٹرول نہیں کر سکتی، جو کہ پرائیویٹ سکولوں کے مافیا کے پریشر کے نیچے اتنی دبی ہوئی ہے کیونکہ سب مل کر پیسے بنا رہے ہیں، پرائیویٹ سکول ان کو پیسے دیتے ہیں، ان کو چپ کرانے کے لئے رشوتیں دیتے ہیں، آپ دیکھتے ہیں کہ ہر دفعہ پرائیویٹ سکولوں کے ساتھ جو issue اٹھایا جاتا ہے وہ کسی نہ کسی stage پر آکر ختم ہو جاتا ہے۔ پچھلے سال فیسیں بڑھائی گئیں، پھر فیسیں بڑھیں۔ (شور و غل)

جناب قائم مقام سپیکر: جس نے گپ شپ لگانی ہے وہ باہر بیٹھ جائے۔ ڈاکٹر صاحب! آپ بات کریں۔ وہ سن رہے ہیں، آپ بات کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جب تک بیوروکریسی، اس کے اندر بہت سے لوگ ہیں، منسٹرز، سب لوگ یہ جب تک اپنے آپ کو صحیح رستے پر لے کر نہیں آئیں گے یہ پرائیویٹ سکولوں کا مافیا جو ہے یہ کبھی بھی عام عوام کا خون چوسنا بند نہیں کرے گا۔ میں آپ کو یہ بتا دوں کہ اس میں ساری involvement گورنمنٹ کی ہے۔ پہلے فیسیں بڑھائی گئیں تو ان کو روک دیا گیا، اب دوبارہ کیوں بڑھائی جا رہی ہیں؟ آج پرائیویٹ سکول کی فیس جا کر دیکھیں کہ چالیس، چالیس ہزار روپیہ مہینہ پر چلی گئی ہے۔ کون چالیس ہزار روپیہ afford کرتا ہے؟ آپ عام لوگوں کے بچوں کو جا کر دیکھیں، یہ میں بیکن ہاؤس کی بات کر رہا ہوں، یہ میں گرائمر سکول کی بات کر رہا ہوں، یہ میں آپ کے جتنے مافیا کالج ہیں ان کی بات کر رہا ہوں، ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ آج بھی یہ جو سارے یہاں بیٹھے ہیں یہ بھی یہی فیسیں دیتے ہوں گے۔ ان کو بھی پتا ہے مگر یہ بولنا کچھ نہیں چاہتے۔ سکول ایجوکیشن کی ساری بیوروکریسی involve

ہے، منسٹرinvolvedہیں، سبinvolvedہیں۔ سارے لوگ اس میںinvolvedہیں کیونکہ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، کوئی چیک کرنے والا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کو یہاں پر ایک زبردست انکشاف کر کے کرپشن کا بتانے لگا ہوں جو پچھلے سال 4321 سکولوں میں شروع ہوئی اور اس سال آگے چل رہی ہے۔ پچھلے سال 2015-16 میں ایکapproveہوا کہ 4000 سکولوں کو سولر کیا جائے۔ اس کی fee consultation ایک کروڑ روپیہ تھی اور 4000 سکولوں کو سولر کرنے کا بجٹ ڈیڑھ ارب روپیہ تھا، یہ biding UET. through University کو مل گیا۔ یہ UET کو ملا کیونکہ یہ حکومت کے پسندیدہ لوگوں کو نہیں مل سکا جو کہ ZTE ایک کمپنی ہے اس کو نہیں ملا، دوسرے لوگ بھی کورٹ میں چلے گئے اور جب اس ساری چیز کا حکومت کو پتا لگا کہ یہ کورٹ میں چلے گئے ہیں اور اب ساری چیزیں کھل کر سامنے آجائیں گی کہ یہ کیا exactly projectہے اور اس میں کتنی کرپشن ہے تو انہوں نے کہا کہ نہیں جی، ہم نے یہ پراجیکٹ کرنا ہی نہیں ہے۔ آپ یہ بات بڑے غور سے سنئے گا، ایک کروڑ روپیہconsultancy fee اور بجٹ 1.5۔ارب روپیہ۔ یہ چیز دوبارہ اب اٹھائی گئی ہے اور اس کو اس بجٹ میں شامل کیا گیا ہے۔ اب اس کیconsultation fee پچاس کروڑ روپیہ کر دی گئی ہے، اس میں بیس ہزار سکول ڈال دیئے ہیں اور اس کا بجٹ 17۔ارب روپے کر دیا ہے۔ ذرا ایک منٹ کے لئے حساب لگائیں کہ 2015-16 میں چار ہزار سکولوں کے لئے ایک ارب روپیہ تھا اب بیس ہزار سکول یعنی پانچ گناہ، زیادہ سکول کئے گئے اگر اس کا بجٹ بھی پانچ گنا کریں تو 7.5۔ارب روپیہ بنتا ہے لیکن انہوں نے اس کے لئے 17۔ارب روپیہ رکھا ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ 10۔ارب روپے کی کرپشن ہو گی اور 7۔ارب روپے کا کام ہو گا۔ 9.5۔ارب روپیہ کسی کی جیب میں جائے گا۔ یہ پراجیکٹ کس کو دیا جا رہا ہے؟ میں نام لے دیتا ہوں تاکہ ریکارڈ پر آئے امجد خان صاحبCEO قائداعظم سولر بہت زیادہactiveہوئے ہوئے ہیں اور لوگوں کو دھمکیاں لگا رہے ہیں کہ وزیراعلیٰ نے مجھے کہہ دیا ہے کہ یہ ہونا ہی ہونا ہے اس لئے فکر نہ کرنا، اس پر کوئی سوال کرے، کوئی اسے چھیڑے اور نہ ہی اس پر کوئی کیس کرے کیونکہ یہ ہونا ہے اور وزیراعلیٰ نے مجھے گرین لائٹ دے دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں دوبارہ نمبر بتا دوں کہ16-2015 میں ڈیڑھ کروڑ روپے consultation feeاور1.5۔ارب روپے کا پراجیکٹ تھا اور 18-2017 میں50 کروڑ روپےfee consultationاور 17۔ارب روپے project cost ہے یعنی 9.5 سے 10۔ارب روپیہ ایجوکیشن کے نام پر کسی کی جیب میں جارہا ہے اور ہم ان سب چیزوں کو سولر بنانے جارہے ہیں۔ شاید حکومتی لوگوں کے لئے یہ بڑی چھوٹی سی رقم ہو اس لئے ان کو فرق نہیں پڑتا لیکن اگر عوام سے پوچھا جائے کہ 9.5۔ارب روپیہ کس کی جیب میں جارہا ہے۔ قائد اعظم سولر کے امجد خان جیسے CEO کو پکڑا جائے کہ یہ جا کر اپنا influenceاستعمال کر کے اپنے لوگوں کو ہی bids دے رہے ہیں اور اپنے لوگوں کو ہی پیسے دے رہے ہیں ان کی جیب میں بھی ڈال رہے ہیں اور اپنی جیبوں میں بھی ڈال رہے ہیں۔ میرے خیال میں جو JIT بنی ہوئی اس میں سب چیزیں سامنے آجائیں گی۔

جناب سپیکر! میں آخر میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو targets set کئے جاتے ہیں جو budgetsدیئے جاتے ہیں جو بجٹ پیش کئے جاتے ہیں ان کے بارے میں یہاں آ کر اس طرح لیکچر دیا جاتا ہے جس طرح کلاس میں کھڑے ہو کر کوئی سنا دیتا ہے۔ ہمیں نہ تو پہلے کبھی confidence میں لیا گیا ہے نہ اب لیا جائے گا اب تو خیر آخری بجٹ ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ چیز بھی ختم ہو گئی اس ملک کی تباہی پھرنی بھی ختم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ عام آدمی کا سوچیں، عوام کا سوچیں لیکن ہمیں پتا ہے کہ آپ کو عوام کی فکر اس لئے نہیں کیونکہ آپ کو عوام کے ووٹ نہیں چاہئیں چونکہ آپ لوگوں کو ڈبے بھرنے آتے ہیں۔ میری صرف اتنی استدعا ہے کہ عوام کا سوچیں، اپنی اگلی generation کا سوچیں کہ ایجوکیشن ہماری اگلی generation کے لئے ہے ہمارے لئے نہیں ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بہت شکریہ۔ جی، میاں محمد اسلم اقبال!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ایاک نعبد وایاک نستعین۔

الھم صل علیٰ سیدنا محمد والہ و عترتہ بعدد کل معلوم لک

تمام تر تعریفیں اس رب کائنات کے لئے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے اور تمام تر درود پاک اس نبی پاکؐ کے لئے جن کی خاطر یہ جہاں بنایا گیا۔ اپوزیشن کی طرف سے تعلیمی بجٹ پر جو motion cut دی گئی ہے جس میں ہم نے تعلیمی بجٹ کو cut کر کے ایک روپیہ رکھنے کی جو تحریک پیش کی ہے اس کی کچھ وجوہات ہیں۔ کسی بھی قوم کی ترقی کے معیار کا اندازہ اس کے تعلیم کے شعبے سے لگایا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر تعلیم کے حوالے سے اچھے اور بہتر انداز میں کسی پلاننگ اور مینجمنٹ کے تحت آنے والی نسل کو educate کیا جائے تو پھر وہ قومیں بنتی ہیں۔ پاکستان کے اندر کسی طرح بھی، کسی لحاظ سے بھی talent کی قابلیت کی کمی نہیں ہے، اس ملک نے ہر شعبہ ہائے زندگی میں بڑے بڑے نام پیدا کئے ہیں اگر آپ انہیں مختلف subjects کے اندر دیکھیں تو انہوں نے دنیا کے اندر اپنا نام بھی بہت کمایا ہے۔ آج سے 25/30 سال پہلے پاکستان کے تعلیمی ادارے بہتر انداز میں لوگوں تک تعلیم پہنچا رہے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس چیز کو دیکھا جائے تو اس وقت کے دور اور آج کے دور میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ آج سے 25/30 سال پہلے اگر گھر میں کوئی مہمان آتا تو پوچھتا تھا کہ بچہ کس سکول میں پڑھتا ہے تو کہا جاتا تھا کہ فلاں سرکاری سکول کے اندر پڑھتا ہے اور اگر کہا جاتا کہ پرائیویٹ سکول کے اندر پڑھتا ہے تو اس کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا تھا کیونکہ سرکاری سکولوں کا معیار بہت اوپر تھا۔ یہاں پر جو بیوروکریٹ بیٹھے ہیں وہ سرکاری سکولوں سے پڑھ کر آئے ہیں جو اب اچھی پوسٹوں پر ہیں، اکیس یا بائیس گریڈ میں بیٹھے ہیں۔ اس وقت کے سرکاری سکولوں کا معیار اور آج کے سرکاری سکولوں کا معیار آپ کے سامنے ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جو کام حکومت کے کرنے والا تھا اس نے پرائیویٹ اداروں پر چھوڑ دیا ہے۔ جب حکومت اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرے گی تو پھر کون کرے گا؟ پھر کوئی اور شخص کرے گا۔ پھر پرائیویٹ سکول آہستہ آہستہ بڑھنے شروع ہو گئے اور اتنے بڑھ گئے کہ حکومت ان کے سامنے دب گئی۔ اب اگر گھر آئے مہمان کو کوئی یہ کہتا ہے کہ میرا بچہ سرکاری سکول میں پڑھتا ہے تو اس سے سوال ہوتا ہے کہ نزدیک کوئی اچھا پرائیویٹ سکول نہیں ہے؟ پہلے الٹ سوال ہوتا تھا اب الٹ سوال ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! پل اور انڈر پاسز بنا دینے سے قومیں نہیں بنا کرتیں بلکہ قومیں تعلیم سے بنتی ہیں، تعلیم کے زیور سے بنتی ہیں۔ اگر آج ہم اپنی قوم کو تعلیم دیں گے تو کل ایک مضبوط قوم بن کر ابھرے گی لیکن ہماری توجہ اس طرف نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہی نہیں کہ یہ قوم پڑھ لکھ جائے کیونکہ جس طرح گورنمنٹ focus کرتی ہے کہ کوئی پڑھا لکھا علاقہ ہے وہاں پر تو پی ٹی آئی کو ووٹ پڑے گا۔ اب جو census آگئے ہیں اس کے بعد تو حکومت کی کوشش ہوتی ہے کہ اس علاقے کو کاٹ کر دائیں بائیں کر دیا جائے اور اس قوم کو اسی طرح uneducated رکھا جائے اور یہ سب کچھ ایک منصوبے کے تحت ہو رہا ہے ۔ اگر کوئی لیڈر آ جائے تو وہ پانچ دس سالوں میں قوموں کی حالت بدل کر رکھ دیتا ہے لیکن یہاں پر تو تیس تیس سال ہو گئے ہیں اور ہم یہی سنتے آرہے ہیں کہ غریب کے بچے کو سکول میں داخل کرائیں گے، ہم تھانہ کلچر بدلیں گے ہم پٹوار کلچر بدلیں گے۔ بدلیں گے کا لفظ آتا ہے لیکن جہاں پر انڈر پاسز یا پل جاتی امرا رائیونڈ جانے ہیں تو وہ تین ماہ کے اندر بن جاتے ہیں، راتوں رات اس کا estimate بنتا ہے، راتوں رات اس کا ٹینڈر ہوتا ہے، راتوں رات ہیٹ اور جوتے پہن کر اس پراجیکٹ پر کھڑے ہو کر تین مہینے میں مکمل کر لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہم پچھلے پانچ سال کے تعلیمی بجٹ کا موازنہ کریں، ہماری فاضل منسٹر صاحبہ نے فرمایا کہ ہم تعلیم کا بجٹ بڑھا رہے ہیں۔ چلیں، ہمیں بھی تھوڑا سا بتا دیں کہ تعلیم کا بجٹ کس طرح سے بڑھ رہا ہے؟ آپ کی بجٹ کی کتابیں میرے پاس پڑی ہوئی ہیں، میں نے اس میں سے تھوڑی سی figures نکالی ہیں، میں ابھی ان کا reference بھی دوں گا اور اگر یہ figures غلط ہوں تو بے شک آپ مجھے غلط ثابت کر دیجئے گا۔ یہ بجٹ کی موٹی موٹی کتابیں ہیں۔ اس میں ڈویلپمنٹ بجٹ کی کتاب میں انہوں نے ایجوکیشن کے بجٹ کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے اور اس کے head ہی تبدیل کر دیئے ہیں یعنی تعلیم کے ڈویلپمنٹ بجٹ کو انہوں نے گورنمنٹ بلڈنگز میں ڈالا ہوا ہے۔ اب ایک عام آدمی بجٹ کی کتاب سے تعلیم کے بجٹ کو کس طرح سے دیکھے گا؟

جناب سپیکر! سال 14-2013 میں موجودہ حکومت نے اپنا پہلا بجٹ پیش کیا تھا۔ اس وقت کل بجٹ 871۔ ارب روپے تھا جس میں سے 232۔ ارب روپے تعلیم کے لئے رکھے گئے اور یہ ٹوٹل بجٹ کا 26.36 فیصد بنتا ہے۔ اگلے مالی سال 15-2014 میں انہوں نے کل 1033۔ ارب روپے کا بجٹ

پیش کیا جس میں سے 273۔ارب روپے تعلیم کے لئے مختص کئے گئے جو کہ ٹوٹل بجٹ کا26.48فیصد بنتا ہے۔اسی طرح2015-16میں کل بجٹ1452۔ارب روپے تھا جس میں سے 310۔ارب روپے تعلیم کے لئے رکھے گئے اور یہ کل بجٹ کا21.34فیصد بنتا ہے۔اس کے بعد2016-17میں کل بجٹ 1650۔ارب روپے تھا جس میں سے تعلیم کے 312۔ارب روپے رکھے گئے جو کل بجٹ کا 18.90فیصد بنتا ہے۔اب سال2017-18کے لئے انہوں نے1970۔ارب روپے کا کل بجٹ پیش کیا گیا ہے جس میں سے 345۔ارب روپے تعلیم کے لئے رکھے گئے ہیں جو کہ ٹوٹل بجٹ کا17.51فیصد بنتا ہے۔پچھلے پانچ سالوں میں بتدریج تقریباً9فیصد تعلیم کا بجٹ کم ہوا ہے۔یہ ان کی ترجیحات ہیں اور ان کا نعرہ یہ ہے کہ اس ملک کے اندر غریب کوئی نہیں رہے گا یعنی یہ غریب کے اُوپر اتنا وزن ڈال رہے ہیں کہ وہ ویسے ہی دنیا سے چلا جائے۔موجودہ حکمرانوں کی قطعاً یہ پالیسی نہیں کہ اس قوم کوeducate کیا جائے۔

جناب سپیکر!department wise allocationیعنی جو ان کاwhite paperہے میں اس کے اندر سے کچھ figures پڑھنا چاہوں گا اور پھر ان کوEstimates of Charged Expenditure and Demand for Grants Developmentکے اندر رکھی گئی figuresکے ساتھ tallyکروں گا کیونکہ ان دونوں کے اندر بہت زیادہ فرق ہے۔سکولز ایجوکیشن کے حوالے سے انہوں نے جو بجٹ رکھا ہے پہلے میں اس سے متعلق بات کروں گا۔منسٹر صاحبہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے تعلیم کا بجٹ کم نہیں کیا بلکہ ہم نے تو تعلیم کا بجٹ بڑھایا ہے اگر واقعی آپ نے تعلیم کا بجٹ بڑھایا ہے تو پھر اسے ان کتابوں میں بھی بڑھا دینا چاہئے تھا کیونکہ بجٹ کی ان کتابوں کے مطابق تو تعلیم کا بجٹ کم ہوا ہے۔یہ میرے پاس Estimate of Charged Expenditure and Demand for Grants Development 2017-18کا Volume-1ہے اور اس میں سکولز ایجوکیشن کا بجٹ دیا گیا ہے جس کے مطابق 47۔ارب29کروڑ96لاکھ اور 92ہزار روپے 2016-17کا بجٹ Estimateتھا۔اب آپ اندازہ لگائیں کہ ان کے نزدیک ایجوکیشن کتنی اہم ہے۔انہوں نے اس کوreviseکر کے 42۔ارب79کروڑ83لاکھ8ہزار126روپے کر دیا۔اس

حکومت نے سکولز ایجوکیشن کی مد میں آئندہ مالی سال کے لئے 47-ارب اور 12 کروڑ روپے کا Budget Estimate دیا ہے۔

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ کہہ رہی ہیں کہ ہم نے تعلیم کا بجٹ بڑھادیا ہے جبکہ ان بجٹ کتابوں کے اندر تعلیم کا بجٹ کم ہوا ہے۔ یہ کتاب میں نے نہیں بلکہ آپ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کتاب کے اندر لکھا ہوا ہے کہ آپ نے تعلیم کا بجٹ کم کیا ہے اور اس کے figures اس چیز کا ثبوت ہیں۔ دوسری طرف آپ نے اپنے وزراء کرام اور سیکرٹریوں کے لئے نئی گاڑیاں خریدنے کے لئے بجٹ بڑھا دیا ہے۔ Austerity Committee کی ہدایات کو بالکل نظر انداز کرتے ہوئے نئی گاڑیاں خریدنے کے لئے بجٹ بڑھا دیا گیا ہے۔ آپ نے ایجوکیشن کے لئے بجٹ پہلے کی نسبت بہت کم مختص کیا اور پھر اس کو بھی پورا utilize نہیں کیا گیا۔ ہمارے صوبہ پنجاب کے اکثر پرائمری سکولوں میں چاردیواری، کلاس رومز اور واش رومز نہیں ہیں، ان میں بجلی کی سہولت میسر نہیں اور اساتذہ نہیں ہیں۔ ان سکولوں میں انہوں نے گدھے اور گھوڑے باندھے ہوئے ہیں۔ اس حکومت نے ایک کھوتا پال سکیم نکالی ہے جس کا بجٹ میں آپ کو بتاؤں گا کیونکہ ان میں سے شاید کسی نے نہیں پڑھا ہوگا۔ آپ ان کی ذہانت کا اندازہ لگا لیں کہ سکولوں میں missing facilities provide کرنے کی بجائے یہ اپنے وزیروں اور سیکرٹریوں کے لئے مہنگی مہنگی گاڑیاں خرید رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں ہائر ایجوکیشن کے لئے مختص کئے گئے بجٹ کے حوالے سے بات کروں گا۔ ڈویلپمنٹ بجٹ کے Vol-1 کے مطابق سال 17-2016 میں ہائر ایجوکیشن کے لئے انہوں نے 12-ارب روپے رکھے تھے اور اب 18-2017 کے لئے صرف 11-ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ وزیر خزانہ صاحبہ کہتی ہیں کہ ہم نے تعلیم کا بجٹ بڑھایا ہے جبکہ یہاں اس کتاب کے مطابق تو تعلیم کا بجٹ کم ہوا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں سپیشل ایجوکیشن کے بجٹ کی طرف آرہا ہوں۔ اس موجودہ حکومت کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ اگر کوئی معذور یا mentally retarded بچے سکولوں میں جارہے ہیں تو ان کے ساتھ نیکی کر لیں۔ اسی Vol-1 کے اندر انہوں نے 66 کروڑ اور 90 لاکھ روپے سپیشل ایجوکیشن کے لئے رکھے تھے لیکن خرچ صرف 28 کروڑ روپے کئے گئے ہیں۔ 66 کروڑ تھا جو revise ہو کر 28 کروڑ ہو

گیا یعنی ان کو بھی نہیں چھوڑا اور انہوں نے یہ پیسا بھی نکال کر اورنج لائن ٹرین پر لگا دیا، ماڈل ٹاؤن کی سڑکوں پر لگا دیا اور جاتی امرا کی سڑکوں پر لگا دیا۔ یہ کم از کم اس ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی کا پوچھ لیتے کہ 66 کروڑ روپیہ ان بچوں کے لئے رکھا ہے تو اس کا جو 28 کروڑ روپیہ لگا رہے ہو تو اگر allocation کر ہی لی ہے تو پھر اس کو دیکھ لیتے۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ اس میں ان کی تسکین، تسلی اور تشفی نہیں ہوئی بلکہ انہوں نے 66 کروڑ کو اب اس بجٹ میں ڈالا ہے تو 54 کروڑ روپیہ کر دیا ہے اور کہتے ہیں کہ ہم نے تعلیمی بجٹ بڑھا دیا ہے۔ انہوں نے معذوروں کو نہیں چھوڑا تو باقیوں کے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟ یہ ان کی لکھی ہوئی کتابیں ہیں، کوئی ہماری لکھی ہوئی کتابیں نہیں ہیں۔ اب میں آپ کو صفحہ نمبر 376 پر بتانا چاہوں گا۔ اس سے پہلے میں نے بات کی تھی کہ ایجوکیشن کا بجٹ بلڈنگ میں ڈال کر سارا گڑبڑ کر دیا ہے۔ میں جو کھوتا پال سکیم کہہ رہا تھا کہ Donkey conservation and breed improvement اس کے لئے انہوں نے دو کروڑ روپیہ رکھا ہے اور ان کا فارم LES بہادر نگر اوکاڑہ میں ہے۔ گیلانی صاحب جو منسٹر ہیں وہ کدھر گئے ہیں، اُن کو مبارک ہو کہ ان کی اب کھوتا پال سکیم بھی introduce ہو گئی ہے۔ بجائے اس قوم کو تعلیم دینے کے یہ کھوتا پال سکیم کے اوپر عمل کر رہے ہیں اور ماشاء اللہ ہمیں اسمبلی کے اندر نظر بھی آ رہا ہے بلکہ کھوتوں، گھوڑوں کا گوشت بھی کھلا رہے ہیں اور سارا کام چل رہا ہے۔ میں نے جو کمیٹی کی بات کی تھی کہ اس کے اندر وزراء اور سیکرٹری صاحبان کے لئے 9 کروڑ روپے کی گاڑیاں خریدی ہیں۔ یہ صفحہ نمبر 376، گرانٹ نمبر 10 جنرل ایڈمنسٹریشن میں purchase of transport ہے۔ اس میں پیسے تقریباً 94 کروڑ 56 لاکھ روپے رکھے گئے تھے جبکہ گاڑیاں ایک ارب 85 کروڑ 86 لاکھ روپے کی خریدی گئیں۔ ابھی میں پولیس کی یا کسی دوسرے ڈیپارٹمنٹ کی گاڑیاں نہیں بتا رہا بلکہ یہ وہ بتا رہا ہوں جو صرف وزراء اور سیکرٹری صاحبان کے لئے خریدی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ 2017-18 کے اندر مزید نئی گاڑیاں خریدنے کے لئے اس کا بجٹ 2۔ارب 17 کروڑ روپیہ کر دیا گیا ہے حالانکہ وزیر اعلیٰ جلسوں کے اندر انگلی اٹھا کر اعلان کرتے تھے کہ مجھے ہیلی کاپٹر کی ضرورت نہیں ہے، میں پیدل چلا جاؤں گا۔ آپ اربوں روپے کی گاڑیاں خرید

رہے ہیں لیکن بچوں کو ایجوکیشن دینے پر سکولوں کی missing facilities کے اوپر آپ ایک چیز بھی لگانے کو تیار نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! یہ لوکل گورنمنٹ کی گاڑیاں شاید اس میں شامل ہوں گی۔ آپ کے نئے نظام کے تحت لوکل گورنمنٹ کے جو چیئرمین بنے ہیں شاید ان کی گاڑیاں بھی شامل ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں آپ سے تکرار نہیں کرنا چاہتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا اس میں شامل ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ اس کتاب کے اندر دیکھیں کہ کیا لکھا ہوا ہے؟ میرا start چونکہ لوکل گورنمنٹ سے ہے، وہاں سے الیکشن لڑتے ہوئے پنجاب اسمبلی تک پہنچا ہوں۔ اب میرے حلقے کے اندر سمن آباد پوسٹ گریجویٹ ڈگری کالج ہے اس کے اندر 2002 سے 2007 کے دوران بچیوں کی تعداد اڑھائی سے تین ہزار تھی اور آج وہاں پر آٹھ ہزار بچیاں پڑھ رہی ہیں۔ ان بچیوں کے لئے ہم نے نئے بلاکس اور کلاس رومز بنائے لیکن آج آپ جا کر دیکھیں تو قرب و جوار کی بیٹیاں جو غریب گھرانوں کی ہیں اور فیس ادا نہیں کر سکتیں وہ وہاں پر آ کر پڑھ رہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کالج کو میں نے نہ صرف پوسٹ گریجویٹ کروایا بلکہ اس کے اندر بلاکس اور کلاس رومز بھی بنوائے لیکن میں آج آپ کو یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ انہیں یہ بھی برداشت نہیں ہوا کہ اس کے حلقے میں کالج ہے جس کا بجٹ بھی کم کر دیا ہے حالانکہ یہ شرمناک چیز ہے۔ میں صفحہ نمبر 1195 پر بتاتا ہوں۔

(اذانِ جمعہ)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! 2017-18 نان ڈویلپمنٹ کے current expenditure صفحہ نمبر 1195 میں گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج فار وومن سمن آباد لاہور کے لئے پہلے 2016-17 میں 23 کروڑ 82 لاکھ 59 ہزار روپے کا budget estimate تھا جسے کم کر کے 21 کروڑ 92 لاکھ 57 ہزار روپے کر دیا گیا ہے۔ جیسے جیسے اس کالج کے اندر بچیوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اور وہاں پر مزید سہولتوں کی ضرورت ہے تو آپ اندازہ لگا لیں کہ بجائے اس کے کہ اس کالج کو appreciate کیا

جائے، وہاں پر نیا بلاک بنا کر دیا جائے اور جو لوگ اپنی بچیوں کو فیسیں نہ ہونے کی وجہ سے پرائیویٹ اداروں میں نہیں پڑھا سکتے اُن کا بجٹ کم کر دیا ہے کیونکہ وہ کالج میرے حلقے میں ہے۔ اس کالج کے بجٹ کو زیرو کر دیں ہم خود چلا لیں گے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ صفحہ نمبر 1193 میں Non development کی گرانٹ نمبر 15 پر ٹوٹل بجٹ 61۔ارب روپیہ رکھا تھا اور 50۔ارب revise ہو گیا جس میں salary and non-salary دونوں علیحدہ علیحدہ کر کے 30۔ارب اور 10۔ارب علیحدہ کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں وہ پیسا کہاں پر استعمال کیا ہے، وہ کس پُل کے اوپر لگا ہے یا کس Ring road پر لگ گیا ہے؟

جناب سپیکر! آپ کی سڑکوں کا جو بجٹ ہے اگر اس میں آپ 10 روپے رکھتے ہیں تو ضمنی بجٹ آپ 20 روپے ڈال دیتے ہیں کہ ہم سے زیادہ خرچ ہو گیا ہے لیکن جہاں سے قوم بنی ہے اس پر آپ نے بجٹ خرچ نہیں کرنا کیونکہ آپ نے قسم کھائی ہوئی ہے۔ ہمیں اشتہاروں کی شکل میں صبح اُٹھ کر تعلیم ملتی ہے، مال روڈ فلیکس اور بینرز پر اخبارات میں اور ٹی۔وی پر اس غریب قوم کے خون پسینے کی کمائی اور tax money کو خرچ کیا جا رہا ہے۔ آج کل تو وزیر اعلیٰ ماڈلنگ کر رہے ہیں، ان کی ہیلتھ کے حوالے سے بھی ایک تصویر آئی ہوئی ہے اور ماشاء اللہ وہ بڑے سٹائل کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں اور وہ سٹائل عوام کو روزانہ دس کروڑ کا پڑ رہا ہے۔

جناب سپیکر! اب اگلی بات لیپ ٹاپ کے حوالے سے کرتا ہوں کہ ایجوکیشن کے حوالے سے آپ نے بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اس قوم میں آپ نے لیپ ٹاپ تقسیم کر دیئے ہیں اور key performance indicators آسمان کی بلندیوں تک چلے گئے ہیں۔ اس سے پوری دنیا کے اندر IT کے حوالے سے پاکستان کا نام روشن ہو گیا ہے اور اتنی زیادہ تیزی سے پاکستان ترقی کر رہا ہے کہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو پکڑ کر رکھیں کہ کہیں زیادہ آگے ہی نہ نکل جائے۔ آپ اندازہ کریں کہ 20۔ارب روپے کے لیپ ٹاپ بانٹے گئے ہیں اور مزید ڈھٹائی کے ساتھ 7۔ارب روپے کا مزید اعلان کیا گیا ہے۔ مجھے بتائیں کہ میٹرک پاس بچے کو آپ لیپ ٹاپ دیتے ہیں وہ اس لیپ ٹاپ سے کیا کرے گا کیا وہ assignment کرے گا؟ اس 27۔ارب روپے سے لاکھوں کی تعداد میں کلاس رومز بنائے جا سکتے تھے

لیکن ان کی ضد ہے۔ اس کے علاوہ لیپ ٹاپ کے سکینڈل کا بھی آپ کو پتا ہے جو سامنے آیا تھا اور اس پر ACS کی سربراہی میں ایک کمیٹی بھی بنی کہ double لیپ ٹاپ تقسیم کئے گئے ہیں۔ اس پر رپورٹیں وزیر اعلیٰ ہاؤس تک چلی جاتی ہیں اور پھر معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔ میرے پاس اخباری رپورٹ ہے اس کے مطابق کئی طلباء کو آپ نے لیپ ٹاپ double دیئے ہیں اور fake دیئے گئے۔

جناب سپیکر! یہاں پر ایک IT یونیورسٹی بنی ہوئی ہے۔ آپ مزید ایک، دو یا تین IT یونیورسٹیز بنا سکتے تھے۔ آپ کو بہت جلدی آئی ہوئی تھی کہ آپ نے لیپ ٹاپ بانٹنے ہیں۔ آپ ایک کام کرتے سنٹرز بنا دیتے یا پبلک لائبریریز میں کمرے بنا دیتے اور وہاں پر طلبہ آتے اپنا کام کرتے اور چلے جاتے۔ وہ لیپ ٹاپ آپ کے حفیظ سنٹر کے اندر دس دس ہزار روپے میں بک رہا ہے۔ آپ نے صرف اور صرف اس لئے ایسا کیا کہ ہم یوتھ کو attract کر لیں کیونکہ یہ پی ٹی آئی کی طرف جاتی ہے۔ آپ نے وزیر اعلیٰ کی تصویر والا پڑھو پنجاب نہیں بلکہ پھڑو پنجاب اور دوڑو پنجاب والا کام کیا۔ آپ نے پھڑو پنجاب والا کام شروع کیا ہوا ہے اس کو بند کر دیں۔ 27- ارب روپے میں سے کتنا پھڑا ہو گا یہ آڈٹ رپورٹس سے آپ کو پتا چلے گا۔

جناب سپیکر! آپ اندازہ کریں کہ لوگوں کو سرکاری ہسپتال میں دوائی نہیں ملتی اور وہاں پر آپ نے WI-FI لگا دیا ہے کہ وہاں پر بیٹھ کر chatting کریں۔ اس کے علاوہ آپ نے جو Speedo بسیں چلائی ہیں ان کے اندر بھی WI-FI لگا دیا ہے یعنی قوم کا دماغ WI-FI میں ڈال دو انہیں پڑھانا نہیں ہے۔ آپ نے یہ قسم کھائی ہوئی ہے کہ اس قوم کو ہم نے پڑھانا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! آپ اندازہ کریں کہ ہم ہسپتال جاتے ہیں تو وہاں پر بڑے بڑے بورڈز لگے ہوئے ہیں کہ حکومت پنجاب کا کارنامہ ہے کہ ہم نے WI-FI مفت کر دیا ہے۔ کیا WI-FI سے مریض کو ڈسپرین مل جاتی ہے اور اس کا سر درد ٹھیک ہو جاتا ہے؟

جناب سپیکر! دانش سے خالی یہ حکومت ایک دانش سکول میں 200، 300، 400 یا 500 بچے پڑھائے گی۔ اگر پانچ سو بچہ ایک سکول میں پڑھے گا اور اس پر آپ نے اربوں روپے خرچ کر دیا ہے تو اس ضلع کے قرب و جوار میں جو سینکڑوں ہزاروں سکول ہیں جہاں پر missing facilities ہیں وہاں پر تو آپ اس سکول کو کچھ نہیں دے رہے۔ آپ کرنا کیا چاہتے ہیں؟ دانش سکول جسے یہ بڑا کارنامہ کہتے ہیں۔

آپ کے علاقے میں بھی دانش سکول بنا ہے اس کی کہانی بھی اس آڈٹ رپورٹ میں ہے اور بھی دوستوں کے علاقے میں دانش سکول بنا ہو گا ان کی کہانیاں بھی آڈٹ رپورٹس میں موجود ہیں۔ ان کہانیوں سے تھوڑا سا پردہ اٹھاتے ہیں کہ انہیں دانش سکول اچھا کیوں لگ رہا ہے؟ دانش سکول اس وجہ سے اچھا لگ رہا ہے کہ کرپشن کا ایک منبع شروع ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں دانش سکول کے حوالے سے جو چیزیں پڑھنے لگا ہوں یہ میری اپنی لکھی ہوئی ہیں اور نہ ہی میری تحریر ہے۔ آپ کے ڈیرہ غازی خان کے اندر ایک دانش سکول بن رہا ہے اس پر اتنے پیسے آپ لوگ لگا رہے ہیں اور باقی سکولوں میں کبھی آپ جا کر دیکھیں تو وہاں بچوں کے پاس جوتا نہیں ہے کہ سکول میں جوتا پہن کر چلے جائیں۔ بچے سکول جا کر کیا کریں گے وہاں استاد نہیں ہیں۔ بچے پیشاب کرنے کے لئے بھی اپنے گھروں کو آتے ہیں۔ آڈیٹر جنرل پاکستان نے ان کی کرپشن کے حوالے سے جو چیزیں سامنے رکھی ہیں اب انہیں دیکھتے ہیں کہ اس میں جو embezzlement ہے جسے یہ دیدہ دلیری اور بہادری کے ساتھ کر رہے ہیں اور ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"جھوٹا جھوٹا" کی نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ ایسا نہ کریں۔ Order in the House۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس طرح جان نہیں چھوٹی جس طرح یہ چھڑوانا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بات کریں۔ ہم سن رہے ہیں بس نماز جمعہ کا خیال کریجئے گا وقت ہونے والا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم نے بڑے تحمل سے محترمہ وزیر خزانہ کی ساری غلط باتیں سنی ہیں۔ اب یہ ہماری سچی باتیں سن لیں۔ ہم جو کہتے ہیں وہ سچ ہے اور یہ سچ ہی ان کتابوں کے اندر لکھا ہوا ہے۔ میں نے نہیں لکھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! جمعہ کی نماز کا وقت ہو رہا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جمعہ کی نماز کے بعد بات کر لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بات کریں ابھی پندرہ منٹ ہیں۔ آپ کے پاس پندرہ منٹ ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم یہیں ہیں ہم نے کہاں جانا ہے۔ یہ سننے کا حوصلہ رکھیں۔ آپ لوگ موجیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر 521 پر آڈیٹر جنرل کی رپورٹ دانش سکول کے حوالے سے ہے جو مختلف پیراجات کی شکل میں موجود ہے۔ اس پر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ:

Irregular award of work without Administrative Approval TSC advertisement 224 million rupees,

اور آپ دانش سکول بنا رہے تھے۔

District Coordination Officer, Chairman Board of Governors Punjab Danish School DG Khan invite tender during May, 2011. Three contractors participated in the tendering process. The work was allotted to the contractor for Rs. 212.36 million without administrative approval TSC and advertising on the PEPRA website.

جناب سپیکر! یہ تو آپ کے ضلع کا دانش سکول ہے۔ آپ کو تو میرے سے زیادہ علم ہونا چاہئے۔ ہم تو ادھر سنٹرل پنجاب میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ہم بات آپ ہی کی کر رہے ہیں۔ اس وجہ سے کہ وہاں پر بیٹھا ہوا شہری بھی پاکستانی ہے اور ہمارا بھائی ہے۔ اس کا بھی وسائل کے اوپر اتنا ہی حق ہے جتنا کسی لاہور کے باشندے کا حق ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ کتنی دیدہ دلیری اور بہادری ہے کہ PEPRA Rules کو violate کرتے ہوئے وہ tender کر دیا گیا اور آپ دانش سکول کا رونا رو رہے ہیں۔ یہاں پر weak supervisory role کے تحت 21 کروڑ 23 لاکھ 61 ہزار روپے کا نقصان پہنچا ہے یہ آپ کے ڈیرہ غازی خان کا سکول ہے۔ ڈسٹرکٹ میانوالی میں بھی same مسئلہ ہوا اور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر جو کہ بورڈ آف گورنرز کا چیئرمین بھی ہے پنجاب دانش سکول ہرنولی ڈسٹرکٹ میانوالی

Awarded work for the supply of food to students from rupees 95 lac, 54 thousand and one hundred without open advertisement on PPRA

یعنی وہاں پر بھی اس سے آپ کے قومی خزانے کو95لاکھ54ہزار100روپے کا نقصان پہنچا ہے۔ راجن پور ایک علاقہ ہے اس کی طرف آجائیں وہ آپ کا ہمسایہ ڈسٹرکٹ ہے تو وہاں بھی جو آپ نے کارنامہ دانش سکول کی جانب سے سرانجام دیا ہے جس کی بناء پر ساری قوم آپ کو سلام پیش کرتی ہے کہ آپ نے اتنابڑاکارنامہ سرانجام دیا ہے کہ عوام کے خون پسینے کی کمائی کو آپ کے دانش سکول میں بیٹھے ہوئے افسران نے آپ کی ناک کے نیچے بیٹھ کر54لاکھ41ہزار137روپے کا نقصان پہنچایا ہے یہ راجن پور کا حال ہے۔ آپ اپنے سکولوں میں missing facilities، سڑکوں، ہیلتھ یا دوسری چیزیں کے حوالے سے چھوٹی چھوٹی amounts کو ترستے ہوں گے لیکن آپ اندازہ کریں کہ یہ شاہانہ خرچے صرف ایک ضد پوری کرنے کے لئے کہ جی دانش سکول بننے چاہئیں پر کئے جارہے ہیں۔ دانش سکول بننا چاہئے لیکن اس وقت جب باقی تمام سکولوں کو آپ ٹھیک کرلیں پھر زبردست دانش سکول بننا چاہئے اور ضرور بننا چاہئے تاکہ وہاں پر بچے تعلیم حاصل کرسکیں لیکن جب آپ ایک سکول میں400,500بچوں کو تعلیم دے کر باقی تمام سکولوں کی ذمہ داری نہیں لے رہے تو پھر اس کا کون ذمہ دار ہے؟ڈسٹرکٹ راجن پور میں ایک دانش سکول فاضل پور ہے وہاں پر irregular payment due to execution of work beyond approved scope جو تھا وہ198.38ملین تھا تو وہاں پر یہ ہوا ہے اور وہاں پر سکول میں4کروڑ19لاکھ 62ہزار451روپے کا نقصان ہوا۔

جناب سپیکر! آپ دانش سکول اتھارٹی کو اتھارٹی پے اتھارٹی، کمپنی پے کمپنی بناتے جارہے ہیں اور جس طرح منسٹر صاحبہ نے بڑی خوبصورت بات کی ہے جو کہ میں repeat کرتا ہوں انہوں نے کہا ہے کہ وسائل ہمارے ہیں ہر چیز ہماری ہے صرف مینجمنٹ ہم باہر سے لے کر آرہے ہیں، تے فر مہربانی کروو زیراعظم وی باہروں لے آؤ جی تہاڈے کولوں مینجمنٹ نہیں ہوندی پئی تے اووی باہروں لیا کے بٹھا لو۔ اس ملک کو ٹھیکے پر دے دیں، کمپنیوں پر کمپنیاں آپ نے بنادی ہیں۔ آپ نے60کمپنیاں بنا کر اربوں روپے کا ان کو بجٹ دیا ہے تو آپ مہربانی کر کے اس ملک کو ہی ٹھیکے پر دے دیں اور ویسے بھی آپ کو ترکی کے ساتھ خصوصی پیار ہے ہر چیز ہی ترکی نوں دے چھڈی جے تے ہن چاناں دی واری آگئی اے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! یہ عمران خان کو بھی ٹھیکے پر دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: Order in the House. آپ تمام لوگ خاموش ہو جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ڈیرہ غازی خان کے دانش سکول میں بھی 89.38 ملین کا جو گھپلا ہوا ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: طارق صاحب! آپ خاموش ہو جائیں۔ محترمہ! آپ بھی تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! روجھان میں جو آپ نے دانش سکول بنایا ہے وہاں پر انہوں نے ٹینڈرنگ اور دوسرے process میں 65 لاکھ 41 ہزار 243 روپے کا گھپلا کیا ہے۔ ڈیرہ غازی خان میں سینکڑوں سکول بند پڑے ہیں لیکن ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ یہاں پر منسٹر صاحب نکلتے ہیں اور چند سکول لاہور کے پھر لیتے ہیں۔ میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا کہ میرے حلقے اور فیڈرل سپیکر صاحب کے حلقے کا سرسید سکول وہ سڑک کے اوپر لگتا رہا ہے تو یہ ان کا حال ہے۔ یہ باتیں میں آپ کو اس وجہ سے بتا رہا ہوں تا کہ آپ کو بھی پتا ہو کہ آپ کے ڈسٹرکٹ کے اندر کس طرح سے تعلیم کو دانش سکول کی شکل میں دینے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس کا رزلٹ زیرو ہے۔ اسی طرح جو مظفر گڑھ میں دانش سکول ہے اس پر بھی ایک کروڑ 21 لاکھ روپے آپ نے contractor کو benefit دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان کو figures پڑھنے نہیں آتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ منڈا صاحب! آپ خاموش ہو جائیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! یہ زبانی تقریر کیوں نہیں کرتے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔ Order in the House.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! حافظ آباد میں یہ جو دانش سکول بنا رہے ہیں اور وہاں آڈیٹر جنرل کی رپورٹ کے مطابق انہوں نے کہا ہے کہ ان کی جو contractor سے performance security تھی وہ proper نہیں ہو سکی جس کی وجہ سے قومی خزانے کو تقریباً 69 لاکھ 50 ہزار 300 روپے کا نقصان پہنچا ہے۔ اب ہم اگلی طرف آ جاتے ہیں کیونکہ آج کل آپ نے دانش سکول کے علاوہ اس قوم کو ایجوکیشن تو دینی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر532 کے اوپر ہے کہ excess irregular expenditure in the over without provision in the estimate وہ تقریباً 15.28 ملین روپے کا ایک سلسلہ کیا ہے۔ فیصل آباد میں جب انہوں نے دانش سکول بنایا تو وہاں پر بھی انہوں نے approval نہیں لی اور وہاں پر weak supervisory role کی وجہ سے قومی خزانے کو 83 لاکھ 77 ہزار 64 روپے کا نقصان پہنچا ہے جو کہ آئندہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹیوں کی نذر ہو جائے گا، وہاں پر settlement ہو گی، وہاں پر سفارشوں کے ذریعے اور حکومتی پریشر کے ذریعے سے settle کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر534 کے مطابق وہاں پر the undue financial benefit to contractor وہ 12.70۔۔۔(شور وغل)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! فیصل آباد میں دانش سکول ہی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ لوگ تشریف رکھیں۔ No۔

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر! جب فیصل آباد میں دانش سکول ہی نہیں تو یہ کیسے اس کی بات کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر ایجوکیشن یہاں ایوان میں موجود ہیں لہٰذا وہ اپنی speech میں اس کی correction کریں گے اور وہ اس کا جواب دیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ نہیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ منسٹر ایجوکیشن یہاں پر موجود ہیں وہ خود بات کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ اس ایوان کی توہین ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آپ تشریف رکھیں اور ان کو بات کرنے دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ویسے منڈا صاحب کو چاہئے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! نہیں۔ اب آپ کسی کی ذات پر بات نہ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! منڈا صاحب کو چاہئے کہ وہ کھڑے ہو کر بات کریں بیٹھ کر ویسے بھی بات نہیں کرنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! نہیں۔ آپ مجھ سے بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ سن لیں۔ یہ آپ اور پورا ایوان دیکھ لے یہ میرے پاس آڈیٹر جنرل کی کتاب ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اب میری بات بھی سن لیں کہ اب اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 12۔جون 2017 صبح 11:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2017

سوموار،12۔جون2017

(یوم الاثنین،16۔رمضان المبارک1438ھ)

سولہویں اسمبلی: تیسواں اجلاس

جلد30: شمارہ 7

383

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 12-جون2017

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ گوشوارہ برائے سال 18-2017

مطالبات زر برائے سال 18-2017 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر PC21001	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 76 لاکھ 87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 1 تا 9 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21002	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3-ارب 71 کروڑ 43 لاکھ 55 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 11 تا 53 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21003	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 60 کروڑ 31 لاکھ 90 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 55 تا 74 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21004	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 78 کروڑ 81 لاکھ 85 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 75 تا 85 ملاحظہ فرمائیں۔

طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

384

مطالبہ نمبر PC21005	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3-ارب 35 کروڑ 88 لاکھ 38 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 87 تا 110 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21006	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 8 کروڑ 77 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 111 تا 123 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21007	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 51 کروڑ 22 لاکھ 32 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قانون موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 125 تا 146 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21008	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 54 کروڑ 43 لاکھ، 30 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 147 تا 173 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21009	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 16-ارب 54 کروڑ 91 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 175 تا 341 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21010	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 46-ارب 65 کروڑ 60 لاکھ 22 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 359 تا 961 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 15-ارب 95 کروڑ 28 لاکھ 7 ہزار روپے سے	تفصیلات مطالبات زر برائے

PC21011	زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	سال18-2017جلد اول کے صفحات963 تا1029 ملاحظہ فرمائیں۔

385

مطالبہ نمبر PC21012	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو9- ارب17 کروڑ20 لاکھ44ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد اول کے صفحات1031 تا1076 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21013	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو95-ارب59 کروڑ75 لاکھ26 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد اول کے صفحات1077 تا1176 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21014	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو16 کروڑ5 لاکھ ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب گھر" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد اول کے صفحات1177 تا1191 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21015	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو40-ارب74 کروڑ96 لاکھ63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017جلد اول کے صفحات1193 تا1457 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21016	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب7-ارب28 کروڑ42 لاکھ 63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017جلد دوم کے صفحات1 تا492 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21017	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو13-ارب35 کروڑ85 لاکھ10 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد دوم کے صفحات493 تا544 ملاحظہ

	اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	فرمائیں۔

386

مطالبہ نمبر PC21018	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو15۔ارب6کروڑ7لاکھ52ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017جلد دوم کے صفحات545تا690ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21019	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو70کروڑ33لاکھ44ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد دوم کے صفحات691تا709ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21020	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو9۔ارب79کروڑ64لاکھ20ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد دوم کے صفحات711تا850ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21021	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب8کروڑ5لاکھ50ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "کوآپریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد دوم کے صفحات851تا880ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21022	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو7۔ارب56کروڑ70لاکھ53ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد دوم کے صفحات881تا942ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21023	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو7۔ارب47کروڑ57لاکھ49ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد دوم

	والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	کے صفحات943تا1069 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21024	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5۔ارب96کروڑ9لاکھ57ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017جلد دوم کے صفحات 1071 تا1120 ملاحظہ فرمائیں۔

387

مطالبہ نمبر PC21025	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو11۔ارب52کروڑ30لاکھ58ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد دوم کے صفحات 1121 تا1184 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21026	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو39کروڑ8 لاکھ75ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد دوم کے صفحات 1185 تا1201 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21027	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک۔ارب60کروڑ89لاکھ98ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد دوم کے صفحات1203 تا1217 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21028	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب73۔ارب 80 کروڑ 92لاکھ35ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30 ۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد دوم کے صفحات1225 تا1230ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21029	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو22کروڑ38لاکھ89ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017جلد دوم کے صفحات1231 تا1255ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21030	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو30-ارب40کروڑ41لاکھ56ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سبسڈیز"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد دوم کے صفحات1257 تا 1264 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21031	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3-کھرب77- ارب34 کروڑ38 لاکھ 29ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرقات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد دوم کے صفحات 1265 تا 1445 ملاحظہ فرمائیں۔

388

مطالبہ نمبر PC21032	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو88 کروڑ81 لاکھ20ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شہری دفاع"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زربرائے سال18-2017جلد دوم کے صفحات1447 تا1472 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC13033	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب42-ارب53کروڑ 26لاکھ79ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30 -جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"غلے اور چینی کی سرکاری تجارت"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زربرائے سال18-2017جلد دوم کے صفحات1473 تا1494 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC13034	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو48 کروڑ56 لاکھ61ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زربرائے سال18-2017جلد دوم کے صفحات1495 تا1506 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC13035	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال-2017 18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے"سرکاری ملازمین"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زربرائے سال18-2017جلد دوم کے صفحات1507 تا1511 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5-ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال-2017	تفصیلات مطالبات زربرائے سال18-2017جلد دوم کے

PC13050	18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	صفحات 1537 تا 1541 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC22036	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4- کھرب 54- ارب 71 کروڑ 48 لاکھ 22 ہزار ایک سو روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 1 تا 1805 ملاحظہ فرمائیں۔

389

مطالبہ نمبر PC12037	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 44- ارب 48 کروڑ 23 لاکھ 10 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1 تا 58 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12038	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 13 کروڑ 44 لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 59 تا 63 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12040	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 45 کروڑ 9 لاکھ 8 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 65 تا 66 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12041	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 90- ارب 70 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات و پل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 67 تا 698 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC12042	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 44-ارب 51 کروڑ 74 لاکھ 83 ہزار 900 روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 699 تا 1040 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12043	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 18-ارب 30 کروڑ 2 لاکھ 42 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے "میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات" وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1041 تا 1053 ملاحظہ فرمائیں۔

391

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

سوموار، 12-جون 2017

(یوم الاثنین، 16-رمضان المبارک 1438ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 55 منٹ پر زیر

صدارت

جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝١٣
وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ۝١٤ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ۝١٥ وَمَا هُمْ
عَنْهَا بِغَائِبِينَ ۝١٦ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ۝١٧ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ
مَا يَوْمُ الدِّينِ ۝١٨ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا
وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ ۝١٩

سورة الانفطار آیات 13تا19

بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔ (13)اور بدکردار دوزخ میں (14)(یعنی) جزاء کے دن اس میں داخل ہوں گے(15)اور اس سے چھپ نہیں سکیں

گے(16)اور تمہیں کیا معلوم کہ جزاء کا دن کیسا ہے؟(17)پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزاء کا دن کیسا ہے؟(18)جس روز کوئی کسی کا کچھ بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز صرف اللہ ہی کا ہو گا(19)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

محبوبؐ کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں
آتے ہیں وہی جن کو سرکارؐ بلاتے ہیں
وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرورؐ عالم کا میلاد مناتے ہیں
جن کا بھری دنیا میں کوئی بھی نہیں والی
اس کو بھی میرے آقاؐ سینے سے لگاتے ہیں
آقاؐ کی ثناء خوانی دراصل عبادت ہے
ہم نعت کی صورت میں قرآن سناتے ہیں

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار سردار وقاص حسن موکل اور محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 17/580 محترمہ شُنیلا رُوت کی ہے۔ جی، محترمہ!

لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی میں 514 ملین روپے کی بے ضابطگیوں کا انکشاف

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" کی اشاعت مورخہ یکم جون 2017 کی خبر کے مطابق لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی میں 514 ملین روپے کی بے ضابطگیوں کا انکشاف ہوا ہے۔ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے مطابق ای ٹکٹنگ کی مد میں ادا کئے گئے 216 ملین روپے سے زائد رقم کا ریکارڈ ہی موجود نہیں جبکہ 25 بسوں کے لئے دی گئی رقم میں بھی 14 ملین روپے سے زائد کا نقصان ہوا جبکہ دوسری طرف آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے مطابق لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کی 92 بسوں کی اشتہار بازی میں بھی 11 ملین روپے کی رقم اڑا دی گئی۔ مذکورہ خبر سے عوام میں شدید تشویش پائی جاتی ہے اور عوام نے حکومت سے اس بابت سخت نوٹس لینے کا مطالبہ کیا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار آج move ہوئی ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 17/583 میاں محمود الرشید کی ہے۔ جی، میاں صاحب!

لاہور کے ہسپتالوں میں ایم آر آئی اور سی ٹی سکین مشینوں کی کمی کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" کی اشاعت مورخہ یکم جون 2017 کی خبر کے مطابق لاہور کے ہسپتالوں میں ایم آر آئی اور سی ٹی سکین مشینوں کی کمی سے مریض دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں۔ شہر کے چھ بڑے ٹیچنگ ہسپتالوں میں ایم آر آئی کی صرف چار اور سی ٹی سکین کی گیارہ مشینیں ہونے کے باعث ہزاروں مریض مہینوں کے انتظار کی سولی پر لٹکے ہیں۔ دو سے تین ماہ کا وقت عام سی بات ہے۔ بتایا گیا ہے کہ ایم آر آئی اور سی ٹی سکین بروقت نہ ہونے سے بیماریاں بڑھ رہی ہیں اور کئی مریض موت کے منہ میں بھی جا چکے ہیں۔ میو ہسپتال جہاں ایمرجنسی میں روزانہ 2500 مریض آتے ہیں میں ایم آر آئی مشین دستیاب ہی نہیں جبکہ سی ٹی سکین کی دو مشینیں ہیں جن میں سے ایک اکثر خراب رہتی ہے۔ جناح ہسپتال، گنگارام ہسپتال اور چلڈرن ہسپتال میں صرف ایک ایک ایم آر آئی اور سی ٹی سکین مشین ہے جبکہ لاہور جنرل ہسپتال جو کہ پنجاب کا سب سے بڑا نیورو انسٹیٹیوٹ ہے میں بھی صرف ایک ایم آر آئی اور تین سی ٹی سکین مشینیں ہیں۔ سروسز ہسپتال میں صرف دو سی ٹی سکین مشینیں ہیں جن میں سے ایک فعال اور ایک خراب ہے۔ سرکاری ہسپتالوں میں مشینیں کم ہونے کی وجہ سے مریضوں کا لوڈ بڑھ رہا ہے جس سے ویٹنگ لسٹ بھی بڑھ رہی ہے اور فری میں ٹیسٹ کرانے والے غریب مریضوں کو مہینوں کا ٹائم دیا جا رہا ہے جبکہ فیس ادا کرنے والے اور سفارشیوں کو چند دنوں میں ٹیسٹ کروا دیئے جاتے ہیں۔ پرائیویٹ ہسپتالوں میں ایم آر آئی اور سی ٹی سکین کی فیسیں کافی زیادہ ہیں جو عام مریض کی استطاعت سے باہر ہیں۔ مزید برآں سرکاری ہسپتالوں میں دستیاب مشینوں سے زیادہ کام لینے کی وجہ سے ان کی کارکردگی متاثر ہو رہی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

مطالبات زر برائے سال 18-2017 پر بحث اور رائے شماری

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 کے مطالبات زر پر کارروائی دوبارہ شروع کرتے ہیں۔ مورخہ 9-جون 2017 کے اجلاس میں مطالبہ زر نمبر PC-21015 پر پیش کردہ کٹوتی کی تحریک پر تقاریر جاری تھیں اور وزیر تعلیم نے ابھی کٹوتی کی تحریک میں اٹھائے گئے نکات کا جواب دینا ہے اور اس کے بعد رائے شماری ہو گی۔ جیسا کہ اعلان کیا گیا تھا کہ کٹ موشنز کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی آج دوپہر 2.00 بجے تک جاری رہے گی۔ 2.00 بجے کے بعد باقی ماندہ مطالبات زر پر قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے مصدرہ 1997 کے قاعدہ 144(4) کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ میاں محمد اسلم اقبال اپنی تقریر مکمل کریں۔ جی، میاں صاحب!

مطالبہ زر نمبر PC-21015

میاں محمد اسلم اقبال:

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝

الھم صل علیٰ سیدنا محمد والہ و عترتہ بعدد کل معلوم لک۔

جناب سپیکر!جمعۃ المبارک کے دن جب میں یہاں پر کٹوتی کی تحریک پر اپنی گزارشات پیش کر رہا تھا تو حکومتی بنچوں کی طرف سے کچھ دوستوں نے یہ کہا کہ فیصل آباد میں تو دانش سکول نہیں ہے۔میں ان کی بات مان لیتا لیکن میرے ہاتھ میں جو کتاب ہے اس کے صفحہ نمبر553پر Paras Audit ہیں جس کے اندر لکھا ہوا ہے کہ:

District Coordination Officer/Chairman Board of Governors, Punjab Danish School, Faisalabad.

جناب سپیکر!اس آڈٹ اعتراض میں کہا گیا ہے کہ weak supervisory control کی وجہ سے حکومت کو-/8377064روپے کا نقصان ہوا ہے۔یہ audit books سب سے پہلے آڈیٹر جنرل آف پاکستان گورنر صاحب کو پیش کرتا ہے اور اس کے بعد یہ اسمبلی کے اندر lay ہوتی ہیں۔حکومتی بنچوں پر بیٹھنے والے میرے ساتھیوں کو معلوم ہی نہیں کہ ان کتابوں کے اندر کیا لکھا ہوا ہے؟اس لئے وہ اس پر بات بھی نہیں کر سکتے۔چونکہ میرے باقی ساتھیوں نے بھی اس پر تقریر کرنی ہے لہٰذا میں اپنی بات کو یہیں پر ختم کرتا ہوں۔اصل میں آج تو میں صرف حکومتی بنچوں کی طرف سے اُٹھائے گئے غلط اعتراض کی تصحیح کرنا چاہ رہا تھا۔اس سے پہلے میں نے حافظ آباد کے حوالے سے بات کی تھی وہ بھی اس کتاب کے اندر موجود ہے۔جہاں جہاں آپ نے authorities بنائی ہیں ان کے اندر یہ تمام چیزیں موجود ہیں۔

جناب سپیکر!میں یہ عرض کروں گا کہ کسی کی تقریر پر تنقید کرنے سے پہلے بجٹ کی کتابوں کو پڑھ لیا کریں۔حکومتی بنچوں کے میرے معزز ممبران نے بجٹ نہیں پڑھا بلکہ یہ تو Yes or No کرنے کے لئے ایوان میں آتے ہیں۔انہیں کیا پتا ہو کہ کتابوں کے اندر کیا لکھا گیا ہے؟وزیر قانون اگر Yes کہیں گے تو یہ بھی yes کہہ دیں گے اور اگر وزیر قانون No کہیں گے تو یہ بھی No کہہ دیں گے۔اگر میرے معزز ساتھی تعصب کی عینک اُتار کر یہ کتاب پڑھنا چاہتے ہیں تو میں انہیں دے دیتا ہوں وہ اسے خود پڑھ لیں۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر:جی،بڑی مہربانی۔اب محترمہ شُنیلا رُوت بات کریں گے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں کٹوتی کی تحریک پر بات کرنے سے پہلے آپ کی خدمت میں ایک شعر عرض کرنا چاہوں گی۔

اِک نالہ غمناک ہے اِک نغمہ سرشار
چھیڑوں میں بتا سازِ راگِ جاں کو کہاں سے؟

جناب سپیکر! ہم نے ایجوکیشن پر کٹوتی کی تحریک دی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ quality education, compulsory and free education کے حوالے سے پنجاب حکومت کے بہت tall claims ہیں لیکن بجٹ 18-2017 میں یہ کہیں بھی reflect نہیں ہو رہے بلکہ اس مرتبہ جو بجٹ آیا ہے وہ پچھلے بجٹ سے one percent decrease ہے۔

جناب سپیکر! میں Establishment of District Education Authorities پر بات کرنا چاہوں گی جس کے لئے 230 بلین روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے اور یہ ایجوکیشن بجٹ کا تقریباً 66.6 فیصد ہے۔ یہ بجٹ service delivery کو improve کرنے اور decision making at local level کے لئے ہے لیکن local level and District Authorities کے بارے میں ابھی تک rules of business establish or formulate نہیں ہو سکے جبکہ ہم نے funds allocate کر دیئے ہیں۔ Local Bodies involvement in decision making are questionable کیونکہ وہاں پر ابھی تک rules کی کوئی بھی formulation نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے دعویٰ کیا تھا کہ سکول انرولمنٹ 100 فیصد کی جائے گی لیکن اس کے لئے کوئی time frame نہیں دیا گیا۔ میری حکومت سے استدعا ہے کہ وہ کم از کم ایجوکیشن کے اُوپر سیاست نہ کریں۔

جناب سپیکر! بجٹ 18-2017 میں Budget of Provincial Component thirty one percent decrease ہوا ہے۔ اسی طرح ڈویلپمنٹ ریونیو بجٹ بھی three percent decrease ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ 18-2017 overall میں the apparently in allocation district budget have been increased considerably. یعنی جو districts کو بجٹ دیا گیا ہے وہ بہت زیادہ increase ہوا ہے۔

Provincial Component has decreased by 11 percent whereas the total budget allocation has increased from Rs.312,800 million to Rs.345,00 million showing an overall increase of 29 percent.

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی ایک زیادتی ہے کیونکہ

Since the Rules of Business of Local Bodies have not yet been fully developed, there is a strong possibility the budgetary allocations to districts will be under utilized

جناب سپیکر! یہ فنڈز utilize نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کے پاس کوئی know how نہیں ہے۔

Provincial Component of the Budget 119.136 billion is split between current and Development portions in the ratio of 37 percent and 63 percent respectively. 63 percent will be utilized for capital works under the control and supervision of Nazims.

جناب سپیکر! یعنی یہ بجٹ ناظم کے رحم و کرم پر دے دیا جائے گا، میں سمجھتی ہوں کہ یہ ناظموں کو نوازا جا رہا ہے اور یہ چیز بھی pre-poll rigging کے زمرے میں آتی ہے۔

جناب سپیکر! آئین کے آرٹیکل 25-A کے مطابق Free and Compulsory education for all children between the ages of 5-16 ریاست کی ذمہ داری ہے لیکن موجودہ بجٹ اس کو reflect نہیں کرتا۔ ہم نے دیکھا ہے کہ سال 2016-17 میں تعلیم کا بجٹ 1681 ملین تھا جو کہ کل بجٹ کا 18.5 فیصد بنتا ہے لیکن اس سال کل بجٹ 1970 ملین کا ہے جس میں سے تعلیم کے لئے 345 ملین روپے رکھے گئے ہیں جو کہ کل بجٹ کا 17.5 فیصد بنتا ہے یعنی تعلیم کے بجٹ میں ایک فیصد کی کمی ہوئی ہے۔ اگر میں اس کا موازنہ خیبر پختونخوا کے ایجوکیشن بجٹ سے کروں تو وہاں پر تعلیم کے لئے کل بجٹ کا 27.5 فیصد مختص کیا گیا ہے۔ انہوں نے پچھلے سال 126 بلین روپے تعلیم کے لئے مختص کئے تھے جبکہ اس سال اس کو بڑھا کر 138 بلین روپے مختص کئے گئے ہیں یعنی 17 فیصد تعلیم کے بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ جو فنڈز available ہیں وہ بھی effectively استعمال نہیں ہو رہے۔"الف اعلان پاکستان" کی ایک رپورٹ کے مطابق آج بھی ایک کروڑ بچے out of school ہیں۔پرائمری سطح کے 6لاکھ بچے out of school ہیں، مڈل لیول میں 27لاکھ بچے out of school ہیں، ہائی سکول لیول پر twenty two and half لاکھ بچے out of school ہیں، ہائر سیکنڈری لیول پر 33لاکھ یا اس سے زیادہ بچے out of school ہیں اور پچاس لاکھ بچیاں اس وقت out of school ہیں۔

جناب سپیکر! ہماری پنجاب حکومت نے Early Childhood Education کے حوالے سے بڑے دعوے کئے ہیں۔حکومت نے claim کیا ہے کہ early education special attention کو دی جائے گی۔ہماری محترمہ وزیر خزانہ نے بھی اپنی بجٹ تقریر میں اس کا برملا ذکر کیا ہے جبکہ اصل صورتحال یہ ہے کہ اس وقت پنجاب میں pre-primary education کے لئے صرف 17 ادارے یا سکول کام کر رہے ہیں اور وہ بھی صرف city areas میں واقع ہیں جبکہ rural sector میں ایسا کوئی ادارہ یا سکول نہیں ہے۔اسی طرح Pre & Primary education کی بجٹ allocation میں آٹھ فیصد کی decrease ہوئی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: Order please. Order in the House. خاموشی اختیار کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم کی توجہ چاہوں گی۔میں یہاں پر کوئی کہانیاں یا لطیفے نہیں سُنا رہی بلکہ میں تو آپ کو وہ حقائق بتا رہی ہوں جو کہ آپ کا بجٹ reflect کر رہا ہے۔and I am sorry کہ تعلیم کا بڑا سنجیدہ معاملہ زیر بحث ہے اور اس وقت ہمارے وزراء ہنسی مذاق میں مشغول ہیں۔میں سمجھتی ہوں کہ This is regrettable.

جناب سپیکر! سیکنڈری ایجوکیشن میں overall 23 percent کی آئی ہے۔پورے پنجاب میں 100 سکولز non-functional ہیں۔گورنمنٹ کا نعرہ ہے کہ بچوں کو ہم مفت اور معیاری تعلیم دیں گے اور یہ بالکل بھی نہیں ہو رہا۔پرائمری اور سیکنڈری ایجوکیشن بالکل fake ہے۔اسی طرح پرائم منسٹر اُجالا سکیم کے بارے میں بھی ذکر ہوا تو تین ہزار سے زائد سکولوں میں بجلی ہی موجود نہیں ہے تو بچوں نے کیا پڑھنا ہے میں یہ rural sector کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر! "الف اعلان" نے رپورٹ جاری کی ہے کہ 22.6 ملین بچے اور بچیاں سکولوں سے باہر ہیں جو ملک کے تمام بچوں کا تقریباً 44 فیصد بنتا ہے اور جن بچوں کو ایجوکیشن مل رہی ہے۔

That is poor quality education and 43 percent of government schools are dangerous and in dilapidated conditions.

وہاں پر بنیادی سہولیات نہیں ہیں، فرنیچر نہیں ہے اور اگر فرنیچر ہے تو وہ اچھا نہیں ہے، باتھ رومز نہیں ہیں، باؤنڈری والز نہیں ہیں، بجلی نہیں ہے اور clean drinking water بھی وہاں پر موجود نہیں ہے۔

Mr Speaker! Government Primary Schools are operating with single teacher.

اور ایک اکنامک سروے آف پاکستان کے مطابق سکولز میں has been seven percent enrolment decreased and corporal punishment میں نے دو سال پہلے اسی ایوان میں ایک قرارداد پیش کی تھی جو منظور بھی ہوئی تھی جس میں ہم نے کہا تھا کہ بچوں کو corporal punishment سے گریز کیا جائے۔ But it goes without unchecked. Nobody is checking it. ابھی حال ہی میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کوٹ شہاب، شاہدرہ، لاہور کا واقعہ ہے جہاں نویں جماعت کی ایک بچی فجر نور کو صفائی کرنے کے لئے کہا جاتا تھا اُس نے اپنی باری پر صفائی کرنے سے انکار کیا اور دو ٹیچرز نے اُس بچی کو تیسری منزل سے نیچے پھینکا جس کو شدید ضربات لگی ہیں اور وہ ہسپتال میں ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس قسم کے ٹیچرز اور اس قسم کے سکولز اس صوبہ میں ہوں گے تو پھر آپ تعلیم کے حالات بخوبی دیکھ سکتے ہیں The target of United Nations was increased i.e. Literacy rate by 88 percent by 2015. بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم اس ٹارگٹ تک نہیں پہنچ سکے۔ Progress in education is standstill. اور 2012 سے لے کر اب تک literacy rate 57 percent ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت نے outsourcing of schools کا جو کام کیا ہے میں اس کو سراہتی ہوں کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ اچھی بات ہے کہ آپ نے public private practice شروع کی ہے لیکن آپ نے 4300 سکولز source out کئے تھے جن کی رپورٹ بہت ہی خراب

ہے۔ ان سکولوں کی کوئی اتھارٹی نہیں بنائی گئی جس وجہ سے ان سکولوں کا کوئی check and balance نہیں ہے اور غریب بچوں کے لئے ان سکولوں میں کوئی کوٹا مقرر نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں تعلیم کی بات کر رہی ہوں تو میں اقلیتوں کو کیسے بھول سکتی ہوں۔ اقلیتیں اور خاص طور پر کرسچئن کمیونٹی کی پنجاب میں اور پورے ملک میں تعلیم کے حوالے سے بہت بڑی خدمات ہیں اور ہم نے بہت سارے تعلیمی ادارے بنائے جن سے بہت سارے بیوروکریٹس، وزرائے اعظم اور بہت بڑے بڑے لوگ پڑھ کر آئے لیکن 1972 میں پاکستان پیپلز پارٹی نے ایجوکیشن کا ستیاناس کر دیا اور اُس کے بعد جب ڈی نیشنلائز ہوئی تو مشرف حکومت اور چودھری پرویز الٰہی کی حکومت نے ہمارے سکولوں کو بحال کیا اور یہ سپریم کورٹ کا 1987 کا فیصلہ تھا جس پر چودھری پرویز الٰہی حکومت نے عملدرآمد کیا۔

جناب سپیکر! 29۔مئی 2017 کو منسٹر فار ہیومن رائٹس نے House on the floor of the یہ کہا تھا کہ موجودہ وزیر اعظم اُس وقت وزیر اعلیٰ پنجاب تھے جنہوں نے 1987 میں پہلا نوٹیفکیشن نکالا تھا۔ میں بڑے افسوس سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے صرف نوٹیفکیشن کیا تھا لیکن کوئی عملی کام نہیں کیا۔ انہوں نے اپنے دور حکومت میں کوئی ایک سکول بھی واپس نہیں کیا۔ مجھے بڑے دُکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ وزیر موصوف جناب خلیل طاہر سندھو نے بڑا بلند بانگ دعویٰ بھی کیا کہ ہم تو چاہتے ہیں کہ ہمارے مشنری اداروں کو اُن کے اصل مالکان کو واپس کیا جائے لیکن آج بھی ہمارے درجنوں ایسے ادارے ہیں جن کے ڈی نیشنلائز ہونے کے باوجود حکومت نے اُن پر قبضہ کر رکھا ہے اور میں یہاں پر Saint Francis School Anarkali کا ذکر کرنا چاہوں گی، رنگ محل ہائی سکول جو مشنری سکول تھا جہاں سے لاکھوں بچوں نے تعلیم حاصل کی۔ مرے کالج، سیالکوٹ بھی مشنری ادارہ ہے، یہ چرچ کی پراپرٹی ہے تب چرچ پراپرٹیز نیشنلائز نہیں ہوئی تھیں کیونکہ صرف ایجوکیشن نیشنلائز ہوئی تھی۔ کیا وجہ ہے کہ آج تک تمام سکولز اور کالجز مشنریز کو واپس کیوں نہیں دیئے گئے؟ گورنمنٹ کالج ابھی تک حکومت کی تحویل میں ہے۔ راجا بازار، راولپنڈی، خوش پور کا سکول، گوشہ امن چرچ کی زمین تھی جس پر محکمہ تعلیم نے قبضہ کر رکھا ہے۔ ایک طرف تو حکومت کہتی ہے کہ ہم قبضہ نہیں رکھنا چاہتے ہم اُن کو واپس کرنا چاہتے ہیں لیکن دوسری طرف حکومت قبضہ نہیں چھوڑ رہی تو یہ بہت بڑی زیادتی ہے اور میں سمجھتی ہوں

کہ حکومت کو چاہئے کہ یہ تعلیمی ادارے اُن کے مالکان کو فوری طور پر واپس کرے۔ ایجوکیشن ہمارا پیشہ رہا ہے اور ہم نے ایجوکیشن میں بہت بڑے بڑے کام کئے ہیں تو حکومت ہمیں ایجوکیشن سے محروم کیوں کرتی ہے اور ہم سے ایجوکیشن کا شعبہ کیوں چھین لیا ہے؟ اگر حکومت ایجوکیشن کے معیار کو بڑھانا چاہتی ہے تو آپ کی وساطت سے میری یہ درخواست ہو گی کہ ایجوکیشنل اداروں کو حکومت اُن کے اصل مالکان کو واپس کرے اور اگر حکومت نے اس پر سیاست کرنی ہے تو پھر جو کچھ حکومت کر رہی ہے وہ کرتی رہے۔

جناب سپیکر! میں 5 فیصد کوٹے کی ضرور بات کروں گی۔ حکومت باتیں تو بہت کرتی ہے اور حکومت نے کوٹے کا on the Floor of the House five percent بار بار ذکر کیا لیکن آج بھی ہمارے ڈاکٹرز، ہمارے ٹیچرز، ہماری نرسز کے لئے یہ کوٹا نہیں ہے بلکہ کوٹا اُن لوگوں کے لئے ہے جو غریب عوام ہیں۔ ہم 100 فیصد کوٹا مع انہیں دے دیتے ہیں کہ وہ سینٹری یا سیورتج کی job کریں لیکن جہاں پر ڈاکٹرز کی بات آتی ہے اور آپ نے حال ہی میں دیکھا کہ میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی۔ چلڈرن ہسپتال، ملتان اور چلڈرن ہسپتال، لاہور میں آپ نے 5 فیصد کوٹا advertise ہی نہیں کیا اور یہ آئین کی خلاف ورزی ہے۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے۔

This is a criminal act, when you go against the Constitution of Pakistan.

جناب سپیکر! 19۔جون 2014 کو سپریم کورٹ نے ایک آرڈر نکالا تھا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ پنجاب میں اقلیتوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا جائے لیکن آج تک اس کے اوپر کوئی implementation نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ:

This amounts to contempt of court and the Punjab Govt. has violated this decision of the Supreme Court.
Culture of extremism and intolerance…

جناب سپیکر! spread. Punjab Government has been involved in its آپ 2017 کے سلیبس کو اُٹھا کر دیکھیں جو Book Board Curriculum and Punjab Text نے چھاپا ہے۔ The

ان Plan and operation of Radd-ul-Fasaad. implementation of the National Action کتابوں میں اس قسم کی نفرت انگریز باتیں لکھی ہوئی ہیں جس سے بچوں کو نفرت سکھائی جاتی ہے۔ اگر آپ بچوں کے سلیبس میں اس طرح کی باتیں لکھ دیں گے تو پھر آپ extremism سے کس طرح چھٹکارا حاصل کریں گے ؟

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ:

> Government has failed to take any action against the Text Book Board. The violation of Article 221

جناب سپیکر! مزید یہ کہ اقلیتوں کے بچوں کو social through language courses, sciences and basic sciences compulsory مذہبی تعلیم دی جاتی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ:

> Government has not been able to make any arrangement for religious education of minority students.

جناب سپیکر! جو کہ supremacy of Constitution and Law کو uphold کرنے کے لئے ہونی چاہئے تھی۔ اب آپ مزید 10 ہزار سکول پرائیویٹ اداروں کو دینے جا رہے ہیں تو میں یہ کہوں گی کہ آپ یہ لاکھوں روپے کی پراپرٹیز پرائیویٹ لوگوں کو دے دیں گے اور جن کی پراپرٹیز گورنمنٹ کے پاس ہیں اُنہی آپ واپس نہیں دینا چاہتے۔ میں چاہوں گی کہ جو مشنری سکول exist کرتے ہیں اُنہی بھی حکومت support کرے تا کہ وہ بھی اپنا کام جاری رکھ سکیں۔ not committed Government is to human development. اور ایجوکیشن وہ کُنجی ہے جس سے قومیں ترقی کرتی ہیں۔ کوئی بھی قوم اُس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک لوگ پڑھے لکھے نہ ہوں۔

جناب سپیکر! میں لڑکیوں کی تعلیم کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں 64 فیصد لڑکیوں کے پاس تعلیم حاصل کرنے کا حق نہیں ہے۔ جب تک آپ بچیوں کو تعلیم نہیں دیں گے یہ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ ایک دانشور کا قول ہے کہ مجھے ایک عورت پڑھی لکھی دے دیں میں آپ کو پوری قوم پڑھی لکھی دے دوں گا۔ ہم جب تک اپنی بچیوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ نہیں کریں گے، اُنہی تعلیم نہیں دیں گے تب تک ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ ہمارے ملک میں double education standard ہے پاکستان بنے ہوئے 70 سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک چیف کالج، چاند باغ اور so called دانش سکول بھی ایک طرف

ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ 60ہزار پبلک سکولز ہیں جن میں سے 1/3 سکولز کے پاس بنیادی سہولتیں نہیں ہیں۔ تعلیم میں اس دہرے معیار کو ختم کرنا بہت ضروری ہے۔ جارج اورول کا ناول Animal Farm مجھے یاد آ رہا ہے جو انہوں نے 1946 میں لکھا تھا اور یہ ناول اُس وقت لکھا گیا تھا جب قومیں آزادی کی جدوجہد کر رہی تھیں تو جانوروں نے بھی کہا کہ ہم بھی اپنی آزادی حاصل کرتے ہیں تو انہوں نے اپنا وزیر اعظم بنا لیا اور مختلف جانوروں کو عہدے دے دیئے اور انہوں نے طاقتور جانوروں کو ان عہدوں کے لئے چُنا۔ آج ہمارا جو آئین اور قانون رائج ہے وہ بالکل جنگل کا قانون ہے جس کی 100 فیصد مشابہت Animal Farm سے کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! جس میں کہا گیا تھا All animals are equal but some are more equal. بالکل اسی قسم کا قانون آج ہمارے اس ملک میں ہے Education should be the mega project. ہمارا میگا پراجیکٹ اورنج لائن ٹرین نہیں ہونی چاہئے، ہمارا میگا پراجیکٹ سڑکیں اور پُل نہیں ہونا چاہئے بلکہ تعلیم ہمارا میگا پراجیکٹ ہونا چاہئے جس کے نہ ہونے کی وجہ سے آج ہمارے ملک میں lawlessness ہے، terrorism ہے، چوری ہے اور لوگ ایک دوسرے کو کھانے کو پڑ رہے ہیں تو ان حالات میں ایجوکیشن پر توجہ دینا بہت ضروری ہے۔ پوری دنیا کے 195 ملکوں میں سے کوئی ایک بھی ملک ایسا نہیں ہے جس میں double education system ہو۔ افریقہ جیسے undeveloped country میں بھی ایک ایجوکیشن سسٹم ہے لیکن ہمارے ملک میں ایسا نہیں ہے ہمارے ملک میں چار پانچ ایجوکیشن سسٹم ہیں جس کی وجہ سے ہماری ایجوکیشن گڈ مڈ ہوئی ہوئی ہے۔ ہر بچے کو equal opportunity ملنی چاہئے، چاہے وہ غریب ہو، امیر ہو یا اُس کا کسی بھی رنگ و نسل سے تعلق ہو۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ سڑکیں اور پُل بنانے سے ملک خوشحال نہیں ہوتے، قومیں نہیں بنتیں اور ترقی نہیں کرتیں۔ موزے تنگ سے کسی نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ کسی بھی ملک کی خوشحالی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ اُس ملک کی کچہریاں اور ہسپتال خالی ہوں اور یہ منزل صرف اور صرف تعلیم اور اچھی تعلیم سے حاصل ہو سکتی ہے The Government of Punjab needs to revisit its priorities and recommendation. اور ہم نے کٹوتی کی یہ تحریک اسی لئے دی ہے کہ حکومت عوام کو تعلیم دینے میں ناکام ہو گئی ہے لہٰذا اس کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، جناب آصف محمود!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! آپ نے دو بجے تک کا ٹائم رکھ کر وقت کی قدغن لگا دی ہے اور میرے کافی سارے ساتھیوں نے دوسرے شعبہ جات پر بھی بات کرنی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کو اس ٹائم کو کم از کم تین بجے تک کرنا چاہئے تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: قائد حزب اختلاف کے ساتھ بیٹھ کر یہ ٹائم decide ہوا تھا۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! آئین کا آرٹیکل 25 ہے اور آئین کے اندر جو چیزیں لکھی ہوتی ہیں اُس کے مطابق ریاست پاکستان 5 سے 15 سال کے بچوں کو بنیادی تعلیم دینے کے حوالے سے ذمہ دار ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں یہ حکومت کس حد تک کامیاب رہی۔ جس پارٹی کو صوبہ پنجاب کی 6 دفعہ چیف منسٹری ملی، اس کو صوبہ پنجاب میں consecutively nine years ہو چلے ہیں۔

جناب سپیکر! تیسری دفعہ وزیر اعظم وفاق کے اندر اور آپ ہی دل کے اوپر ہاتھ رکھ کر مجھے بتا دیں کہ یہاں پر بیٹھے ہوئے کتنے ممبران اسمبلی کے اپنے بچے سرکاری سکولوں کے اندر جاتے ہیں؟ کتنے ممبران اسمبلی یہ سمجھتے ہیں کہ سرکاری سکولوں کی پوزیشن یہ ہے کہ یہاں پر ہم اپنے بچوں کو بھجوا کر پرائیویٹ سکولز کی ایلیٹ کلاس کے بچوں کے مقابلے میں compete کرا سکتے ہیں؟ میرے سے پہلے یہاں پر میرے ساتھیوں نے بات کی اور کافی ساری باتیں ہو گئیں میں نہیں چاہتا کہ repetition کے اندر جا کر کہ میں اس ایوان اور اپنے ان دوستوں کا ٹائم ضائع کروں لیکن ایک humble request ہے کہ میں نے یہاں پر جو بات کی ہے ہمارے لئے یہ سوچنے کا مقام ہے کہ جس پارٹی کا چھ بار وزیر اعلیٰ رہا ہے اور یہ بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں اور ہم ان کے بڑے بڑے بینر اور پوسٹر دیکھتے ہیں اور ٹی وی میں ان کے اشتہارات چلتے ہیں کہ اس حکومت نے تعلیم کے اندر انقلابی تبدیلیاں کیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کے مقابلے میں ناتجربہ کار لوگوں کی ٹیم جو خیبر پختونخوا کے اندر کام کر رہی ہے اُس پر آپ PILDAT کا سروے لے لیں یا کسی بھی ایجنسی کا سروے اُٹھا لیں اُس ٹیم نے ایجوکیشن کے indicator میں خیبر پختونخوا کے اندر بے تحاشا بہتر کام کیا ہے اور یہ لوگوں کا کروڑوں اربوں روپیہ اشتہارات کی مد میں لگاتے ہیں۔ پنجاب کے اندر ٹوٹل 97 ہزار 998 سرکاری سکول ہیں ان میں سے 15 ہزار گھوسٹ سکول

ہیں، 11 ہزار سکول مکمل ہیں، چار ہزار سکولز کی چاردیواری موجود نہیں ہے۔ آپ کا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے اور آپ کے اضلاع میں مشہور ہے کہ وہاں کے وڈیرے سرکاری سکولوں کے اوپر قابض ہو جاتے ہیں اور وہاں پر اپنے مال مویشی باندھتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، اب اس قسم کی کوئی روایت نہیں ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ لوگ نہیں چاہتے کہ یہ قوم پڑھے کیونکہ یہ قوم اگر پڑھ لکھ گئی اور اُن کو شعور آ گیا تو ڈبوں میں سے شیر کہاں سے نکلے گا؟ اس حکومت نے پچھلے 9 سال میں ایجوکیشن کا 116-ارب روپیہ میٹرو بس اور پلوں کی نظر کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں روزنامہ "دنیا" پڑھ رہا تھا اُس کے اندر اس حوالے سے پوری سٹوری چھپی ہوئی تھی۔ میں کیسے مان لوں کہ اس حکومت کی priorities میں ایجوکیشن ہے؟ اس حکومت کی priorities میں ایجوکیشن کسی نمبر پر بھی stand نہیں کرتی۔

جناب سپیکر! پاکستان کے اندر طبقاتی نظام تعلیم ہے اور یہاں پر بیٹھے ہوئے معزز ممبران کی اکثریت کے بچے بڑے بڑے سکولوں میں پڑھتے ہیں اور وہ خود بھی بڑے بڑے سکولوں سے پڑھے ہوئے ہیں تو اگر آپ ایچی سن جیسے سکول کے پڑھے ہوئے معزز ممبران اور میرے جیسے سرکاری سکول سے پڑھے ہوئے ممبر کے درمیان آپ کو زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو یکساں نظام تعلیم کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ Although میں یہاں پر بیٹھ کر سنتا ہوں کہ یہ بہت کوششیں کر رہے ہیں، یہ منزل کی طرف گامزن ہیں۔ 1980 سے انہوں نے ایک ڈکٹیٹر کی انگلی پکڑی اور منزل کی طرف چلے تھے، رستے میں مختلف جرنیل ان کو بٹھا کر دودھ پلانا شروع کر دیتے ہیں اور پانچ، دس سال کے وقفے کے بعد پھر اس منزل کی طرف چل پڑتے ہیں تو یہ منزل کدھر رہ گئی ہے جو کہ ان کو ملتی ہی نہیں؟ ایک دن پرائیویٹ پروگرام ہو رہا تھا، محترمہ وزیر خزانہ کو مجھے سننے کا موقع ملا تو انہوں نے کہا کہ important thing is this کہ ہم track پر ہیں تو میں نے ان سے وہاں پر بھی سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ جب election year آتا ہے تو ہم track پر آ جاتے ہیں اور جب election year ختم ہو جاتا ہے تب وہ track بھی ہمیں بھول جاتا ہے اور ہم دوسری چیزوں میں لگ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری آخر میں وقت بچاتے ہوئے یہ humble request ہے کہ اپنے آپ کو دھوکہ دینا چھوڑدیں۔ وزیراعلیٰ کمرے میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم یہاں جتنے لوگ بیٹھے ہیں ہم اپنی لیڈرشپ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے یہ سب کررہے ہوتے ہیں لیکن ان لوگوں کے بارے میں سوچئے جو کہ 70سے 80فیصد تک بنیادی سہولیات سے محروم ہیں اور ان کو شوق چڑھے ہوئے ہیں کہ انو کھالاڈلہ کھیلن کو مانگے چاند کہیں سے اورنج لائن ٹرین اور کہیں ترکی سے معاہدے کئے ہوئے ہیں۔ ہم نے صفائی کے لئے بھی ترکی کی مدد لی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ foreign countries کی دوسری جو بہتر چیزیں ہیں پہلے ان کو توہم adopt کرلیں۔ کیا آپ پاکستان کے ایک عام شہری کو صحت اور تعلیم کی سہولیات مہیا کررہے ہیں جو آپ اتنے بڑے بڑے پراجیکٹس اٹھا کر لے آتے ہیں اور کل کو آپ نے تو چلے جانا ہے تو پھر یہ سبسڈیاں کون سی گورنمنٹ دے گی کیا یہ منصوبے چل سکیں گے؟ میں یہ on the floor of the House کہتا ہوں کہ ان کی تو ان منصوبوں میں کمیشن ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف صاحب! آپ ایجوکیشن پر بات کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! جب آپ ایجوکیشن کا 116۔ارب روپے کا بجٹ ان منصوبوں کو دیں گے تو پھر میں کس پر بات کروں گا تو پھر یہ ایجوکیشن سے ہی relevant چیز ہے ناں۔ آپ نے ایجوکیشن کا 116۔ارب روپے کا بجٹ ان منصوبوں کو دیا ہے تو پھر ہماری ان منصوبوں پر بات کرتے ہوئے کیا زبان جلتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! شکریہ کا وقت تو گزر ہی جائے گا اور شکریہ بھی ادا کریں گے لیکن تھوڑا سوچنے کا مقام ہے، ویسے دل سے یہ سوچئے کہ اگر ایجوکیشن کا معیار بہتر ہے تو کیا محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا، وزیر سکولز رانا مشہود احمد خان اور میرے بھائی علی صاحب کے بچے سرکاری سکول میں جاتے ہیں، کیا ہم یہاں پر بیٹھ کر خود کو دھوکا دے رہے ہوتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرے colleagues نے بڑی تفصیلاً بات کی ہے اس لئے میں مختصراً بات کروں گی۔ میں یہاں پر صرف ایک چھوٹا سا comparison کروانا اور یہ یاد دلانا چاہوں گی کہ 2002 میں چودھری پرویز الٰہی کے دور میں basic education free کی گئی تھی اس وقت نہ ہی یہ آرٹیکل (25(a تھا تو اس وقت implementation کتنے اچھے طریقے سے اثر انداز ہوئی تھی۔

جناب سپیکر! اب آپ یہ دیکھ لیں کہ آرٹیکل (25(a کی طرح کے جتنے بھی قوانین بنائے گئے ہیں اس کا حشر کیا ہے کیونکہ کام ہمیشہ نیت سے ہوتا ہے، اگر آپ قوانین بناتے جائیں گے اور اس پر implementation ہی نہیں ہوگی تو ان قوانین کے بنانے کا کیا فائدہ ہے؟ آج یہ حالت ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں schools privatize کئے جا رہے ہیں۔ یہ پرائیویٹ سیکٹر کی نہیں بلکہ یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے اور اب last year میں آ کر 9,10 سال بعد وزیر اعلیٰ کہہ رہے ہیں کہ ہم مزید 10 ہزار سکولوں کو privatize کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ اور موجودہ گورنمنٹ نے ایجوکیشن کے لئے کیا کیا ہے؟: جیسے چودھری پرویز الٰہی نے basic education میٹرک تک free کی تھی تو ان کو تو چاہئے تھا کہ یہ بعد میں ایف اے اور بی اے تک تعلیم کو free کرتے تو ہم ان سے یہ expect کر رہے تھے لیکن جو چودھری پرویز الٰہی نے ایجوکیشن فری کی تھی اس کا بھی انہوں نے بیڑا غرق کر کے رکھ دیا ہے اور کسی بھی چیز پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ صرف اشتہار بازی ہی نہیں ہونی چاہئے اور قرضے لے لے کر عوام پر مزید بوجھ ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ چیزوں پر عمل درآمد کرنا بہت ضروری ہے جس میں موجودہ گورنمنٹ بُرے طریقے سے فیل ہو چکی ہے۔ اس وقت عام سے عام غریب شہری بھی اپنے بچوں کو گورنمنٹ کے سکولوں میں بھیجنے کے لئے اس لئے تیار نہیں ہے کیونکہ وہاں پر معیار تعلیم بہت گرا ہوا ہے۔

(اذانِ ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! Implementation اور utilization of budget کیوں ضروری ہے میں اس کی ایک مثال دینا چاہوں گی۔ ان کی priorities میں ہیلتھ، ایجوکیشن اور لاء اینڈ آرڈر شامل ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ ایجوکیشن کے حوالے سے ان کی priority کا یہ حال ہے کہ رواں مالی سال میں تقریباً 63۔ارب روپے کا بجٹ ایجوکیشن کے لئے رکھا گیا اور دس ماہ میں صرف 33۔ارب روپے استعمال کئے گئے ہیں۔ آپ کی priority میں یہ چیزیں شامل ہی نہیں بلکہ آپ کی priority میں بڑی بڑی چیزیں ہیں جس سے آپ کو لگتا ہے کہ ہماری تشہیر ہو گی۔ میں معذرت کے ساتھ یہ کہوں گی کہ آپ یہ اس قوم کے بچوں کے ساتھ مذاق اور ان کی تباہی کر رہے ہیں اور آپ نے 9 سالوں میں ان کی ایجوکیشن کے لئے کچھ نہیں کیا بلکہ ان کے مستقبل کے ساتھ کھیلا ہے۔ بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میرے colleagues نے ایجوکیشن اور بجٹ کے حوالے سے facts and figures کے ساتھ بہت بات کی ہے۔ ایجوکیشن کے حوالے سے ایک بہت اہم نکتہ جو کہ ہم completely بھلا چکے ہیں اور نہ ہی ہمارا اس پر کوئی focus ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ بلڈنگز بھی اچھی ہونی چاہئیں، کالجز اور یونیورسٹیاں بھی اچھی ہونی چاہئیں لیکن ان تمام aspects میں ایجوکیشن کے حوالے سے جو missing thing ہے وہ quality of education ہے۔ ہم ادارے اور سکول بھی دھڑا دھڑ بنا رہے ہیں چاہے وہ سکول کسی بھی پوزیشن میں ہوں، ہم کہتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ سکول ہے اور یہ پرائیویٹ سکول ہے اس کا بہت نام ہے جیسے ایچی سن سکول، لاکاس سکول اور یو ایم ٹی جیسے بڑے بڑے نام ہیں تو ان ناموں سے آپ حاصل کیا کر رہے ہیں، جو بچہ یہاں پڑھ رہا ہے، کیا وہ quality of education حاصل کرنے میں کامیاب ہوا ہے، آپ بی اے کر کے ڈگری تو حاصل کر لیتے ہیں لیکن کیا آپ کا وہ ایجوکیشن لیول ہوتا ہے، کیا وجہ ہے کہ پرانے وقتوں میں ٹاٹوں پر بیٹھ کر پڑھنے والے، میٹرک پاس کرنے والے سٹوڈنٹس آج کے ایم اے کرنے والے کو سٹوڈنٹس کو ایجوکیشن میں مات دیتے ہیں کیونکہ اس وقت تعلیم کا معیار تھا؟ تعلیم ایک زیور کے طور پر سمجھی جاتی تھی کیونکہ تعلیم آپ کو سنوارتی اور بناتی ہے اس وقت یہ نہیں ہوتا تھا کہ آپ نے اعلیٰ سے اعلیٰ ڈگری نوکری

حاصل کرنے کے لئے لی ہے تو آج اساتذہ کرام کا وہ dedication نظر نہیں آتا۔ آج ہم سسٹم اور بلڈنگ تو خوبصورت بنا دیتے ہیں، اس کا structure بھی خوبصورت بنا دیتے ہیں اور گوروں کا سلیبس بھی دے دیتے ہیں لیکن وہاں پر جو اساتذہ ہیں انہوں نے ایک period یہاں لینا ہے اور ایک گھنٹے کے بعد اس نے لاکھوں روپے کا دوسری جگہ پر period لینا ہے۔ پہلے جو اساتذہ کرام کا شاگرد سے relation تھا وہ یہ تھا کہ وہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت بھی deliver کرتا تھا لیکن آج کیا وجہ ہے کہ پڑھے لکھے نوجوان guns کو لے کر منشیات میں involve ہیں کیونکہ ان کے پاس تعلیم تو ہے لیکن ان کی تربیت نہیں ہے؟ آج اداروں میں ہم نے یہ focus ہی نہیں کیا کہ ہمیں تعلیم کے ساتھ ساتھ وہ اساتذہ دینے ہیں جو بچوں کو نہ صرف دنیاوی تعلیم دیں بلکہ ان کی شخصیت کو بنانے میں بھی مدد دیں۔ ہمارے ہاں آج یہ concept ہی ختم ہو گیا ہے۔ ہم آج تعلیم کو صرف یہ سمجھتے ہیں کہ آپ یہ دیکھیں کہ یہ کتنا بڑا اسکول یا ڈگری کالج ہے اور اس کی بلڈنگ کتنی بڑی ہے، اس کا سلیبس کتنا اچھا ہے اور اس کی فیس کتنی ہے تو اس کے اندر سے نکل کیا رہا ہے ہم کون سی وہاں سے لاٹ نکال رہے ہیں؟ ہم کبھی ایک خاص طریقہ سے مدرسوں سے انتہا پسند نکالتے ہیں اور کسی جگہ سے ہم بیوروکریٹس نکالتے ہیں تو کسی جگہ سے کلرک نکالتے ہیں لیکن ہم انسان نکالنا کب شروع ہوں گے؟ سب سے بڑا المیہ آج یہ ہے کہ بلڈنگ کی کمی بیشی کو ہم accept کر لیں گے لیکن آج یہ ادارے انسان نہیں بلکہ طبقے نکال رہے ہیں لہٰذا اس پر focus کرنے کی ضرورت ہے۔ میں بس اسی point پر بولنا چاہتی تھی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! کیا آپ نے بھی بات کرنی ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جی، بالکل کرنی ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے colleagues نے اچھی خاصی تفصیل کے ساتھ اس موضوع پر بات کی ہے۔ میں دو تین باتیں کر کے اپنی بات کو سمیٹ لوں گا لیکن میں حکومت اور بالخصوص تعلیم کے اربابِ اختیار کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ کل ہی خبریں اخبار کے ایڈیٹوریل کے نیچے جو کالم ہے اُس میں بڑی تفصیل کے ساتھ انہوں نے اظہارِ افسوس کیا ہے کہ دنیا کی پہلی 450 یونیورسٹیوں کی world ranking کے اندر ہمارا کہیں نام و نشان نہیں ہے جو ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہونا چاہئے لہٰذا ہم سارے سسٹم کو دوبارہ دیکھیں کہ کس طرح ہمارا نظام چل رہا ہے

کیونکہ ایشیا میں بھی شاید 145ویں نمبر میں ہمارا نام 132ویں نمبر پر ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہونا چاہئے اور تعلیم کے ساتھ اہم ترین چیز تربیت کا عنصر سرے سے غائب ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارا تعلیمی نظام معاشی حیوان پیدا کر رہا ہے۔ آپ میڈیکل کی تعلیم یا باقی جتنی بھی تعلیم کے حوالے سے دیکھیں تو مطمع النظر یہ ہے کہ بندے نے تعلیم حاصل کرنی ہے اور اس کے بعد کمانا کیسے ہے؟

جناب سپیکر! میں اس موقع پر یہ عرض کروں گا کہ "اشفاق احمد (مرحوم) ہمارے famous writer تھے جو ایک دفعہ اپنی گاڑی پر شیخوپورہ جا رہے تھے، ڈرائیور اُن کے ساتھ تھا اور گرمیوں کے دن تھے لیکن راستے میں گاڑی پنکچر ہو گئی۔ ڈرائیور نے گاڑی سائیڈ پر لگا کر اِن سے کہا کہ آپ ذرا چھاؤں میں کسی جگہ پر چلے جائیں کیونکہ آدھے گھنٹے کا handover ہے جس کے ذریعے میں گاڑی کا پنکچر وغیرہ لگا لوں۔ اشفاق صاحب کہنے لگے کہ میں نیچے اُتر آیا اور اِدھر اُدھر دیکھا کہ کہیں سایہ ہو۔ سڑک کے پار ایک درخت کے نیچے سایہ تھا جہاں میں چلا گیا اور دیکھا کہ درخت کے نیچے ایک بابا جی چارپائی ٹھوک رہے تھے اور اُن کے ساتھ آٹھ دس سال کا بڑا خوبصورت بچہ جس کے چہرے پر ذہانت ٹپک رہی ہو وہ اُن کی مدد کر رہا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ میں اُس کے پاس چلا گیا اور میں نے بابا جی سے کہا کہ یہ آپ کا کیا لگتا ہے جس نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ میں نے کہا کہ تم نے اس کو کس کام پر لگایا ہوا ہے یہ تو اس کے سکول جانے کی عمر ہے لہٰذا اس کو تعلیم دلواؤ۔

جناب سپیکر! اُس نے میری طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو کہا باؤ جی میں آپ کو جانتا نہیں کہ آپ کون ہیں لیکن میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ 1971 کے اندر پاکستان ٹوٹ گیا اور سب پڑھے لکھے لوگوں نے مل کر اس کو توڑا ہے۔ قائداعظم کے پاکستان کو ہم نے دولخت کر دیا لہٰذا میں نے تب سوچا کہ میں اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دلواؤں گا۔ اشفاق صاحب نے کہا کہ مجھے اس کی یہ بات سن کر بڑا shock ہوا اور مزید کوئی سوال و جواب نہیں کئے۔ اتنی دیر میں ڈرائیور نے آواز لگا دی تو میں چلا گیا، پھر میں نے پاکستان کی تمام یونیورسٹیوں کو لیٹر لکھا کہ یہ بابا جی کا سوال ہے لہٰذا اس کا جواب چاہئے۔ وہ کہنے لگے کہ یونیورسٹیوں کے بہت سارے وائس چانسلر مجھے جاننے والے تھے لیکن کسی نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔" ہماری تعلیم میں تربیت کا عنصر نہیں ہے اور معاشی حیوان جو تعلیمی نظام پیدا کر رہا ہے

اس کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے۔ یونیورسٹیوں کے اندر autonomous syndicate bodies ہیں۔

جناب سپیکر! میں چونکہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا ممبر ہوں اور دو تین دفعہ یونیورسٹیوں کی آڈٹ رپورٹس اس کمیٹی میں آئیں۔ میں بہت ہی دکھ کے ساتھ کہتا ہوں کہ ڈین اور وائس چانسلر مل بیٹھ کر اپنی مراعات میں اضافہ کر لیتے ہیں جیسے ہاؤس رینٹ ڈیڑھ گنا یا ڈبل کر لیا اور syndicate نے پاس کر لیا کیونکہ یہ autonomous body ہے۔ ایک کیس میں آڈٹ کے اندر آئے تو ہم نے recovery ڈالی تاکہ ان سے recovery کر کے خزانے میں ڈالیں جس کی بابت کچھ recovery ہوئی۔

جناب سپیکر! اسی طرح پچھلے دنوں میرا سوال بھی آیا ہے جس پر میں وزیر ہائر ایجوکیشن شاہ صاحب کا بڑا مشکور ہوں جنہوں نے بڑا serious notice لیا۔ اس حوالے سے ہماری سپیکر صاحب کی سربراہی میں میٹنگ ہوئی جس پر منسٹر صاحب نے بڑا action لیا لیکن overall اس کو review کرنے کی ضرورت ہے کہ ہماری یونیورسٹیوں میں curriculum, fee structure اور تربیت کے حوالے سے نظام کو کیسے بہتر کرنا ہے۔ اب اسلامک یونیورسٹی میں فیس پنجاب یونیورسٹی سے almost double ہے، 12/15 ہزار فیس ہے جبکہ لیٹ فیس جرمانہ 8 ہزار کے قریب ہے۔

جناب سپیکر! اس کی تفصیل میں نے منسٹر ہائر ایجوکیشن کو دی تھی جنہوں نے ماشاء اللہ انکوائری کا آرڈر کیا ہے، مجھے امید ہے کہ شاہ صاحب اس کو follow کریں گے اور اس کا ایک نتیجہ ضرور نکلے گا۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان ساری چیزوں کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ چونکہ وقت نہیں ہے ورنہ ہائر ایجوکیشن، سکولز ایجوکیشن اور مدرسہ ایجوکیشن جیسے avenues ہیں ان پر تفصیل کے ساتھ بحث کرنے اور کسی نتیجہ خیزی پر پہنچنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں اور یہاں ہمارے بھائی رانا مشہود صاحب تشریف فرما ہیں کہ last year اسمبلی کی طرف سے 47 ہزار 673 ملین روپے سکولز ایجوکیشن کو دیئے گئے تو 30۔جون 2017 تک 20650 ملین روپے ان کی spending تھی۔ یہ 50 فیصد بنتی ہے جس کی allocation سال کے ابتدا میں دی گئی تھی۔ مئی اور جون میں مزید زور لگائیں گے تو 10 فیصد مزید خرچ کر لیں گے جو کہ 60 فیصد ہو جائے گی۔ اسی طرح ہائر ایجوکیشن کا شاہ صاحب کو ابھی charge ملا

ہے۔اس ڈیپارٹمنٹ کو17718 کی allocation ہوئی جس کو revise کر کے 20224 ملین روپے کی allocation کی گئی۔اس سال کے دوران محکمے نے محنت کی اور 16012 ملین روپے spend کئے جس طرح ان کی spending 79 percent رہی جس پر میں انہیں تحسین دیتا ہوں۔سکولز ایجوکیشن کی طرف دیکھیں تو اس میں کافی کمی ہے۔

جناب سپیکر!میری گزارش ہے کہ کیا capacity ہے،اس کو خرچ کرنے کی کیا اہلیت ہے لہٰذا یہ questionable ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ ان سارے حقائق کی روشنی میں ہم نے جو cut motion دی ہے اس کو منظور کیا جانا چاہئے۔شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر سکولز ایجوکیشن!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر!سب سے پہلے جو cut motion دی گئی ہے اس حوالے سے ہمارے معزز ممبران اپوزیشن نے اپنی input دی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ ہمیشہ اپوزیشن کی input بڑی valuable ہوتی ہے لیکن مجھے تھوڑا سا اس پر اعتراض کہہ لیں یا افسوس کہہ لیں کہ بجٹ کی figures کو پڑھنا اور ان کے مطابق اپنی تقریر کو تیار نہیں کیا گیا۔یہ ایک ایسا فورم ہے کہ یہاں پر جو بات کی جاتی ہے اس کو پورا پنجاب نہیں بلکہ پورا پاکستان اور پوری دنیا دیکھتی ہے پھر وہ یہاں پر کی گئی speech کی بنیاد پر صوبے اور ملک کے حوالے سے فیصلے کرتی ہے۔

جناب سپیکر!میری اپنے دوستوں سے یہ گزارش ہے کہ ہم politically جہاں مرضی کھڑے ہوں لیکن کچھ venues and avenues ایسے ہونے چاہئیں جہاں پر ہمیں مل کر جدوجہد کرنی چاہئے اور جہاں پر کمی ہے اُس کمی کی بالکل سختی کے ساتھ نشاندہی ہونی چاہئے لیکن جہاں پر اچھائی آ رہی ہے اُس کو بھی قوم کے سامنے لے کر آنا چاہئے کیونکہ یہ کسی جماعت کا mandate نہیں ہے اور یہ کسی جماعت کی بات نہیں ہو رہی بلکہ یہ قوم کے مستقبل کی بات ہوتی ہے،جب آپ ایجوکیشن کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر!ہمارے دوستوں نے جو جو input دی میں اس کو note بھی کرتا رہا اور اس کے اوپر points بھی note کرتا رہا۔میں صرف اس ایوان کو یہ apprise کرنا چاہتا ہوں کہ ایجوکیشن ایک

ایسا subject ہے جس کے اوپر پاکستان کی رینکنگ بھی دنیا کے اندر اس ایک indicator کے اوپر بھی کی جاتی ہے۔ بالکل یہ صحیح بات ہے کہ جب ہم Millennium Development Goals کی بات کرتے ہیں تو ہم اس کے اندر بری طرح fail ہوئے تھے لیکن اس وقت جو صورتحال تھی کہ جب Millennium Development Goals کو launch کیا گیا تھا تو اس وقت کی حکومتوں کا جو روّیہ تھا اور خاص طور پر 2008 کے اندر وفاق اور صوبوں کے اندر ہم آہنگی نہیں تھی جس کا نقصان قوم کو اٹھانا پڑا اور sustainable development goals آئے۔

جناب سپیکر! یہ پہلی دفعہ ہے کہ ابھی launch sustainable development goals نہیں ہوئے تھے تو صوبے اور مرکز same page پر آ چکے تھے۔ یہ decision ہو چکا تھا کہ resource allocation کتنی کی جائے گی۔ یہ decision ہو چکا تھا کہ کس مد میں اور کس راستے میں صوبوں کو بھی چلنا ہے، مرکز کو ان کی handholding کس طرح کرنی ہے اور تمام عالمی اداروں کو بٹھا کر یہ بات ہو چکی تھی کہ ہمارا way forward کیا ہو گا۔

جناب سپیکر! میں صرف آپ کے سامنے یہ رکھنا چاہوں گا کہ یہاں پر بار بار بات کی گئی کہ 2008 کے اندر جب وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی حکومت آئی تو اس کے بعد 9 سال کے اندر کیا ہوا؟ میں آج ایوان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جب 2008 میں میاں محمد شہباز شریف کی حکومت آئی تو ان کے آنے سے پہلے کا ایجوکیشن کا بجٹ 62۔ ارب روپے تھا۔ میاں محمد شہباز شریف نے خصوصی طور پر صرف ایجوکیشن کے لئے ایک ٹاسک فورس بنائی اور پہلی دفعہ تاریخ کے اندر identify کیا گیا کہ ہمارے کتنے سکولز ہیں، ہمارے سکولوں کے اندر missing facilities کیا ہیں، ہمارے سکولوں کے اندر ہمیں کون سے چیلنجز کا سامنا ہے اوران سکولوں کے اندر ہمیں ایسے کون سے اقدامات کرنے ہیں؟ یہاں پر بات کی گئی کہ کیا آپ اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں میں بھیجیں گے؟ جب یہ بات ہوئی تو ان تمام چیزوں کا احاطہ کرنے کے لئے اس کمیٹی نے کام کیا اور 2010 کے اندر ہم نے اپنا پروگرام launch کیا جو ایجوکیشن کے اوپر جو way forward تھا، وہ حکومت پنجاب نے دیا۔ Missing facilities کے اندر average ہم 8۔ ارب روپے سے لے کر 10۔ ارب روپے تک سالانہ کی بنیاد پر دیتے رہے۔ اس حوالے سے جیسے معزز ممبر ڈاکٹر سید وسیم اختر نے utilization کی بات کی تو بالکل اداروں کا بھی پہلے یہ حال تھا کہ

آپ پیسے دیتے تھے تو ان کے اندر ان پیسوں کو utilization کی capacity نہیں تھی تو ہم نے دو طرح کا کام کیا۔ ایک تو resource allocation اور اس کے بعد اداروں کی building capacity کہ وہ اپنی resource allocation کس طرح کرتے ہیں، اس کی utilization کس طرح کرتے ہیں اور کس سیکٹر میں کرتے ہیں۔ Missing facilities کے اندر چار دیواری، پینے کا صاف پانی، wash rooms, electricity، فرنیچر اور ٹیچرز کی کمی کے چیلنجز تھے۔ Missing facilities کے پہلے چار component کے اوپر aggressively کام شروع کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں آج آپ کو اپنی figures نہیں بلکہ ورلڈ بنک کی figures بتا رہا ہوں جنہوں نے یہاں پر independent surveys کئے اور آج پنجاب کے اندر missing facilities کی utilization اللہ کے فضل سے 99 فیصد کے اوپر کھڑی ہے (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "بس کرو" کی آوازیں)

جناب سپیکر! آج ورلڈ بنک کی figure کے مطابق پنجاب کے اندر جو gross enrolment ہے، یہ ہماری figure نہیں بلکہ ورلڈ بنک کی figure ہے کہ 98 فیصد کے اوپر کھڑی ہے جو دنیا کی بہترین figures میں سے ایک figure ہے۔ میں آج آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمیں حوصلہ کرنا چاہئے۔ اگر کسی جگہ اچھا کام ہو رہا ہے تو اسے appreciate کرنا بھی سیکھنا چاہئے۔ جمہوریت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف نعرے لگائے جائیں۔ جمہوریت کا مطلب ہے کہ دل بڑا کر کے اچھی چیزوں کو تحسین بھی کریں۔

جناب سپیکر! یہاں پر ابھی "الف اعلان" کی بات کی گئی تو "الف اعلان" نے جو اپنی رپورٹ شائع کی۔ اس کے اندر "الف اعلان" نے لکھا کہ:

> Punjab continues to dominate other provinces. Punjab dominates other Provinces in education sector.

انہوں نے جو district-wise data تیار کیا اس کے اندر جو top کے چھ districts آئے وہ سارے پنجاب کے اندر سے آئے۔ تو یہ ہے وہ data جس کی آج اللہ کے فضل سے دنیا تعریف کرتی ہے۔

جناب سپیکر! آج ہم نے ایک بہت بڑا انقلابی قدم اٹھایا ہے کہ بھٹوں پر کام کرنے والے، میں آپ کی وساطت سے ایوان میں بیٹھے ہوئے دوستوں سے یہ سوال کرتا ہوں، یہ تقابل پیش کرتے ہیں تو

جب پنجاب کے دانش سکولوں کو دنیا کا بہترین ماڈل قرار دیا گیا جس میں ایسے society segment of کو جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا، ان کو بہترین تعلیمی سہولیات اگر دی جا رہی ہیں تو آج اس ماڈل کو replicate کرنے کی بات کی جا رہی ہے۔ یہ جو دانش سکولوں کے ناقد تھے آج یہ خود اپنے صوبے کے اندر دانش سکول کے ماڈل کو لے کر آ رہے ہیں۔ آج بلوچستان اس ماڈل کو لے کر آ رہا ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے ہم نے 2.3 ملین بچوں کا ٹارگٹ رکھا تھا کہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ذریعے اتنے بچے لے کر آنے ہیں تو آج پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن اس سال 2.5 ملین ایسے بچے جن کا کوئی پرسان حال نہیں تھا، ان کو اپنے سکولوں کے اندر لے آیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے بات کی کہ بھٹہ خشت پر کام کرنے والے مزدوروں کے اوپر "ڈیلی مرر" کی رپورٹ ہے کہ یہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا ایک initiative ہے کہ جس کو جتنا بھی قابل تحسین اور لائق تحسین قرار دیا جائے وہ کم ہے تو انہیں کس نے روکا تھا کہ جس صوبے میں ان کی حکومت ہے وہاں پر کیا بھٹوں پر کام کرنے والے بچوں، پٹرول پمپس پر کام کرنے والے بچوں، ریسٹورنٹس پر کام کرنے والے بچوں ورکشاپس پر کام کرنے والے بچوں کا مستقبل نہیں ہے؟ میں آج یہ بات کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا initiative ہے کہ پنجاب کے ہر بچے کو چاہے وہ کسی بھی segment of society سے تعلق رکھتا ہو، اس کو تعلیم کے زیور سے ہم نے مزین کرنا ہے۔ اس کے اوپر "AFP" کی رپورٹ اور "ڈیلی مرر"۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"بس کرو" اور معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "برداشت کرو" کی آوازیں)

جناب قائم مقام سپیکر: .Order in the House معزز ممبران خاموشی سے بات سنیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میری اپنے دوستوں سے گزارش ہے کہ کوئی بات نہیں کرے گا کیونکہ میں بھی جو بات کر رہا ہوں وہ اپنی بات نہیں کر رہا بلکہ عالمی اداروں کی بات کر رہا ہوں جس کو کوئی نہیں جھٹلا سکتا۔ میڈیا موجود ہے جو کہ اسے چیک کر سکتا ہے اور چیک کر کے بتا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! بھٹوں پر کام کرنے والے مزدوروں کے بچوں کے مستقبل کے حوالے سے "ڈیلی مرر" کی جو رپورٹ ہے تو میری اپوزیشن کے معزز ممبران سے یہ درخواست ہے اور آپ کی وساطت سے میڈیا کے دوستوں سے درخواست ہے کہ اس رپورٹ کو پڑھ کر اس کے بارے میں پوری قوم کو بتائیں۔"AFP" جو Alliance Francaise ادارہ ہے، اس نے جو اپنی documentary بنائی ہے تو خدارا اس documentary کو دیکھیں۔ اس میں AFP نے جو رپورٹ کیا ہے کہ وہ بچے جن کا کوئی مستقبل نہیں ہوتا تھا، جو مٹی میں پیدا ہوتے تھے اور مٹی میں ہی مل جاتے تھے، آج ان بچوں کا مستقبل خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے نہ صرف محفوظ کر دیا بلکہ پنجاب کے اندر out of schools children کے اوپر جو ہم کام کر رہے ہیں، اس کی figures کی طرف آخر میں آؤں گا۔ ایک اور initiative، یہاں پر ہماری بہن نے بچیوں کی تعلیم کی بات کی تو آج پنجاب کو فخر ہے کہ ہمارا قائد ایک ایسا وزیر اعلیٰ ہے اور ایک ایسا خادم پنجاب ہے کہ جو پنجاب کی بیٹیوں کے لئے دن رات سوچتا ہے اور زیور تعلیم پروگرام سے جنوبی پنجاب کے 16 اضلاع میں 4 لاکھ 62 ہزار بچیوں کو 6۔ارب روپے کے فنڈ سے ایک ہزار روپے مہینہ فی بچی دیا جا رہا ہے تاکہ وہ بچیاں سکولوں میں آئیں۔ اس کا نتیجہ کیا نکل رہا ہے؟ آج اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جس گرلز سکول کے اندر 200 یا 300 بچیاں تھیں تو آج وہاں پر ہمیں 400 اور 500 بچیاں دیکھنے کو مل رہی ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے خود ان اضلاع کو visit کیا مجھے وہاں پر چھابڑی فروش، مجھے وہاں پر کھیتوں میں کام کرنے والا مزارع، مجھے وہاں پر مزدور، دھکان، کسان وہاں پر سب آئے ہوئے تھے انہوں نے مجھے یہ کہا کہ میاں شہباز شریف کے اس قدم سے ہماری بیٹی کا مستقبل تابناک ہو چکا ہے، ہماری بیٹی پڑھ کر اس گھر کی خوشحالی نہیں بلکہ اس صوبے کی خوشحالی میں اپنا حصہ ڈالے گی۔

جناب سپیکر! آج جو ہمارے انقلابی پروگرام ہیں اس کی بات دنیا کرتی ہے۔ میں آپ کے سامنے ایک Munich Personal Archive Germany اور the economist سے نکلنے والا ایک انتہائی اہم research papers ہے اُس کے اندر انہوں نے دو چیزوں کا لکھا، انہوں نے کہا کہ پنجاب کے اندر جو educational reforms آرہی ہیں اس سے پاکستان کی ترقی اب دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔

جناب سپیکر! دوسرا انہوں نے یہ لکھا کہ پنجاب کے اندر پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن ایک ایسا منصوبہ ہے جس کے اندر بہترین طریقے سے بچوں کو تعلیم کی طرف لایا جارہا ہے، یہ پنجاب ماڈل کو اب Africa اور دنیا کے دوسرے ممالک کے اندر replicate کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، یہ خبریں بھی ہم شیئر کیا کریں کہ پنجاب کی جو گورننس ہے، پنجاب کے اندر جو تعلیم دوستی کا وژن ہے، ہم اس کو کیوں نہیں شیئر کرتے؟ پنجاب کے اندر میں بالکل یہ نہیں کہتا کہ ہم نے اپنے سکولوں کے اندر دودھ اور شہد کی نہریں بہادی ہیں۔

جناب سپیکر! میں بالکل یہ نہیں کہتا کہ آج ہمارے سکولوں میں کوئی issue نہیں رہ گیا لیکن میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ جس طرح میں نے پہلے کہا 62۔ارب روپیہ تھا جب 2007 کا بجٹ آیا جو اب 345۔ارب روپے ہے اگر آپ اس کا تقابلہ کریں، اس کی percentage نکالیں تو یہ 480 فیصد کا increase ہے اتنا phenomenal increase دنیا میں کہیں پر نظر نہیں آتا۔ یہاں پر ڈویلپمنٹ بجٹ کی بات کی گئی، یہ ڈویلپمنٹ بجٹ جو پچھلی اسمبلی تھی جس کا میں نے تذکرہ کیا اُس کا ڈویلپمنٹ بجٹ 7 بلین کا تھا، آج کا ہمارا ڈویلپمنٹ بجٹ 54 بلین کا ہے جو 524 فیصد کا increase ہے خدارا یہ چیزیں بھی share کیا کریں۔ یہاں پر ڈاکٹر صاحب نے utilization کی بات کی میں of the House on the floor بتاتا ہوں کہ جتنے پیسے پچھلے بجٹ میں آئے تھے hundred percent utilization ہوگی ایک پیسا واپس نہیں جائے گا۔ ہم نے Account V کے اندر وہ پیسا رکھا دیا ہے اس وقت ہم 80 فیصد سے اوپر utilization پر کھڑے ہیں، ایک پیسا واپس نہیں جائے گا جو پیسا آیا تھا وہ ایک ایک پیسا اس قوم کے مستقبل پر خرچ ہو گا کیونکہ خادم اعلیٰ پنجاب کہتے ہیں کہ میں یہ انوسٹمنٹ قوم کے مستقبل پر کر رہا ہوں، میں یہ انوسٹمنٹ اس ملک کو درخشندہ بنانے کے لئے کر رہا ہوں، میں یہ انوسٹمنٹ ایک سنہرے پاکستان کے لئے کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں ایک اور چیز آپ کے ساتھ شیئر کرنا چاہوں گا، جب میں figures کی بات کرتا ہوں تو میں اتنے confidence کے ساتھ کس طرح بات کرتا ہوں ہمارا اس وقت جو checking کا mechanism ہے، accountability کا Open. Punjab میں نے اس اسمبلی میں on the floor of the House پہلے بھی بتایا تھا کہ ہم نے ساری real time monitoring شروع کر دی ہوئی ہے۔ ہمارے

جو MEAs ہیں ہم نے اُن کو Tablets دیئے ہیں، ہمارے جو AEOs ہیں جو پہلے average 40 سے 50 سکول دیکھتے تھے، اب خادم اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف کے initiative سے ہم نے 3500 اور AEOs بھرتی کئے ہیں اب 15 سے 16 سکولوں تک کا اُن کا دائرہ کار ہے Tablets based جب وہ جاتے ہیں actual data ہمارے dashboard کے اوپر آتا ہے اور اُس کے اندر ہم نے ایسا طریق کار بھی رکھا ہوا ہے کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ ڈیٹا غلط ہے آپ وہیں پر جا کر اُس کو چیلنج کر سکتے ہیں 24 گھنٹے میں اُس پر ہمارا response آتا ہے۔ آج میں اُس real time monitoring جو ہم نے اپنی self-accountability شروع کی جو ہم process لے کر آئے مجھے اچھی طرح یاد ہے جب Education World Forum کے اندر ہم نے اپنا monitoring real time کا وہاں پر data share کیا تو وہاں پر پوری دنیا سے جو ملک آئے ہوئے تھے وہاں پر assessments کی گئیں اُس assessments میں کہا گیا کہ جو emergent education کے جو successful models ہیں پنجاب کا ماڈل دنیا کے پانچ successful models میں سے ایک ہے۔

جناب سپیکر! یہ خبر بھی ہمیں پوری دنیا کے ساتھ اور آپس میں بھی شیئر کرنی چاہئے کہ ہماری جو accountability کا process ہے اُس کو دنیا کا بہترین ماڈل قرار دیا جا رہا ہے اور جو کہا جاتا تھا کہ ہمارے سکولوں کے اندر ٹیچرز کی تعداد کم ہے ارب ہا روپیہ ہم نے ٹیچرز کی بھرتی پر لگایا ہم ٹیچرز کی gradual ہر سال چالیس ہزار ٹیچرز کی بھرتیاں کرتے ہیں اور یہ ایک ایسا process ہے، اتنا شفاف process ہے۔

جناب سپیکر! میں خاص طور پر ٹرانسفر پالیسی اور ریکروٹمنٹ پالیسی پر اپنے اسمبلی میں بیٹھے ہوئے معزز بہنوں اور بھائیوں کو بہت زیادہ خراج تحسین پیش کروں گا کہ وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کا جو وژن تھا کہ ہم نے میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کرنی ہے، ہم ٹرانسفر پالیسی میرٹ کی بنیاد پر کرنی ہے یہ تب تک کامیاب نہیں ہو سکتی تھی جب تک اسمبلی کے ساتھیوں کا تعاون نہ ہوتا اور میں یہ سارا credit اپنے ان اسمبلی کے ساتھیوں کو دیتا ہوں کہ وہ اس وژن کے اوپر ہمارے ساتھ کھڑے ہوئے۔

جناب سپیکر! آج میں فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے ٹیچرز کی ٹرانسفر کے اندر 2010 سے کوئی سیاسی عمل دخل نہیں ہے۔ ہمارے ٹیچرز کے اوپر کوئی دباؤ نہیں ہے، ہمارا ٹیچرز سینہ تان

کر اپنے سکول میں جاتا ہے، ہم پہلے تو 40 ہزار ٹیچرز بھرتی کرتے تھے اس سال ہم نے 80 ہزار ٹیچرز بھرتی کئے ہیں۔ آپ یقین کریں ہمارا ٹیچر جو بھرتی ہو رہا ہے یہ وہ بچے اور بچیاں ہیں میں جب ان بچے اور بچیوں جو قوم کا مستقبل ہیں سے ملتا ہوں تو یہ مجھے یہ کہتے ہیں کہ ہم چونکہ میرٹ کی بنیاد پر بھرتی ہوئے ہیں، ہم قابلیت کی بنیاد پر بھرتی ہوئے ہیں، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دیں کہ اصل انقلاب ان سکولوں کے ذریعے، ان بچوں کے ذریعے ہم لے کر آئیں گے اور پاکستان کو اپنے پیروں پر کھڑا کریں گے۔ اُس کا رزلٹ کیا نکل رہا ہے؟ میں نے جتنی باتیں آپ سے کیں مجھے on the floor of the House یہ بتاتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے کہ ہم نے پچھلے سال بچوں کو سکولوں میں لانے کا اپنا ٹارگٹ 11.5 ملین رکھا تھا پچھلے سال ہم 12 ملین کے قریب بچوں کو سکولوں میں لے کر آئے۔ اس سال بچوں کو سکول میں لانے کا ہمارا ٹارگٹ 12 ملین تھا سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اللہ کے فضل سے اس سال 12.3 ملین بچے سکولوں کے اندر لے کر آیا ہے اور صرف اس figures سے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ out of school کی جو proportions نکالی جاتی تھیں ہر سال ہم اُس کو ٹارگٹ کرتے رہے 2018 کے اندر پنجاب میں 5 سے 9 سال کی عمر کا کوئی بچہ سکول سے باہر نہیں رہے گا یہ وہ وعدہ تھا جو ہم نے اس on the floor of the House پر کیا تھا اور آج مجھے اس معزز ایوان کو بتاتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے کہ ہم وہ اپنا ٹارگٹ achieve کرنے کے انتہائی قریب پہنچ چکے ہیں اور 2018 پنجاب کے اندر ہم سب مل کر celebrate کریں گے کہ جو وژن ہم نے رکھا تھا اُس وژن کو ہم achieve کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آج پنجاب کے اندر میں آپ سے یہ بھی share figures کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی صرف ابھی تک جو اس سال کی enrolments کی figures آئی ہیں یہ enrolment drive October تک چلتی ہیں ہمارے ابھی تک کی figures کے مطابق private sectors سے public sector کے اندر بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوا جو بچے private سے public sectors میں آئے ہیں ابھی تک کی figures کے مطابق ایک لاکھ 70 ہزار بچہ ہمارے سکولوں کے اندر private sectors سے آیا تو اس سے بڑھ کر سرکاری سیکٹر کی اور کیا کامیابی ہو گی کہ private sector اب public sector کے اندر آرہا ہے۔

جناب سپیکر! آج میں یہ آپ کو بتاتے ہوئے فخر محسوس کر رہا ہوں کہ آج ہمارے سکولوں میں یہ جو influx ہو رہا ہے، جو بچوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے، اس اضافے کو سنبھالنے کے لئے cater کرنے کے لئے 36 ہزار نئے کلاس رومز کا انقلابی پراجیکٹ ہم لے کر آئے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ اس کی جو cost ہے یہ ایک ایسی cost ہے جو اس قوم کے مستقبل کے لئے لگا رہے ہیں یہ ہم 36 ہزار کلاس رومز پنجاب کے بچوں کو تحفہ دیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ یہاں پر بات ہوئی کہ سکولوں میں تو بجلی نہیں ہے، بچے کیسے پڑھیں؟

جناب سپیکر! آج میں ایوان کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ وہ پراجیکٹ جو ہم نے Solarization کا شروع کیا تھا، جس کے اندر initial ہم نے 4 ہزار کے قریب سکول رکھے تھے لیکن جب ہم اُس پر غور کے لئے بیٹھے جب ہم نے figures دیکھیں تو میں یہ سمجھتا ہوں اُس کی روشنی میں اور different departments کو ملا کر ہم نے study کی آج پنجاب کے 10 سے 20 ہزار سکولوں کو ہم Solarization کے ذریعے انرجی دینے جا رہے ہیں اور یہ انرجی ان بچوں کا حق ہے اور یہ the State of art سکول ہوں گے۔ جن سکولوں کو ہم نے identify کر کے 36 ہزار کلاس رومز دینے ہیں وہاں پر already ہماری missing facilities کی جو functional ability ہے جہاں پر 99 فیصد آ رہی ہے لیکن جہاں پر بچوں کو تعداد میں ہم اضافہ دیکھ رہے ہیں وہاں پر ہم کلاس رومز کے علاوہ additional toilets بھی دے رہے ہیں، مزید وہاں پر toilets blocks بنا کر دے رہے ہیں اور ساتھ ساتھ ہم ایک بہت بڑی campaign شروع کر رہے ہیں جس کے اندر ہم اپنے بچوں کو hand wash کے نام سے ہم اُن کو صفائی کا بھی بتائیں گے اس کے لئے جیسے ہی چھٹیاں ختم ہوں گی ہماری ایک بہت بڑی campaign launch ہونے جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو آج یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں پر ہم زیور تعلیم کے ذریعے سے بچیوں کو اپنے پیروں پر کھڑا کر رہے ہیں۔ وہاں پر ہم مزید دو پراجیکٹس لے کر آ رہے ہیں، ہم ان کو فوری طور پر پائلٹ کرنے جا رہے ہیں۔ ایک پراجیکٹ سکول سواری پروگرام کے نام سے ہے اور اس میں بھی ہم نے جنوبی پنجاب کو آگے رکھا ہے۔ ہم اس کو ڈی جی خان اور مظفر گڑھ سے شروع کر رہے

ہیں۔ ہم نے بچیوں کے لئےmonthly cash voucher رکھا ہے جس سے وہ سواری کا بندوبست کر سکیں گی اور بچوں کے لئے سائیکل لے کر آرہے ہیں۔ یہ سارا sponsor ہم کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسی طرح ہم نے ایک بہت بڑا issue دیکھا کہ جب بچے سکول میں آتے ہیں تو بچوں کی اکثریت کچھ کھائے پیئے بغیر آتی ہے اس وجہ سے ان کی پڑھنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔ ہم nutrition یعنی فوڈ پروگرام کو بھی launch کر رہے ہیں اور یہ بھی ہم جنوبی پنجاب سے کر رہے ہیں۔ کیلیفورنیا کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایجوکیشن میں پوری دنیا سے آگے ہے اور پاکستان کے ساتھ پندرہ سال آگے کی بات کی جاتی ہے۔ ہم 300 سکولوں کے اندر californium model کو اپنے سلیبس کے ساتھ ملا کر پائلٹ کر رہے ہیں۔ جب آپ digital intervention کی بات کرتے ہیں تو E-Learn Punjab ہمارا بہت بڑا پراجیکٹ ہے جس کے اندر ہم نے آٹھویں، نویں اور دسویں کلاس کی کتابوں کو digitalize کر کے سسٹم بنا دیا ہے۔

جناب سپیکر! اب ہم کمپیوٹر لیب میں اس E-Learn Punjab کو ملا کر launch کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے اپنے سکولوں میں سمارٹ بورڈز کو introduce کرایا، اس کو پائلٹ کیا اور اس کا بہترین رزلٹ نکل کر آیا۔

جناب سپیکر! میں آج ایوان کو یہ بھی بتا رہا ہوں کہ ہم I.T Interventions میں اپنے سکولوں میں سمارٹ بورڈ ٹیکنالوجی پوری قوت کے ساتھ لا رہے ہیں۔ پنجاب کے تمام سکولوں کے اندر ہم نے tablets دے دی ہیں۔ literacy اور numeracy drive جس کے ہم ٹیسٹ لیتے ہیں اس کے اندر ہمیں واضح فرق نظر آیا۔ یہاں پر بات کی گئی ہے کہ سرکاری سکولوں کا رزلٹ کیا آتا ہے؟ میں آپ کے ساتھ پنجاب ایگزیمینیشن کمیشن کا رزلٹ شیئر کرتا ہوں۔ ابھی ہم نے جو پانچویں اور آٹھویں کا امتحان لیا اس کے اندر ہمارے سرکاری سکولوں نے 84 فیصد رزلٹ دیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب ہم کوالٹی کی بات کرتے ہیں تو ہم نے TSD جو ہمارا Directorate of Staff Development ہے جہاں پر ٹیچرز کی ٹریننگز کروائی جاتی ہیں یونیورسٹی کالج لندن کے ساتھ مل کر، کیمبرج کے ساتھ مل کر، امریکہ کی دو آرگنائزیشن کے ساتھ مل کر، دنیا کے missions scoping سنگاپور، ملائشیا اور سری لنکا میں بھیجے۔ جو وہاں پر پریکٹسز تھیں، جو وہاں پر best teaching چل رہی تھیں

ہم ان کو وہاں سے لے کر آئے۔ آج ہمارا جو ٹیچنگ انسٹیٹیوٹ ہے جہاں پر ہمارے ٹیچروں کی اس وقت ٹریننگ ہو رہی ہے یہ انشاءاللہ تعالیٰ دنیا کا بہترین انسٹیٹیوٹ declare ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے یہاں پر سکول ایجوکیشن کے حوالے سے بات کی، یہاں پر میرے بھائی علی رضا شاہ صاحب بیٹھے ہیں یہاں پر بات کی گئی۔ پنجاب کے اندر ہم نے جو allocation ہائر ایجوکیشن میں کی ہے یہ بھی تاریخی ہے۔ جس طرح ایجوکیشن کی overall capacity building کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں at the end یہ کہوں گا کہ وہ وژن، وہ خواب جس کے لئے پنجاب کے عوام خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو ووٹ دے کر اقتدار میں لائے تھے، یہ بات میں بہت پہلے کرتا تھا کہ خادم پنجاب یہ کہتے تھے کہ ہر ایک کو اپنے حصے کی شمع جلانی چاہئے آج خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے تعلیم دوست اقدامات کر کے، صوبے میں تعلیم دوستی کا وژن دے کر، سوشل سیکٹر ریفارمز کر کے، دنیا کا سب سے بڑا سوشل سیکٹر ریفارم کا ایجنڈا دے کر صرف اپنے حصے کی شمع نہیں جلائی بلکہ وہ قوم کے لئے مشعل راہ بن چکے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ابھی میری بہن نے یہاں پر بات کی تھی میں اس کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے سکولوں کا ماحول یہ ہے کہ شاہدرہ میں ٹیچر نے ایک بچی کو دھکا دیا۔ میں ان کو اور ایوان کو یہ apprise کرنا چاہوں گا کہ اس کی سی سی ٹی وی فوٹیج آ چکی ہے اس بچی نے خود چھلانگ لگائی تھی۔ ہم نے اس پر CMIT بنائی ہوئی ہے وہ جو رپورٹ دے گی اس رپورٹ کے مطابق فیصلہ ہو گا اور انصاف کا بول بالا ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہوں گا کہ جو جو باتیں، جو جو figures، جو جو عالمی اداروں کے figures میں نے آپ کے ساتھ شیئر کئے ہیں ان تمام کی بنیاد پر جو انہوں نے کٹوتی کی تحریک دی ہے اس کو مسترد کیا جائے اور مطالبہ زر کو منظور کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"40۔ارب 74 کروڑ 96 لاکھ 63 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مد مطالبہ نمبر PC21015 "تعلیم" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

ایک رقم جو 40- ارب74 کروڑ96 لاکھ63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC21016

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC21016 خدمات صحت پیش کریں۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب7- ارب28 کروڑ42 لاکھ63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب7- ارب28 کروڑ42 لاکھ63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر PC21016 میں کٹوتی کی تحریک میاں محمود الرشید، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری،

ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، جناب محمد شعیب صدیقی، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، محترمہ نگہت انتصار، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شُنیلا رُوت، جناب احمد علی خان دریشک، سردار علی رضا خان دریشک، جناب خرم شہزاد، چودھری مونس الٰہی، سردار وقاص حسن موکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی، جناب احمد شاہ کھگہ، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ باسمہ چودھری، محترمہ خدیجہ عمر، قاضی احمد سعید، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، خواجہ محمد نظام المحمود، میاں خرم جہانگیر وٹو، مخدوم سید علی اکبر محمود، رئیس ابراہیم خلیل احمد، محترمہ فائزہ احمد ملک، جناب علی سلمان، جناب احسن ریاض فتیانہ اور ڈاکٹر سید وسیم اختر کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ محرک اپنی کٹوتی کی تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"ایک کھرب 7۔ارب 28 کروڑ 42 لاکھ 63 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر PC21016 "خدمات صحت" کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک کھرب 7۔ارب 28 کروڑ 42 لاکھ 63 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر PC21016 "خدمات صحت" کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے۔"

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! I oppose

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صحت نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، ڈاکٹر نوشین حامد!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتی ہوں کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری تھی کہ وہ ایک effective قسم کی ہیلتھ پالیسی لے کر آئے۔ کسی effective health policy کے بغیر یہ جو بجٹ ہم allocate کرواتے ہیں یا ہیلتھ کے سلسلے میں مختلف سکیمیں لاتے ہیں جب ہمارے

پاس کوئی واضح road map نہیں ہو گا، ہماری research waste issue کی identification نہیں ہو گی تو ہم اس بجٹ کو کس طریقے سے خرچ کریں گے۔ یہ ہیلتھ پالیسی بھی ایسی ہونی چاہئے جس میں تمام پالیسیاں ساتھ شامل ہوں۔ Health in all policies پر عمل کرتے ہوئے ہمیں ایگریکلچر، انرجی اور دیگر شعبوں میں یہ ہیلتھ پالیسی مرتب کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ہماری صرف 20 فیصد آبادی گورنمنٹ ہسپتال سے مستفید ہو رہی ہے اور 80 فیصد آبادی پہلے ہی پرائیویٹ ہسپتال اور پرائیویٹ کلینک کے رحم و کرم پر ہے۔ یہ وہ پرائیویٹ clinics ہیں جو گلی گلی اس وقت موت بانٹ رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیمرے والے ادھر بھی کیمرہ کر لیں۔ اُوتھوں تیل نکل آیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! بہت سارے کیمرے لگے ہوئے ہیں یہ دو کیمرے نہیں ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! نہیں، اُوتھوں تیل نکل آیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جناب! بہت کیمرے لگے ہوئے ہیں، ایک دو کیمرے نہیں ہیں۔ آپ کی تصویر آجائے گی۔ آپ فکر نہ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: Order in the House

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس وقت situation یہ ہے کہ ہمیں ہیلتھ سیکٹر میں ایمرجنسی لگانے کی ضرورت ہے کیونکہ جو اس وقت ہماری ہیلتھ کی situation ہے، ہسپتال کی situation اور بجٹ کارکردگی پر دیا جانا چاہئے جبکہ اسمبلی کی کارروائی خود اس چیز کی گواہ ہے کہ آدھے سے زیادہ تحاریک التوائے کار جو اسمبلی کے floor پر آتی ہیں وہ محکمہ ہیلتھ سے related ہوتی ہیں۔ ہیلتھ کے issues اس قدر ہیں کہ اس وقت ہم لوگ جو ہیں، دنیا کے 57 countries میں ہیلتھ کرائسز ہیں اس لسٹ میں ہمارا نام آتا ہے۔ ہم لوگ critical shortage health service provider کے اندر آتے ہیں۔ اگر ہم پنجاب حکومت کی کارکردگی کے analysis دیکھیں جس میں Punjab 2012 Health Strategy اور 2017 بنائی گئی

تھی،اس کے اندر یہ ان کاmain objectiveرکھا گیا تھا کہ ہم لوگ پنجاب کے عوام کی mental child healthکو improveکریں گے،nutritionکو improveکریں گے اور۔communicable and non-communicable diseasesکو addressکریں گے۔ جب ہم لوگ اس کا رزلٹ دیکھتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ ہم ان سارے کے سارےindicatorsمیں failہوئے ہیں۔ یہ جوstrategyبنائی گئی تھی اس کے اندر ہم بُری طرح فیل ہوئے ہیں اور ہم ٹارگٹس کوachieveنہیں کرسکتے ہیں۔ ہمیں جس طرح سے انٹرنیشنل اداروں کا ریفرنس دے رہے تھے تو میں بھی آپ کو ایک یونیسف کا ریفرنس دوں گی۔ انہوں نے کہا ہے کہ پچھلی دو دہائیوں سے

> Pakistan ranks towards the bottom amongst countries, when it comes to infant and neonatal mortality.

جناب سپیکر! یہ جتنے بھیindicatorsہیں ان میں گزشتہ پانچ سالوں میں کوئیchangeنہیں آیا،یہ اسی کے اسی طرح ہے۔ہم آج بھیchicken poxکیoutbreaks دیکھ رہے ہیں، جیسے فیصل آباد ہو یا ملتان ہو۔ اسی طرح سے جو باقی صورتحال ہے آپ اس کے اندر دیکھیں کہ جوICU کی صورتحال ہے،پنجاب کے جوICUsہیں وہاں سےrelatedلوگ چونکہ جن کیcritical specialty careہوتی ہے وہ اس کو ہیڈ نہیں کرتے بلکہ عام ڈاکٹرز،عامanesthesiaوالے ہیں وہ اسICUsکو ہیڈ کر رہے ہیں،dialysis centerکیsevere shortageہے،وہاں پر ہمارے پاسtechnical trained ڈاکٹرز نہیں ہیں،پنجاب کے پاس ٹراما سنٹر نہیں ہے،لاکھوں افراد معذوری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پنجاب حکومت کے تحت کینسر ہسپتال بنانے کی کوئی سکیم ہمارے پاس نہیں ہے۔ اس وقت کینسر کا مرض ہمارے صوبے میں اتنا زیادہ پھیلا ہوا ہے،ہمیں کینسر ہسپتال کی ضرورت ہے۔ کارڈیالوجی ہسپتال ہمارے پاس پورے نہیں ہیں اور پنجاب حکومت بلوچستان کو کارڈیالوجی ہسپتالdonateکر رہی ہے۔ ایسے میں ہم لوگ کہاں پر یہ بجٹ خرچ کر رہے ہیں؟ ہم کیوں پنجاب حکومت کو یہ بجٹ دیں؟ جبکہ یہ سارا بجٹ کبھی بلوچستان کو دے دیتے ہیں اور کبھی کسی کو دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک اخبار کی کل کی خبر آپ کو بتانا چاہوں گی کہ چھ ہسپتالوں میں جہاں پر26ہزار مریض آتے ہیں وہاں پر صرف26ایکسرے مشینز ہیں جن میں اکثر خراب پڑی ہوئی ہیں۔ یہ

صرف reflection ہے جو اس وقت ہماری صورتحال ہے،issues تو بہت سارے ہیں مگر میں یہی کہوں گی کہ جو ہمارے ہسپتالوں کی صورتحال ہے، جو ہیلتھ کا حال ہے ہمیں یہ بجٹ دے کر اس عوام کے پیسے کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال:

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝

الھم صل علیٰ سیدنا محمد والہ و عترتہ بعدد کل معلوم لک۔

تمام تر تعریفیں،اس رب کائنات کے لئے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے اور تمام تر درود پاک اس نبی پاکؐ کے لئے جن کی خاطر یہ جہاں بنایا گیا۔ بے شک۔

جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ کٹوتی کی تحریک جو اپوزیشن کی طرف سے پیش کی گئی ہے اور جس کے اندر ہماری طرف سے مطالبہ ہے کہ ہیلتھ کا جو بجٹ ہے اسے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ یہ کچھ دلائل کی روشنی میں،میں کوشش کروں گا کہ آپ کے سامنے کچھ fact and figures رکھ سکوں کہ جس کی بنیاد پر ہمارا یہ مطالبہ منظور کیا جائے۔ اس سے پہلے ایجوکیشن کی کٹوتی کی تحریک کے دوران منسٹر صاحب نے wind up کرتے ہوئے آسمان اور زمین کو ساتھ ملانے کی کوشش کی اور بتایا کہ پرائیویٹ سکولوں کے جو بچے ہیں وہ سرکاری سکولوں میں داخل ہو رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ ہیلتھ پر آجائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں آپ کو بات اس وجہ سے بتانا چاہ رہا ہوں کہ جو بچے پرائیویٹ سکولوں سے سرکاری سکولوں میں آئے ہیں وہ غربت کی وجہ سے آئے ہیں۔ یہ آپ کے standard کی وجہ سے نہیں آئے۔ وہ بے چارے مجبور ہو گئے تھے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ ہیلتھ پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر اتنے ہی اچھے سکول بن گئے تھے تو اپنے بچوں کو داخل کروالیں۔ آپ اپنے بچے کیوں نہیں داخل کرواتے تاکہ یہ کہہ سکیں کہ ہاں حالات اچھے ہو گئے ہیں۔۔۔

MR ACTING SPEAKER: No, no, order in the House.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! حکومتی ترجیحات صحت کے حوالے سے دعوے اور زمینی حقائق میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ حکومتی ترجیحات اورنج میٹرو ٹرین ہے، دعوے جو یہ کرتے ہیں صبح شام، ہر غریب کو صحت کے حوالے سے سہولیتں دینے کی اور وزیر اعلیٰ کہتے ہیں کہ میں چین سے نہیں بیٹھوں گا، ہم کہتے ہیں کہ آپ چین سے نہیں بیٹھیں گے مگر آپ چین میں جا کر بیٹھ گئے ہیں۔ ہر تیسرے دن بعد آپ چین چلے جاتے ہیں، آپ چین سے نہیں بیٹھے آپ چین کے ہو گئے ہیں یا ترکی کے ہو گئے ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"وزیر اعلیٰ پنجاب زندہ باد" کی نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، Order in the House ان کی بات سنیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! زمینی حقائق، غریب آدمی سرکاری ہسپتالوں کے اندر خوار ہو رہا ہے۔ یہاں پر جتنے بھی بڑے بڑے ٹیچنگ ہسپتال، میں specially لاہور کی بات کروں گا کہ یہاں جتنے بھی ہسپتال ہیں، محترمہ وزیر خزانہ اور متعلقہ منسٹر صاحب جو ان ہسپتالوں کے ہیں ان کو جا کر صبح کو ضرور visit کرنا چاہئے تاکہ ان کی آنکھیں کھلیں اور انہیں پتا چلے کہ غریب آدمی کے ساتھ کیا ہو سکتا ہے اور یہ اپنا علاج بھی ان سرکاری ہسپتالوں میں اسی طرح لائن میں لگ کر کروائیں جب دو دو مہینے باری نہیں آتی تو پھر انہیں پتا چلے گا کہ ہسپتال کیا ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر! اب میں یہاں پر یہ بات کرنا چاہوں گا کہ حکومت کو یہ بتانے کی ضرورت تھی کہ ان کی کیا study ہے کہ پنجاب کی جتنی عوام ہے یا آبادی ہے اس کے مطابق کتنے ڈاکٹرز چاہئیں، کتنی نرسز چاہئیں اور کتنے مزید ہسپتال چاہئیں تاکہ اس کے مطابق یہ آنے والے سالوں کے اندر plan کرتے پھر یہ کہتے کہ ہم نے target achieve کر لیا ہے لیکن معذرت کے ساتھ سوائے ہیلتھ پر block allocation کے یہ کچھ نہیں کر سکے۔ اسی وجہ سے کہ ڈاکٹرز ہمارے اداروں سے پڑھ کر پاکستان سے باہر جا رہے ہیں جب آپ ان اداروں کے اندر جونیئر کو سینئر پر ترجیح دیں گے تو اس طرح کے رزلٹ نکلیں گے، پھر ہسپتالوں کے اندر بھی من پسند افراد کو جب آپ ترقیاں دیں گے تو وہ جو سینئرز ہوں گے ان کو

آپ پیچھے دھکیل دیں گے جو کہ آپ کی پہلے دن سے پالیسی ہے تو پھر یہی حالات ہوں گے۔ پھر ہیلتھ کے یہی حالات ہونے ہیں پھر اس کے علاوہ اس صوبے کے اندر کچھ نہیں ہونا۔

جناب سپیکر! اب میں تھوڑا سا بجٹ کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ 2016 اور2017 میں جو رواں مالی سال پیچھے گیا ہے اس کے دوران انہوں نے چار ٹیچنگ ہسپتال کی revamping کے لئے بجٹ allocate کیا۔ اب منسٹر صاحب نے بتایا کہ ہم تو100 percent utilization کرتے ہیں، 4۔ ارب روپے اس کے لئے پیسے رکھے گئے، میو ہسپتال، جناح ہسپتال، الائیڈ ہسپتال فیصل آباد اور بے نظیر ہسپتال راولپنڈی، ایک روپیہ خرچ نہیں ہوا۔ انہوں نے اس کی revamping کرنی تھی۔ آپ ان سے پوچھیں کہ وہ 4۔ ارب روپیہ ہمیں دکھانے کے لئے تو بجٹ کے اندر رکھ دیا گیا لیکن جہاں عوام کو سہولت دینے کی بات آتی ہے تو اس کو آپ استعمال نہیں کرتے بلکہ اس پیسے کو نکال کر under passes اور ring road کے اوپر لگاتے ہیں اور انسان وہاں پر جانوروں کی طرح مر رہے ہیں۔ اگر ان چار ہسپتالوں کی revamping ہو جاتی اور وہاں پر سہولیات دے دی جاتیں تو غریب آدمی عزت کے ساتھ وہاں پر علاج کروالیتا۔ وہ 4۔ ارب روپیہ پچھلے رواں مالی سال کے لئے رکھا گیا اور اب اس بجٹ کو 80 کروڑ روپیہ کر دیا گیا یعنی کہ ہر ہسپتال کے لئے آپ نے 20 کروڑ روپیہ رکھ دیا۔ میں یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ یہ ان کی ترجیحات ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہیلتھ کا بجٹ بڑھ رہا ہے، ہیلتھ کا بجٹ بڑھ نہیں رہا، ان کی مرضی سے ادھر ادھر جا رہا ہے۔ یہ دکھانے کے لئے رکھ لیتے ہیں اور جب استعمال کرنے کی باری آتی ہے تو انہوں نے استعمال نہیں کرنا۔

جناب سپیکر! دس سال سے سرجیکل ٹاور میو ہسپتال بن رہا ہے۔ انہیں اس سرجیکل ٹاور سے اتنی تکلیف ہے کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتا کیونکہ وہاں پر جو تختی لگی ہوئی ہے وہ تختی ان کے دماغ پر سوار ہو گئی ہے۔ دس سال سے سرجیکل ٹاور نہیں بن رہا۔ اب کی بار بھی اس کے لئے 2 کروڑ 22 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ کتنا شرم کا مقام ہے کہ وہ ہسپتال جو پنجاب کا سب سے بڑا ہسپتال ہے اس ہسپتال کے ساتھ آپ یہ سلوک کر رہے ہیں کیونکہ سابقہ وزیر اعلیٰ کی وہاں پر پھٹی لگی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! سمن آباد ہسپتال، میرے حلقے کا ہسپتال، ہم نے اس کی opening کی، اس کو بنایا، وہاں پر 40 بیڈز کا ہسپتال تھا، چونکہ میں ادھر سے ایم پی اے ہوں انہوں نے اس کو 25 بیڈز کا کر

دیا۔ 25 بیڈز کا کرنے کے بعد آٹھ سال میں اس کو complete کیا اور اب بھی اس کے اندر سہولیات پوری نہیں دی گئیں۔ وہاں پر ڈاکٹروں اور نرسز کی جو رہائش گاہیں بنی تھیں۔۔۔

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ خاموش ہو جائیں، منسٹر صاحب خود جواب دیں گے۔ وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ یہ point لکھیں کہ وہاں پر ہم نے جو ڈاکٹروں اور نرسز کی رہائش گاہوں کے لئے فنڈ کا کہا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ مجھ سے بات کریں۔ وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور لکھ رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انہوں نے oppose کیا ہے لہٰذا ان سے میں بات اس وجہ سے کر رہا ہوں۔ میں اصول کے تحت بات کر رہا ہوں۔ وہاں پر آپ ان کو رہائش بنا کر نہیں دے رہے اور اس پلاٹ کے اوپر پھر قبضہ ہو رہا ہے جو ہم نے چھڑوا کر دیا تھا۔ کبھی اس ہسپتال کے اشتہار ٹی ایم اے لگانا شروع کر دیتا ہے، کبھی ای ڈی او لگانا شروع کر دیتا ہے، کبھی کوئی دوسرا لگانا شروع کر دیتا ہے۔ اس ہسپتال کے اندر اس حلقے کی عوام یا اس حلقے سے باہر کی عوام کا علاج ہونا ہے، خدارا کوئی خوف خدا کھائیں، آپ نے اس کا بجٹ cut کیا، آپ نے اس کے بیڈ کم کئے، آپ نے ڈاکٹروں اور نرسز کی رہائش گاہیں نہیں بنائیں۔ چلیں، مان لیا لیکن آپ کم از کم اب تو اس کے اندر سہولتیں دے دیں۔ آٹھ سال بعد تو دے دیں، آپ نے بدلہ لینا ہے تو مجھ سے لے لیں، کوئی دو چار پرچے کروا دیں، کوئی اور سلسلہ مجھ پر کر دیں لیکن کم از کم اس ہسپتال کو تو ٹھیک کر دیں۔

جناب سپیکر! وزیر آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، شرم کا مقام، شرم در شرم کا مقام کہ وہاں بھی تختی کسی اور کی لگی ہوئی ہے، وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی کی لگی ہوئی ہے وہ اس وجہ سے نہیں بن رہا۔ ان سے برداشت نہیں ہو رہا، ان کے اندر برداشت کا مادہ نہیں ہے۔ اگر یہ ہسپتال complete ہو جاتا اور آج وہاں پر سرجری ہو رہی ہوتی تو لاہور کے اوپر اتنا پریشر نہ ہوتا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! اگلی بات برن سنٹر، حوصلے سے سنیں، 2005 میں بیت المال پاکستان اور پنجاب گورنمنٹ نے اکیلا برن سنٹر کھولنے کے لئے اس کا جناح ہسپتال میں سنگ بنیاد رکھا۔ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر

جو جل جاتا ہے وہ وہاں پر مرتا ہے، آپ نے اس کو شروع نہیں کیا، اب جا کر آپ نے اس کو کیا ہے اور پورے پنجاب کے اندر ایک برن سنٹر ہے وہ بھی آپ نے آٹھ سال میں کیا ہے کیونکہ وہاں پر بھی چھٹی چودھری پرویز الٰہی کی لگی ہوئی تھی۔ وہاں پر تکلیف ہو رہی تھی کہ آپ اس کو نہیں بنانا چاہ رہے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ پورے پنجاب کے اندر اگر خدانخواستہ ڈیرہ غازی خان میں کوئی جل جائے، اس کو کسی وجہ سے کوئی problem ہو جائے تو بتائیں کدھر لے کر جائیں گے؟ آپ کی کرسی، آپ کا منصب بھی اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ جناب والا! ہم لاہور میں بیٹھ کر آپ کے لئے لڑائی کر رہے ہیں لیکن آپ لوگ چپ کا روزہ رکھ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کسی نے پلے سے پیسے نہیں دینے، یہ پیسے غریب عوام کی tax money ہے۔ یہ تو علاج کروانے کے لئے باہر چلے جاتے ہیں۔ انگلینڈ چلے جاتے ہیں، ان کو چھینک آتی ہے تو امریکہ چلے جاتے ہیں۔ غریب آدمی نے ادھر ہی علاج کروانا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! پی آئی سی لاہور، اس کے بارے میں سنیں، زکوٰۃ اور چندے سے اپٹا والوں نے آپ کو بلڈنگ بنا کر دی ہے، ان کو توفیق نہیں ہوئی، وہاں پر وہ بے چارے ڈاکٹر جو ذمہ داریاں پوری کر رہے ہیں، جو دن رات محنت کر کے اس ہسپتال کو چلانے کی کوشش کر رہے ہیں، وہ کیا کریں؟ وسائل نہیں ہیں، وہ تو اپنی محنت سے پورا کر رہے ہوں گے لیکن آپ نے اس کے سامنے عوام کے tax money کے پیسے سے سڑک بنا دی، سڑک کے اوپر سڑک بنا دی، وہاں پر تو ہماری بہن محترمہ وزیر خزانہ دل پر ہاتھ رکھ کر نہیں بات کرتی کہ بھائی وہ بنی ہوئی سڑک کے اوپر سڑک بنا دی گئی ہے۔ اس پر وہ پیسا جو آپ نے بجٹ ضائع کیا ہے اس کے بارے میں تو کوئی بات نہیں کرتا۔ ان کا ضمیر کب جاگے گا، جب غریب عوام مر جائے گی تب جاگے گا؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! ایم آئی سی ملتان، ملتان کی بات سن لیں۔ ملتان کے اندر بھی جو کارڈیالوجی سنٹر وہاں پر بنا ہوا ہے اس کی بھی یہی صورتحال ہے۔ ہمارے قابل احترام وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے اس کو بھی ایسے ہی رکھا ہوا ہے۔ ہسپتال کے اوپر توجہ نہیں کرنی، ہم نے سڑکوں اور پلوں کے اوپر توجہ کرنی ہے۔

جناب سپیکر! اگلی بات، میں اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے کہوں گا کہ آپ یہ سوچیں کہ آپ نے سب سے پہلے ترکی کو بلا کر لاہور کی صفائی کا ٹھیکہ دے دیا۔ ترکی صفائی کرے، نصف ایمان آپ کی

صفائی ہے، یہ کیسی قوم ہے جو اپنی صفائی خود نہیں کر سکتی۔ پھر آپ نے میٹرو بنا کر بسیں ان کے حوالے کر دیں، اب ایک اور کام، نواں کم آیا اے، ایوی سن لوو۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ہیلتھ پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس کا ہی بتا رہا ہوں۔ آپ فکر نہ کریں۔ آپ کے حقوق کی بات کروں گا۔ میں آپ کی بات کروں گا۔ آپ کی نہیں، آپ کے ڈسٹرکٹ کی بات کروں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ہیلتھ پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وہاں پر رہنے والی عوام کی بات کروں گا کیونکہ وہ پاکستانی ہیں میں ان کی بات کروں گا۔ اب آپ نے ایک نیا کام پکڑ لیا ہے، ایک نئی شعبدہ بازی۔ طیب اردگان ٹرسٹ ہسپتالوں کے لئے 40 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ طیب اردگان ٹرسٹ ہسپتال مظفر گڑھ کو 12 کروڑ، 82 لاکھ 10 ہزار روپے دیئے گئے ہیں۔ طیب اردگان ٹرسٹ ہسپتال بیدیاں کے لئے 17 کروڑ 76 لاکھ 60 ہزار روپے دیئے گئے ہیں۔ طیب اردگان ٹرسٹ ہسپتال مناواں کے لئے 20 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ خدا کا خوف کھالیں، آپ کے ڈاکٹر دنیا کے اندر پاکستان کا نام بنا رہے ہیں اور آپ کی پالیسیوں نے ان کو یہ ملک چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہے۔ آپ باہر سے مینجمنٹ لا کر ان ہسپتالوں کے اوپر بٹھا رہے ہیں۔ ہمارے پاس تو قابلیت نامی چیز ہے ہی کوئی نہیں، یعنی کہ ہماری عوام کے اندر کوئی قابل آدمی ہے ہی نہیں جو کہ ہسپتال کو بھی چلا سکے۔ جب آپ نے تسلی کر لی ہے، آپ نے وہی بنیاد رکھی ہے جو گورے نے انڈو پاک کے اندر آکر رکھی تھی۔ اس نے ایک کمپنی ایسٹ انڈیا بنائی تھی، آپ نے کئی سو کمپنیاں بنا دی ہیں اور ان کمپنیوں کا خمیازہ غریب عوام آنے والے دنوں میں بھگتے گی۔

جناب سپیکر! میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اپوزیشن کی طرف سے جو کٹوتی کی تحریک پیش کی گئی ہے جس کے اندر ہمارا مطالبہ ہے کہ چونکہ حکومت بری طرح نااہل، ناکام، نکمی ہے اور فیل ہو چکی ہے لہٰذا اس کا بجٹ ایک روپیہ کر دیا جائے تاکہ غریب عوام کا پیسا بچایا جا سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! جیسے decide ہوا تھا اب دو بجنے میں دس منٹ رہ گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ ذرا ادھر چپ کرائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، خاموش ہو جائیں، Order in the House

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! اساں روزہ رکھیا ہویا اے لیکن چپ دا نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وحید صاحب! اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے ابتداء کے اندر جیسے ایجوکیشن میں refer کیا تھا میں ہیلتھ کے حوالے سے بھی آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا اور میں نے اپنی بجٹ تقریر کے اندر بھی یہ بات محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کی خدمت میں رکھی تھی کہ آپ نے جو پچھلے سال بجٹ دیا تھا اس کا account balance بھی اسمبلی کے سامنے رکھے جانے کی ضرورت ہے کہ پچھلے سال جو کچھ آپ کو دیا تھا اس کا کیا حشر نشر ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہیلتھ کے جو دو component بنائے گئے ہیں، پچھلے سال کے بجٹ میں سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن کے لئے 24500 ملین روپے کی allocation تھی جسے revise کر کے 27785 ملین روپے کر دیا گیا اور 30-جون تک ان کی spending تھی لیکن 27785 ملین روپے کے against ان کی spending 10107 ملین روپے تھی۔ اسی طرح سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر میں 30-جون 2017 تک allocation کا 36 فیصد بنتا ہے جو spend ہوا ہے۔ اسی طرح پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر کے لئے شروع میں 18000 ملین روپے رکھے گئے جو revise کر کے 22692 ملین روپے کئے گئے انہوں نے پورا سال بہت محنت کی اور ان کی utilization 9322 ملین روپے پر پہنچی جو 30-جون 2017 تک ان کی allocation کی 41 فیصد spending بنتی ہے۔ ابھی جب وزیر تعلیم کے سامنے یہ figures آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم اب تک 80 فیصد بجٹ خرچ چکے ہیں۔ 30-جون تو ابھی آیا چاہتا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے چوکے چھکے نہیں لگانے چاہئیں اور قوم کے سامنے صحیح بات رکھیں۔ آپ کی اہلیت یہ ہے کہ آپ نے دس مہینوں کے اندر 36 فیصد اور 41 فیصد خرچ کیا ہے تو آپ کس بنیاد پر اس میں increase مانگ رہے ہیں؟ اس حوالے سے اسے justify کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں ابتدا کے اندر ہی یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے پچھلے سال کلیریکل سٹاف کو accommodate کیا بہت اچھی بات ہے کہ ان کی pay and scale revise کئے گئے۔ میں نے بجٹ کی debate میں بھی یہ بات رکھی تھی کہ ہیلتھ میں 150 کے قریب ایسے کیڈرز ہیں جو ترقی سے محروم رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ چاہوں گا کہ منسٹر صاحبہ اس کی طرف review کریں کہ اس حوالے سے انہیں accommodate کیوں نہیں کیا گیا۔ اسی طرح راولپنڈی میڈیکل کالج اور فیصل آباد میڈیکل کالج کو حالیہ دنوں میں یونیورسٹی کے لئے اپ گریڈ کیا گیا ہے۔ یہ دونوں کالجز بہاولپور کے قائد اعظم میڈیکل کالج سے بعد میں بنے ہیں اسی طرح ملتان، KE، فاطمہ جناح، UHS یونیورسٹیاں موجود ہیں لیکن بہاولپور کو کیوں ignore کیا گیا ہے؟ چونکہ آپ مختلف avenues میں ہمیں ignore کرتے ہیں اس لئے ہمارا یہ مطالبہ بالکل valid ہے کہ 2008 سے 2013 کی اسمبلی نے جو قرارداد پاس کی تھی کہ بہاولپور کے صوبے کو بحال کیا جائے۔ میں آج بھی اسی حوالے سے یہ بات کرتا ہوں کہ ہمارا صوبہ بحال کیا جائے۔

جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ اس بجٹ میں اٹک اور بھکر میں میڈیکل کالج بنیں گے اور بہاولنگر میں کام تیزی کے ساتھ جاری و ساری رہے گا۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کی feasibility بناتے ہیں؟ انہیں چلانے کے لئے فیکلٹی کہاں سے آئے گی؟ مجھے بہاولپور اور جنوبی پنجاب کے حوالے سے اچھی طرح معلوم ہے کہ قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور سے میڈیکل فیکلٹی کے لوگ loan basis پر ڈی جی خان میڈیکل کالج بھیجے جاتے ہیں کیونکہ PMDC کی ٹیم اس کی recognition کے لئے آرہی ہے یعنی اس طرح کا دو نمبر سلسلہ کر کے کالج کی recognition کروائی جارہی ہے اور یہ لمحہ فکریہ ہے۔ کیا آپ کے پاس اس حوالے سے کوئی ماسٹر پلان ہے؟ گورنمنٹ نے پرائیویٹ میڈیکل کالجز کو مشروم growth کی طرح allow کیا ہوا ہے جو داخلے کے وقت under hand

ایک ایک داخلے کے against پچیس پچیس لاکھ روپے چٹی وصول کرتے ہیں اور یہ سارا ایوان اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے لیکن اسے کوئی check کرنے والا نہیں ہے۔ ان کی فیس کو کوئی regulate کرنے والا نہیں ہے۔ کیا یہ کوئی جنگل ہے کہ جس کا جس طرح دل چاہے وہ عوام کو لوٹنا شروع کر دے؟ اس بارے میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی بالکل خاموش ہے اور بجا طور پر عوام کے اندر یہ باتیں آتی ہیں کہ اس طرح کی جو لوٹ کھسوٹ ہے اس میں اوپر کی سطح پر حکومت کے اندر بھی کوئی ملی بھگت ہے جس کے نتیجے میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میڈیکل کالجز میں جو داخلوں کی ratio ہے اور allow ہو گیا کہ اس میں gender discrimination نہیں ہو گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری جو بچیاں لیڈی ڈاکٹر بنتی ہیں ان کی 60 فیصد اکثریت نہ پرائیویٹ پریکٹس کرتی ہے اور نہ گورنمنٹ job کے اندر جاتی ہے لیکن ہمارے اندر اتنی ہمت نہیں ہے کہ ہم اس کے لئے قانون سازی کریں۔

جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی propose کیا تھا کہ آپ داخلے کے لئے پچاس پچاس فیصد کوٹا کریں یعنی پچاس فیصد بچیوں کے لئے اور پچاس فیصد بچوں کے لئے تاکہ فیلڈ کے اندر جو ڈاکٹروں کی ضرورت ہے وہ پوری ہو سکے اور وہ ڈاکٹر فیلڈ میں کام کرنے والے ہوں لیکن حکومت ڈرتی ہے کہ سپریم کورٹ نے allow کیا ہوا ہے اور decision دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ آپ قانون سازی کریں آپ اس حوالے سے کیوں ڈرتے ہیں؟ میں اس حوالے سے پوری ذمہ داری لینے کے لئے تیار ہوں آپ کہیں کہ ڈاکٹر سید وسیم اختر نے اسے propose کیا ہے اور یہ rational بات ہو گی تاکہ ہمارا ہیلتھ سسٹم آگے چل سکے۔ میرے بھائی اسلم صاحب نے یہ بات کی ہے کہ اس حوالے سے کوئی ماسٹر پلان نہیں ہے اور ڈاکٹر نوشین حامد نے بھی بات کی ہے کہ دیہاتی آبادی اور شہری آبادی کے لئے کوئی ماسٹر پلان نہیں ہے کہ کتنی آبادی بڑھ رہی ہے کتنے ڈاکٹرز چاہئیں کتنی نرسز چاہئیں کتنے پیرامیڈیکس چاہئیں لیکن اس حوالے سے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے پاس کوئی ایک بھی ماسٹر پلان نہیں ہے اگر ہے تو اس حوالے سے ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ FCPS پارٹ-II کرنے کے لئے پہلے میڈیکل کالجز کے اندر پرنسپل اسے allow کرتے تھے کہ کس کو کس میں بھیجنا ہے میڈیسن میں یا سرجری میں لیکن اب

انہوں نے اس کو centralize کر لیا ہے۔ diagnosis کی، تشخیص کی backbone لیبارٹریز ہوتی ہیں اور جو لوگ پیتھالوجی میں FCPS کرتے ہیں وہ انہیں run کرتے ہیں۔ بہاولپور میں پیتھالوجی کے اندر چھ ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور دو پروفیسرز کی اسامیاں خالی ہیں۔ مجھے اس پر بہت ہی دکھ ہے کہ پچھلے سال بھی centralization میں اور اس سال بھی central induction کے اندر پیتھالوجی میں FCPS پارٹ-II کرنے کے لئے انہوں نے کوئی سیٹ نہیں رکھی حالانکہ بہت سارے بچے پیتھالوجی میں FCPS پارٹ-I کر کے بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر! اس حوالے سے میرا first-hand knowledge ہے کہ اس بارے میں ان کا کوئی broad vision نہیں ہے کہ کس شعبے کے اندر کتنے ڈاکٹرز چاہئیں اور FCPS پارٹ-I کرنے والے ہماری طرف دیکھ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پلیز wind up کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں دو منٹ میں اپنی بات wind up کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب نے بھی بات کرنی ہے اس لئے آپ wind up کر دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں prevention aspect کے حوالے سے بھی بات کروں گا۔ نیپرا جو کہ میڈیا کو کنٹرول کرتا ہے وہ الیکٹرانک میڈیا کے مالکان کو پابند کرے کہ وہ اپنے بجٹ کا پانچ فیصد عوام کو بیماریوں کے بچاؤ کی آگاہی کے لئے خرچ کریں۔ الیکٹرانک میڈیا کے مالکان سے بات کریں، اس حوالے سے حکومت بجٹ مختص کرے اور لوگوں کو آگاہی دے کہ ہیپاٹائٹس کا مرض کیسے ہوتا ہے، ٹی بی کیسے ہوتی ہے اور ڈائریا کیسے ہوتا ہے؟ اگر آپ بیماریوں کے بچاؤ کے لئے آگاہی مہم چلائیں گے اور prevention aspect کو مد نظر رکھیں گے تو cure کے huge بجٹ میں cut لگ سکتی ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے بڑے ہسپتالوں میں ایک چیز کی کمی ہے کہ مریضوں کے ساتھ جو attendants آتے ہیں ان کے بیٹھنے یا ٹھہرنے کے لئے کوئی معقول انتظام نہیں کیا گیا۔ ہمارے ہاں ہیلتھ سسٹم اتنا develop نہیں ہوا کہ مریض کو آپ ہسپتال میں داخل کروا دیں اور پھر ہسپتال والے اس کے حوالے سے سارے معاملات کو خود ہی deal کر لیں گے۔ مریض کے ساتھ جو attendants آتے ہیں وہ

کہاں رہیں گے اور ان کی ضروریات کیسے پوری ہوں گی؟ اس کے لئے ہمارے پاس کوئی سسٹم موجود نہیں ہے۔لواحقین یا attendants ہسپتال کی corridors کے اندر پڑے ہوتے ہیں تو اس جانب توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال BVH کے حوالے سے بات کروں گا کہ وہاں پر گزشتہ چھ سالوں سے 30 بیڈز کا ICU بالکل تیار ہے، عمارت تیار ہے، equipment بھی آ گیا ہے لیکن SNE میں اسامیاں نہیں دی جا رہیں۔میں ہر مرتبہ واویلا کرتا ہوں کہ کروڑوں روپے کی مشینری خراب ہو رہی ہے لہٰذا مہربانی کر کے وہاں پر سٹاف تعینات کیا جائے تاکہ اس مشینری کو استعمال میں لایا جا سکے۔غریب عوام کے پیسے سے یہ equipment خریدا گیا ہے لہٰذا اس حوالے سے ضروری احکامات جاری کئے جائیں۔

جناب سپیکر! تمام ہسپتالوں کے اندر کینسر وارڈز بنائی جائیں اور BVH کے اندر بھی کینسر وارڈ بنائی جائے۔بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال اب بالکل landlocked ہو گیا ہے، building capacity کوئی نہیں رہی۔میں نے اس معاملے کو ایوان کے اندر بڑے بھرپور طریقے سے اُٹھایا تھا اور خواجہ عمران نذیر جو اس وقت بطور وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر تشریف فرما ہیں اُس وقت پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت تھے انہوں نے میرے ساتھ وعدہ بھی کیا تھا۔اس ہسپتال کے ساتھ پرانے سی ایم ایچ کی عمارت اور 500 ایکڑ رقبہ ہے۔پہلے یہاں سی ایم ایچ ہسپتال ہوتا تھا اب وہ کنٹونمنٹ میں shift ہو گیا ہے۔یہ زمین اب بھی حکومت پنجاب کی ملکیت ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ جگہ BVH کو دے دی جائے کیونکہ یہ جگہ بالکل اس کے ساتھ ہے۔خواجہ عمران نذیر نے وعدہ فرمایا تھا کہ ہم اس جگہ کو BVH کے لئے لیتے ہیں لیکن اس ایوان کے اندر کیا گیا وعدہ آج تک پورا نہیں ہو سکا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ہم نے کٹوتی کی تحریک پیش کی ہے کہ اس رقم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے لیکن ان lapses کو مدنظر رکھتے ہوئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کو ایک روپیہ بھی نہیں دینا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب خواجہ نظام المحمود بات کریں گے۔ خواجہ صاحب! مختصر بات کیجئے گا۔

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! میرا علاقہ تونسہ شریف ہے جہاں پر ہیلتھ کے حوالے سے کوئی سہولت میسر نہیں۔ وہاں پر ایک تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے جس میں نہ ڈائیلسز مشین، نہ کارڈیالوجی کا کوئی علاج، نہ کوئی severe قسم کا آپریشن ہوتا ہے اور نہ ہی اس ہسپتال میں ادویات میسر ہیں۔ وہ ہسپتال ایک ڈسپنسری کی شکل میں ہے۔ رکھ سے لے کر ڈیرہ غازی خان تک اس علاقے میں ہیلتھ کے حوالے سے کسی قسم کی کوئی سہولت میسر نہیں۔ وہاں سے ملتان کا فاصلہ تین سو کلومیٹر ہے اور لوگ اپنے علاج کے لئے ملتان جاتے ہیں اگر وہاں پر بھی علاج نہ ہو سکے تو پھر لاہور آتے ہیں۔ ہمارے علاقے میں علاج کی سہولتیں کیوں مہیا نہیں کی جاتیں؟ ہمارے علاقے کے ہسپتال میں پچھلے چار سال سے ٹراما سنٹر بن رہا ہے لیکن ابھی تک وہ مکمل نہیں ہو سکا۔ دو سے تین لاکھ کی آبادی ہے لیکن اس کے لئے صرف 50 بیڈز کا ہسپتال ہے۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ میرے علاقے میں صحت کی تمام سہولتیں فوری طور پر مہیا کی جائیں۔ Tribal areas میں تو بالکل کوئی ہسپتال نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ اور وزیر صحت سے آپ کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں کہ میرے علاقے میں صحت کی سہولتیں مہیا کی جائیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میرے بھائی نے بڑے اچھے طریقے سے تفصیلاً بات کر دی ہے میں صرف دو باتیں کہنا چاہوں گی۔ میں وزیر اعلیٰ کو ان کے 9 سال قبل کہے گئے الفاظ یاد دلانا چاہتی ہوں۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم صحت کے مراکز کو اس مقام تک لے آئیں گے کہ جہاں مریض کے مرض کو دیکھا جائے گا اس کی حیثیت کو نہیں دیکھا جائے گا۔ آج مریض علاج کی سہولت میسر نہ ہونے کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ ڈاکٹرز اور نرسیں سراپا احتجاج ہیں، ہر چوتھے دن سڑکوں پر وہ احتجاج کر رہے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! آج دسویں سال میں وزیر اعظم کو شعبہ صحت کا خیال آگیا اور انہوں نے اعلان کیا ہے کہ ہم پچاس ہسپتال بنائیں گے جبکہ پچھلے نو سالوں میں وہ ایک ہسپتال بھی نہیں بنا سکے۔ یہ اعلان صرف اور صرف الیکشن جیتنے کی خاطر کیا گیا ہے۔ یہ خود بھی پھُڑیں مار رہے ہیں اور اس کے مشورے دوسروں کو بھی دے رہے ہیں۔ یہ عوام کی زندگیوں کے ساتھ پچھلے دس سالوں سے کھیل رہے ہیں۔ اس وقت دو کروڑ سے زیادہ لوگ ہیپاٹائٹس کے مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ہیپاٹائٹس کے بعد کینسر تیسرا بڑا مرض بن چکا ہے۔ ایک ہسپتال میں 208 سے زیادہ بیڈز نہیں ہیں جبکہ لاکھوں کی تعداد میں کینسر کے مریض موجود ہیں۔ موجودہ حکومت پچھلے نو سالوں میں شعبہ صحت کے حوالے سے کوئی کارکردگی نہیں دکھا سکی تو اس آخری سال میں وہ کیا کرے گی؟ صرف اشتہار بازی سے کام نہیں چلتا بلکہ عملی طور پر کوئی کام کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب محترمہ سعدیہ سہیل رانا بات کریں گی اور یہ آخری مقرر ہوں گی کیونکہ وقت بہت زیادہ ہو چکا ہے اور ابھی وزیر صحت نے wind up speech بھی کرنی ہے۔ محترمہ! آپ مختصر بات کریں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! پچھلے دنوں خبروں میں سُنا اور دیکھا تھا کہ ہماری ایک ماں نے جناح ہسپتال کے فرش پر جان دے دی تھی۔ آج Dawn news کے first page پر اس کی سٹوری چھپی ہے کہ وہ اوکاڑہ سے چلی اور جنرل ہسپتال لاہور پہنچی۔ جنرل ہسپتال کے ڈاکٹرز نے کہا کہ یہ heart patient ہے لہٰذا اس کو PIC لے جائیں۔ جب وہ PIC گئی تو انہوں نے کہا کہ یہ تو kidney patient ہے لہٰذا اس کو آپ جناح ہسپتال لے جائیں۔ چنانچہ وہ جناح ہسپتال آئی۔ جناح ہسپتال میں جس بیڈ پر اسے ڈالا گیا وہاں اسی بیڈ پر ایک اور مریض بھی تھا۔ کچھ دیر بعد بتایا گیا کہ اس بیڈ پر موجود دوسرے مریض کی biopsy ہونی ہے اس لئے اس مریضہ کو بیڈ سے اُتار کر نیچے زمین پر ڈال دیا گیا۔ وہ ماں میری بھی ہو سکتی تھی اور وہ یہاں بیٹھے ہوئے سب معزز ممبران کی ماں تھی۔ اس نے فرش پر تڑپ تڑپ کر اپنی جان دے دی۔

جناب سپیکر! آج حکومت دعوے کر رہی ہے کہ health facilities پوری ہو چکی ہیں، زبردست سسٹم چل رہا ہے اور کوئی مسائل نہیں ہیں۔ مجھے بتائیے ایک مریضہ اوکاڑہ سے اپنے علاج کے

لئے لاہور آتی ہے، تین ہسپتالوں سے reject ہو کر آخر میں وہ جناح ہسپتال کے فرش پر دم توڑ دیتی ہے تو ہمیں ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہاں پر بات کرنی چاہئے۔ جنرل ہسپتال میں تیس سال بعد ایک کلینک لیبارٹری بنی ہے۔ بہت اچھی بات ہے کیونکہ وہاں پر اس کی بہت زیادہ ضرورت تھی لیکن چار سے پانچ کروڑ روپے کی لاگت سے بننے والی لیبارٹری کو وجود میں آنے میں 30 سال لگ گئے جبکہ جنرل ہسپتال کے سامنے جو bridge بنا ہے اس کے pillar کی قیمت بھی اس سے زیادہ ہے۔ غریب مریضوں کو اس لیبارٹری کے لئے تیس سال انتظار کروایا گیا۔ ایسی کئی لیبارٹریاں ہسپتالوں میں قائم ہو سکتی ہیں اگر حکومت کی توجہ bridges and pillars کی بجائے انسانی جانوں کی جانب مبذول ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مہربانی۔ اب وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر wind up speech کریں گے۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں floor of on the the House یہ کہہ رہا ہوں کہ ہماری حکومت نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ہم نے دودھ اور شہد کی نہریں بہادی ہیں۔ ہمیشہ یہ کہا کہ challenges اور مشکلات ہیں اور ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ان پر قابو پا لیا جائے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب ہمیشہ وہ بات کرتے ہیں جو ground reality سے مطابقت رکھتی ہو۔ وزیر اعلیٰ نے بارہا مرتبہ ہیلتھ سسٹم کے اُوپر اپنے تحفظات کا اظہار کیا اور اس کی بہتری کے لئے دن رات کوشاں بھی ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے شعبہ صحت پر سب سے زیادہ توجہ دی ہے اور ہر ہفتے میں ہماری کارکردگی کے کم از کم دو دو reviews ہوتے ہیں۔ مجھے اپنے اپوزیشن کے معزز ممبران کی نیت پر کوئی شک و شبہ نہیں کیونکہ اگر یہ کوئی تنقیدی بات کرتے ہیں تو یقیناً بہتری کے لئے کرتے ہیں۔ ان کے علاقوں میں اگر شعبہ صحت کے حوالے سے کوئی مسائل ہیں تو انہی کو اُجاگر کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہیلتھ وہ محکمہ ہے کہ جہاں روزانہ کی بنیاد پر لاکھوں لوگ ہماری ہیلتھ facilities کا visit کرتے ہیں، لاکھوں مریض ہمارے ہسپتالوں میں داخل ہوتے اور ان لاکھوں میں سے کچھ لوگوں کی جانیں بھی جاتی ہیں۔ محکمہ ہیلتھ کی بدقسمتی یہ ہے کہ روزانہ کی بنیاد پر لاکھوں لوگ اللہ کے فضل و کرم سے ہمارے انہی سرکاری ہسپتالوں میں علاج کروا کر صحتیاب ہوتے ہیں لیکن ان کا تو ذکر نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! میں figures کے گورکھ دھندے میں نہ الجھتا ہوں نہ الجھاتا ہوں۔ میرے بھائی ہمیشہ گلہ کرتے ہیں کہ بجٹ figures کا گورکھ دھندہ ہے۔

جناب سپیکر! میں کارکردگی کی بات کرتا ہوں میں figures پر نہیں جاتا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اس دفعہ جو ہیلتھ کو بجٹ دیا ہے وہ تاریخ کا maximum بجٹ ہے جو کہ یقیناً ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جو سوشل سیکٹر کا بجٹ اس دفعہ ہماری حکومت نے دیا ہے۔ میں اس پر محترمہ وزیر خزانہ کو نہ صرف مبارکباد دینا چاہتا ہوں بلکہ میں ایک پاکستانی کی حیثیت سے بھی میاں محمد شہباز شریف کا شکر گزار ہوں کہ ہمارا سوشل سیکٹر کا بجٹ تاریخ کے کسی بھی بجٹ سے الحمدللہ بڑا بجٹ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پلوں اور سڑکوں کا یہاں بڑا گلہ کیا جاتا ہے تو آج ہمارے اپوزیشن ممبران کو یقیناً خوشی ہوگی کہ ہمارا سوشل سیکٹر کا بجٹ پلوں اور سڑکوں سے کئی سو گنا زیادہ رکھا گیا ہے۔ یہ وہی پل اور سڑکیں ہیں جن پر U Turn لے کر مریض ہسپتال پہنچتے ہیں کیونکہ ہیلی کاپٹر میں تو پہنچ نہیں سکتے۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آج یہاں ہیلتھ پالیسی کی بات ہوئی، آج یہاں road map کی بات ہوئی تو میں اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب کے وژن کو سلام کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ جب تک ہیلتھ کے دونوں ڈیپارٹمنٹس کو bifurcate نہیں کیا جائے گا، علیحدہ علیحدہ deal نہیں کیا جائے گا، جب تک مریض پر کام کرنے کے ساتھ ساتھ مرض پر کام نہیں کیا جائے گا تو اس وقت تک ہمارا ہیلتھ سسٹم take off پر نہیں جا سکتا۔

جناب سپیکر! آج اگر کسی شخص کو اس صوبہ میں ہیپاٹائٹس "سی" خدانخواستہ ہو جائے اور اس کا liver transplant کرنا پڑ جائے تو اس پر جو رقم چاہیے ہوتی ہے وہ آپ کے علم میں ہے اور ہمارے اراکین کے بھی علم میں ہے کہ لاکھوں روپے درکار ہوتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے

"شیر شیر، دیکھو دیکھو کون آیا شیر آیا شیر آیا" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "گو نواز گو" کی نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: معزز ممبران اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔Order in No, No. the House جی، خواجہ صاحب! اپنی بات مکمل کریں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میری درخواست ہو گی کہ معزز ممبران نے جو کٹوتی کی تحریک پیش کی ہے اسے مسترد کیا جائے اور اس مطالبہ زر کو منظور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب سوال یہ ہے کہ

"ایک کھرب 7۔ارب 28کروڑ 42لاکھ 63ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مد مطالبہ نمبر PC21016 "خدمات صحت" کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 7۔ارب 28 کروڑ 42لاکھ، 63ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "شیر شیر، دیکھو دیکھو کون آیا شیر آیا شیر آیا" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "گو نواز گو" کی نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا اب باقی ماندہ مطالبات زر پر قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 144(4) کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مطالبہ نمبر PC21001

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 76لاکھ 87ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبر PC21002

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3۔ارب 71کروڑ 43 لاکھ 55 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبر PC21003

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو60 کروڑ31لاکھ90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صوبائی آبکاری"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21004

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو78 کروڑ81لاکھ85ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اسٹامپس"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21005

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3۔ ارب35 کروڑ88 لاکھ38 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21006

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو8کروڑ77لاکھ93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21007

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو51کروڑ22لاکھ32ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قانون موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21008

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 54کروڑ43لاکھ30 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21009

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو16۔ارب54 کروڑ91 لاکھ13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21010

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو46۔ارب65 کروڑ60 لاکھ22ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21011

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 15- ارب 95 کروڑ 28 لاکھ 7 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبر PC21012

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 9- ارب 17 کروڑ 20 لاکھ 44 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزایافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبر PC21013

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 95- ارب 59 کروڑ 75 لاکھ 26 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21014

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو16 کروڑ5لاکھ ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب گھر" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21017

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو13- ارب35 کروڑ85لاکھ10ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21018

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو15- ارب6 کروڑ7لاکھ52ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21019

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو70 کروڑ33لاکھ44ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21020

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو9۔ ارب79 کروڑ64 لاکھ20ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21021

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب8 کروڑ5لاکھ50ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "کوآپریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21022

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو7- ارب56 کروڑ70لاکھ53ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" صنعتیں"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21023

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو7- ارب47 کروڑ57 لاکھ49 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" متفرق محکمہ جات "برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21024

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5- ارب96 کروڑ9لاکھ57ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما

سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21025

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو11-ارب52 کروڑ30 لاکھ58ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21026

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو39 کروڑ8 لاکھ75ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21027

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب60 کروڑ89لاکھ98ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21028

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب73-ارب80 کروڑ92لاکھ35ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21029

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو22 کروڑ38لاکھ89ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21030

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو30۔ارب40کروڑ41لاکھ56ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21031

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3۔کھرب77۔ ارب34کروڑ38لاکھ29ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرقات"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جے آئی ٹی کا شور ہے، دونوں بھائی چور ہیں، گلی گلی میں شور ہے دونوں بھائی چور ہیں،
گرتی ہوئی دیواروں کو ایک دھکا اور دو، مودی کے یاروں کو ایک دھکا اور دو،
مک گیا تیرا شو نواز گو نواز گو نواز" کی نعرے بازی)
(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"چرسی چرسی، اک واری فیر شیر شیر، دیکھو دیکھو کون آیا شیر آیا شیر آیا،

چور مچائے شور رو عمران رو" کی نعرے بازی)

مطالبہ نمبرPC21032

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو88 کروڑ81لاکھ20ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC13033

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب42۔ ارب53 کروڑ26لاکھ79ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC13034

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو48 کروڑ56لاکھ61ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا

دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC13035

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"مک گیا تیرا شو نواز گو نواز گو نواز" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "چر سی چر سی" کی نعرے بازی)

مطالبہ نمبرPC13050

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC22036

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو4۔ کھرب54۔ارب71 کروڑ48 لاکھ22 ہزار100روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC12037

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو44۔ارب48کروڑ23لاکھ10 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC12038

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو13 کروڑ44لاکھ76ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC12040

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

" ایک رقم جو45کروڑ9لاکھ 8ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ٹاؤن ڈویلپمنٹ"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC12041

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

" ایک رقم جو90-ارب70کروڑروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شاہرات و پل"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC12042

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

" ایک رقم جو44-ارب51 کروڑ74 لاکھ83ہزار900 روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC12043

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو18۔ارب30 کروڑ2 لاکھ42ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "جے آئی ٹی کا شور ہے، دونوں بھائی چور ہیں" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "چرسی چرسی" کی نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 13۔جون2017 صبح11:00بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2017

منگل،13۔جون2017

(یوم الثلاثہ،17۔رمضان المبارک1438ھ)

سولہویں اسمبلی: تیسواں اجلاس

جلد30: شمارہ 8

459

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 13۔جون 2017

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

(اے) مسودہ قانون مالیات پر غوروخوض اور اس کی منظوری

مسودہ قانون مالیات پنجاب 2017 (مسودہ قانون نمبر 16 بابت 2017)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2017، جیسا کہ اسے ایوان میں پیش کیا گیا، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2017 منظور کیا جائے۔

(بی) منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھنا

منظور شدہ اخراجات برائے سال 18-2017 کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات برائے سال 18-2017 کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(سی) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) محتاج اور بے آسرا بچے پنجاب 2017

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) محتاج اور بے آسرا بچے پنجاب 2017 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون ایجوکیشن سٹینڈرڈز ڈویلپمنٹ اتھارٹی پنجاب 2017

ایک وزیر مسودہ قانون ایجوکیشن سٹینڈرڈز ڈویلپمنٹ اتھارٹی پنجاب 2017 ایوان میں پیش کریں گے۔

461

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

منگل، 13۔جون 2017

(یوم الثلاثہ، 17۔رمضان المبارک 1438ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر 12 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ
اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾
اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ
بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ
تَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ
اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى
لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۗ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾

سورة آل عمران آیات 123 تا 126

اور اللہ نے جنگِ بدر میں بھی تمہاری مدد کی تھی اور اس وقت بھی تم بے سروسامان تھے پس اللہ سے ڈرو (اور ان احسانوں کو یاد کرو) تاکہ شکر کرو (123) جب تم مومنوں سے یہ کہہ (کر ان کے دل بڑھا) رہے تھے کہ کیا یہ کافی نہیں کہ پروردگار تین ہزار فرشتے نازل کرکے تمہیں مدد دے (124) ہاں اگر تم دل کو مضبوط رکھو اور (اللہ سے) ڈرتے رہو اور کافر تم پر جوش کے ساتھ دفعتہً حملہ کر دیں تو پروردگار پانچ ہزار فرشتے جن پر نشان ہوں گے تمہاری مدد کو بھیجے گا (125) اور اس

مدد کو اللہ نے تمھارے لیے (ذریعہ) بشارت بنایا یعنی اس لیے کہ تمہارے دلوں کو اس سے تسلی حاصل ہو ورنہ مدد تو اللہ ہی کی ہے جو غالب (اور) حکمت والا ہے(126)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

سوئے طیبہ یہ سمجھ کر ہیں زمانے جاتے
یہ وہ روضہ ہے جہاں دل نہیں توڑے جاتے
چشمِ باطن ہو تو مدینے کے نظارے دیکھو
سر کی آنکھوں سے وہ منظر نہیں دیکھے جاتے
بُھول جاتے تھے صحابہ غم و آلام اپنے
دیکھ لیتے تھے جو سرکارؐ کو آتے جاتے
اُن کے کردار کے قد ناپ رہی ہے دنیا
جن کے دیوانوں کے قد تک نہیں ناپے جاتے

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ائیرپورٹ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی راولپنڈی سے متعلق ایک بڑا issue درپیش آرہا ہے جس کی وجہ سے ہمیں مجلس قائمہ برائے کوآپریٹو کی میٹنگ دوبارہ اجلاس کے دوران بلانی پڑ رہی تھی۔ میں نے اس حوالے سے آپ سے درخواست کی تھی کہ ہمیں یہ میٹنگ بلانے کی اجازت دے دیں۔ مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس کی منظوری نہیں دی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر مراد راس صاحب! آپ اجلاس کے بعد اس سلسلے میں مجھ سے مل لیجئے گا۔ آپ اجلاس کے بعد میرے پاس دفتر آجائیں ہم اس معاملے کو discuss کرلیں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جی، بہتر ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، ساہیوال کے حوالے سے عرض ہے کہ جو بچے آٹھویں کلاس سے 9th کلاس میں promote ہو کر جاتے ہیں تو بورڈ ان کے امتحان لیتا ہے۔ اب ساہیوال بورڈ کے اندر مسئلہ یہ آرہا ہے کہ اگر کسی بچے کی عمر پانچ دن، دو مہینے، تین مہینے، پانچ مہینے یا سات مہینے زیادہ ہے تو بورڈ ان بچوں کی رجسٹریشن نہیں کر رہا اور 9th and 10th کا امتحان بورڈ نے لینا ہوتا ہے۔ اس میں ان بچوں کا تو کوئی قصور نہیں ہے اور قانون میں ایسی کوئی قدغن نہیں کہ اگر کسی بچے کی عمر چھ ماہ زیادہ ہے تو وہ 9th کے امتحان میں appear نہیں ہو سکتا۔ ساہیوال بورڈ حکومت کا ادارہ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! یہ امتحان کب ہونے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جب کوئی بچہ 9th کلاس میں promote ہوتا ہے تو اس کی رجسٹریشن اسی وقت کروانی پڑتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ اس بابت تحریک التوائے کار دے دیں ہم اس کو out of turn take up کر لیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ بجا فرما رہے ہیں لیکن میری درخواست یہ ہے کہ آپ بورڈ کے چیئرمین یا سیکرٹری ایجوکیشن کو direction دیں کہ اس معاملے کو فوری طور پر take up کر کے resolve کیا جائے۔ تحریک التوائے کار معلوم نہیں کب take up ہو گی، پھر اس کا جواب آئے گا اور اتنی دیر تک بچے تو پریشان ہی رہیں گے۔ آپ سیکرٹری سکولز کو ایک direction pass کر دیں کہ اس معاملے کو take up کریں۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ یہ تحریر دے دیں ہم سیکرٹری سکولز سے اس کا جواب لے لیتے ہیں۔ جی، اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مسودہ قانون مالیات پنجاب 2017

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Punjab Finance Bill 2017. Minister for Finance may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha):Mr. Speaker! I move:

> "That Punjab Finance Bill 2017 as introduced be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That Punjab Finance Bill 2017 as introduced be taken into consideration at once."

DR NAUSHEEN HAMID: Mr Speaker! I oppose it.

DR SYED WASEEM AKHTAR: Mr Speaker! I oppose it.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر نوشین حامد!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! شکریہ۔ حسب روایت حکومت نے ایک دفعہ پھر short cut اور چور راستے سے ٹیکس لگانے کا طریقہ اپنایا ہے۔ ہونا یہ چاہئے تھا کہ اس بل میں جو ٹیکس تجاویز propose کی گئی ہیں ان کو باقاعدہ legislation کے ذریعے اسمبلی میں لایا جاتا اور حزب اختلاف کو اس پر بحث کرنے کا موقع دیا جاتا، اس کے اوپر debate ہوتی، اس پر ہر کسی کو سمجھنے کا موقع ملتا اور ہم لوگ اس پر اپنی اپنی تجاویز دیتے مگر رولز کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے حکومت اس کو ایک دفعہ پھر فنانس بل کی شکل میں لے آئی ہے۔ یہ ٹیکس لگانے کا وہ آسان طریقہ ہے جہاں حزب اختلاف کو ترامیم پیش کرنے کی اجازت نہیں ملتی تو میں سمجھتی ہوں کہ ہر سال اس طرح کا short cut اپنانا کوئی مناسب طریقہ نہیں ہے۔ یہ بل اسمبلی میں لایا جاتا، اس کو کمیٹی میں بھیجا جاتا جہاں پر اس پر باقاعدہ غوروخوض ہوتا، اس پر سب سے تجاویز لی جاتیں اور پھر یہ ٹیکسز لگائے جاتے۔

جناب سپیکر! اس بل کے اندر یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ E-Stamping Project ہے جس کے اوپر عملدرآمد میں یہ تجویز دی جا رہی ہے کہ جعلی اشٹام پیپرز کا خاتمہ ہو سکے گا اور جتنی ٹیکس ڈیوٹیز یا جتنی فیسیں ہیں اُن سب کو ایک اکاؤنٹ میں ضم کر کے stamp duty charge کی جائے گی۔ اس کے اندر capital value tax ہے جو property value کا 2 فیصد ہے اور 5 لاکھ روپے کی value پر 500 روپے اور 5 لاکھ روپے کے اوپر ایک ہزار روپے duty head of account of stamp جمع کرایا جائے گا۔ اس کے اندر انہوں نے urban area کی definition کو بھی Stamp Act 1899 میں شامل کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ حکومت اس کو اپنا ایک بہت بڑا قدم سمجھ رہی ہے مگر کس area کو urban declare کرنا ہے یہ کام ایک دفعہ پھر بیوروکریسی کے حوالے کر دیا گیا ہے جو لازماً ایک دباؤ کا شکار ہو کر اس کے فیصلے کرے گی اور اس کے اندر دوسری بات یہ ہے کہ اس کے اندر بہت سارے محکموں کو involve کر لیا گیا ہے جس میں ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، بورڈ آف ریونیو اور ڈویلپمنٹ اتھارٹی شامل ہیں اور

ان کو یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ کسی ایک area کو urban area declare کیا جائے۔ اتنے سارے محکمہ جات کی involvement سے یہ process بہت complicated ہو سکتا ہے اور عوامی خزانے کو نقصان پہنچنے کا باعث بن سکتا ہے۔ چاہئے یہ تھا کہ ہم یہ کام ایک محکمہ کو دیتے اور چاہے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں بہت سی کمزوریاں ہیں مگر میں سمجھتی ہوں کہ یہ کام محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے پاس ہونا چاہئے تھا کہ وہ urban area کو declare کرے اور باقی محکمے اپنی تجاویز محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کو بھجواتے کہ وہ urban area کا نوٹیفکیشن جاری کرے مگر اتنے سارے محکمے اس کام میں involve کر کے اس کو complicated نہیں کرنا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر! اس کا مقصد یہ ہے کہ ساری duties کو ایک Stamp Duty کے head کے اندر اکٹھا کیا جا رہا ہے تو یہ مقصد صرف اُس وقت حاصل کر سکتے تھے اگر ان ترامیم میں چور راستے اور صوابدیدی اختیارات کو ختم کر دیا جاتا جیسا کہ بہت سی ترامیم میں کہا گیا ہے کہ کچھ جگہوں پر ٹیکس 5 فیصد اور 5.3 فیصد لگایا جائے گا اور باقی کیسز میں 3 فیصد اور 2.25 فیصد ہو گا تو اس صوابدید سے جہاں 5 فیصد ٹیکس لگنا ہو گا وہاں 3 فیصد یا 2.25 فیصد declare کر دے گا تو اس طرح سے خزانے کو نقصان پہنچے گا۔ Stamp Act کے schedule میں نئے ریٹس کا اطلاق کر کے کم از کم 27 ترامیم لائی گئی ہیں اور یہ ترامیم اتنی جلدی میں لائی جا رہی ہیں اور یہ اتنی confusing ہیں کہ عام لوگ ان کو سمجھنے میں بالکل قاصر ہوں گے اور پھر وہ مختلف لوگوں کے ہاتھوں استحصال کا شکار ہوں گے کیونکہ وہ خود اس کو سمجھ نہیں سکیں گے اور انہیں مختلف لوگوں کے پاس بھاگنا پڑے گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اتنی زیادہ ترامیم لانے کے لئے الگ سے ایک legislation ہونی چاہئے تھی جس پر اسمبلی میں باقاعدہ debate ہوتی۔

جناب سپیکر! دوسری بڑی ترمیم Punjab Sales Tax on Services Act پر لائی جا رہی ہے۔ یہ ترمیم ظاہری طور پر اس لئے لائی جا رہی ہے کہ فیڈرل سیلز ٹیکس 1990 سے اسے ہم آہنگ بنایا جائے مگر اس کی آڑ میں پنجاب میں ٹیکس بڑھایا جا رہا ہے۔ اس کے اندر حکومت نے یہ کام کیا ہے کہ input tax adjustment on capital goods section 16(c) ہے اس میں propose یہ کیا گیا ہے کہ:

Input sales tax on capital good machinery and fixed assets be available in 12 equal monthly instalments

جناب سپیکر! یہ وہ سسٹم ہے جو فیڈرل لاء کا حصہ تھا اور 2011 میں فیڈرل گورنمنٹ نے اس کو ختم کر دیا تھا کیونکہ اس میں بہت ساری procedural hitches تھیں جس کی وجہ سے اس کو ختم کر دیا گیا تھا۔ میں سمجھتی ہوں کہ جس سسٹم کے failure کے باعث فیڈرل گورنمنٹ نے ختم کر دیا تھا تو پنجاب حکومت اُسی سسٹم کو لے کر آ رہی ہے تو tax payers کے لئے اس سے بہت ساری cash flow constraints ہو سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ Section-76(a) کے اندر PRA کو empower کیا جا رہا ہے کہ وہ گورنمنٹ کی approval سے regulatory authority کو restrain کرے کہ وہ کسی بھی renew یا کسی بھی نئے لائسنس یا permission کو renew or grant کرنے کے لئے جو بھی انسان taxable economic activity میں involved ہے اُس کو وہ restrain کرے کہ وہ اُس کو نہیں دے سکتے۔ حکومت تو پھر powers کو اپنے پاس centralize کر رہی ہے بجائے اس کے کہ اس کو decentralize کیا جاتا ہے اور regular authorities کو زیادہ empower کیا جاتا اس سے حکومت ان کے functions کو کم کر رہی ہے اس سے عوام کی مشکلات میں مزید اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر! حکومت بار بار اس چیز کا دعویٰ کرتی ہے کہ ہم ٹیکسز کم کر رہے ہیں، ہم ٹیکسز کم کر رہے ہیں یا ہم نئے ٹیکسز نہیں لگا رہے مگر اس وقت آپ یہ دیکھیں کہ انٹرنیٹ سروسز جن کو چھوٹے سے بڑا ہر طبقہ استعمال کرتا ہے، انٹرنیٹ چھوٹے چھوٹے بزنسز میں بھی involve ہوتا ہے تو انٹرنیٹ excess پر 19.5 فیصد ٹیکس لگایا جا رہا ہے جو میں سمجھتی ہوں کہ ہر طرح سے نامناسب ہے کیونکہ ہر طبقہ انٹرنیٹ excess کو avail کرتا ہے۔ Contractual execution of works up to 50 millions کے اوپر بھی 16 فیصد ٹیکس بڑھا دیا گیا ہے۔ General rate of Stamp duty in case of immovable property urban area میں 3 فیصد ہوتی تھی اُس کو enhance کر کے 5 فیصد دیا گیا ہے اسی طرح component of registration fee کو Stamp Duty میں Additional Stamp Duty کے طور پر add کر دیا گیا ہے تو یہ بہت لمبی لسٹ ہے مگر میں نے آپ کو تھوڑی سی highlights اس لئے دی ہیں کہ یہ بل کسی طرح سے بھی عوام کے مفاد میں نہیں ہے اور اس کو اس طرح short cut اور چور راستوں سے نہیں لانا چاہئے بلکہ اس کو proper legislation کے طور پر اسمبلی میں لے کر آیا جاتا تاکہ حزب اختلاف کو اس پر اپنی ترامیم دینے اور اُن پر discussion کرنے کا موقع ملتا۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جس طرح آرڈیننسز جاری ہوتے ہیں، وہ لاگو ہو جاتے ہیں اور پھر عوام کی گردن کے اوپر سوار ہو جاتے ہیں اور یہ بہانہ بنایا جاتا ہے کہ اسمبلی in session نہیں تھی لہٰذا ہم نے یہ آرڈیننس جاری کیا ہے۔ اُس کے بعد پھر وہ آرڈیننس legislation کے لئے آتا ہے یا اُس کو withdraw کر لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب ملک کے اندر منتخب ادارے موجود ہوں تو اُنہی سے رائے لے کر کوئی کام کیا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہے اور اس طرح Rules and Procedures کا فائدہ اُٹھا کر پنجاب کی عوام کے اوپر ٹیکسز کا ایک نیا سلسلہ لاگو کیا جا رہا ہے میں اس کی مذمت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ہے اس کی گنجائش موجود ہے لیکن اس ملک کے اندر اگر آپ جمہوری اداروں کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں اور جمہوریت کو پروان چڑھانا چاہتے ہیں تو اس میں کیا قباحت تھی؟ حکومت کے پاس پہلے ہی killing majority ہے تو اس میں تو حکومت کو کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہئے تھی لیکن ہوتا یہ ہے کہ جب اس کو بل کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے پھر یہ کمیٹی کے پاس جاتا ہے تو کمیٹی کے اندر اس کو یقیناً thresh out کیا جاتا۔ یہاں پر حکومت کی طرف سے مؤقف پیش کیا جاتا ہے کہ ہم نے اس بل کو انٹرنیٹ کے اوپر ڈالا تھا تو عوام کی طرف سے بھی رائے آنے کی کوئی سبیل بنتی ہے تو ظاہر ہے کچھ نہ کچھ لوگ approach کر لیتے ہیں کہ ہماری طرف سے اس کے اندر یہ رائے پیش کی جائے۔ یہ رائے ہماری طرف سے اس کے اندر پیش کی جائے۔ اس میں مزید بہتری کی گنجائش بن سکتی ہے۔ یہ اسمبلی میں آئے تو اپوزیشن اس پر ترامیم دیتی ہے اور بحث ہوتی ہے۔ ہم کبھی کبھی امید بھی رکھ سکتے ہیں اور اس طرح کی مثالیں بھی شاذونادر ہوتی ہیں کہ اس کے نتیجہ میں کوئی اصلاح مفاد عامہ میں ہو سکتی ہے۔ انہوں نے اب یہ فنانس بل پیش کر دیا ہے۔ ڈاکٹر نوشین حامد نے بہت تفصیل کے ساتھ اس پر بات کی ہے۔ ان چیزوں کو میں دہرانا نہیں چاہتا اور یہی کہوں گا کہ وزیر خزانہ آج مہربانی فرمائیں اور فنانس بل کو واپس لیں۔ اس فنانس بل کو صحیح طریقے سے بل کی صورت میں introduce کریں تاکہ اسے thrash out کیا جائے اور باقاعدہ ایکٹ کے ذریعے آگے جایا جائے۔

جناب سپیکر! جب منتخب ادارے موجود ہیں، بلدیاتی ادارے بھی موجود ہیں تو اس طرح کی urbanization اور rural area کے حوالے سے جو نوٹیفکیشن ہے یہ بھی کسی ادارے میں thrash out ہونے کے بعد ہی ہونا چاہئے کیونکہ جب اس طرح کا کوئی نوٹیفکیشن کیا جاتا ہے تو اس میں ultimately جو بھی بوجھ آتا ہے وہ عوام کے اوپر ہی آتا ہے۔ عوام پر جب بوجھ آتا ہے تو چلیں اتفاق سے صحیح لنگڑا لولا بلدیاتی نظام ہمارے پنجاب میں شہباز شریف نے اللہ اللہ کرکے بنا ہی دیا ہے۔ اسی حوالے سے انہیں کم از کم تھوڑا سا با اختیار کر دیا جائے کہ وہ ان چیزوں کو دیکھ کر اپنی تجاویز دے دیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھا طریق کار ہے۔ مثال کے طور پر ماڈل ٹاؤن لاہور میں مخدوم احمد محمود جو اس ہاؤس کے ممبر رہے ہیں ان کے بیٹے اور بھائی اب اس ہاؤس کے ممبر ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے ماڈل ٹاؤن میں ایک چار کنال کا پلاٹ خرید کیا تو جو ریٹ کلکٹر کی طرف سے مقرر تھا وہ غالباً ایک کنال کا ایک کروڑ تھا۔ ان کا جو سودا ہوا وہ چار کروڑ کا ایک کنال ہوا تو انہوں نے سولہ کروڑ کا وہ پلاٹ خریدا۔ انہوں نے کہا کہ میں اس کے حساب سے اس کی سٹیمپ ڈیوٹی ادا کروں گا تو سوسائٹی کے لوگ اور افسران آ گئے کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں اس سے باقی لوگوں کو نقصان ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے جس قیمت پر پلاٹ خریدا ہے اسی پر سٹیمپ ڈیوٹی ادا کروں گا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے منتخب اداروں میں وہ چیزیں آ جائیں تو عوام کے مفاد کے تحت وہ thrash out ہو سکتی ہیں اور ایک بہتر نتیجہ نکل سکتا ہے۔ اب properties پر rationalization کے حوالے سے جو 27 کے قریب تجاویز ہیں ultimately اس کا بوجھ عوام پر ہی پڑنا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہے کہ اگر اس فنانس بل کو بغیر discussion پاس کیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں جو تقریر کر رہا ہوں، میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ یہ سارا کچھ بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہے۔ یہاں سب لوگ سمجھتے بھی ہیں کہ یہ غلط ہو رہا ہے لیکن منسٹر صاحب ہاتھ کھڑا کریں گے تو یہ اس بات کو غلط سمجھتے ہوئے بھی ہاتھ کھڑا کر دیں گے پھر اس کے

نتیجہ میں یہ قانون پاس ہو جائے گا۔ ہمارے ممبران بعد میں discussion کرتے ہیں کہ یہ مجبوری تھی ہم کیا کریں یہ تو پارٹی کا فیصلہ تھا۔ میں اس لئے کہتا ہوں کہ طریق کار کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ نے oppose نہیں کیا تھا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں نے oppose کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب محمد عارف عباسی!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جس طرح معزز ممبر ڈاکٹر نوشین حامد اور ڈاکٹر سید وسیم اختر نے بات کی ہے کہ قانون عوام کی بہتری کے لئے بنایا جاتا ہے۔ ہم اس ہاؤس میں اس لئے آئے ہیں کہ لوگوں کے معاملات کو ٹھیک اور بہتر طریقے سے آگے بڑھایا جا سکے لیکن اس قسم کی حرکتیں ہو رہی ہیں جیسے یہ فنانس بل لایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ ہم ٹیکس فری بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ ہم دھوکا کس کو دے رہے ہیں، کیا اپنے آپ کو اور اپنے لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں؟

(اذان ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب! بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جیسا کہ میں بات کر رہا تھا کہ ہم یہاں عوام کے مسائل کو سہل کرنے کے لئے اور ان کی تکالیف کم کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اب بجٹ پاس ہو گیا چلیں جیسے بھی ہوا اور جو کچھ ہوا لیکن سٹیمپ ڈیوٹی پر آپ بیوروکریسی کو بہت زیادہ اختیارات دے رہے ہیں۔ آپ پہلے دعویٰ کر رہے تھے کہ ہم E Stamp paper لائے ہیں۔ اس کی وجہ سے بڑے معاملات ٹھیک ہو گئے ہیں۔ اس کے متعلق تو ہم کسی حد تک مان لیتے ہیں کہ ٹھیک ہے لیکن اس کے بعد آپ یہ جو کچھ کرنے جا رہے ہیں۔ اس پر میں سمجھتا ہوں کہ عام آدمی جو کہ پہلے ہی ٹیکس کی پیچیدگیوں کو نہیں سمجھتا اس کے لئے مزید پریشانی ہے۔ ٹیکس کے معاملات کو اتنا پیچیدہ کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگوں کو بیوقوف بنایا جائے اور انہیں بیوروکریسی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ ہم Stamp Act Schedule میں 27 کے قریب

ترامیم نئے rates کے اطلاق کے لئے کریں گے۔ اس کے بعد مجھے معلوم نہیں کہ urban declare area کرنے میں بیوروکریسی کتنی ایمانداری سے عوام کی تکالیف کو سامنے رکھ کر فیصلے کرتی ہے یہ معلوم نہیں ہے۔ وہ حاکم وقت کے اشارے پر بھی کام نہیں کرتے۔ یہ بھی عوام کو دھوکا دینے والی بات ہے۔ آپ نے اس میں دو حصے کئے ہیں ایک میں 3 فیصد سے 3.25 فیصد value پر کر رہے ہیں۔ دوسرے میں 5.3 سے 5 فیصد کر رہے ہیں۔ اس میں کون define کرے گا کہ کس area کو ہم نے 3 سے 3.25 فیصد پر رکھنا ہے اور کس کو 5 سے 5.3 پر رکھنا ہے۔ یہ بہت confusing ہے۔ عام آدمی کے ساتھ پہلے بھی جو معاملات ہو رہے ہیں تو اس کے بعد ان کے لئے مزید پیچیدگیاں پیدا ہوں گی۔ اس کو اگر پاس نہ بھی کیا جائے تو کوئی طوفان نہیں آ جائے گا۔ اس لئے اس فنانس بل کو واپس لیا جائے اور proper procedure کے تحت کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ کمیٹی کا جو بھی طریق کار ہے اس میں ممبران بیٹھیں گے اور discuss کریں گے تو یہ بل مزید بہتر ہو گا۔ ہم اس کو قطعی طور پر مسترد کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ عوام پر مزید ایک بوجھ ڈال کر ان کی پریشانی میں اضافے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اپوزیشن کے ارکان اس کو مسترد کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس کو واپس لے لیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف محمود صاحب! آپ نے oppose نہیں کیا تھا۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! جب منسٹر صاحبہ نے move کیا تھا تو میں نے اسی وقت دل میں کہہ دیا تھا I oppose it. (قہقہہ)

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔ چلیں آپ بات کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! مجھ سے پہلے میرے colleagues نے اس بل کے حوالے سے ٹیکنیکل باتیں کر لی ہیں۔ میں اپنی بات کو ایک دو منٹ میں ختم کروں گا۔ پنجاب کے عوام پر جس طرح دوبارہ ایک مرتبہ پھر گورنمنٹ ٹیکس لگا رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے پچھلے بجٹ میں جو ٹیکس کے اہداف رکھے تھے یہ ان کو بھی achieve نہیں کر سکے۔ Last year انہوں نے 184۔ ارب روپے کا tax collect کرنا تھا لیکن

175-ارب روپے کا tax collect ہوا اور اب موجودہ بجٹ میں tax کے اہداف کو 234-ارب روپے کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ already tax collection کرنے میں ناکام ہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ہمیں ان وجوہات کو ختم کرنا ہوگا؟ اس کی وجوہات یہ ہیں کہ ایک تو ہم جیسے bureaucratic طریقے سے اسمبلی میں بل لے آتے ہیں کہ اس بل کی کوئی بھی چیز اس اسمبلی میں discuss نہیں ہوتی۔ جمہوریت کو بچانے کے لئے بڑے بڑے لوگ میدان میں آجاتے ہیں لیکن درحقیقت مجھ سے اگر آپ پوچھیں کیونکہ میرا یہ پہلا tenure ہے تو اس جمہوریت کا آپ سے بڑا دشمن ہی کوئی نہیں ہے تو میں یہ بات آپ سے اس floor پر بڑے honestly کہہ رہا ہوں لہٰذا جتنا اس ایوان میں ہم لوگ خود اس جمہوریت کے دشمن ہیں کوئی دوسرا آدمی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: فنانس بل پر بات کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! جو طریق کار اس فنانس بل کا ہے میں اسی طریق کار پر بات کر رہا ہوں تو یہ relevant چیز ہی ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ہماری قوم سب سے زیادہ charity دیتی ہے لیکن ہمارے لوگ ٹیکس نہیں دیتے کیونکہ آپ دیکھ لیں کہ یہاں پر بول بول کر ہمارا گلا بیٹھ جاتا ہے لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا تو میں علاج کے لئے پرائیویٹ ہسپتال میں جا نہیں سکتا اور آپ کے سرکاری ہسپتالوں میں علاج کی سہولیات ہی نہیں کہ ہم وہاں جا کر اپنا علاج کروا سکیں۔ وہ قوم جو سب سے زیادہ charity دیتی ہے وہ لوگ ٹیکس کیوں نہیں دیتے کیونکہ آپ پھر اس قوم کو in return دیتے کیا ہیں کہ نہ ان کو صحت اور نہ ہی ایجوکیشن کی سہولیات میسر ہیں تو پھر آپ جتنے مرضی اس طرح کے اللے تللے کام کر لیں تو یہ قوم اس نظام پر trust ہی نہیں کرتی؟ آپ نے ٹیکس کے جو اہداف رکھے ہوئے ہیں اس کے مطابق لوگ آپ کو ٹیکس دیں گے ہی نہیں تو پھر آپ دوبارہ وہ اہداف حاصل کرنے میں ناکام ہوں گے، اس لئے آپ نے صرف یہ خانہ پوری کر دی ہے تاکہ آپ کا یہ بجٹ deficit میں show نہ ہو اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے۔ آخر میں، میں جتنے بھی منسٹر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں ان سے کہوں گا کہ ہمارا تو tenure جیسے تیسے بھی اللہ نے کیا مکمل ہونے جا رہا ہے لیکن ان لوگوں پر اور اس جمہوری نظام پر تھوڑا سا رحم کریں اور Rules of Procedure کو بہتر بنائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرے colleagues نے فنانس بل کے حوالے سے یہاں پر کچھ باتیں کی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی باتیں بہت valid ہیں۔ یہاں پر بار بار کہا گیا کہ پنجاب کا بجٹ ٹیکس فری بجٹ ہے لیکن فنانس بل کا سہارا لے کر درجنوں قسم کے ٹیکس پنجاب کی عوام پر impose کر دیئے گئے ہیں اور خاص طور پر فنانس بل کے ذریعے نئے taxes کا نفاذ اور tax structure میں ردوبدل یہ انتہائی منفی سوچ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اس لئے ہے کہ یہاں پر آپ جو بھی بات کریں یا کوئی ٹیکس لگائیں اس پر deliberations ہوں، آپ کی یہاں پر سٹینڈنگ کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں۔ آپ مسودہ قانون لے کر آئیں اس کو متعلقہ کمیٹی میں بھیجیں تاکہ اس پر غوروخوض کرنے کے بعد وہ ایوان میں آئے، اس پر ترامیم بھی آئیں اور اس کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل discussion ہونے کے بعد پھر بذریعہ قانون سازی کریں۔ یہ چور دروازہ اور منفی طریقہ ہے کہ آپ فنانس بل کے ذریعے rules کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ یہ impose taxes کر دیں لہٰذا میں اپنی تمام اپوزیشن کی طرف سے بطور احتجاج ٹوکن واک آؤٹ کرتا ہوں یہ taxes ہم کو اس طرح فنانس بل کے ذریعے سے نہیں لگانے چاہئیں تھے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کا ٹوکن واک آؤٹ ہو گیا ہے، اب آپ واپس آجائیں۔ آپ کا احتجاج ریکارڈ ہو گیا ہے لہٰذا آپ اب واپس آجائیں۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے لہٰذا میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہٰذا گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔ تمام ممبران اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہٰذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ جی، محترمہ وزیر خزانہ!

مسودہ قانون مالیات پنجاب 2017

(۔۔۔جاری)

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! ہمارے اپوزیشن کے ممبران نے جو باتیں کی ہیں اس حوالے سے اس فورم کے تحت clear کرنا چاہوں گی۔ ہم سے کہا یہ گیا ہے کہ ہم فنانس بل میں کچھ ایسی چیزیں لے آئے ہیں جو لوگوں کی سمجھ میں نہیں آ رہیں اور شاید کوئی نیا ٹیکس لگا دیا ہے۔ میں پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ ہم نے taxation structure میں جتنے بھی reforms کئے ہیں اُس کے دو تین بہت اہم ستون ہیں۔ ایک یہ کہ ہم نے taxation structure بہت simplify کرنا ہے تا کہ taxpayer اور عام آدمی کے لئے آسانی ہو۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے Capital value taxation, registration fees and stamp duty کو چونکہ ایک میں کر دیا ہے تو شاید ہم نے کوئی confusion create کر دیا ہے۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House, order in the House.

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ taxation کی merging سے confusion create نہیں ہو رہا بلکہ اس سے ٹیکس simplify ہو رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ تین تین avenues میں جا کر ٹیکس collect کیا جائے بلکہ ایک ہی ایڈمنسٹریشن کے پاس جائیں اور ٹیکس ادا کر دیں۔ یہ simplification ہے جس کو appreciate کرنا چاہئے۔ پتا نہیں ہمارے معزز ممبران اس کو کسی دوسری confusion میں کیوں ڈال رہے ہیں؟

جناب سپیکر! دوسری اہم بات میں نے یہ کہنی ہے کہ یہی impression دیا جا رہا ہے کہ ایک نیا ٹیکس لگایا جا رہا ہے براہ مہربانی اگر کسی ٹیکس کی exemption withdraw کی جاتی ہے تو وہ Base broadening کہلاتا ہے جبکہ نیا ٹیکس نہیں کہلاتا۔ انٹرنیٹ ٹیکس کا فائدہ ہمارے صارفین کو

ہو ہی نہیں رہا تھا۔ ایک سال سے یہ چھوٹ دی گئی تھی اور ہمارے پنجاب کے کسی صارفین کو بالکل trickle down نہیں کیا جارہا تھا۔ جب صارفین کو وہ فائدہ ہو ہی نہیں رہا تھا تو ہم نے کسی کو کسی مشکل میں ڈالا ہی نہیں ہے۔ ہم نے اس کے باوجود کہا ہے کہ 1500 روپے سے کم کو exempt کیا جائے۔

جناب سپیکر! دیکھئے traditionally اس طرح کی Finance Bill changes کے تحت ہی آ رہی ہیں اور اپوزیشن سمیت ہر ممبر کو یہ privilege حاصل ہے کہ وہ چاہے تو Rule 105 کے تحت اس میں amendment پیش کر دے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ میں دو تین باتیں یہاں clear کرنا چاہ رہی تھی۔ شکریہ

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Finance Bill 2017, as introduced, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSES 2 & 3

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 and Clause 3 of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in these Clauses, the question is:

> "That Clause 2 and Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Finance. She may move it.

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr. Speaker! I move:

"That in the Punjab Finance Bill 2017, as introduced, in Clause 4, in para (13), for sub-para (i), the following shall be substituted:

"(i) in serial No.6, in column (2):

After the existing clause (y), the following clause (z) shall be inserted:

"(z)(i) internet services, whether dial-up or broadband, including email services, data communication network services (DCNS) and value added data services;

(ii) such charges payable on the international leased lines or bandwidth services used by:

(a) software exporting firms registered with Pakistan Software Export Board; and

(b) data and internet service providers licensed by the Pakistan Telecommunication Authority; and

(iii) such charges payable on the international leased lines used by the software exporting firms registered with Pakistan Software Export Board for software exports."; and

(b) under the sub-heading "EXCLUDING" for the existing clauses, the following shall be substituted:

"internet services, whether dial-up or broadband including e-mail services, data communication network services (DCNS) and value added data services when the charges do not exceed Rs.1500/- per month per student."

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is:

"That in the Punjab Finance Bill 2017, as introduced, in Clause 4, in para (13), for sub-para (i), the following shall be substituted:

"(i) in serial No.6, in column (2):

After the existing clause (y), the following clause (z) shall be inserted:

"(z)(i) internet services, whether dial-up or broadband, including e-mail services, data communication network services (DCNS) and value added data services;

(ii) such charges payable on the international leased lines or bandwidth services used by:

(c) software exporting firms registered with Pakistan Software Export Board; and

(d) data and internet service providers licensed by the Pakistan Telecommunication Authority; and

(iii) such charges payable on the international leased lines used by the software exporting firms registered with Pakistan Software Export Board for software exports."; and

(b) under the sub-heading "EXCLUDING" for the existing clauses, the following shall be substituted:

"internet services, whether dial-up or broadband including e-mail services, data communication network services (DCNS) and value added data services when the charges do not exceed Rs.1500/- per month per student."

Now, the motion moved and the question is:

"That in the Punjab Finance Bill 2017, as introduced, in Clause 4, in para (13), for sub-para (i), the following shall be substituted:

"(i) in serial No.6, in column (2):

After the existing clause (y), the following clause (z) shall be inserted:

"(z)(i) internet services, whether dial-up or broadband, including e-mail services, data communication network services (DCNS) and value added data services;

(ii) such charges payable on the international leased lines or bandwidth services used by:

(e) software exporting firms registered with Pakistan Software Export Board; and

(f) data and internet service providers licensed by the Pakistan Telecommunication Authority; and

(iii) such charges payable on the international leased lines used by the software exporting firms registered with Pakistan Software Export Board for software exports."; and

(b) under the sub-heading "EXCLUDING" for the existing clauses, the following shall be substituted:

"internet services, whether dial-up or broadband including e-mail services, data communication network services (DCNS) and value added data services when the charges do not exceed Rs.1500/- per month per student."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (DR Ayesha Ghaus Pasha): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Finance Bill 2017, as amended be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Finance Bill 2017, as amended be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill 2017, as amended be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

Applause!

منظور شدہ اخراجات برائے سال18-2017کا گوشوارہ

ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR ACTING SPEAKER: Minister for Finance may lay the Schedule of Authorized Expenditures for the year 2017-18.

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha):Mr. Speaker! I lay the Schedule of Authorized Expenditures for the year 2017-18.

MR ACTING SPEAKER: The Schedule of Authorized Expenditures for the year 2017-2018 has been laid.

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

مسودہ قانون(ترمیم)محتاج اور بے آسرا بچے پنجاب2017

MR ACTING SPEAKER: A minister to introduce the Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill 2017.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill 2017.

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill 2017 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Home Affairs for report within two months.

مسودہ قانون ایجوکیشن سٹینڈرز ڈویلپمنٹ اتھارٹی پنجاب 2017

MR ACTING SPEAKER: A minister to introduce the Punjab Education Standards Development Authority Bill, 2017.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Education Standards Development Authority Bill, 2017.

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Education Standards Development Authority Bill 2017 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report within two months.

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 14-جون 2017 صبح 11:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ کل ضمنی بجٹ پر بحث ہو گی اور جو معزز ممبران اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوادیں۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2017

بدھ، 14-جون 2017

(یوم الاربعاء، 18-رمضان المبارک 1438ھ)

سولہویں اسمبلی: تیسواں اجلاس

جلد 30: شمارہ 9

483

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 14۔جون 2017

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

عام بحث

ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث

485

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

بدھ،14-جون2017

(یوم الاربعاء،18-رمضان المبارک1438ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر45منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ الۡاَعۡلَی ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ خَلَقَ فَسَوّٰی ۪ۙ﴿۲﴾ وَ الَّذِیۡ قَدَّرَ
فَہَدٰی ۪ۙ﴿۳﴾ وَ الَّذِیۡۤ اَخۡرَجَ الۡمَرۡعٰی ۪ۙ﴿۴﴾ فَجَعَلَہٗ غُثَآءً اَحۡوٰی ؕ﴿۵﴾
سَنُقۡرِئُکَ فَلَا تَنۡسٰۤی ۙ﴿۶﴾ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ ؕ اِنَّہٗ یَعۡلَمُ الۡجَہۡرَ
وَ مَا یَخۡفٰی ؕ﴿۷﴾ وَ نُیَسِّرُکَ لِلۡیُسۡرٰی ۚ﴿۸﴾ فَذَکِّرۡ اِنۡ نَّفَعَتِ الذِّکۡرٰی ؕ﴿۹﴾

سورۃ الأعلی 1 تا 9

(اے پیغمبر) اپنے پروردگار جلیل الشان کے نام کی تسبیح کرو(1) جس نے (انسان کو) بنایا پھر (اس کے اعضاء کو) درست کیا(2) اور جس نے (اس کا) اندازہ ٹھہرایا (پھر اُس کو) رستہ بتایا(3) اور جس نے چارہ اُگایا(4) پھر اس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا(5) ہم تمہیں پڑھا دیں گے کہ تم فراموش نہ کرو گے(6) مگر جو اللہ چاہے۔ وہ کھلی بات کو بھی جانتا ہے اور چھپی کو بھی(7) ہم تم کو آسان طریقے کی توفیق دیں گے(8) سو جہاں تک نصیحت (کے) نافع (ہونے کی امید) ہو نصیحت کرتے رہو(9)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اے رسول امیں خاتم المرسلین
تجھ سا کوئی تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں
تجھ سا کوئی تجھ سا کوئی نہیں
دست قدرت نے ایسا بنایا تجھے
جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں اے ابد کے
حسیں
تجھ سا کوئی تجھ سا کوئی نہیں
تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا
اس زمیں میں ہوا آسماں میں ہوا
کیا عرب کیا عجم سب زیر نگیں
تجھ سا کوئی تجھ سا کوئی نہیں

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث کرتے ہیں آخر میں محترمہ وزیر خزانہ بحث کو wind up کریں گی۔ جی، میاں محمود الرشید! کون بات کریں گے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اپوزیشن کی طرف سے جناب محمد شعیب صدیقی ضمنی بجٹ پر بحث کا آغاز کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب محمد شعیب صدیقی!

جناب محمد شعیب صدیقی:

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ایاک نعبد و ایاک نستعین۔

اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ 17-2016 پر بات کرنے کا موقع دیا۔ سنا تو یہ تھا کہ سالانہ امتحان میں جس کی compart آتی ہے اسے ضمنی امتحان دینا پڑتا ہے۔ مجھے یہی لگتا ہے کہ (ن) لیگ کی گورنمنٹ ہر سال سالانہ بجٹ دینے میں فیل ہو جاتی ہے اور اس کے بعد یہ اپنا ضمنی بجٹ پیش کر دیتی ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہی ہے جس طرح پاناما کے اندر یہ دو پرچوں میں فیل ہوئے اور جے آئی ٹی میں ان کے تین پیپرز گئے۔ آج وہی جے آئی ٹی ہے جس پر یہ مٹھائیاں بانٹ رہے تھے اور جب وہاں پر بحث کا آغاز ہوا تو تمام لوگ ان کی جان کو رو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ضمنی بجٹ کا آغاز ان اشعار کے ساتھ کروں گا:

غمِ زیست سے بے زار ہیں میرے وطن کے لوگ
مہنگائی کا شکار ہیں میرے وطن کے لوگ
ہیں منتظر کبھی تو بدلے گا یہ نظام
تا عمر انتظار میں ہیں میرے وطن کے لوگ

جناب سپیکر! اگر ضمنی بجٹ کا حجم چھوٹا ہوتا اور یہ ضروری اخراجات کے لئے پیش کیا جاتا ہے تو بہت اچھی بات تھی لیکن یہاں تو ایک کھرب 68۔ارب 68 کروڑ 19 لاکھ 5 ہزار روپے کا ضمنی بجٹ پیش کیا جا رہا ہے جو کہ نہایت افسوس کا مقام ہے۔ اس ضمنی بجٹ میں لگتا ہے کہ یہ الیکشن کی تیاری، اپنے اللے تللے اخراجات، ایسے اخراجات جو آئندہ مالی سال کے فنڈز کے لئے رکھے جا سکتے تھے انہوں نے وہ نہیں رکھے اور بجٹ کے اندر اس کو ضمنی بجٹ میں ڈال دیا۔

جناب سپیکر! میں ایک جائزہ برائے بجٹ 17-2016 تمام معزز ممبران جو اس وقت ایوان میں موجود ہیں ان کے لئے رکھوں گا جس کو سن کر وہ ضرور حیران ہوں گے۔ آپ نے بجٹ والے دن جو ہمیں کتابیں دیں، جو وائٹ پیپر دیا میں اس کے اوپر ذرا طائرانہ نظر ڈال دوں۔ وائٹ پیپر کے صفحہ نمبر 10 پر وزیر اعلیٰ خادم اعلیٰ پنجاب جنہیں عوام کا بڑا خیال ہے، عوام کے دکھوں کے لئے، ان کے مسائل کے حل کے لئے دن رات ایک کئے ہوئے ہیں، انہیں نیند نہیں آتی جب تک عوام کے مسائل حل نہ ہوں ان کے سیکرٹریٹ کے لئے 42 کروڑ 38 لاکھ روپے سے زائد کی رقم رکھی گئی اور خرچ 72 کروڑ 19 لاکھ کئے گئے۔ یعنی بجٹ سے ہٹ کر وہ خادم اعلیٰ پنجاب جس نے اپنے سیکرٹریٹ کے اوپر 30 کروڑ سے زائد رقم لگا دی اگر یہی 30 کروڑ روپیہ آپ رمضان package میں لوگوں کو دے دیتے تو انہیں فائدہ ہوتا۔ آپ رمضان بازاروں کے اندر جو کروڑوں روپے کے اشتہارات لگا رہے ہیں اس کی بجائے لوگوں کو ریلیف دے دیتے۔

جناب سپیکر! میں زراعت کے بارے میں بات کروں گا۔ کہا جاتا ہے کہ پنجاب ایگریکلچر لینڈ ہے، ہمارا صوبہ زرعی صوبہ ہے اور اس کی زراعت پوری دنیا کے اندر جاتی ہے اس کے لئے 48۔ارب روپے سے زائد کی رقم رکھی گئی لیکن صرف 34۔ارب خرچ کئے جا سکے۔ 12۔ارب روپے اس ایگریکلچر کے اوپر جو ہمارے صوبے کی base ہے، یہاں پر 80 فیصد وہ ممبران موجود ہیں جن کی

baseایگریکلچر ہے اور آپ اس کے اوپر 12۔ارب روپے خرچ ہی نہیں کر سکے۔ یہ خادم اعلیٰ پنجاب کی گڈ گورننس ہے۔ اس کے بعد مواصلات و تعمیرات کے لئے 107۔ارب روپے سے زائد رکھے گئے لیکن خرچ 136۔ارب روپے سے زائد کر دیئے گئے یعنی 29۔ارب روپے زائد خرچ کئے گئے۔ یہ کسی اور ہیڈ سے کاٹی گئی اورنج لائن ٹرین، سڑکیں، پل اور میٹرو پر پیسے خرچ کئے گئے۔ تعلیم دوست جو کہا جاتا ہے کہ پنجاب ہے، وزیر اعلیٰ کی پالیسی ہے کہ یہاں پر تعلیم یافتہ لوگ ہوں اگر میرٹ سکالرشپ ملے تو وہ بھی وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف میرٹ سکالرشپ ملے، کوئی سر سید احمد خان میرٹ سکالرشپ نہیں، مولانا محمد علی جوہر کے نام پر میرٹ سکالرشپ نہیں، قائد اعظمؒ کے نام پر میرٹ سکالرشپ نہیں، ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے نام پر میرٹ سکالرشپ نہیں لیکن اگر میرٹ سکالرشپ ہے تو صرف وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف میرٹ سکالرشپ ہے۔ یہ ان کی تعلیم دوستی کا حال ہے کہ سکول ایجوکیشن میں 79۔ارب 69 کروڑ روپے رکھے گئے لیکن خرچ صرف 71۔ارب 7 کروڑ روپے خرچ کئے۔ تعلیم جس نے قوم کو بنانا تھا یہ اس پر بھی پیسے نہیں خرچ کر سکے۔ انہوں نے پیسے خرچ کئے پلوں اور سڑکوں پر، اس ملک کے نوجوانوں کو تعلیم یافتہ بنانے کے لئے پیسے خرچ نہیں کئے۔ ہائر ایجوکیشن کے لئے 41۔ارب روپے سے زائد رکھے گئے لیکن ہائر ایجوکیشن پر 40۔ارب روپے خرچ ہوئے ۔ اب ہائر ایجوکیشن پر ایک ارب روپیہ نہیں خرچ سکے۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ، کہا جاتا ہے کہ سیف سٹی پراجیکٹ ہو گا، عوام کا جان و مال کا تحفظ ہو گا۔ 126۔ارب 41 کروڑ روپے رکھے گئے، کہا گیا کہ یہ عوام کا تحفظ ہو گا، ادارے عوام کے لئے اپنی خدمات وقف کریں گے لیکن 5۔ارب روپیہ ڈیپارٹمنٹ کے اندر بھی خرچ نہیں کیا جا سکا۔ اس اسمبلی کے باہر دھماکا ہوا، یہاں پر ہمارے پولیس افسران اور جوانوں نے شہادتیں دیں مگر اگر یہی پیسا ہوم ڈیپارٹمنٹ کے آلات اور دوسری چیزوں پر خرچ ہوتا تو شاید آج کی حالت دہشت گردی سے بہت بہتر ہوتی۔ ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے لئے 75۔ارب روپے مختص کئے گئے لیکن 11۔ارب روپے خرچ ہی نہیں کئے جا سکے۔ کوئی بھی عوامی منصوبوں پر عمل نہیں کیا جا سکا۔ بات کرتے ہیں، یوتھ آفیئرز کی، انفارمیشن structures کی، لیپ ٹاپ بانٹ رہے ہیں، یوتھ کو attract کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ جتنے مرضی لیپ ٹاپ دے دیں اور جو مرضی کر لیں مگر آج یوتھ ایک نئے اور روشن پاکستان کے لئے عمران خان کے فیصلوں کی تائید کر چکی

ہے۔ یوتھ کے لئے 3۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی لیکن یوتھ پر ایک ارب روپیہ خرچ نہیں کیا جاسکا۔اب آجاتے ہیں اقلیت پر جس کے لئے اس ایوان کے اندر بڑا بول بولا جاتا ہے کہ ہم اقلیتوں کے حقوق کی ترجمانی کرتے ہیں اور ان کے ساتھ مساوی سلوک کرتے ہیں۔اگر آج آپ حکومتی بنچوں پر بیٹھے اقلیتی نمائندوں اور ممبران سے پوچھیں کہ ایک ارب 42 کروڑ روپے رکھے گئے لیکن ان میں سے 29 کروڑ روپے اقلیتوں پر خرچ ہی نہیں کیا گیا۔یہ گڈ گورننس ہے کہ جو آپ کہتے ہیں کہ ہم اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کررہے ہیں۔یہ بہت ہی افسوس کا مقام ہے،اب محکمہ خزانہ جو بجٹ پیش کررہا ہے اور منسٹر صاحبہ یہاں پر تشریف رکھتی ہیں،خادم اعلیٰ پورے پنجاب کو لے کر چل رہے ہیں،اب بڑی تعریفیں ہوئی،بڑے نعرے مارے گئے،محکمہ خزانہ کے لئے 4 کھرب 74۔ارب روپے سے زائد کی رقم رکھی گئی لیکن 5 کھرب 27۔ارب روپے سے زائد کی رقم خرچ کی گئی۔اگر محکمہ خزانہ اپنی اہداف پر عمل نہیں کرسکتا تو صوبے کو کس طرح مقرر حد کے اندر رکھے گا؟بجٹ بنانے والے نااہل ہیں اوراستعمال کرنے والے نااہل ہیں تو عوام کا بالکل بیڑا غرق ہوجائے گا۔کم سے کم وہ لوگ جو محکمہ خزانہ کا بجٹ بنا رہے ہیں وہ تو اپنے وہ اہداف مکمل کریں کہ جتنے پیسے رکھے گئے اتنے پیسے خرچ کریں۔

جناب سپیکر!جنگلات کسی ملک کی ترقی کے اندر نہایت ہی اہم کردار ادا کرتے ہیں اس محکمے کی نااہلی دیکھیں کہ ½8۔ارب روپے سے زائد کی رقم رکھی گئی لیکن 1.5۔ارب روپیہ خرچ ہی نہیں کیا جاسکا۔یہ روابط کی کمی ہے اور یہ محکمہ جنگلات کا حال ہے۔پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا بجٹ 22۔ارب روپے سے زائد تھا لیکن اس ڈیپارٹمنٹ پر 67۔ارب روپے خرچ کردیئے گئے یعنی 45۔ارب روپے زیادہ لگا دیا گیا۔کیا بجٹ بناتے وقت نہیں پتا تھا کہ ہم نے اس ڈیپارٹمنٹ کے اندر کتنے پیسے خرچ کرنے ہیں۔ ہیلتھ اینڈ میڈیکل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پر ½1۔ارب روپے کم خرچ کیا گیا،وہ ٹیچنگ ہسپتال،وہ میڈیکل کالجز جہاں پر پیسے لگنے تھے وہاں پر آپ ½1۔ارب روپے سے کم خرچ کررہے ہیں یہ ہے اس صوبے کی گڈ گورننس کی مثال اور اس صوبے کا بجٹ جو یہاں پر آج پیش کرانے جارہے ہیں۔ لٹریسی اینڈ نان فارمل ایجوکیشن کے لئے ایک ارب 94 کروڑ روپے رکھے گئے لیکن ایک ارب روپے سے زائد رقم خرچ ہی نہیں کی گئی۔لوکل گورنمنٹ پر 13۔ارب روپے مختص کئے گئے اور 28۔ارب روپے سے زائد خرچ کردیئے گئے۔لوکل گورنمنٹ کو اختیار نہیں دیئے گئے،آج آپ چیئرمین اور کونسلر کی

حالت زار تو پوچھیں کہ نہ دفاتر ہیں اور نہ اختیارات ہیں۔ پورا لاہور شہر جہاں سے میرا تعلق بھی ہے اندھیر کے اندر ڈوبا ہوا ہے۔ جو اختیارات لوکل گورنمنٹ کے نمائندے کو دینے چاہئے تھے نہیں دیئے گئے آج گالیاں نکال رہے ہوں گے، آپ نے اتنے پیسے اس پر خرچ کر دیئے۔ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ، اس ادارے میں پلاننگ نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ 52۔ارب روپے سے زائد مختص کئے گئے لیکن 21۔ارب روپے خرچ ہی نہیں کر سکے۔ وہ 31۔ارب روپے بچا کر کون سے صوبے کی حالت زار بدلنے کے لئے جانے ہیں؟ ہمارے جنوبی پنجاب کے لوگ جو ترقی سے محروم ہیں، وہاں کی سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں، جہاں پر لوگ پینے کے صاف پانی سے محروم ہیں تو کیا یہ 31۔ارب روپے جنوبی پنجاب کے اندر نہیں لگائے جاسکتے تھے؟ ایس اینڈ جی اے ڈی کہا جاتا ہے کہ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں کے مترادف ہے۔ 22۔ارب روپے سے زائد کی رقم مختص کی گئی لیکن 64۔ارب 81 کروڑ روپے خرچ کر ڈالے۔ یہ 42۔ارب روپے اس میں اضافی خرچ کئے گئے۔

جناب سپیکر! آج یہ ضمنی بجٹ پیش کر رہے ہیں کہ آپ اس پر ٹھپہ لگا دیں۔ سپیشل ایجوکیشن، معذور بچے جو نہایت ہی قابل توجہ ہیں ان کا بجٹ استعمال ہی نہیں کیا گیا اس کے لئے 86 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے لیکن 37 کروڑ روپے معذور بچوں پر خرچ نہیں کئے گئے تو کیا وہ انسان نہیں ہیں، کیا انہیں اس دنیا کے اندر جینے کا حق نہیں ہے؟ یہ وہ نابینے جو اپنے حق کے لئے آواز اٹھاتے رہے آپ لوگوں نے ان پر لاٹھیاں برسائی اور تشدد کیا۔ یہ پیسے بچا کر آپ نے کس فنڈز کے اندر ڈالنے تھے؟ اگر آپ یہ انہی پر لگا دیتے تو آج ہمارے معذوروں کی حالت بہت بہتر ہوتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! سپورٹس کے لئے 3۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی لیکن صرف 2۔ارب روپے خرچ کئے گئے۔ اس کے اندر سے بھی ایک ارب روپیہ بچا لیا گیا۔ ٹرانسپورٹ کے لئے 125۔ارب روپے مختص کئے گئے لیکن 67۔ارب روپے خرچ کئے گئے اور آدھے پیسے بچا لئے گئے۔ آج لاہور شہر کے اندر سپیڈو بسیں چل رہی ہیں اور کیا منطق ہے کہ 200 روپے کا کارڈ لوڈ کرائیں، یہ بھی انہوں نے ٹیکس سروس ہی بنالی ہے اور موبائل کارڈ ہی بنا لیا ہے۔ 200 روپے کا کارڈ لوڈ کرائیں تو 170 روپے ختم اور 30 روپے بچیں گے اس کے بعد اگر ایک گھر کے اندر 5 یا 10 لوگ ہیں تو تمام کارڈ خریدیں گے اور تمام کارڈوں پر پیسے کٹیں گے۔ آپ اس پر ٹیکس لے رہے ہیں اور آپریٹر خالی بسیں چلاتے پھر رہے ہیں اور

آپ ان کو فی کلومیٹر پیسے دے رہے ہیں، یہ عوام کے ٹیکسوں کے پیسے ہیں۔ آپ نے اقلیتیں دیکھ لیں، معذور دیکھ لئے، ہیلتھ دیکھ لی، ایجوکیشن دیکھ لی اور اب وومن ڈویلپمنٹ دیکھ لیں کہ ان کے لئے 85 کروڑ روپے رکھے گئے لیکن 61 کروڑ روپے خرچ کئے گئے، جو خواتین کی ترقی کے دعوے کرتے تھے وہ دھرے کے دھرے رہ گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا جائزہ ہے یہ میں نے ان کتابوں کے اندر سے دیا ہے یہ وہ وائٹ پیپر ہے جو آپ نے ہمیںprovide کیا ہے۔ یہ حکومت کا گڈ گورننس بجٹ ہے جسے آپ یہاں پر پاس کرانے کی کوشش کرتے ہیں اور آج ضمنی بجٹ پیش کرکے بھی کہتے ہیں کہ اس کو پاس کرایا جائے۔

جناب سپیکر! جو یہ بجٹ ہے اس کے لئے کہا جا رہا ہے کہ 635۔ارب روپے ADP کے لئے رکھے گئے ہیں پچھلے سال550۔ارب روپےADP کے لئے رکھے گئے تھے جس میں 363۔ارب روپے خرچ ہوئے اور 187۔ارب روپے خرچ نہیں ہو سکے جو حکومت کی نااہلی ہے کہ آپ ADP پر پیسے نہیں خرچ کر سکے۔ 1985 سے لے کر2017 تک 24سال صوبہ پنجاب میں حکومت کرنے کے دعوے دار لگاتار دسواں بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ ان کی گڈ گورننس کا یہ حال ہے کہ ان کو اپنے ہی اداروں پر کنٹرول نہیں ہے اور اپنے ہی اداروں پر بنائے بجٹ پرutilize نہیں کر سکتے۔ جہاں پر utilize کرنا ہوتا ہے اس سے یہ آگے چلے جاتے ہیں۔ حکومت اپنے بجٹ کے اندر بری طرح ناکام ہو چکی ہے اور اب ضمنی بجٹ کے ذریعے ایوان سے یہ پاس کرانا چاہتی ہے۔ جس کی ایک ہی ترجیحات ہیں کہ لٹوتے لٹ کر باہر جاؤ بھاویں جدھ جاؤ یا بھاویں کتھے اور جاؤ، میں حکمرانوں کے لئے یہ کہنا چاہوں گا کہ:

سرکار کو درکار ہے قومی خزانہ
سرکار اپنی جیب سے خرچہ نہیں کرتے
جو لوگ ہیں عیار ضرورت سے زیادہ
وہ رقم کو اس ملک میں رکھا نہیں کرتے
ہمارے حکمرانوں کی روایت ہے پرانی
دعوئے جو کیا کرتے ہیں وہ پورے نہیں
کرتے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اب میں کچھ 17-2016 ضمنی بجٹ کا بھی جائزہ پیش کروں گا۔ یہ کتاب جو بڑی محنت اور بڑی مشقت سے منسٹر صاحبہ نے بنائی تو آج میں صرف اس کے چند صفحات discuss کروں گا۔ اس کے صفحہ نمبر 4 پر ہے کہ اورنج لائن ٹرین کا مسئلہ جب عدالتوں کے اندر جاتا ہے۔ وہ لوگ جو ایک ایک مرلہ کے گھروں کے اندر رہتے ہیں جب ان کے گھروں کو مسمار کر کے ان کے گھروں کے اوپر سے اورنج لائن ٹرین گزاری جاتی ہے تو جب وہ عدالتوں کے اندر جا کر اپنی بے بسی اور غربت کا رونا روتے ہیں تو آپ لوگ وکیل hire کرتے ہیں، اٹارنی جنرل آپ کے پاس، ڈپٹی اٹارنی جنرل آپ کے پاس لیکن آپ پرائیویٹ وکیل لے کر 2 کروڑ 25 لاکھ روپیہ دے دیتے ہیں، اس طرح وکیلوں میں بانٹنے سے وہ تحریک اب جو چلنے جارہی ہے وہ نہیں رکے گی، جتنا مرضی پیسا آپ وکیلوں میں بانٹ دیں۔ آپ نے گورنمنٹ کا پیسا جو کہ پرائیویٹ وکلاء کو دے دیا ہے جبکہ سرکاری وکیل موجود تھے۔

جناب سپیکر! اسی بک میں صفحہ نمبر 33 کے اوپر چھٹی قومی خانہ مردم شماری میں 6۔ارب سے زائد کی رقم خرچ کی گئی۔ یہ تو قومی محکمہ تھا، پنجاب نے اس کے اوپر کس طرح خرچ کر دیئے، یہ تو وفاق نے اس کے اوپر خرچ کرنے تھے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد اسی ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 38 سے 39 پر 29 کرولا گاڑیاں ججز کے لئے 5 کروڑ روپے میں خریدی گئیں۔ ایک کلٹس کار 20 لاکھ روپے میں لی گئی۔ 12 کرولا گاڑیاں وزیر اعلیٰ کے ایڈوائزرز اور سپیشل اسسٹنٹس کے لئے لی گئیں۔ 225 کروڑ روپے کی مرسڈیز لی گئی۔ وزیر اعلیٰ پروٹوکول کے لئے 225 کروڑ روپے کی گاڑیاں لی گئیں اور وزیر اعلیٰ آفس کے لئے 2 کروڑ 26 لاکھ روپے اور ایک کرولا گاڑی پریس سیکرٹری برائے وزیر اعلیٰ 17 لاکھ روپے کی لی گئی۔ یہ خادم اعلیٰ ہیں، یہ کہتے ہیں کہ میں صوبے کی خدمت کر رہا ہوں۔ یہ صوبے کو درس دے رہے ہیں؟ آپ کا یہ حال ہے کہ آپ کروڑوں روپیہ اپنی گاڑیوں کے اوپر لگا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! سیکرٹری آئی اینڈ سی فراست اقبال کو جو محکمے کا سیکرٹری ہے، بیوروکریٹ ہے، آپ اسے دس دس لاکھ روپے کی grant-in-aid دے دیتے ہیں، اس کے اندر بتائیں کہ کس غریب کو آپ نے دس لاکھ روپے کی grant-in-aid دی ہے، کس غریب کو کہا ہے کہ آپ کارڈیالوجی میں جا کر اپنے سٹنٹ ڈلوا لو؟ وہاں پر تو یہ کہتے ہیں کہ ایک ایک سال آپ کا آپریشن کرنے کے لئے ٹائم نہیں ہے۔

کوئی گاڑیوں کے پیسے ان غرباء کو دے دو جو اپنا آپریشن کرا سکیں، اس عورت کے لئے بیڈ خرید دیتے جو جناح ہسپتال کے اندر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گئی۔ یہ پیسے اپنے اللوں اور تللوں کے اوپر خرچ کئے گئے۔

جناب سپیکر! خادم اعلیٰ پنجاب وی آئی پی ایک جہاز میں پھرتے ہیں، اس کی maintenance کرواتے ہیں کہ ان کا جہاز خراب نہ ہو جائے، کبھی ترکی جانا ہے، کبھی چائنا جانا ہے، کبھی جدہ جانا ہے، اس کے بغیر ان کا گزارہ نہیں ہے۔ 13 کروڑ 52 لاکھ روپے کا خرچ وزیر اعلیٰ کی وی آئی پی maintenance جہاز کے اوپر خرچ ہو رہا ہے۔ یہ پیسا ہمارے عوام کے خون پسینے کی کمائی کا پیسا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ میں خادم اعلیٰ پنجاب ہوں۔ وہ خادم اعلیٰ پنجاب نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد یو اے ای کی شخصیات یہاں پر آجاتی ہیں۔ وہ کبھی شکار کھیلنے کے لئے آتی ہیں، کبھی میاں محمد نواز شریف کو حوصلہ اور دلاسہ دینے کے لئے آتی ہیں۔ آپ ان کی سکیورٹی کے اوپر 2۔ارب 98 کروڑ روپے خرچ کر دیتے ہیں، کیا ان کی سکیورٹی ہمارے عوام جو بازاروں کے اندر پھرتے ہوئے شہید ہو جاتے ہیں، جو بم دھماکوں کے اندر شہید ہو جاتے ہیں ان سے زیادہ اہم ہے، کیا ہمارے عوام کی جانوں کی کوئی قیمت نہیں ہے؟ باہر سے جو شہزادے آتے ہیں آپ ان کے لئے کروڑوں روپے ان کی سکیورٹی کے لئے دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! زرعی کانفرنس کرائی جاتی ہے۔ ایگریکلچر کا حال میں نے ابھی بتا دیا کہ جتنے پیسے رکھے گئے آپ وہ خرچ ہی نہیں کر سکے اور کانفرنس کے اوپر آپ نے 2 کروڑ 38 لاکھ روپیہ پی سی ہوٹل میں منعقد کر کے ان کسانوں کے خون پسینے کی کمائی کو جو آج بے حال ہیں اس کانفرنس کے اوپر اڑا دیا ہے۔

جناب سپیکر! انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کی پرائیویٹ deal کے لئے 75 لاکھ روپے دیئے گئے کہ ہمارے ملک کی انڈسٹری روز بہ روز ترقی کر رہی ہے، یہاں پر انڈسٹریز میں جانے کے لئے لوگوں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں، انڈسٹری کا یہ حال ہے کہ جو بند پڑی ہے، یہاں کی انڈسٹری شفٹ ہو چکی ہے اور اس انڈسٹری کو بچانے کے لئے آپ باہر سے وکیل لیتے ہیں اور انہیں 75 لاکھ روپیہ اس کا خرچہ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! کولمبو سری لنکا کے اندر آپ نے ایک آفیسر تعینات کیا اور اس کی سیر کے اوپر 10 لاکھ روپے خرچ کر دیئے کہ یہ لو بیٹا جاؤ، عوام کا پیسا ہے، ہم نے بھی بہت لوٹا ہے، تم بھی لوٹو، کھاؤ، جا کر موجیں کرو، عیش کرو، شکر ہے کہ اسے سری لنکا بھیجا ہے، کہیں اور نہیں بھیج دیا۔

جناب سپیکر! خواجہ عمران نذیر وزیر صحت ہیں، دن رات صحت کے ڈیپارٹمنٹ کے لئے کام کر رہے ہیں، 55 لاکھ روپے کی گاڑی خریدی، اس گاڑی کا ہمیں بھی بتایئے، کرولا اٹلس تو بیس بائیس لاکھ روپے میں آ رہی ہے یہ 55 لاکھ روپے میں کون سی گاڑی ان کے لئے خریدی ہے؟ کیا انہیں بھی یہ کہا گیا ہے کہ آپ بھی وزیر اعلیٰ کے ساتھ پروٹوکول کریں، اچھی گاڑی ہو گی تو عوام کو بھی سہولیات اچھی ملیں گی، شاید اسی لئے انہیں یہ گاڑی دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! سپیشل سیکٹر ریفارمز کے لئے 17 لاکھ 25 ہزار روپے میں ایک کرولا خریدی گئی۔

جناب سپیکر! خواتین کا عالمی دن منایا گیا، وومن ڈویلپمنٹ کے لئے دیکھتے ہیں کہ اس پر کتنے پیسے خرچ کئے گئے، آپ آدھی سے زیادہ رقم وومن ڈویلپمنٹ پر خرچ ہی نہیں کر سکے اور جب ان کا دن آیا ہے تو صرف ایک دن منانے کے لئے آپ نے 40 لاکھ روپے اس کی تقریبات کے اوپر خرچ کر دیئے۔

جناب سپیکر! پی ایس ایل ہوا۔ آپ نے بڑی کوشش کی، آپ نے ٹکٹیں اپنے ایم این ایز اور ایم پی ایز کو دیں کہ کہیں سٹیڈیم کے اندر گو نواز گو کے نعرے نہ لگ جائیں۔ پوری دنیا کے اندر جگ ہنسائی ہوئی، آپ نے ان کی سکیورٹی کے لئے پولیس اہلکار تعینات کئے، ایک کروڑ روپے کا کھانا آپ نے صرف ان پولیس اہلکاروں کو کھلا دیا۔ یہ پی سی بی کا کام تھا، پی سی بی پنجاب حکومت سے جو اتنے فنڈز لے رہی ہے، وہ پیسا جو آپ نے صرف "گو نواز گو" کے نعروں سے بچنے کے لئے سکیورٹی اہلکار جو تعینات کئے تھے ان پر خرچ کر دیا کہ وہاں پر لوگ نہ پہنچیں، مگر عوام کی آواز اور حق کی آواز کو نہیں دبایا جا سکتا۔

جناب سپیکر! اسی سپلیمنٹری بک کے صفحہ نمبر 148 کے اوپر میں حکومتی ممبران کی بھی توجہ چاہوں گا کہ یہ آپ کا بھی پیسا ہے، یہاں پر اللہ تعالیٰ کے بعد جناب سپیکر! آپ بھی اور ہم بھی عوام کو جوابدہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بھی جواب دہ ہیں، ہمیں حاکمیت اس عوام کی خدمت کرنے کے لئے دی گئی

ہے۔ قطر کا امیر ساہیوال آتا ہے تو اس کو تین بیل، تین گائے، تین اونٹ اور تین نایاب ہرن دے دیئے جاتے ہیں جن کی قیمت 50 لاکھ روپے ہے۔ اب وہ قطری شہزادے کو منانے پھر چلے گئے ہیں کہ آ جا تیری مہربانی، آ کر ہمارے حق میں بیان دے دے۔ اب کچھ نہیں ہو گا، یہ چار ہرن اور بھیج دیں مگر اب عوام کے حق کا فیصلہ ہونے والا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ جلد ہی دیکھیں گے۔ اس کے بعد ابو ظہبی کے شہزادے یہاں پر آجاتے ہیں، ان کو آپ دو عربی گھوڑے، دو ساہیوال نسل کی گائیں، دو اونٹ کے تحائف دے دیتے ہیں جن کی قیمت 33 لاکھ روپے ہے۔ خدارا اس غریب عوام کا کچھ تو سوچ لیں کہ آپ ان لوگوں کو ناجائز دیئے جا رہے ہیں، کبھی قطری شہزادے ہیں اور کبھی ابو ظہبی کے شہزادے ہیں۔ ترکی کے وزٹ کے لئے 40 لاکھ روپے کی ضمنی گرانٹ issue کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! بادشاہت کا یہ عالم دیکھیں کہ بادشاہت نے یہ سوچا کہ میں تو بادشاہ ہوں، کبھی وہ مینار پاکستان پر جا کر بیٹھتا تھا، اب بادشاہت سے بادشاہی مسجد ان کو یاد آ گئی تو انہوں نے کہا کہ میں بادشاہی مسجد کے اندر اجلاس کر لیتا ہوں، وہاں پر روزگار سکیم کے متعلق بات کرتا ہوں کہ بادشاہ سلامت جو کہ بادشاہی مسجد گئے اور وہاں پر انہوں نے جو روزگار سکیم کا اجلاس منعقد کیا تو 6 کروڑ اور 48 لاکھ روپے اس کے اوپر لاگت آ گئی۔ یہ حال ہے بادشاہ سلامت کا۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! او خدا کا گھر تو چھوڑ دیں، مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور آپ اس مسجد کے اندر بیٹھ کر عوام کے پیسے کروڑوں روپے لوگوں میں بانٹ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد کول پاور پراجیکٹ، قادر آباد، ساہیوال، قائداعظم سولر پاور کی افتتاحی تقریب کے اوپر 15 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔ پھر اس کے بعد یہ پہلے صفحہ نمبر 182 پر اور پھر صفحہ نمبر 217 پر قادر آباد پاور پلانٹ کی افتتاحی تقریب کے لئے 4 کروڑ 32 لاکھ روپے خرچ کئے گئے، آپ نے اتنے پیسے ان کول پاور پراجیکٹس، قائداعظم سولر پاور، بکھی پاور پلانٹ، نندی پور پاور پلانٹ پر خرچ کئے تو خدا کے لئے ایک مہینے کے لئے تو آپ سحری اور افطاری پر بجلی دے دیتے، آپ کو وہ پنکھے بھول گئے ہیں جو مینار پاکستان میں جا کر اجلاس کرتے تھے، آپ نے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو بھی جواب دینا ہے۔ آپ افتتاحی تقریبات پر کروڑوں روپیہ لگا رہے ہیں اور آج لاہور کے اندر 12 سے 14 گھنٹوں کی

لوڈشیڈنگ ہے، جنوبی پنجاب اور دوسرے علاقوں میں جا کر دیکھیں کہ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے بجلی نہیں آ رہی ہے۔ لوگ سخت گرمی میں روزے رکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! فوڈ اتھارٹی کے لئے 80 لاکھ روپے کی دو گاڑیاں خریدی گئیں۔ صفحہ نمبر 196 پر میٹروپولیٹن کارپوریشن کو رمضان بازاروں کی مد میں صرف چیک کرنے کے لئے کہ وہاں پر جا کر دیکھیں کہ جتنے رمضان بازار لگے ہیں وہاں پر خادم اعلیٰ پنجاب کی فلیکسیں لگ گئی ہیں، ان کے بینر لگ گئے ہیں، صرف وہ چیک کرنے کے لئے ان کو 41 کروڑ روپے کی گاڑیاں خرید کر دے دی گئی ہیں۔ (شیم شیم)

جناب سپیکر! ان رمضان بازاروں کے اندر عوام کو سہولت دی جاتی آپ نے 41 کروڑ روپیہ صرف وزیراعلیٰ پنجاب کو رمضان بازاروں کو چیک کرنے کے لئے دے دیئے۔

جناب سپیکر! وزیر آباد بار ایسوسی ایشن کو 50 لاکھ روپے کی گرانٹ، سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کو 10 کروڑ روپے کی گرانٹ، چکوال بار ایسوسی ایشن کو 15 لاکھ روپے کی گرانٹ، فیصل آباد پریس کلب کو 35 لاکھ روپے کی گرانٹ، کیا ایسی گرانٹیں دینے سے جو آج وکلاء تحریک شروع کر رہے ہیں، جو وکلاء اس ملک میں عدل و انصاف کا بول بالا چاہتے ہیں آپ ان کو دبانے کے لئے یہ کام کر رہے ہیں۔ آپ گرانٹیں بانٹ رہے ہیں کہ وکلاء باہر نہیں نکلیں گے۔ وکلاء نے اس ملک میں انصاف اور عدلیہ کی تحریک شروع کی تھی اور انشاء اللہ یہی وکلاء جب اس ملک میں دوبارہ انصاف کے بول بالا کے لئے تحریک شروع کریں گے، آپ چاہے گرانٹیں ڈبل کر دیں مگر حق اور سچ کی آواز کو نہیں دبایا جا سکے گا۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر 222 پر سندر رائیونڈ روڈ کے لئے 16 کروڑ روپے کے اخراجات کئے گئے، وزیراعلیٰ کا گھر بھی اسی جاتی امراء روڈ کے اوپر ہے۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر 300 پر ترکش اور چائنی زبانیں سکھانے کے لئے 24 کروڑ روپے خرچ کر سکے۔ یہ حال ہے، اپنی مادری زبان پر تو عبور نہیں ہے لیکن آپ ترکش اور چائنیز زبانیں سکھا رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد شعیب صدیقی! Wind up کریں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! بس تھوڑی دیر میں اپنی بات مکمل کرتا ہوں۔ صفحہ 300 پر ہے کہ ایمبیسی کالج بیجنگ چائنا کے اندر ہے اس کے لئے 32 لاکھ روپے کے 25 کمپیوٹر خریدے گئے۔ کیا چائنا

کے اندر جو بیجنگ کالج ہے اس کا خرچہ بھی ہم نے اٹھانا ہے۔ آپ نے چائنیز کو آدھا ملک تو دے دیا ہے انہیں کہتے کہ وہ اپنے لئے کمپیوٹر ہی خرید لیتے۔ اس کے بعد Flower Festival گریٹر اقبال پارک جس کی پوری دنیا کے اندر بڑی مشہوری ہے اس کی inauguration پر حمزہ شہباز مہمان خصوصی تھے جن کے پاس پنجاب گورنمنٹ کا کوئی عہدہ نہیں ہے اور اس کی افتتاحی تقریب پر 5 کروڑ 21 لاکھ روپے خرچ کر دیئے گئے۔ اورنج لائن ٹرین کے حوالے سے چائنیز کی سکیورٹی پر 27 کروڑ روپے کے اخراجات کئے گئے۔ گورنر ہاؤس مری کی تزئین و آرائش کے لئے 41 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔ یہ تمام رقم مالی سال 2016-17 میں رکھی جاسکتی تھی مگر آپ نے نہیں رکھی اور اب ضمنی بجٹ میں پیش کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد شعیب صدیقی صاحب! آپ کا بہت شکریہ

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! آخری بات، میں اس شعر سے اپنی بات ختم کرنا چاہوں گا کہ:

عوام کو حکومت سے شکایت پہلے بھی تھی اب بھی ہے
ہر کام میں صدر کی ہدایت پہلے بھی تھی اب بھی ہے
وزیر خوشحال ہیں سارے غریبوں کی کچھ حالت نہیں
ہم کو اس سسٹم سے بغاوت پہلے بھی تھی اب بھی ہے
جمہوری حکومت بھی بے گناہوں کو مرنے سے بچا نہ سکی
پاکستان پر امریکی حملوں کی لعنت پہلے بھی تھی اب بھی ہے
ہمارے ملک میں قانون صرف اور صرف غریبوں کے لئے ہے
آئین توڑ کے بھی مشرف کو راحت پہلے بھی تھی اب بھی ہے
آئی ایم ایف سے قرضہ لے کے بھی کچھ ہاتھ نہ آیا ہمارے
لنگڑی معیشت کی ابتر حالت پہلے بھی تھی اب بھی ہے

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ نے شعر نہیں بلکہ پوری نظم ہی پڑھ دی ہے۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد سبطین خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ سعدیہ سہیل رانا!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب احمد خان بھچر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ حکومتی بنچز سے بھی دو تین ممبران کو بلائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں ایسے ہی کر رہا ہیں۔ جناب علی اصغر منڈا!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے ساڈی واری وی تسیں لے لیو کی آوازیں)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پتا چلے گا کہ ضمنی بجٹ پر کیسے بولتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ تحسین فواد!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ایک شعر آپ کی نذر کرتا ہوں۔

ہم ہیں مشتاق اور وہ ہیں بے زار
الہیٰ یہ ماجرا کیا ہے

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! میاں صاحب! مکرر، مکرر۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پچھلے روز دی طرح میرا ٹائم شعر اں وچ ضائع کرانا اے؟

ہم ہیں مشتاق اور وہ ہیں بے زار
الہیٰ یہ ماجرا کیا ہے

جناب سپیکر! ہم اصل بجٹ کے موقع پر بھی مبارک دے چکے ہیں کہ متوازن بجٹ ہے، کوئی ٹیکس نہیں ہے، ٹیکس فری بجٹ ہے، اس کی وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، ان کی ٹیم اور سب کو بھی مبارک۔

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر کو بھی مبارک۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جی، اپوزیشن لیڈر کو بھی مبارک۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم نے applied budget دیکھنا ہے۔ ٹھیک ہے کہ جہاں جہاں منصوبہ جات بنیں گے وہاں کی ضروریات پوری ہوں گی، کسی کو، ہر کسی کو تو سہولیتں میسر آجائیں گی اس کی بھی مبارک۔ جن کو یہ سہولتیں پہنچ جائیں گی ان کو بھی مبارک لیکن ہم نے تو applied budget دیکھنا ہے کہ بجٹ کے بعد کے اثرات کیا ہوں گے؟ کیا اس وقت کوئی نیا ٹیکس نہیں ہے؟ اگر نہیں لگے گا تو اچھی بات ہے اگر لگے گا تو پھر جو ٹیکس فری کی بات ہو

رہی ہے وہ تو نامناسب رہے گی۔ محترمہ وزیر خزانہ !ذرا توجہ فرمایئے کہ اصل بات یہ ہے کہ جہاں جہاں منصوبہ جات مکمل ہوتے ہیں ان منصوبہ جات کی estimation ان کی equitation، پھر خزانے سے بل کا نکلنا یعنی کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں پر کمیشن مافیا موجود نہ ہو، کسی کی رقم ہی نہیں نکلتی حتیٰ کہ اساتذہ کی بھی نہیں نکلتی۔ شہروں میں، تحصیلوں میں ضلع میں حتیٰ کہ یہاں ہیڈ کوارٹر میں بھی کمیشن کا ایک منظم مافیا ہے جو بجٹ کے اثرات کو کھا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو دو تین مثالیں دینا چاہوں گا پہلے تو پانی کی مثال ہے اس پر توجہ فرمایئے کہ ایک جرنیل نے ہمارے دریا بیچ دیئے دوسرے جرنیل نے ہمارے ڈیمز freeze کر دیئے تیسرے جرنیل نے ہندوستان کو آزادی دے دی کہ بھلے جتنے مرضی ڈیم بناتے چلے جاؤ اور وہ بناتا چلا جا رہا ہے، اس نے ہمارے دریاؤں پر قبضہ کر لیا ہے اور پانی کم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! واٹر الاؤنس کہیں کم ہے اور کہیں زیادہ ہے۔ میرے علاقے میں 1.50 کیوسک فی ہزار ایکڑ واٹر الاؤنس ہے جو سب سے کم ہے۔ ہمارا اپنا بھی 2.82 کیوسک فی ہزار ایکڑ ہے اور پنجاب کے اندر 5/4 کیوسک، ڈیرہ غازی خان میں 8 اور 9 کیوسک فی ہزار ایکڑ ہے اور سندھ میں 15 سے لے کر 20 کیوسک فی ہزار ایکڑ تک پانی موجود ہے لیکن وہ پھر بھی شور مچاتے ہیں۔ نہری پانی کی کمی سے کاشتکار کیا کرے گا؟ کیا بوئے گا، کیا کاٹے گا اور کیا کھائے گا؟ یہ ٹھیک ہے کہ سبسڈی کسان کو ایک سہارا دے رہی ہے لیکن سبسڈی بھی دراصل مافیا کے پاس جاتی ہے لیکن بوجھ تو قومی خزانے پر ہے۔ کاشتکار کو تھوڑا سا relief ملتا ہے، رمضان بازار میں عوام کو relief ملتا ہے اور قیمتوں کو برقرار رکھنے کے لئے بھی آسانی پیدا ہوئی ہے لیکن سبسڈی قومی خزانے پر بوجھ ہے اور سبسڈی کا اصل فیض وہی مافیا اٹھاتا ہے اور مہنگائی کا مافیا ہی اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو ایک گڈ گورننس اور ترجیحات کی مثال دیتا ہوں کہ میرے حلقے میں پی ایس لنک کینال 65-1964 میں ہیڈ تریموں سے نکال کر ہیڈ سدھنائی میں ڈالی گئی۔ اس نے تین اضلاع کی تین تحصیلوں کو واٹر لاگ کر دیا ہے، نیسپاک کی رپورٹ ہے کہ 80 ہزار ایکڑ زرعی اراضی جو ہڑ بن چکی ہے اس پر وزیر اعلیٰ کی مہربانی سے ڈائریکٹو جاری ہوا کہ اس کی لائننگ کی جائے مگر اس میں سیاسی مافیا، کمیشن مافیا اور محکمہ جات کا مافیا بیچ میں آ گیا اور ان لوگوں نے اس کی feasibility رپورٹ

کے برعکس نیسپاک سے ڈرین کا PC-I بنوا لیا حالانکہ 2004 میں ایک محکمے نے اربوں روپے لگا کر ٹیوب ویل اور اس کے ساتھ ڈرین مکمل کر کے hand over کیا تھا۔ اس وقت 53 سے 54 ہزار ایکڑ waterlogged area تھا لیکن وہ بھی ناکام ہوا اور آج 80 ہزار ایکڑ پر waterlogged ہے۔

جناب سپیکر! اب دیکھنا یہ ہے کہ جو سکیم ٹیوب ویل اور ڈرین کے ساتھ ناکام رہی اب اکیلی ڈرینوں کے ساتھ کیسے کامیاب ہو جائے گی۔ میں اس پر متعدد بار اسمبلی کے اندر بھی احتجاج کر چکا ہوں کہ 2.5۔ارب روپے پر ڈاکا ہے اور اس میں کمیشن مافیا، سیاسی مافیا اور محکمے کا مافیا جڑا ہوا ہے۔ اس پر انکوائری ہونی چاہئے اس پر ایک sitting ہونی چاہئے، اس پر ایک میٹنگ ہونی چاہئے جس میں ہمیں بھی بلایا جائے اور دیکھا جائے کہ خالی ڈرینیں water logging کیسے ختم کر سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے گڈ گورننس کی ایک نادر مثال پیش کر رہا ہوں کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بچے سقے جو چم دیاں چار رہے ہیں ان لوگوں نے ٹیوب ویل اور food grow more ایریا پر بہت پہلے زمینیں الاٹ کرائیں اب زمین الاٹ کرنا اور حقوق ملکیت دینا محکمہ مال اور کلکٹر کی ذمہ داری ہے اور اس کا اختیار ہے لیکن انہوں نے جب یہ دیکھا کہ Collector سے ہمیں حقوق ملکیت نہیں مل سکتے تو انہوں نے عدالتوں سے لے لئے، کیا یہ عدالتوں کا اختیار ہے کہ وہ حقوق ملکیت دیں؟ اس پر appeal ہو گئی اور کیس ہائی کورٹ چلا گیا۔ وہاں پر بھی بحث نہ ہوئی، اس کیس کو روک لیا گیا، اب deal ہو گئی ہو گی، کیس کو دوبارہ ٹوبہ ٹیک سنگھ بھیج دیا گیا اور عدالت نے اسی deed کو پھر بحال رکھا ہے۔ محکمہ مال اور ریونیو بورڈ کے افسران ڈر کے مارے آنکھیں بند کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ اپنا اختیار کیوں استعمال نہیں کر رہے؟ اب سوال یہ اُٹھتا ہے کہ کیا زمینوں کی حقوق ملکیت کا اختیار عدالتوں کو دینا ہے یا یہ اختیار محکمہ مال نے استعمال کرنا ہے؟

جناب سپیکر! میں آپ سے بھی توقع رکھتا ہوں، وزیر اعلیٰ سے درخواست کرتا ہوں، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ سے بھی appeal کرتا ہوں کہ اس issue کو دیکھنا چاہئے کہ آیا عدالتیں حقوق ملکیت دیں گی یا ریونیو بورڈ اور Collector کا یہ اختیار رہے گا؟

جناب سپیکر! اب میں صاف پانی کے حوالے سے بات کروں گا۔ سوال یہ ہے کہ صاف پانی کی ضرورت کیوں پڑ گئی اور ہیپاٹائٹس کا مرض کیوں اتنا زیادہ پھیل گیا ہے؟ اس کی وجہ polluted

water ہے۔نہری پانی اور زمینی پانی میں ہماری صنعتوں اور فیکٹریوں کا untreated پانی pollution اور بیماریوں کا باعث بن رہا ہے۔دریاؤں اور نہروں میں فیکٹریوں کا untreated اور آلودہ پانی آتا ہے، وہی پانی ہم لوگ پیتے ہیں اور اسی پانی سے زمینوں کو سیر اب کیا جاتا ہے۔اس سے سبزیاں، چارہ اور دوسری فصلیں پیدا ہوتی ہیں اور ہم یہی زہر آلود اجناس کھاتے ہیں۔

جناب سپیکر!یہ درست ہے کہ لوگوں کو صاف پانی مہیا ہونا چاہئے حکومت کی طرف سے ہیپاٹائٹس کے مریضوں کے علاج کے لئے جو اعلان ہوا ہے اس پر بھی عملدرآمد ہونا چاہئے لیکن اس کے اسباب کی روک تھام انتہائی ضروری ہے۔فیکٹریوں کا آلودہ اور untreated پانی دریاؤں اور نہروں میں جانے سے روکا جائے۔صنعتوں اور فیکٹریوں کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ اپنے آلودہ پانی کو treat کرنے کے لئے treatment plant لگائیں۔فیکٹری مالکان اپنے treatment plants نہیں لگاتے اور یہی زہر آلود پانی ہمیں پینا اور استعمال کرنا پڑتا ہے تو متعلقہ محکموں کو اس کی روک تھام کرنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میں wind up سے پہلے ایک نہایت ہی اہم issue پر بات کروں گا۔ وزیر اعلیٰ کا وژن "پڑھو پنجاب بڑھو پنجاب" لائق تحسین ہے لیکن یہاں پر دو نظام تعلیم نافذ ہیں۔ایک نظام تعلیم حکمران طبقہ پیدا کرتا ہے اور دوسرا نظام تعلیم محکوم طبقہ پیدا کرتا ہے۔یہ ٹھیک ہے کہ وزیر اعلیٰ کے وژن کی وجہ سے پڑھا لکھا طبقہ زیادہ پیدا ہو گا لیکن ان کو روزگار کہاں سے دینا ہے؟بے روزگاری تو پہلے ہی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔پرائیویٹ سیکٹر میں کوئی انوسٹمنٹ نہیں ہے۔سب کا پیسا باہر گیا ہوا ہے،ملک میں پیسا ہو گا تو پھر ہی کوئی invest کرے گا اور انوسٹمنٹ ہو گی تو بے روزگاروں کو روزگار ملے گا۔

جناب سپیکر!میں بڑے افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ آج کل تو ہم ہر چیز باہر سے منگوا رہے ہیں۔ہم سبزیاں، فروٹ اور سپیئر پارٹس باہر سے منگواتے ہیں۔ہم ملائیشیا، کوریا، چین، جاپان، ترکی، ایران اور جرمنی سے مختلف اشیاء منگواتے ہیں۔پاکستان کا المیہ یہ ہے کہ جس کے پاس سرمایہ ہے وہ اپنا سرمایہ باہر لے جاتا ہے اور جس کے پاس دماغ ہے وہ خود باہر چلا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں۔ محترمہ فاطمہ ثریا!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ ملک احمد سعید خان!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ راجہ محمد اویس خان!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد عارف عباسی!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر نوشین حامد!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے اپنی پرانی روایت کے مطابق غیر ترقیاتی اخراجات میں overspending کو برقرار رکھا ہے۔ یہ overspending سال 17-2016 میں 168 بلین روپے یعنی 21 فیصد کے قریب پہنچ چکی ہے جبکہ ہمارا estimated running expenditure 0.9 trillion تھا۔ ہم capacity نہ ہونے کی وجہ سے ایک دفعہ پھر اپنے بجٹ کو پوری طرح سے utilize نہیں کر سکے اور 168 بلین روپے کا اضافی بوجھ ضمنی بجٹ کی صورت میں قوم پر ڈال دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ نے سال 2016 میں بھی 154 بلین روپے کا ضمنی بجٹ پیش کیا تھا اور اس سال یہ مزید بڑھ گیا ہے۔ اس سال کے current expenditure کو دیکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ اگلے سال یہ 200 بلین روپے کا ضمنی بجٹ پیش کریں گے۔ یہ اپنی capacity کو کیوں build نہیں کر رہے؟

جناب سپیکر! اس پوری ضمنی بجٹ کی کتاب کے اندر مجھے کوئی ایسا expenditure نظر نہیں آیا جو کہ فوری طور پر کرنا ضروری تھا۔ ضمنی بجٹ تب لیا جاتا ہے جب کوئی ایمر جنسی create ہو جائے یا کوئی unforeseen event ہو جائے۔ اس ضمنی بجٹ میں کوئی بھی ایسی چیز مجھے نظر نہیں آئی۔ صاف نظر آتا ہے کہ یہ ان کی نااہلیت ہے اور یہ دیکھ نہیں سکے کہ کون کون سے اخراجات سامنے آسکتے ہیں۔ اس ضمنی بجٹ میں بہت سے غیر ضروری اخراجات ڈالے گئے ہیں۔ تقریباً ہر محکمہ ایک بلین کی overspending دکھارہا ہے۔ اس overspending میں محکمہ پولیس، ایجوکیشن، ہیلتھ سروسز، فشریز، میوزیم، انڈسٹریز، مواصلات، ہاؤسنگ، آبپاشی اور دوسرے سب محکمہ جات شامل ہیں۔

جناب سپیکر! افسوس اس بات کا ہے کہ یہ سب وہ محکمہ جات ہیں جو کہ اپنا ڈویلپمنٹ بجٹ پوری طرح سے utilize نہیں کر سکے اور ان کا ڈویلپمنٹ بجٹ بہت حد تک unspent رہ گیا ہے مگر نان ڈویلپمنٹ بجٹ کے لئے ان محکمہ جات نے extra funds مانگے اور یہ ضمنی بجٹ کی صورت میں ہمارے سامنے ہیں۔ یہ تقریباً ساری overspending تنخواہوں، different perks, allowances,

T.A/D.A, maintenance, rentاور اسی قسم کی دوسری مدات میں کی گئی ہے جو کہ کسی طرح بھی ضمنی بجٹ کیdefinitionکے زمرے میں نہیں آتی۔

جناب سپیکر! میںexampleدینے کے لئے دو چار چیزوں کوtouchکروں گی۔ڈولفن فورس کے لئے 600موٹر سائیکلیں خریدی گئی ہیں۔مجھے بتائیں کہ ڈولفن سکواڈ کیا کام کر رہا ہے سوائے اس کے کہ سڑکوں کے اُوپر سمارٹ سی وردی کے اندرdressedہو کر لڑکے موٹر بائیک پر پھر رہے ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں نہیں سمجھتی کہ ان کی وجہ سےcrime rateمیںone percentکی بھی کمی آئی ہے۔اگر سڑک پر کوئی ٹریفک کاissueپیدا ہو جائے اور ان سے کہا جائے کہ آپ موٹر بائیک سے اُتر کر اس کو درست کریں تو کہتے ہیں کہ یہ ہماریdutyمیں نہیں آتا۔وہ پاس کھڑے ہو کر ٹریفک جام کو دیکھتے رہتے ہیں لیکن اس کو رواں کرنے کے لئے کوشش نہیں کرتے تو پھر اس ڈولفن فورس کا مقصد کیا ہے؟ ہمیں بتایا جائے کہ ضمنی بجٹ میں ان کے حوالے سے اتنا بڑاexpenseڈالا گیا ہے تو وہ کام کیا کرتے ہیں؟ یہ وہی موٹر سائیکلیں ہیں کہ جن کے بارے میں پچھلے دنوں ہم نے اخبارات میں پڑھا کہ بارش میں پڑی ہوئی یہ موٹر سائیکلیں خراب ہوتی رہی ہیں اور ان کو کوئی سنبھالنے والا نہیں تھا۔کیا یہ موٹر سائیکلیں اس لئے ضمنی بجٹ میں خریدی گئی ہیں کہ بارش میں پڑی پڑی برباد ہو جائیں؟

جناب سپیکر! اس کے علاوہ پولیس کے سپیشل پروٹیکشن یونٹ میں 1050اسامیوں کیcreationکی گئی ہے۔یہcreationایسے لوگوں کوsecurityمہیا کرنے کے لئے کی گئی ہے جو کہhigh riskپر ہیں۔کیا اس ضمنی بجٹ کے دوران کچھ ایسے لوگ پاکستان میں آ گئے ہیں جو کہhigh riskپر ہیں اور کیا اس سے پہلے یہ لوگ پاکستان میں نہیں تھے؟ اگر چائینیز،UAEکے مہمانوں یا ترکش لوگوں کو یہ کوئیspecial protectionدینا چاہتے تھے تو ان کے لئے بجٹ میں یہ اسامیاں createکر سکتے ہیں کیونکہ یہ منصوبے تو پہلے سے چل رہے تھے۔اس کو ضمنی بجٹ میں ڈالنے کی ضرورت نہیں تھی۔

جناب سپیکر!Introduction of Traffic Warden System in entire Provinceکے لئے بھی ضمنی بجٹ میں خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ٹریفک تو آج بھی سڑکوں پر ہر وقت جام

رہتی ہے تو پھرTraffic Warden System introduceکر کے ضمنی بجٹ کی صورت میں ہم پر جو بوجھ ڈالا گیا اس کا کیا فائدہ ہوا ہے؟ میں نہیں سمجھتی کہ اس سسٹم کوintroduceکرنے سے ٹریفک کی روانی میں کوئی بہتری آئی ہے۔

جناب سپیکر! ابھی میرے ایک بھائی نےExecutive Jet Aircraftکا ذکر کیا جو کہ وزیر اعلیٰ کے لئے خریدا گیا ہے۔ میں اس کے کچھ اخراجات کی تفصیل آپ کو بتانا چاہوں گی۔ پہلے اس کیconsultation services contractکے اُوپر ایک خطیر رقم خرچ کی گئی۔ اس کے بعد اس jetکو خریدنے کے لئے انٹرنیشنل اشتہارات دیئے گئے۔Super Midsize Executive Jet Aircraftخریدنے کے لئے خلیج ٹائمز اینڈ فنانشل ٹائمز میں اشتہار چھپوایا گیا۔ مجھے بتائیں کہ انٹرنیشنل میڈیا میں اس کے لئے جو اشتہار دیئے گئے ہیں کیا پاکستانی عوام اس کا خرچہ بھی اُٹھائے گی؟ اس کے بعد اس طیارے کوinspectionکے لئے جرمنی کی ایک کمپنی لے جایا گیا۔ وزیر اعلیٰ کا طیارہ تو inspectionکے لئے جرمنی جاتا ہے اگر ہمارےATRsکو بھی جرمنی بھیج دیتے تو شاید جنید جمشید اور ان کے ساتھ دوسرے مسافر آج زندہ ہوتے۔ ہم لوگ وزیر اعلیٰ کے اس طرح کے خرچے کیوں اُٹھائیں؟

جناب سپیکر!Forestوالوں نے بھی بہت سارا بجٹ مانگا ہے اور ان کو دیا بھی گیا ہے۔ ہمارے پنجاب کی صورتحال یہ ہے کہ پنجاب میں40352 hectors of forest landکو non-forest usesمیں استعمال کیا جارہا ہے۔ پاکستانdeforestationکے حوالے سے اس وقت Asiaمیںhighest rateپر ہے یعنی پاکستان میں2.4 percent per annumکے حساب سے deforestationہو رہی ہے اور صوبہ پنجاب اپناforest cover looseکر رہا ہے۔ It is in alarming rate of 2900 hectors per annum.اس کے باوجود آپ ان کو ضمنی بجٹ میں رقوم دے رہے ہیں جبکہ ہمارے اصلissuesتوaddressنہیں ہو رہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بڑی مہربانی۔ جناب عبدالرؤف مغل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ مجھے پتا ہے کہ بجٹ کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیا جا سکتا اس لئے آپ کا بے حد شکریہ۔ میں لاء منسٹر صاحب کی موجودگی کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے انتہائی افسوس کے ساتھ اپنی بات شروع کروں گی۔ چند روز قبل مجھے دو unknown نمبرز سے calls آئیں، اُن calls کا ٹائم بھی میرے پاس موجود ہے۔ پہلی کال 7:53 اور دوسری کال 8:46 منٹ پر آئی۔

جناب سپیکر! میں as usual, call back کرتی ہوں تو میں نے 8:48 پر پہلے نمبر پر call کی تو ایک صاحب نے فون اُٹھایا میں نے اُس سے پوچھا کہ بھائی! آپ کون بول رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ پہلے آپ بتائیں کہ آپ کون بول رہی ہیں؟ مجھے یہ سُن کر بڑی حیرت ہوئی تو میں نے کہا کہ بھائی! میرے نمبر پر آپ کی missed call آئی ہوئی ہے آپ بتائیں کہ آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے تقریر شروع کر دی، انہوں نے کہا کہ میں المشہور گلو بٹ ہوں، آپ مجھے نہیں جانتی؟ مجھے تو پوری دنیا جانتی ہے میں تو جیل بھی کاٹ چکا ہوں اور پوری دنیا کے چینلز کے اوپر میری خبریں چل چکی ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے کہا، بھائی! آپ جو بھی ہیں آپ نے میرے نمبر پر کال کی ہے تو آپ کے موبائل میں میرا نمبر ہے تو آپ نے کال کی ہے اگر آپ کو کوئی کام ہے تو بتا دیں؟ اس پر فون بند ہو گیا۔ اب مجھے اندازہ نہیں تھا کہ دوسری missed call بھی اس کی ہے۔

جناب سپیکر! میں نے دوسرے نمبر پر call back کی تو اُس نے فون اُٹھایا تو کہتا ہے، "ہیلو" میں نے بھی "ہیلو" کہا۔ مجھے کہتا ہے کہ آپ نے پھر فون کر دیا۔ میں نے کہا یہ بھی آپ کا نمبر ہے؟ کہنے لگا اتنے مشہور آدمی کے نمبر آپ کے پاس ہیں، عجیب خاتون ہیں آپ۔ میں نے کہا بھائی! مجھے کیا پتا ہے کہ ایک unknown نمبر ہے اور اُس سے مجھے call آئی ہے۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میرے لئے حیرت اور افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ میرا تیسرا tenure ہے اور ہم جمہوریت کی رواداری اور پاسداری کی باتیں کرتے ہیں تو میرے نمبر پر اس طرح کی call کرنے کا مقصد کیا ہے؟ کیا ہمیں ڈرایا جا رہا ہے کہ "گلوں بٹوں سے ہم ڈریں۔" ہم اپنی سیاست چھوڑ دیں اور ہم یہاں ایوان کے اندر جو سچ کی بات کرتے ہیں وہ نہ کریں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ بات کو دوسری طرف نہ لے جائیں۔ آپ نے اگر کسی کو ring back کی ہے اور اُس نے آپ سے کوئی بات کی ہے تو اس میں کسی کا کیا قصور ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ایوان میں بات کرنے کا میرا مقصد کوئی سیاسی نہیں ہے۔ میں وزیر قانون اور آپ کے نوٹس میں یہ بات صرف اس لئے لائی ہوں کہ کل کو اگر میرے ساتھ کوئی حادثہ ہوتا ہے تو اس کا مطلب کیا ہو گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، اُس نے آپ کو کوئی دھمکی دی ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! دیکھیں، فون کر کے اپنا تعارف کرانے کا کیا مقصد ہوتا ہے؟ میں نے اُن سے اپنا تعارف نہیں کرایا، میں نے نہیں بتایا کہ میں کون ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! چلیں، آپ اس پر تحریک استحقاق دے دیں، اُس پر وہ نمبرز بھی دے دیں، ہم اس کو take up کرتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ چودھری محمد اشرف وڑائچ۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب وحید گل!

جناب وحید گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مجھے ایک ایسے مذاکرے میں جانے کا اتفاق ہوا جہاں پر بہت سارے مذاہب کے لوگ جمع تھے۔

(اذانِ ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گل صاحب!

جناب وحید گل: جناب سپیکر! میں نے اُن کے آگے یہ سوال رکھا کہ کائنات کے اندر کہیں پر یہ تصور موجود ہے کہ اللہ کے سوا بھی کوئی ایسی ہستی موجود ہے جو چاند ستاروں، سورج اور کائنات کی ہر چیز کے اوپر قادر ہو؟ اگر اللہ کے سوا کسی اور کے پاس یہ طاقت ہوتی تو پھر شاید کائنات کا نظام نہ چل رہا ہوتا کیونکہ اللہ کی ذات ہی حقیقی ذات ہے، وہ رب العالمین ہے، وہ صرف رب المسلمین نہیں ہے۔ وہ چاند، سورج اور ستاروں کی روشنی اُس کو بھی عطا کرتا ہے جو اُس کو مانتا ہے، جو نہیں مانتا اُس کو بھی اس سے فیض یاب کرتا ہے۔ حضور نبی کریمؐ کی ذات بابرکت پر کروڑوں دُرود و کروڑوں سلام۔

جناب سپیکر! ابھی میں سُن رہا تھا کہ ضمنی گرانٹ کی اُن مدات کے اوپر بھی حزب اختلاف کی طرف سے بڑے تیز جملوں کے ساتھ attack کیا جا رہا تھا جو مدات عوام کی بہتری کے لئے بھی تھیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے پاکستان کے اندر کوئی انوسٹمنٹ تو در کنار، کوئی کرکٹ کھیلنے

نہیں آتا تھا، کوئی ہاکی کھیلنے نہیں آتا تھا تو آج اگر میرے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو یہ اعزاز جاتا ہے کہ انہوں نے پوری دنیا کے اندر اس ملک کو آج ایک پُرامن ملک منوا دیا ہے اسی وجہ سے آج چائنا اور ترکی سمیت پوری دنیا کے لوگ انوسٹمنٹ کرنے کے لئے آرہے ہیں اور اگر اُن کی حفاظت کے اوپر پیسے خرچ کئے جارہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اندر تو کوئی برائی نظر نہیں آنی چاہئے تھی اور آج یہاں پر گریٹر اقبال پارک کی بات کی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ معزز ممبران حزب اختلاف اور وہ ممبران اسمبلی آج تک گریٹر اقبال پارک کو دیکھنے نہیں گئے انہی بھی دعوت دینی چاہئے تاکہ وہ وہاں جا کر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پاکستان کا گریٹر اقبال پارک لندن کے ہائیڈل پارک سے بھی زیادہ خوبصورت اور بہترین پارک بن چکا ہے۔

جناب سپیکر! میری ایک تجویز ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے دل کی آواز اور خواہش ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ پنجاب کو ہر شعبے کے اندر ترقی دی جائے تو پھر معزز ممبران حزب اختلاف کے حلقوں میں بھی ترقیاتی فنڈز مہیا کئے جائیں تاکہ تمام حلقے پنجاب کی ترقی میں شامل ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: گل صاحب! معزز ممبران حزب اختلاف کو بھی ترقیاتی فنڈز مل رہے ہیں۔

جناب وحید گل: جناب سپیکر! صاف پانی کی سکیموں کا وزیر اعلیٰ پنجاب نے جس طرح جنوبی پنجاب سے آغاز کیا ہے اور اربوں روپیہ ان سکیموں پر خرچ کیا جارہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو یہ اعزاز جاتا ہے کہ جس طرح سے جنوبی پنجاب کے سکولوں اور ہسپتالوں کے لئے کام کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت نے خواتین کے لئے بھی سکیمیں شروع کی ہیں۔ اس میں ضروری بات یہ ہے کہ محترمہ وزیر خزانہ یہاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ ہمارے فنڈز جو ہمارے علاقوں میں خرچ ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ سپلیمنٹری گرانٹ کا ذکر ہوا ہے۔ ان پر مانیٹرنگ کے لئے سپیشل کمیٹی بنائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آصف محمود صاحب!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ پرسوں رات کو سنگاپور پلازہ جو بنک روڈ GHQ سے چند قدم کے فاصلے پر ہے۔ راولپنڈی کے بہت زیادہ لوگ وہاں خریداری کے لئے جاتے ہیں اور رمضان کی وجہ سے آج کل بھی کافی رش ہوتا ہے۔ ہمارے علاقہ کا ملک وقاص نامی ایک نوجوان تھا جو اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے اس علاقہ میں پسند کیا جاتا تھا۔ اس کی وہاں پر موبائل فون کی دکان بھی ہے اس کو نامعلوم افراد نے رش میں ہی سر پر گولی مار کر شہید کر دیا ہے۔ میں اس فورم پر یہ بات لاء منسٹر صاحب کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ راولپنڈی کی بنک روڈ پر اگر کوئی شخص اسلحہ سے لیس ہو کر افطاری کے بعد خریداری کے وقت آئے اور کسی شخص کو قتل کر دے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس مجھے مل گیا ہے۔ میں نے اس کو allow کر دیا ہے۔ اس کا جواب آ جائے گا تو لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دے دیں گے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں آپ کی بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ہے۔ میں بہت دنوں سے اس مسئلہ کو ایوان میں لانا چاہتی تھی۔

جناب سپیکر! کھاریاں میں فادر کالونی ہے جہاں پر تقریباً 1300 سے 1400 کرسچئن خاندان رہتے ہیں۔ وہاں کچھ بچے کرکٹ کھیل رہے تھے کہ پولیس کے چند لوگ آئے، انہوں نے ان بچوں کو مارنا شروع کر دیا اور کہا کہ تم جواء کھیل رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم کرکٹ کھیل رہے ہیں۔ پولیس والوں نے کہا کہ ہمیں اطلاع ملی ہے اور وہاں کا چیئرمین ملک اکرم اور احسان ڈار نے رپورٹ کی ہے کہ یہ بچے جواء کھیل رہے ہیں۔ ان بچوں کو پولیس والے جب مار رہے تھے تو بچوں کی مائیں وہاں آ گئیں اور وہاں کافی تکرار اور جھگڑا ہوا۔ اس کے بعد اسی دن 7:30 بجے پولیس کی پانچ تھانوں کی بھاری نفری اور پولیس آفیسرز وہاں آئے۔ انہوں نے اس بستی کے اوپر دھاوا بولا اور گھروں میں گھس کر عورتوں کی بے حرمتی کی اور ان پر تشدد کیا۔ اس کے بعد وہاں سے تیس پینتیس لوگوں کو پولیس اٹھا کر تھانہ بولیانہ

لے گئے۔ اس کی ایف آئی آر میں اٹھارہ لوگوں کے نام درج ہیں اور پچیس لوگوں کو نامعلوم کیا گیا ہے۔ محمود مسیح 60 سال کا ہے، حماد دسویں جماعت کا طالبعلم ہے اور آصف بے چارہ مزدور ہے جو کسی حمام میں کام کرتا ہے۔ ان پر دہشتگردی کے مقدمے بنا دیئے گئے ہیں اور 324، 353، 184، 148 اور 149 دفعات لگائی گئیں ہیں۔ انہوں نے محبوب مسیح پر فائرنگ کی جس سے اس بے چارے کی ٹانگ ٹوٹ گئی وہ ہسپتال میں ہے۔ وہاں بہت سے بچے اور خواتین بھی ہسپتالوں میں ہیں۔ ان کو بار بار تھانے بلایا جاتا ہے لیکن ایس پی صاحب ان کو بٹھا کر چھوڑتے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ ان کی بات کو سنا جائے اور انصاف کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترمہ ابھی لاء منسٹر صاحب سے بھی ملی ہیں۔ محترمہ کل متعلقہ delegation اور ان کے جو priest ہیں انہیں ہمارے آفس میں بلا لیں۔ ہم ان کی بات سن کر اس مسئلہ کو فوری طور پر حل کرا دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ محترمہ! کل انہیں بلا لیں تاکہ یہ مسئلہ حل ہو۔ جی، محترمہ جوئیس روفن جولیس!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہاں پر محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو ضمنی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت women empowerment پر یقین رکھتی ہے اور خاتون وزیر خزانہ اس کا عملی ثبوت ہیں۔ میں محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو دوبارہ مبارکباد دیتی ہوں اور تمام خواتین کو بھی مبارکباد دیتی ہوں کہ یہاں پر جتنی بھی خواتین ہیں ان کو نشستیں دینا اور خاص طور پر اقلیتوں کی تین خواتین کو ایم پی اے منتخب کرنے پر میں اپنے وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ کا جو رویہ اقلیتوں کے ساتھ رہا ہے اور اگر ہم اس پر کوئی بحث بھی کرنا چاہیں یا ان کی کارکردگی بتانا چاہیں تو آج کا وقت بہت کم ہے۔ وزیر اعلیٰ نے اقلیتی امور کی وزارت کے لئے اس دفعہ ایک ارب 16 کروڑ روپے مختص کئے۔ انہوں نے ہمارے سب اقلیتی ممبران کو بلایا۔ ہم

نے ان سے یہ درخواست کی ہے کہ اس رقم کو 2۔ارب کر دیا جائے۔ انہوں نے ہماری درخواست کو سنا اور اقلیتوں کے فنڈز کو 2۔ارب کر دیا۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر دوسری بات یہ بتانا چاہتی ہوں کہ پنجاب انڈوومنٹ فنڈ سے چار سالوں میں 5 فیصد اقلیتیں مستفید ہوئی ہیں اور انجینئرنگ اور میڈیکل کی تعلیم جو ہمارے غریب مسیحی بچے حاصل نہیں کر سکتے تھے ان کے لئے بھی وزیراعلیٰ نے 5 فیصد کوٹا کے مطابق پانچ پانچ سال کے کورس کے وظائف دیئے ہیں تاکہ ان کا کورس مکمل ہو جائے۔

جناب سپیکر! اقلیتوں کے لئے قبرستانوں کی جگہ خریدنے کے لئے بھی انہوں نے فنڈ مختص کیا ہے۔ ہم اب اقلیتوں کے قبرستانوں کے لئے اراضی خرید سکتے ہیں، وزیراعلیٰ نے اس کو معیار میں شامل کیا ہوا ہے اب ہم گلیاں، نالیاں اور کمیونٹی سنٹر بھی بنا سکتے ہیں۔ ہمیں قبرستان کی اشد ضرورت ہے جو ختم ہو رہے ہیں اب ہم ان کے لئے زمین بھی خرید سکتے ہیں۔ جہاں تک اقلیتوں کی وزارت کا تعلق ہے تو اس کا اپنا بھی ایجوکیشن کا فنڈ ہے جو 9th، میٹرک، ایف۔اے اور بی۔اے تک کو دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی جو بچے apply کرتے ہیں ان کو یونیفارم، کتابوں اور ٹیوشن کے لئے وظائف دیئے جاتے ہیں۔ ہمارے ایم پی ایز ہر سال ہر ضلع میں جا کر فنڈز تقسیم بھی کرتے ہیں۔ ہم وزیراعلیٰ کے بے انتہا شکر گزار ہیں کہ پیپلز پارٹی نے ہمارے ادارے قومیائے تھے تو اس کے بعد اقلیتیں ایجوکیشن میں بہت پیچھے چلی گئی تھیں لیکن اس عرصہ میں اور tenure میں اقلیتوں کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے فنڈز دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ نہ صرف اقلیتوں کو ڈویلپمنٹ کے فنڈز دیئے گئے ہیں بلکہ اقلیتوں کے فنڈز میں بھی بتدریج اضافہ کیا جاتا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اپنی تقریر wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! دوسری بات جو میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ وزیراعلیٰ نے ہمیں میگا پراجیکٹس دیئے ان میگا پراجیکٹس میں تقریباً 10 کروڑ روپے کی لاگت سے اقلیتوں کے لئے auditoriums بنائے گئے۔ اس کے علاوہ جہاں اقلیتوں کی بہت بڑی community تھی وہاں پر ہم نے ان کے لئے سیوریج اور سڑکیں بنائیں اور خاص طور پر

گوجرانوالہ میں فرانسیسہ آباد اور چاند کا قلعہ جو بڑی آبادیاں ہیں ان کے لئے سی ایم صاحب نے اب بھی 10 کروڑ روپے دیئے ہیں تو میں اپنی آبادی کی طرف سے بھی ان کی شکر گزار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ملک تیمور مسعود! آپ بات کریں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے سے پہلے بھی میرے معزز ممبران نے ضمنی بجٹ پر بحث کی ہے تو میں نے جس طرح بجٹ تقریر پر بحث کرتے ہوئے تاریخی بجٹ پیش کرنے پر محترمہ وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کی تھی اسی طرح میں ضمنی بجٹ کے حوالے سے بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ایک تاریخی ضمنی بجٹ پیش کیا گیا جو کہ ایک کھرب 44۔ارب روپے مالیت کا ہے۔ یہ ضمنی بجٹ آپ کے unseen and unplanned expenses کے لئے ہوتا ہے اور ان اخراجات کے لئے جو کہ آپ توقع نہیں کر رہے ہوتے۔

جناب سپیکر! مجھے حیرت ہے کہ یہ حکومت مسلسل دس سال سے بجٹ پیش کر رہی ہے اور 1985 سے 2017 تک پنجاب میں مسلسل برسر اقتدار رہنے کے بعد حکمران جماعت جو کہ ایک تجربہ کار جماعت ہے اور بار بار یہ بات کہی گئی کہ ہم اس جماعت کے منسٹرز اور فنانس منسٹر پر مشتمل ایک تجربہ کار ٹیم لے کر آئیں گے اور ہم اپنے تجربے اور کارکردگی کی بنیاد پر اپنے عمل کے ساتھ grass roots level پر وہ تمام ثمرات عوام تک پہنچائیں گے جن کا ہم نے وعدہ کیا تھا۔

جناب سپیکر! مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس پانچ سالہ دور میں جب آخری سال یہ بجٹ پیش کیا جا رہا ہے تو مجھے وزیر اعلیٰ پنجاب کے اس پہلے سال کے بجٹ کے موقع پر جو تقریر کی گئی تھی جس میں انہوں نے اپنے واشگاف الفاظ میں کہا تھا کہ ہم اس صوبے میں سادگی کو اپنائیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہ آپ کو on the record بات بتانا چاہتا ہوں کہ آج سے ایک سال پہلے بھی میں نے سماء ٹی وی کی خبر پر اور سی ایم آفس سے جاری کئے گئے اعلامیہ پر بات کی تھی کہ جس میں پنجاب حکومت کو سادگی اپنانے کے لئے کہا گیا تھا اور اس میں وہ تمام غیر ضروری اخراجات خواہ وہ بیرون ملک دوروں کے حوالے سے ہوں، خواہ وہ اخبار میں فرنٹ page پر پنجاب حکومت کی طرف سے دیئے گئے کروڑوں روپے کے اشتہارات ہوں، خواہ وہ تمام luxurious cars ہوں جو کہ اس پنجاب کی 10 کروڑ عوام کے منتخب نمائندے یا bureaucrats کو دی جاتی ہیں ان کے حوالے سے وزیر اعظم

سیکرٹریٹ کی طرف سے اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے کھلے لفظوں میں کہا گیا کہ ہم ان میں خاطر خواہ کمی کریں گے اور ان تمام غیر ضروری اخراجات کو کم کیا جائے گا لیکن آج افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے جس طریقے سے میرے سے پہلے میرے بھائی نے اس بات کا ذکر کیا کہ آج جب ضمنی بجٹ کی کتاب میں جنرل ایڈمنسٹریشن کی مد میں جب ہم اخراجات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں ایک طویل ترین فہرست نظر آتی ہے۔ گڈ گورننس کے حوالے سے جو ایڈمنسٹریشن آپ کے ڈیپارٹمنٹس اور ان کی کارکردگی کو بہتر کرنے کے حوالے سے ہونی چاہئے تو آج ان ایڈمنسٹریشنز میں جب ہم کروڑوں روپے مالیت کی گاڑیاں دیکھتے ہیں جو کہ بیوروکریٹس ،منسٹرز، چیف سیکرٹریز،پریس سیکرٹریز، انسپکشن ٹیم ممبران اور ان تمام ایسے لوگوں کے لئے جو عوام کے ٹیکس کے پیسے سے تنخواہ حاصل کر رہے ہیں ان کو اس قسم کی مراعات دی جاتی ہیں تو مجھے وزیر اعلیٰ پنجاب کے قول و فعل میں تضاد نظر آتا ہے۔ اس ضمنی بجٹ میں جب میں دیکھتا ہوں کہ:

Purchase of twelve new Toyota Corolla GLI 1300cc cars for newly appointed Provincial Ministers, Advisers and Special Assistant to Chief Minister

جناب سپیکر!یہ سوا دو کروڑ روپے اس غریب عوام کی ٹیکس کی کمائی سے ان کی تنخواہیں دیتے ہیں اور جب غریب عوام اور سرکاری ملازم کو مراعات دینے کی باری آتی ہے تو اس وقت آپ کے قلم کی جنبش 10 فیصد سے اوپر نہیں جاتی۔ یہ غریب سرکاری ملازم جب 10 فیصد اضافے کے ساتھ اپنے بیوی اور بچوں کو پال سکتا ہے تو اس ملک میں رہنے والے وہ تمام بیوروکریٹس کیوں نہیں گزارا کر سکتے جو اس سے پہلے بھی عیاشیاں کر رہے تھے، جو اس سے پہلے بھی ائرکنڈیشن کمروں اور گاڑیوں میں عوام کی پانچ سالوں سے خدمت کر رہے ہیں وہ نظر آ رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے پرسنل آفس کے سٹاف کے لئے 29 کروڑ روپے جاری کرے۔

جناب سپیکر!میں جب دیکھتا ہوں کہ جب وزیر اعلیٰ کے پریس سیکرٹری کو 1300cc کی نئی گاڑی جس کی مالیت 18 لاکھ روپے ہے دی جاتی ہے تو وہ تو وزیر اعلیٰ کا اپنا سیکرٹری ہے اور جو 10 کروڑ عوام کے نمائندوں کی یہاں پر بات کرتا ہے، جو باہر میڈیا گرمی اور دھوپ میں کھڑا ہوا ہے وہ میڈیا

جب اس عوام کے نمائندوں کی بات اوپر تک پہنچاتا ہے تو میں اور آپ اگر ان کو گاڑیاں نہیں دے سکتے تو کم از کم ایک ایک موٹر سائیکل تو ان کو دے دیں۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ کا سپیشل سیکرٹری اور پریس سیکرٹری اتنا ضروری ہو گیا کہ آپ کو ان کی کوریج کے لئے نئی گاڑیاں دینی پڑ رہی ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم ان تمام غیر ضروری اخراجات کو ایک طرف رکھ کر آپ جرمنی میں جا کر وی آئی پی ایئر کرافٹ کی مد میں کروڑوں روپے وزیر اعلیٰ کے جہاز پر استعمال کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ ملک صاحب!

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ اور لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! آپ اپنی تقریر wind up کریں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میری باتیں شاید آپ کے کانوں کو اچھی نہ لگیں لیکن یہ وہ تلخ حقیقت ہے کہ اس ملک کی عوام اور پنجاب کی 10 کروڑ غریب عوام کا پیسا یہاں پر عیاشیوں اور اللے تللوں میں لگایا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! بہت شکریہ۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! ہم عوام کے پیسوں کی بات کرتے ہیں نہ کہ ہم اپنی ذات کی بات کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! بہت شکریہ۔ جی، محترمہ شُنیلا رُوت آپ اپنی بات کریں۔ ملک صاحب! آپ کی باتوں میں repetition ہو رہی ہے۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میں بس بات کو ختم کرنے لگا ہوں۔ میں غیر ضروری اخراجات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تمام باتیں جناب محمد شعیب صدیقی اپنی تقریر میں کر چکے ہیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میں پولیس کے حوالے سے بات کروں گا کہ 90۔ارب روپیہ آپ نے پچھلے سال بجٹ میں ان کے لئے رکھے اور ایک ارب 40 کروڑ روپے ضمنی بجٹ میں اضافی جاری کیا تو ان

پانچ سالوں میں لاء اینڈ آرڈر میں آپ نے کیا بہتری لائی ہے؟ آپ ڈولفن فورس کے لئے 300 موٹر سائیکلیں لے رہے ہیں جبکہ پچھلے دنوں اخبارات میں on the record یہ بات موجود ہے کہ ڈولفن فورس کے موٹر سائیکل proper shed نہ ہونے کی وجہ سے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! بہت شکریہ۔ جی، محترمہ شُنیلا رُوت! آپ اپنی بات کریں۔ محترمہ کوشش کیجئے گا کہ پہلی باتیں repeat نہ ہوں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں آج پنجاب ضمنی بجٹ کے general principles پر بات کروں گی، جو باتیں ہو چکی ہیں ان کو نہیں دھراؤں گی اور نہ ہی ان کی تفصیل میں جاؤں گی۔ Universal truth پر بات کروں گی۔ ضمنی بجٹ کا جو concept ہے it is a universal phenomena یہ ہر جگہ پر ہوتا ہے اور اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ Budgetary estimate میں پانچ فیصد تک variations ہوتی ہیں اس سے زیادہ نہیں یعنی پانچ فیصد بجٹ آگے پیچھے ہو سکتا ہے لیکن پنجاب حکومت کا ضمنی بجٹ ہمارے چھوٹے صوبوں کے بجٹ سے کہیں زیادہ ہے تو یہ بہت افسوس کی بات ہے۔ ہمارا 80 فیصد ضمنی بجٹ جو کہ ہم مانگ رہے ہیں جس پر ہمیں مہر لگانے کے لئے کہا جا رہا ہے۔

> It is related to payment of interest to Federal Government, various local banks, international lending agencies, Asian Development Bank and World Bank.

جناب سپیکر! یہ ان سے جو ہم نے loans لئے ہوئے ہیں ان کو واپس کرنے کے لئے ہم سے 80 فیصد ضمنی بجٹ مانگا جا رہا ہے۔ In fact گورنمنٹ جو فنڈز allocate کرتی ہے۔ ان کو میگا پراجیکٹس میں ٹرانسفر کر دیتی ہے۔ جو بجٹ ہیلتھ، ایجوکیشن، لاء اینڈ آرڈر اور پینے کے صاف پانی کے لئے reserve کیا گیا تھا اس کو ہم نے میٹرو بس اور اورنج ٹرین جیسے میگا پراجیکٹس میں منتقل کر دیا ہے اور اب ہم کو مزید ضمنی بجٹ چاہئے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کس قسم کی گورننس ہے، Is it a good governance or a bad governance? اس حوالے سے میرے خیال میں فیصلہ آپ خود ہی کر لیں؟ Apart from one time Capital Cost جو ہم میگا پراجیکٹس پر کرتے ہیں یعنی بہت بڑی رقم میگا پراجیکٹس کے لئے خرچ کی جاتی ہے لیکن اس کی running and

operating cost اس سے بھی کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ اس کو compensate کرنے کے لئے ہم فیڈرل گورنمنٹ سے loans لے لیتے ہیں اور lending projects سے loan لے لیتے ہیں جس کے لئے ہمیں ضمنی گرانٹس چاہئے ہوتی ہے۔

Huge amount of these supplementary grants are also related to district wise waste management companies.

جناب سپیکر! مجھے اس کی کوئی justification نظر نہیں آتی۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ آپ اتنی بڑی رقم district waste management companies کو کیوں دیتے ہیں اور اس کی کیا justification ہے جبکہ گورنمنٹ کا یہ بہت بڑا claim ہے کہ ویسٹ مینجمنٹ لوکل گورنمنٹ کا کام ہے لیکن پھر بھی ہمیں اتنی بڑی رقم ضمنی بجٹ میں مختص کرنی پڑ رہی ہے؟

جناب سپیکر! صاف پینے کے پراجیکٹ پر huge cost آئی ہے جس کے لئے ضمنی بجٹ رکھ لیا ہے۔ ایک تو آپ نے بجٹ میگا پراجیکٹس میں شفٹ کر دیا اس لئے ضمنی بجٹ میں مزید بجٹ چاہئے۔ 90 فیصد لوگ آج بھی پنجاب میں صاف پانی پینے سے محروم ہیں یعنی اُن کو clean drinking water دستیاب نہیں ہے جو میں سمجھتی ہوں کہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ صاف پینے کے پانی کے پراجیکٹ کا انجام بھی سستی روٹی پراجیکٹ جیسا ہو گا۔ جیسے سستی روٹی پراجیکٹ بُری طرح ناکام ہوا اسی طرح صاف پانی پراجیکٹ بھی ناکام ہو گا۔ میں کہنا چاہتی ہوں کہ ضمنی گرانٹس کا جو بجٹ ہے یہ mismanagement of the Punjab Government reflect کرتا ہے۔

جناب سپیکر! اتنا بڑا ضمنی بجٹ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کو مینجمنٹ کرنی نہیں آتی اور نہ ان کو اپنے پاس بجٹ کا استعمال کرنا آتا ہے۔ اگر اس بجٹ کو بھی صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے تو میرے خیال میں بڑے اچھے طریقے سے استعمال ہو سکتا ہے۔ اس بجٹ کو ہم مسترد کرتے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ ہماری فنانس منسٹر بڑی قابل احترام ہیں، She is professional اور خدا نے اُن کو بڑی صلاحیتیں دی ہوئی ہیں اس لئے ہم respect دیتے ہیں لیکن میں چاہوں گی کہ آپ ہمیں explain کریں اور کوئی rationale دیں کہ اتنا بڑا ضمنی بجٹ آپ کیوں مانگ رہی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! اس کو forecast کیوں نہیں کیا گیا اور پہلے کیوں نہیں دیکھا گیا اس لئے ہم اس ضمنی بجٹ کو مسترد کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آج ہم ضمنی بجٹ پر بات کر رہے ہیں جیسے ابھی میری بہن محترمہ شنیلا رُوت نے ایک universal بات کی کہ ضمنی بجٹ کیوں لایا جاتا ہے اور اس کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟ صوبہ پنجاب کے اندر اسمبلی کے ممبر ہونے کی حیثیت سے ہم اتنے سالوں میں یہ سمجھنے میں ناکام رہے جیسے گڈ گورننس کے دعویدار اپنے دعووں کو ثابت کرنے میں ناکام رہے۔ اتنے بڑے ضمنی بجٹ ایک کھرب 44۔ ارب 64 کروڑ 46 لاکھ 29 ہزار کی ضرورت ہمیں کیوں پڑی اور کون سی ایسی ہمیں آفت آئی کیونکہ ضمنی بجٹ ناگہانی صورت اور انتہائی اہم کام جسے حکومت کو فوری طور پر کرنے کی ضرورت پڑے اس کے لئے استعمال کیا جاتا ہے؟ یہاں پر حکمرانوں اور خادم اعلیٰ کہلوانے کے شوق میں جس طرح سے ضمنی بجٹ کا یہ تماشا ہر سال لگایا جاتا ہے میں اس کی بہت مخالف ہوں اور مخالفت کرتی ہوں کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے اس صوبے کے عوام کیا چاہتے ہیں؟

ہیں منتظر کبھی تو بدلے گا یہ نظام
تا عمر انتظار میں ہیں میرے وطن کے لوگ

جناب سپیکر! میرے وطن کے لوگ کیا چاہتے ہیں، ان کی ضروریات، priorities اور بنیادی سہولتیں کیا ہیں تو بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب ہم سالانہ بجٹ لاتے ہیں تو اُس میں ہماری priorities کیا ہونی چاہئیں ان کا کچھ نہیں پتا؟ ہسپتالوں میں ادویات نہیں ہیں، ڈاکٹروں کی کمی ہے، نرسز و پیرا میڈیکل سٹاف کی کمی ہے، صاف پینے کا پانی نہیں ہے، 72 فیصد سکول صاف پانی سے محروم ہیں، 19 فیصد سکولوں میں ٹائلٹس نہیں ہیں، 18 فیصد سکولوں میں بجلی نہیں ہے اور 26 فیصد سکولوں میں اساتذہ کی کمی ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہم ضمنی بجٹ کو اٹھا کر دیکھیں تو اس میں ناگہانی ہمیں کہاں محسوس ہوتی ہے جب ہم اپنے وزراء اور اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ضمنی بجٹ استعمال کرتے ہیں؟ ہم ہسپتالوں کی ایمرجنسی کی تعمیرات کو روک کر میٹرو لائن کے اندر اس بجٹ کو استعمال کرتے ہیں۔ انتہائی افسوس

کے ساتھ ہم بار بار اس ایوان کے اندر یہ بات کرتے ہیں کہ خدارا ہمارے عوام کی بنیادی ضروریات، صحت کی سہولیات کو سمجھیں اور جو نظام تعلیم ہونا چاہئے اس کی طرف دھیان دیں۔ یہ گڈ گورننس کے دعویدار یہ تو کہتے ہیں کہ اگر چھ مہینے میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کا خاتمہ نہیں کیا تو میرا نام بدل دیں اور جب نام بدلا جاتا ہے تب ایوان میں بہت شور شرابے ہوتے ہیں لیکن جب ان کی کمیاں اور خامیاں ان کو بتائی جاتی ہیں تب سب خاموش تماشائی بن کر اپنا حکومتی کردار ادا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! وہ یہ نہیں دیکھتے کہ اس صوبے کے عوام نے ان کو ایوان میں کس لئے بھیجا ہے، کیا اس لئے بھیجا ہے کہ ہم یہاں آئیں اور صرف اور صرف خانہ پُری کریں، کیا ہم اپنے خدا کو جوابدہ نہیں ہیں اور کیا ہمیں وہ دن یاد نہیں جب ہم نے اپنے اللہ کے حضور پیش ہونا ہے؟ اگر ضمنی بجٹ میں دیکھا جائے تو ایس اینڈ جی اے ڈی کے اوپر بڑی رقم خرچ کر دی جاتی ہے۔ افسران کے گھروں کی تزئین و آرائش کے لئے کروڑوں روپے ضمنی بجٹ کے اندر خرچ کر دیئے جاتے ہیں اور ان کی اچھی گاڑیوں کے لئے بڑی رقم خرچ کی جاتی ہے لیکن جہاں پر ہم خواتین کی ترقی کی بات کرتے ہیں تو وہاں پر 85 کروڑ روپے میں سے 61 کروڑ روپے خرچ کر پاتے ہیں۔

جناب سپیکر! کیا یہ گڈ گورننس ہے اور کیا خادم اعلیٰ کا خواتین کی ترقی کا یہ نظریہ ہے؟ ہمارا صوبہ زرعی صوبہ ہے اور اگر ہم ایگریکلچر کے اندر دیکھیں تو 48۔ارب سے زائد رقم زراعت کے لئے رکھی گئی اور صرف 34۔ارب روپے اس پر خرچ کئے گئے ہیں یعنی یہ ان کی گڈ گورننس ہے۔ ضمنی بجٹ میں ہمارا جو دل کرتا ہے اس کے ذریعے اپنی مرضی سے کام کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر میں ساہیوال کول پاور پراجیکٹ کی مثال دوں تو تین دفعہ اس کا افتتاح ہو چکا ہے اور کروڑوں روپیہ اس پر خرچ کیا جاتا ہے لیکن لوڈشیڈنگ ابھی تک ختم کرنے میں گڈ گورننس کے دعویدار ناکام رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! Wind up کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! صاف پینے کے پانی کے لئے بجٹ میں 30۔ارب روپے رکھے گئے اور صرف 1.5۔ارب روپے خرچ کر پائے ہیں جبکہ ضمنی کی مد میں ایک بڑا بجٹ پھر استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! سپیشل ایجوکیشن میں معذور بچوں کے لئے 86 کروڑ روپے مختص کئے گئے اور صرف 37 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! آج ضمنی بجٹ کے نام پر زبردستی مجبوری ظاہر کر کے ہم سے یہ بجٹ پاس کرانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آصف صاحب! کوشش کیجئے گا کہ کوئی بات repeat نہ ہو۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ آپ نے میچ دیکھنا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ! تشریف رکھیں۔ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! خیبر پختونخوا میں ڈاکٹروں کے ساتھ تشدد ہوا ہے اور لاٹھی چارج کیا گیا ہے جس پر ہم احتجاج ریکارڈ کراتے ہیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہاں disturbance ہے اس لئے میں کیسے بات کروں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آصف محمود صاحب! آپ کا مائیک on ہے اس لئے آپ بات کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! خواتین بول رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف صاحب! میں آپ کی بات سن رہا ہوں آپ بات کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! مجھے بات کرنا مناسب نہیں لگتا کہ جب خواتین بات کر رہی ہوں تو اخلاقی طور پر یہ اچھا نہیں لگتا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پشاور میں ڈاکٹروں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا تو کیا وہ انسان نہیں ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ میں نے floor انہیں دیا ہوا ہے تو آپ کیوں ایسے ہی شروع ہو گئی ہیں؟ یہ کوئی بات ہے، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے؟ آپ تشریف رکھیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ضمنی بجٹ ایک کھرب 68 کروڑ 19 لاکھ 5 ہزار روپے کا ہے۔ جس طرح محترمہ شنیلا رُوت اور almost اس ضمنی بجٹ کو بڑا detailed میں میرے colleague جناب محمد شعیب صدیقی نے already اس ایوان کے اندر یہ بات کی۔ جس طرح آپ کا حکم ہے کہ repetition میں نہیں جانا تو مجھے اندازہ ہے کہ اڑھائی بجے کرکٹ میچ بھی ہے لہٰذا میرا خیال ہے کہ شاید اسی لئے جلدی جلدی ایوان کو wind up کرنے کا سلسلہ چل رہا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آصف صاحب! یہ ایوان زیادہ important ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! exactly میں بھی یہی کہنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! یہ جو تھوڑے سے ممبر ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں تو ان میں سے جو بات کرنا چاہ رہے ہیں ان کا وقت مہربانی کر کے تھوڑا سا بڑھا دیا جائے کیونکہ یہ بحث زیادہ اہم ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ لوگوں کو میں maximum time دے رہا ہوں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پانچ منٹ کوئی maximum time تو نہیں ہوتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ بات کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ کی ہر speech کے اندر almost میں نے ایک "بھاشن" سنا کہ ممبران اسمبلی اور وزراء سادگی اپنائیں گے اور حکومت پنجاب سادگی کو اپنائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح معزز ممبر ملک تیمور مسعود کہہ رہے تھے کہ ان کے قول و فعل میں ایک بڑا تضاد پایا جاتا ہے۔ ممبران اسمبلی جو کہ عوامی نمائندے ہیں اور عوام کے حالات آپ دیکھ لیں۔ پہلے ان کے حالات دیکھ لیں جن کے یہ نمائندے ہیں کہ ان میں سے 70 سے 80 فیصد لوگوں کو بنیادی سہولیات میسر نہیں ہیں اور ان کے منتخب کئے نمائندے جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، جو میڈیا کی نظر میں یا عام

publically perception حلقوں کے اندر یہ ہوتی ہے کہ پتا نہیں کتنی شاہانہ قسم کی زندگی گزار رہے ہیں۔

جناب سپیکر! جب میرے حلقے سے ایک دوست نے مجھ پر بڑا زور دیا کہ ایم پی اے ہاسٹل میں آپ کے کمرے میں رہنا ہے۔ چونکہ میں نے کمرہ لیا نہیں تھا تو میں نے اپنے ایک دوست سے request کی جس پر انہوں نے کمرہ دے دیا۔ جب وہ اس کمرے میں رہا تو رات کو 2:00 بجے مجھے فون کیا کہ اچھا! ایم پی ایز اس کمرے میں رہتے ہیں تو جو یہ perception ممبران اسمبلی کا لوگوں کے اندر ہے وہ بڑا over ہے۔ جو بیوروکریٹس اور جو سیکرٹری صاحبان ہیں، وہ آپ کے وزیراعلیٰ کے بھی محبوب نظر ہیں۔ آپ ان کی رہائش گاہیں دیکھ لیں، ان کی گاڑیاں دیکھ لیں، ان کی تنخواہ دیکھ لیں اور ان کا طرز زندگی دیکھ لیں تو اس کی ساری کہانی آپ کے سامنے آ جائے گی۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلے دنوں ایک قرارداد جمع کروائی کہ جس طرح ہم سیاستدانوں کے اثاثے website پر declare ہوتے ہیں اور پبلک ہوتے ہیں تو پنجاب کے جتنے gazetted officers ہیں ان کے assets اور ان کی family کے assets بھی websites پر declared ہونے چاہئیں جس طرح ممبران اسمبلی یا سیاستدانوں کے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے وہ قرارداد تین دفعہ جمع کروائی کیونکہ اس ملک کا اصل مسئلہ کرپشن ہے جو آپ کے ضمنی بجٹ کے اندر بھی نظر آ رہا ہے کہ 55 لاکھ روپے کی خواجہ عمران نذیر نے گاڑی لی ہے۔ وہ یہاں پر موجود نہیں ورنہ میں ان سے مٹھائی کھاتا۔ یہ کون سی گاڑی انہوں نے 55 لاکھ روپے کی لی ہے؟

جناب سپیکر! وزیراعلیٰ سادگی کے درس دیتے ہیں تو ان کے پروٹوکول کے اندر کوئی کرولا گاڑی بھی چل سکتی ہے؟ کیا وجہ ہے کہ مرسڈیز گاڑی سے نیچے ان کا پروٹوکول نہیں ہے؟ یہ سادگی کے درس دیتے ہیں اور ایک ہی dress کے اندر normally پائے جاتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ ایک کھرب روپے سے زائد کی رقم، اللہ معاف کرے کہ نہ تو اس ملک یا صوبے کے اندر کوئی ہنگامی صورتحال آئی اور نہ کوئی ایسا حادثہ ہوا کہ جس سے اندازہ ہو کہ ان کے مقررہ اہداف سے all of sudden اتنا بڑا فرق آ گیا۔ اس طرح کا تو کوئی بھی معاملہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں کل ٹی وی کے اندر سن رہا تھا کہ محکمہ موسمیات نے کہا ہے کہ پنجاب کے اندر دوبارہ پھر سیلاب کا اندیشہ ہے تو میرے ذہن میں پہلا image یہ آیا کہ بجائے اس کے کہ ہم کوئی ایسی پالیسی بنائیں کہ ان کو وقت سے پہلے ان issues کا تدارک کر سکیں۔ میرے ذہن میں immediate بات یہ آئی کہ اب وزیر اعلیٰ کو بوٹ اور ہیٹ نئی لینی پڑے گی کیونکہ پچھلے سال والی پرانی ہو گئی ہو گی کیونکہ پانی میں جا کر کھڑا ہونا پڑے گا۔ یہ ہماری گڈ گورننس ہوتی ہے کہ جب معاملہ ہو جاتا ہے تو نوٹس لینے کے لئے ہم پہنچ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم نہ تو کوئی ادارہ بناتے ہیں بشمول اس پارلیمنٹ کے نہ تو ہم کسی ادارے پر rely کرتے ہیں اور اس کا اندازہ پچھلے چار سالوں میں وزیر اعلیٰ کا اس ایوان کے اندر آنا آپ کو یہ بتا سکتا ہے۔ آپ نے جس طرح میری گفتگو کے شروع میں کہا کہ یہ ایوان سب سے important ہے لیکن آپ کے وزیر اعلیٰ کے لئے اگر یہ ایوان important ہوتا تو اس ایوان کے اندر پچھلے چار سالوں میں آ کر بیٹھتے، اپنے عوامی نمائندوں کی بات سنتے اور ان کے مسائل کے اوپر سنتے۔ ظاہر ہے کہ یہ پبلک کے representatives ہیں لیکن ان کی بجائے جو پبلک کے servants ہیں، ان کے ساتھ جب بیٹھیں گے تو جمہوریت کو اس سے فروغ حاصل نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! میں ایک اہم issue جو اس حکومت سے neglect ہو رہا ہے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے نوجوانوں کے کھیلنے کے لئے کوئی گراؤنڈز موجود نہیں ہیں۔ اس حکومت نے مہربانی کر کے 2۔ ارب روپے رکھا تھا جس میں سے بھی صرف 2۔ ارب روپے خرچ کیا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایک تحریک چلانی چاہئے کہ "کھیل کے میدان دیں یا رائے ونڈ کے لان دیں۔" اگر آپ ان کو کھیل کے میدان ادھر نہیں دے سکتے تو رائیونڈ کے اندر جو میدان اور لان ہیں وہ دے دیں کیونکہ آپ کے بچے اور آپ کی families تو ان کے اندر شاہانہ زندگیاں گزارتی ہیں تو نوجوانوں کے کھیلنے کے لئے کوئی گراؤنڈز ہیں نہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"بنی گالہ میں گراؤنڈ بنائیں" کی آوازیں)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! ابھی تو میں نے بات شروع کی تھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف صاحب! مجھے لگتا ہے کہ آپ میچ کے بہت زیادہ شوقین ہیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں بالکل شوقین ہوں لیکن اس سے زیادہ اہم بات جو میں اس ایوان میں کرنا چاہ رہا ہوں لیکن آپ مجھے نہیں کرنے دے رہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں میچ پر compromise کر سکتا ہوں لیکن آپ جتنی دیر مجھے کہیں گے میں کھڑا ہو کر بات کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ، آصف صاحب! مجھے مختلف صوبوں میں جانے کا اتفاق ہوتا رہتا ہے۔ یہ میں کسی حکومت کی side نہیں لے رہا بلکہ میں آپ کو یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ میں جس بھی صوبے میں گیا ہوں، اپنے colleagues سے مل کر، میں 1300 سی سی گاڑی کرولا میں پھرتا ہوں اور خیبر پختونخوا، بلوچستان اور سندھ کے ڈپٹی سپیکر صاحبان کے پاس میرے خیال میں بلٹ پروف لینڈ کروزرز موجود ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"وہ گاڑیاں ان کی ذاتی ہیں اور حکومت کے پیسوں سے نہیں لی ہوئی" کی آوازیں)

گزارش یہ ہے کہ میرے اپنے colleagues دوست ہیں ہمارے خواجہ صاحب کے پاس 1300 سی سی کرولا ہے اور کے پی کے اور دوسروں صوبوں میں ان کے ساتھ کے وزراء ہیں، میں آپ کو دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ان لوگوں کے پاس 1300 سی سی نہیں بلکہ کم از کم ان کے پاس مرسڈیز گاڑیاں اور بلٹ پروف گاڑیاں ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"خیبر پختونخوا کو یہاں پر discuss نہ کیا جائے" کی آوازیں)

نہیں، حکومت کے پیسوں کی ہیں۔ میں نے ایک صوبے کے منسٹر کے پاسBullet Proof Range Roverدیکھی ہیں جن پرgreen number platesلگی ہوئی ہیں۔ صوبے کا میں نام نہیں لیتا لیکن Bullet Proof Range Roverگاڑیاں دیکھی ہیں اور مجھے 600 کلومیٹر کا سفر 1300 سی سی گاڑی پر کرنا پڑتا ہے۔(شوروغل)

جناب قائم مقام سپیکر: رانا جمیل حسن صاحب!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں چیلنج کرتا ہوں کہ خیبر پختونخوا کے ڈپٹی سپیکر کے پاس کرولا گاڑی ہے۔۔۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور(سید زعیم حسین قادری): جناب سپیکر! عمران خان نے دس دن میں نتھیا گلی میں 12 کروڑ روپے خرچ کر دیئے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: معزز ممبران تشریف رکھیں اور میں نےfloor جمیل صاحب کو دیا ہے۔No, No ممبران تشریف رکھیں۔(شوروغل)

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! گزارش کی جاتی ہے کہ یہ لوگ بات کرتے ہیں کہ ہمcivilized ہیں لیکن یہ لوگ عورتوں کا ناچ اپنے جلسوں میں کروانے والے ہیں اور یہ بدترین لوگ ہمیں سبق دیتے ہیں۔ یہ اس لئے آتے ہیں کہ اس ایوان میں سیٹیاں بجائیں۔[*********]

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں پر احتجاجاً کھڑے ہو گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر![*********]ان کو سبق دیا جائے اور انہیں بتایا جائے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! میں اس بات کوcondemn کرتا ہوں۔[*********]

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ رانا صاحب! اپ ضمنی بجٹ پر بات کریں، کسی کی ذات پر بات نہ کریں، رانا صاحب! اپنے الفاظ کو کنٹرول کریں۔ یہ الفاظ جو انہوں نے کہے ہیں ان الفاظ کو کارروئی سے حذف کر دیا جائے۔ رانا صاحب! آپ کسی کی ذات پر بات نہ کریں، آپ کا بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، next محترمہ ثریا نسیم!۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ جی، چودھری علی اصغر منڈا!

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ کو appreciate کرتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری علی اصغر منڈا!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بحث میں حصہ لینے کا موقع دیا۔ میں اس موقع پر سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب، محترمہ وزیر خزانہ پنجاب، محکمہ خزانہ اور محکمہ پی اینڈ ڈی کے افسران کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے دن رات محنت کرکے اپنے Chief Executive کی ہدایت کے مطابق اتنا متوازن اور عوام دوست بجٹ پنجاب کے معزز ایوان کے floor پر پیش کیا۔

جناب سپیکر! میں تنقید برائے تنقید یا جھوٹی تعریف کا بالکل قائل نہیں ہوں۔ پنجاب کی تاریخ کے اندر جو خادم اعلیٰ پنجاب کا دیہی روڈ پروگرام ہے میں چیلنج کے ساتھ یہ بات کرتا ہوں کہ اگر اتنا معیاری اور خوبصورت road network اس سے پہلے پورے پاکستان کے اندر کوئی صوبہ، کوئی پارٹی اور کوئی حکومت اگر لے کر آئی ہے تو میں اپنے خوبصورت منصوبے کے بارے میں بات کرنا چاہ رہا ہوں میں واپس لے لوں گا۔

جناب سپیکر! میں اب یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ خادم پنجاب روڈز پروگرام کے بجٹ میں مزید اضافہ کیا جائے، یہ اتنا اچھا پروگرام ہے، اس کے لئے پورا ایک میکانزم بنایا جائے تاکہ ان روڈز کی repair، ان کی maintenance آئندہ future میں اس کو مضبوط کیا جا سکے۔ اسی طرح جیسے ایجوکیشن کے اندر ہیلتھ کے اندر، پنجاب گورنمنٹ نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی سربراہی میں اپنا کام شروع کیا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی ناقدین بلاوجہ اس کی تنقید کرتے رہیں۔

دانش سکول کا قیام ایک تاریخی اور انقلابی قدم ہے اُن علاقوں کے لئے جہاں پر غریب والدین کے بچوں میں خدانخواستہ دین کے نام کو استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو دہشت گرد بنایا جاتا تھا، اُن کے خلاف یہ ایک بہت بڑا پیغام ہے اور جن لوگوں کے پیٹ میں دانش سکول سے درد ہوتا ہے، اُن کو اللہ ہدایت دے میں تو یہی بات کر سکتا ہوں، اُس میں میری یہ ناقص تجویز ہو گی کہ اُس کا بھی کوئی ایسا میکانزم بنانا چاہئے کہ کوئی عوام دشمن خدانخواستہ کوئی ایسا بندہ جو بیرون ملک سے کوئی ایجنڈا لے کر آئے وہ ان اداروں کو اگر خراب کرنے کی کوشش کرے تو وہ ناکام ہو، اُس کو منہ کی کھانا پڑے، ہم اُس کے future کا، اُس کی funding کا، اُس کی monitoring کا ایسا سسٹم بنائیں جو عوامی امنگوں کا ترجمان ہو، پنجاب کے اندر تعلیم کا جو خواب ہے اُس کو سہی شرمندہ تعبیر کرے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہیلتھ میں جو revamping اور restructuring ہو رہی ہے میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے منسٹر ز اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی قیادت کو اس پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں میں اس پر یہ چیلنج کرتا ہوں کہ انشااللہ تعالیٰ خدا کے فضل سے 2018 کا الیکشن یہ بات ثابت کرے گا کہ ہماری گورنمنٹ نے ہیلتھ میں، ایجوکیشن میں اور خاص طور پر roads sector میں کتنا کام کیا ہے۔ ہم نے صرف ان ہی دو تین سیکٹرز میں کام نہیں کیا بلکہ زراعت کے اندر کسان package، کھادوں کی قیمتوں کو کم کرنا اور زرعی آلات کو آسان قسطوں پر زمیندار کو پہنچانا، اسی طرح لائیو سٹاک کے اندر انقلابی اقدامات، اریگیشن کے اندر concrete lining اور آخری ٹیل تک پانی پہنچانا۔

جناب سپیکر! یہ ہماری حکومت کا ایجنڈا ہے۔ اسی طرح توانائی کے بحران کو ختم کرنے کے لئے ہماری قیادت نے جو حصہ ڈالا ہے اس کی مثال اگر ناقدین کے پاس ایک بھی ہے تو یہ ہمیں بتا دیں۔ کراچی والے، سندھ والے اور خیبر پختونخوا والے بتادیں کہ کیا انہوں نے ایک بھی نیا یونٹ generate کرنے کے لئے کوئی کام کیا ہے؟ ان کی صرف باتیں، کھوکھلے نعرے، دھرنے، ہڑتال اور جلاؤ گھراؤ ہے اس کے علاوہ انہوں نے کیا کیا ہے؟ ہماری قیادت نے، ہماری حکومت نے اس ملک کو خوشحالی کے راستے پر ڈال دیا ہے۔ ہم تعلیمی انقلاب لا رہے ہیں، زراعت کا انقلاب لا رہے ہیں، توانائی کے بحران کو ختم کرنے کے لئے اپنا خون پسینہ ایک کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ حسینہ بیگم!

قائد حزب اختلاف(میاں محمودالرشید):جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،میاں صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میری کچھ تجاویز ہیں وہ میں دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی، آپ تحریری طور پر دے دیں۔جی،میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف(میاں محمودالرشید):جناب سپیکر!میں تو نیچے نماز کے لئے گیا تھا لیکن یہاں پر جو کچھ ہوا وہ میرے colleagues نے مجھے بتایا ہے۔انتہائی قابل افسوس بات ہے کہ ایک ممبر اسمبلی نے یہاں پر جس انداز سے خواتین کے بارے میں بات کی اور جو لب و لہجہ اختیار کیا ہے وہ انتہائی قابل اعتراض ہے۔ ہلکی پھلکی تنقید ہوتی ہے، قیادت پر بھی تنقید ہوتی ہے، ہم بھی کرتے ہیں اور اُدھر سے بھی ہوتی ہے لیکن خواتین کے بارے میں اس طرح کی گھٹیا اور غلیظ زبان استعمال کرنا اس سے پہلے اس ایوان کے اندر کبھی نہیں ہوا۔(شور وغل)

جناب سپیکر!مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے، یہ تنقید کریں، ہم بھی کرتے ہیں اور وہاں سے بھی ہوتی ہے۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:میاں صاحب!جب آپ موجود نہیں تھے میں نے الفاظ حذف کروا دیئے تھے،ان کا مائیک بھی بند کر دیا اور ان کی speech بھی روک دی ہے۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمودالرشید):جناب سپیکر!انہیں اس پر sorry کرنا چاہئے۔ وہ as a community ہیں وہ کیوں ٹارگٹ کرتے ہیں؟انہوں نے جس انداز اور جس طریقے سے اس floor پر بات کی ہے انہیں شرم آنی چاہئے تھی۔ کیا اُن کی گھر میں کوئی ماں بہن نہیں ہے؟خواتین کے بارے میں اس طرح کی بات کرنا،ہر شخص کی ماں بھی ہے، بہن بھی ہے اور بیٹی بھی ہے۔ان کو یہاں بات کرتے ہوئے سوچنا چاہئے تھا اتنی غیر ذمہ داری کے ساتھ اس طرح خواتین کے اوپر رکیک حملے کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی قابل اعتراض بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:میاں صاحب!میں نے بالکل ایسا کیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ ان کو مجبور کریں، انہیں نوٹس دیں کہ وہ ایوان میں آکر sorry کریں ورنہ ہم واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ حسینہ بیگم!

محترمہ حسینہ بیگم: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں اپنی دوست ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی ٹیم کو بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں۔ انہوں نے جس جرأت مندانہ طریقے سے ضمنی بجٹ پیش کیا میں ان کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! لیڈر آف دی اپوزیشن نے مجھے کل کہا تھا کہ اب کورم point out نہیں کریں گے آپ سب کو speech کرنے کا موقع دیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ میرا right ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں آپ لیڈر آف دی اپوزیشن کی بات کے پابند نہیں ہیں۔ کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہٰذا گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جی، محترمہ حسینہ بیگم! آپ بات کریں۔

ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

محترمہ حسینہ بیگم: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں نے بجٹ میں حصہ لیا تھا لیکن مجھے بولنے کا موقع نہیں ملا تھا اب میں ضمنی بجٹ پر بات کر رہی ہوں۔ میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی ٹیم کو مبارکباد دیتی ہوں کہ انہوں نے اتنی جرأت کے ساتھ ضمنی بجٹ پیش کیا ہے۔ اپوزیشن والے سیٹیاں بجاتے ہیں، بجٹ کو پھاڑ کر پھینکتے ہیں یہ بتائیں کہ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ ہماری یونیورسٹی باپردہ بچیوں کے لئے ایک نعمت ہے اور ہماری پنجاب حکومت نے ان کے لئے ایک اچھا قدم اٹھایا ہے۔

جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہماری اس یونیورسٹی کو آپ نے زیادہ سے زیادہ فنڈ دینا ہے اور ایم سی گرلز ہائی سکول میں ایک ہیڈ مسٹریس کی سیٹ خالی ہے، ایک ٹیچر کی سیٹ خالی ہے اور ایک چوکیدار نہیں ہے۔ ان خالی سیٹوں پر عملہ تعینات کیا جائے۔ خواتین سٹیڈیم کے لئے میں نے بہت جدوجہد اور محنت کر کے وزیر اعلیٰ سے بڑی مشکل سے ان کو منظور کرایا ہے۔ اس بجٹ میں زیادہ سے زیادہ فنڈ دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ یاد رہے کہ کل مورخہ 15۔جون 2017 کو ضمنی مطالبہ زیر بحث اور رائے شماری ہوگی۔ Cut Motions کے ذریعے مطالبات زیر کارروائی سہ پہر 5:00 بجے تک جاری رہے گی باقی ماندہ مطالبات زیر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 144 سب کلاز 4 کے تحت گلوٹین کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہوگی۔ تمام معزز ممبران کے لئے اطلاع عرض ہے کہ کل اجلاس کے بعد محترمہ وزیر خزانہ کی جانب سے اسمبلی سیکرٹریٹ میں افطار ڈینر کا اہتمام کیا گیا ہے آپ سب کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔

جی، اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا۔ اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 15۔جون 2017 دوپہر 2:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2017

جمعرات، 15-جون 2017

(یوم الخمیس، 19-رمضان المبارک 1438ھ)

سولہویں اسمبلی: تیسواں اجلاس

جلد 30: شمارہ 10

529

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 15۔جون 2017

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016

1۔ ضمنی مطالبات زر برائے سال 17-2016 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر 1	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 34 کروڑ 9 لاکھ 25 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری "برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 کا صفحہ 1 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 2	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 27 کروڑ 81 لاکھ 10 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات برداشت" کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 کے صفحات 2 تا 3 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 3	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو 24 کروڑ 51 لاکھ 53 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد " اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 کے صفحات 4 تا 5 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر 4	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 2-ارب 21 کروڑ 78 لاکھ 88 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 کے صفحات 6 تا 13 ملاحظہ فرمائیں۔

530

مطالبہ نمبر 5	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 6-ارب 5 کروڑ 91 لاکھ 64 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 کے صفحات 14 تا 60 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 6	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو ایک-ارب 60 کروڑ 16 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 کے صفحات 61 تا 70 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 7	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 21-ارب 28 کروڑ 4 لاکھ 9 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 کے صفحات 71 تا 130 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 8	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 6-ارب 68 کروڑ 24 لاکھ 98 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 کے صفحات 131 تا 139 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 9	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 3-ارب 52 کروڑ 35 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 کے صفحات 140 تا 156 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر10	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو71کروڑ60لاکھ87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "کوآپریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2016-17 کے صفحات157 تا158 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر11	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو55کروڑ46لاکھ73 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صنعتیں"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2016-17 کے صفحات159 تا 162 ملاحظہ فرمائیں۔

531

مطالبہ نمبر12	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو3-ارب3کروڑ92لاکھ57 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سول ورکس"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2016-17 کے صفحات163 تا165 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر13	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو ایک ارب48کروڑ25لاکھ91 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مواصلات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2016-17 کے صفحات166 تا169 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر14	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو12کروڑ60لاکھ83 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ریلیف"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2016-17 کا صفحہ 170 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر15	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو12-ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2016-17 کا صفحہ 171 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر16	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو34۔ارب69 کروڑ51لاکھ86ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرقات "برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال17-2016کے صفحات172تا218ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر17	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو33کروڑ81لاکھ79 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شہری دفاع "برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال17-2016کا صفحہ 219ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر18	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو17۔ارب32کروڑ10لاکھ28ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"غلے اور چینی کی سرکاری تجارت"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال17-2016کا صفحہ 220ملاحظہ فرمائیں۔

532

مطالبہ نمبر19	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو3کروڑ78لاکھ97ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال17-2016کا صفحہ 221ملاحظہ فرمائیں
مطالبہ نمبر 20	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو22۔ارب35کروڑ67لاکھ54 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شاہرات وپل"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال17-2016کے صفحات222تا274ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر21	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو9۔ارب74کروڑ74لاکھ99ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/خودمختار ادارہ جات وغیرہ"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال17-2016کے صفحات275تا276ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر22	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2016-17 کا صفحہ 277 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر23	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2016-17 کا صفحہ 278 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر24	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپس" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2016-17 کا صفحہ 279 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر25	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2016-17 کا صفحہ 280 ملاحظہ فرمائیں۔

533

مطالبہ نمبر26	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2016-17 کے صفحات 281 تا 282 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر27	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2016-17 کے صفحات 283 تا 289 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر28	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات وسزایافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال17-2016کے صفحات290تا291ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر29	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اد اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال17-2016کاصفحہ 292ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر30	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ایجوکیشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال17-2016کے صفحات 293تا301ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر31	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال17-2016کے صفحات302تا307ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر32	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال17-2016کاصفحہ 308ملاحظہ فرمائیں۔

534

مطالبہ نمبر33	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال17-2016کے صفحات 309تا318ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر34	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2016-17کے صفحات 319تا320ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر35	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈپرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2016-17کاصفحہ 321ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر36	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2016-17کے صفحات322تا323ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر37	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2016-17کے صفحات324تا600ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر38	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2016-17کے صفحات601تا608ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر39	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی وتحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2016-17کے صفحات609تا610ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر40	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال17-2016کے صفحات611 تا677ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر41	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال17-2016کاصفحہ 678ملاحظہ فرمائیں۔

2۔ منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال17-2016ایوان کی میز پر رکھا جانا

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال17-2016ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

537

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

جمعرات،15۔جون2017

(یوم الخمیس،19۔رمضان المبارک1438ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3بج کر30منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ
يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ
مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ
الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا
الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾

سورة المطفّفِين 22 آیات 28

بے شک نیک لوگ چین میں ہوں گے(22) تختوں پر بیٹھے ہوئے نظارے کریں گے(23) تم ان کے چہروں ہی سے راحت کی تازگی معلوم کرلوگے(24) ان کو خالص شراب سربمہر پلائی جائے گی(25) جس کی مہر مشک کی ہوگی تو(نعمتوں کے) شائقین کو چاہئے کہ اسی سے رغبت کریں(26) اور اس میں تسنیم(کے پانی) کی آمیزش ہوگی(27) وہ ایک چشمہ ہے جس میں سے(اللہ کے) مقرب پیئیں گے (28)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

قسمت میں میری چین سے جینا لکھ دے، ڈوبے نہ کبھی میرا سفینہ لکھ دے
جنت تو گوارا ہے مگر میرے لئے، اے کاتب تقدیر مدینہ لکھ دے
تاجدار حرم ہو نگاہ کرم، ہم غریبوں کے دن بھی سنور جائیں گے
حامی بے کساں کیا کہے گا جہاں آپ کے در سے خالی اگر جائیں گے
کوئی اپنا نہیں غم کے مارے ہیں ہم آپ کے در پہ فریاد لائے ہیں ہم
ہو نگاہ کرم ورنہ چوکھٹ پہ ہم آپ کا نام لے لے کے مرجائیں گے
مے کشو آؤ آؤ، مدینے چلیں دست ساقی کوثر سے پینے چلیں
یاد رکھو اگر اٹھ گئی اک نظر جتنے خالی ہیں سب جام بھر جائیں گے

سرکاری کارروائی

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے:

(1) ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 پر وزیر خزانہ کی wind up speech

(2) ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

(3) منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 17-2016 پیش کیا جانا۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اس سے پہلے جناب وحید اصغر ڈوگر پبلک اکاؤنٹ کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 11-2010 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹوں کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب وحید اصغر ڈوگر: جناب سپیکر! میں

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 11-2010 اور اُن پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹوں کے بارے میں پبلک اکاؤنٹ کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔اب ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 پر بحث کل مورخہ 14۔جون 2017 کو مکمل ہو گئی تھی۔ محترمہ وزیر خزانہ اپنی wind up speech نہ کر سکی تھیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ wind up speech کریں۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں ان معزز ممبران کی بہت شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اس بجٹ کی بحث میں حصہ لیا۔ کل بارہ ممبران اسمبلی نے ضمنی بجٹ کی بحث میں حصہ لیا۔ میں اس حوالے سے تھوڑے سے numbers clear کرنا چاہوں گی۔۔۔

کورم کی نشاندہی

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ایوان میں کورم نہیں ہے لہٰذا آپ پہلے کورم پورا کریں اور پھر کارروائی چلائیں۔ میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کورم point out ہو گیا ہے لہٰذا گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہٰذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ جی، محترمہ وزیر خزانہ!

ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث

(جاری۔۔۔)

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! کل ہم نے ضمنی بجٹ پر debate شروع کی تھی، معزز ممبران کی طرف سے کچھ figures quote کئے گئے ہیں اور آج میں نے میڈیا میں بھی دیکھا تو ان figures کے بارے میں تھوڑی confusion ہے جس کو میں دُور کرنا چاہتی ہوں۔ ہم نے ٹوٹل ضمنی

بجٹ 168 بلین raise کیا ہے۔ میں نے ایک اخبار میں ایک trillion کا نمبر دیکھا اور دوسرے اخبار میں ایک بلین کا نمبر دیکھا ہے اس لئے میں وضاحت کرنا چاہتی ہوں کہ ہم نے اس دفعہ یعنی سال 2016-17 میں کل ضمنی بجٹ 168 بلین روپے raise کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں تھوڑی سی مزید ٹیکنیکل وضاحت کرنا چاہتی ہوں۔ اس میں کچھ ضمنی بجٹ ایسا ہے جو کہ اگلا ضمنی بجٹ کہلاتا ہے یعنی اس particular sector میں جو development and non- development budget approve کیا گیا تھا اگر اس سے exceed کر جائے تو اس کو next supplementary budget کہتے ہیں اور باقی ٹیکنیکل سپلیمنٹری ہوتا ہے یعنی ہم نے بجٹ کے over and above خرچہ نہیں کیا بلکہ صرف یہ ہوا ہے کہ اس سکیم کا نام یا اس کا scope بدل گیا تو اس کو as supplementary treat کرتے ہیں اور اسے ہم ٹیکنیکل سپلیمنٹری کہتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ وضاحت اس لئے ضروری تھی کہ اگلے سپلیمنٹری بجٹ صرف 73 بلین روپے کا ہے اور باقی اس میں صرف ٹیکنیکل سپلیمنٹری بجٹ ہے یعنی overall جو approved بجٹ ہے اس کے اندر ہی اندر یہ supplementary raise ہوا ہے اور over and above raise نہیں ہوا۔ over and above raise صرف 73 بلین روپے کی ہے جو کہ ہمارے کل بجٹ کا چار فیصد ہے تو میں کل سے یہ جو باتیں سن رہی ہوں کہ بہت زیادہ سپلیمنٹری raise ہو گئی وہ ساری باتیں اس لحاظ سے مناسب ہیں کہ سپلیمنٹری نہ ہو تو بہتر ہے لیکن سپلیمنٹری اگر بجٹ کی چار فیصد ہو تو وہ اتنی بڑی نہیں ہوتی جتنی میرے معزز ممبران بتا رہے ہیں اور کچھ میڈیا کے حضرات نے بھی اس کے بارے میں لکھا ہے۔ یہ سپلیمنٹری صرف 73 بلین روپے کی ہے جو ہمارے 2016-17 کے revised budget کا 4 فیصد ہے اور over all supplementary 168 billion rupees ہے۔

جناب سپیکر! یہ supplementary 4/5 areas میں ہے جن میں سے ایک miscellaneous, health, roads, pension and agriculture ہے۔ اب پنشن کا سلسلہ یہ ہے کہ کچھ judicial decisions ہوئے جنہیں ہمیں accommodate کرنا پڑا اور اُس کی وجہ سے سپلیمنٹری ہو گیا کیونکہ اُس میں کچھ payment of arrears تھی جن کی payment ناگزیر تھی۔ ہیلتھ پر جو سپلیمنٹری ہے یہ بات میں بجٹ تقریر میں بھی کہہ چکی ہوں اور یہ بات بارہا سامنے آئی ہے کہ ہم نے ہیلتھ سیکٹر میں ایک major

structural change and reforms کا programme introduce کیا ہے اور اُس کے لئے کچھ رقم کی ضرورت تھی ہم نے یہ کہنا مناسب نہیں سمجھا کہ ہم reforms کا سارا effort روک دیں گے اور اگلے سال کے بجٹ سے پہلے approve کرائیں گے اُس کے بعد ہم آپ کے یہ اخراجات پورا کریں گے میرے خیال سے یہ justified ہی نہیں تھا کیونکہ ہیلتھ ایک بہت important sector ہے اس میں اگر تھوڑا budget exceed ہو رہا ہے کیونکہ ہم reforms کر رہے ہیں تو وہ ایسی چیزیں جو ہم پسند کر سکتے ہیں اُن کو روکنا کہ آپ کے پاس بجٹ میں پیسے ختم ہو گئے ہیں اور exceed نہ کریں تاکہ سپلیمنٹری نہ ہو، وہ unjustified ہوتا۔ اس کے علاوہ ایگریکلچر میں سپلیمنٹری ہوا۔ آپ کے علم میں ہے اور اس ایوان میں بارہا بات ہوئی ہے کہ اس دفعہ ہم نے ایگریکلچر میں جو reforms کی ہیں ہم اُن کو major milestone کہہ سکتے ہیں اُس کی وجہ سے agriculture growth and agriculture economy میں major changes آئی ہیں۔ ہم negative growth rate سے positive growth rate پر چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنی بجٹ تقریر میں بھی کہہ چکی ہوں کہ major crops میں کوئی 8 فیصد growth ہے تو پھر وہی چیز ہے کہ کیا ہم reforms اور اس میں پیشرفت روک دیں گے کہ ضمنی بجٹ نہیں ہے تو جب اگلے سال کا بجٹ آئے گا تو اُس میں ہم اس بجٹ کی approval کرائیں گے پھر یہ سارے reforms کریں گے ؟ اس میں subsidy وغیرہ کی reforms تھیں وہ بھی مناسب نہیں تھا تو ہمیں مفادعامہ کے تحت یہ decisions لینا پڑے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ miscellaneous کا ایک اور major area مقامی حکومتوں کے قیام کے باعث سپلیمنٹری لانا پڑا۔ یہ بات آپ کے علم میں ہی ہے کہ یہ سال major change کا سال تھا اس میں ہم مقامی حکومت کا پورا new structure لے کر آئے ہیں اور وہ enclose ہوا اور الحمدللہ وہ بڑی اچھی طرح transition ہو گا۔ پورے پنجاب میں ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کا structure بدل گیا ہے اور سب مقامی نمائندے اپنے دفاتر میں بیٹھ کر مقامی سطح پر عوامی مفاد کے کام کر رہے ہیں اُس کی وجہ سے بھی ہمیں transition grant کی شکل میں تھوڑی سپلیمنٹری گرانٹ دینی پڑی۔

جناب سپیکر! میں لمبی بات نہیں کرنا چاہتی بلکہ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں خود اس بات کو appreciate کرتی ہوں کہ بجٹ کو accurate ہونا چاہئے لیکن جب آپ reforms and

change کے process میں ہوتے ہیں تو budget making کے وقت ہر چیز anticipate نہیں کی جا سکتی تو اُس کے لئے ہم ضمنی بجٹ لے کر آئے ہیں۔ ان major changes کے باوجود ہم نے کوشش کی ہے کہ ان ساری changes کو رکھیں اور next supplementary grant بھی صرف چار فیصد رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کا بہت شکریہ اور اُن معزز ممبران کا بھی بہت شکریہ جنہوں نے یہ باتیں point out کیں۔

تحاریک التوائے کار

(کوئی تحریک التوائے کار پیش نہ ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر ڈاکٹر مراد راس کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار میاں محمود الرشید کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہے۔ ان دونوں تحاریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔

ضمنی مطالبات زر برائے سال 17-2016 پر بحث اور رائے شماری

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 میں ضمنی مطالبات زر کی تعداد 41 ہے۔ حزب اختلاف پارٹیوں کے ساتھ یہ طے ہوا تھا کہ ان 41 ضمنی مطالبات زر میں سے چار ضمنی مطالبات زر میں شام 5:00 بجے تک حسب ذیل ترتیب سے cut motions پیش کی جائیں گی۔

1. مطالبہ نمبر 16، متفرقات
2. مطالبہ نمبر 20، شاہرات و پل
3. مطالبہ نمبر 2، جنگلات
4. مطالبہ نمبر 4، آبپاشی و بحالی اراضی

وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 16 "متفرقات" پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 16

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو34۔ارب69 کروڑ51لاکھ86ہزار روپے سے زائد نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو34۔ارب69 کروڑ51لاکھ86ہزار روپے سے زائد نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر 1016 میں کٹوتی کی تحریک میاں محمود الرشید، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، جناب محمد شعیب صدیقی، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، محترمہ نگہت انتصار، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شُنیلارُوت، جناب احمد علی خان دریشک، سردار علی رضا خان دریشک، جناب خرم شہزاد، چودھری مونس الٰہی، سردار وقاص حسن موکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی، جناب احمد شاہ کھگہ، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ باسمہ چودھری، محترمہ خدیجہ عمر، قاضی احمد سعید، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، خواجہ محمد نظام المحمود، میاں خرم جہانگیر وٹو، مخدوم سید علی اکبر محمود، رئیس ابراہیم خلیل احمد، محترمہ فائزہ احمد ملک، جناب علی سلمان، جناب احسن ریاض فتیانہ اور ڈاکٹر سید وسیم اختر کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ محرک اپنی کٹوتی کی تحریک پیش کریں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"34۔ارب 69 کروڑ 51 لاکھ 86 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 16
"متفرقات" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"34۔ارب 69 کروڑ 51 لاکھ 86 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 16
"متفرقات" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! I oppose

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ وزیر خزانہ نے oppose کیا ہے۔جی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! شکریہ۔میں اپنی بات کرنے سے پہلے کچھ اشعار پیش کرنا چاہوں گی:

ہے راستہ دشوار کئی بار ہوا ہے
ہاں اُس کی آزار کئی بار ہوا ہے
شامل ہوئے ہیں قافلے میں جعفر و صادق
یہ سانحہ اس پار کئی بار ہوا ہے
ہے زیرِ عتاب آج میرے دیس کے اندر
جو صاحب دستار کئی بار ہوا ہے

جناب سپیکر! ضمنی بجٹ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی ایمرجنسی کی صورت میں، حادثے کی صورت میں یا ملک میں کوئی ایسی صورتحال پیش آجائے تو کوئی ایسا بجٹ ہو کہ اُس میں سے پیسا نکال کر اُس ایمرجنسی کے حوالے سے خرچ کیا جاسکے لیکن بجٹ کے بعد huge ضمنی بجٹ آتا ہے تو سب سے پہلے حکومت کی نالائقی کی بات ہوتی ہے کہ حکومت بجٹ کو صحیح طور پر manage نہیں کر سکی۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اگر ضمنی بجٹ کیوں آیا ہے، اس کے کیا محرکات ہیں؟ جس طرح گھر میں ایک سگھڑ خاتون ہوتی ہیں جو گھر چلاتی ہیں اور اپنی چادر دیکھ کر پاؤں پھیلاتی ہیں۔جب ہم اپنی چادر سے پاؤں باہر کرتے ہیں یعنی میری جیب میں جتنے پیسے ہیں میں اُس سے زیادہ اخراجات

کروں گی، میرا رہن سہن اُس کے مطابق نہیں ہو گا، میں اپنے بجٹ سے باہر ہو کر پُر آسائش زندگی گزارنا چاہوں گی تو پھر میرے اخراجات میری آمدنی سے زیادہ ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو اس کے تھوڑے سے جمع خرچ بتاتی ہوں کہ 144-ارب 64 کروڑ 46 لاکھ کا یہ ضمنی بجٹ پیش کیا گیا۔ اس میں 21 محکموں نے منظور شدہ بجٹ سے زائد رقم سال بھر خرچ کی۔ 22-ارب سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کے لئے منظور شدہ بجٹ سے زیادہ خرچ کیا گیا۔ شعبہ صحت میں 21-ارب 28 کروڑ کا ضمنی بجٹ کا خرچ کرنا بتایا گیا ہے۔ محکمہ پولیس میں ایک ارب 60 کروڑ روپے مختلف مدات میں خرچ کئے گئے۔ محکمہ جنگلات میں 28 کروڑ 81 لاکھ 10 ہزار روپے زائد خرچ کئے گئے۔ ایس اینڈ جی اے ڈی میں بھی 6-ارب 5 کروڑ 91 لاکھ مختلف مدات میں منظور شدہ بجٹ سے ہٹ کر خرچ کئے گئے۔ محکمہ زراعت بھی کسی سے پیچھے نہیں رہا اس محکمہ میں 6-ارب 68 کروڑ روپے سے زائد خرچ کئے گئے۔ محکمہ مواصلات میں ایک ارب 48 کروڑ اور civil works میں 3-ارب 3 کروڑ کے اضافی اخراجات کئے گئے۔ میونسپلیٹیز اور خود مختار اداروں میں 9-ارب 74 کروڑ روپے بجٹ سے ہٹ کر خرچ کئے گئے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ پنجاب پولیس کے بجٹ میں سیکرٹ فنڈ کے نام پر کروڑوں کا اضافہ کر دیا گیا ہے جبکہ ایک سال کے دوران 33 کروڑ سے زائد اضافی خرچے پہلے ہی ہو چکے تھے، سیکرٹ فنڈ کا استعمال بہت ہی اندرونی معاملات سے نمٹنے کے لئے ہوتا ہے لیکن سیکرٹ فنڈ کا جو بنیادی استعمال ہوا وہ جاتی امرا اور وزیر اعلیٰ کے پروٹوکول کی مد میں ہوا۔ سیکرٹ فنڈز دن بدن بڑھتے چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جو حکومت کے خلاف سرگرمیاں ہوتی ہیں اس کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے، مخالف سیاسی پارٹیاں کیا کر رہی ہیں ان معلومات کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ فنڈ پولیس کے ترقیاتی فنڈ سے نکالا جاتا ہے۔ گزشتہ سال سیکرٹ سروسز کے اخراجات کی مد میں 14 کروڑ 88 لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے اور آئندہ مالی سال کے لئے اس میں 20 کروڑ روپے کے فنڈز رکھے گئے ہیں جبکہ سیکرٹ فنڈز میں سے 11 کروڑ 18 لاکھ صرف شخصیات کے پروٹوکول پر استعمال ہو گیا۔ آپ یہاں سے اندازہ لگا لیں کہ عوام کا پیسا کس بے رحمی سے خرچ کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! ہم تھوڑی سی نظر VIP Aircrafts اور ہیلی کاپٹر پر ڈال لیتے ہیں جس کے آج کل بہت چرچے ہیں۔ اس میں 2۔ ارب روپے سے زائد لگائے گئے ہیں۔ Aircraft خریدنے کے لئے 18 لاکھ روپے کی ادائیگی کی گئی، Executive Jet Aircraft کی خریداری کے لئے بین الاقوامی اخبارات میں ٹینڈر نوٹس دینے پر 30 لاکھ اور VIP Aircraft کی inspection جو جرمنی سے کرائی گئی اس کا بل 5 کروڑ 34 لاکھ روپے ادا کیا گیا۔ پائلٹ کی تربیت کے لئے 36 لاکھ 44 ہزار اور جرمنی سے inspection and repair کے لئے 4 کروڑ 80 لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔ پنجاب گورنمنٹ جو Aircraft استعمال کرتی ہے اس کی مرمت اور سروس کے لئے 2 کروڑ 64 لاکھ، VIP Aircraft کی کسٹم ڈیوٹی 25 لاکھ 70 ہزار، ان کی inspection team کے اخراجات 2 کروڑ 47 لاکھ جبکہ نیا ہیلی کاپٹر ایک ارب 40 کروڑ کا خریدا۔ پنجاب کی عوام کو ہیلی کاپٹر پر جو 32 کروڑ کا ٹیکس پڑے گا جو عوام کو سہنا پڑے گا جس کے لئے پینے کا پانی نہیں ہے، دو وقت کی روٹی نہیں ہے، ہسپتالوں میں دوائی نہیں ہے، سکولوں سے بچے باہر بیٹھے ہیں، سکولوں میں چھت نہیں ہے، فرنیچر نہیں ہے اور 4225 سکولوں کی عمارتیں ایسی ہیں جو کبھی بھی گر سکتی ہیں۔ اس میں ہماری آئندہ آنے والی نسلیں بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ اگر یہ نقصان ہو گیا تو اس کا کون ذمہ دار ہو گا؟

جناب سپیکر! ہر سال سیلاب آتے ہیں تو وہی ہوتا ہے کہ وزیر اعلیٰ بوٹ اور ٹوپی پہن کر پانی میں کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن ابھی تک محکمہ آبپاشی کو نئے بلڈوزر مہیا نہیں کئے گئے کیونکہ آپ کے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ آخر آپ کا فنڈ کہاں استعمال ہو رہا ہے اور کس کی شاہ خرچیوں پر استعمال ہو رہا ہے۔ یہ ضمنی بجٹ ایسے صوبے کا ہے کہ جس کے ایک کروڑ بچے سکولوں سے ابھی تک باہر ہیں اور جس میں مائیں فرش پر جان دے دیتی ہیں اور بیٹیاں سیڑھیوں پر بچے جنم دیتی ہیں۔

جناب سپیکر! بہت معذرت کے ساتھ کیونکہ دل دکھتا ہے۔ یہ ہم سب کا ملک ہے اور ہمارے بچوں نے یہیں پر رہنا ہے۔ اگر اس کے لئے ہم نے آج ان معاملات کو سنجیدگی سے نہ لیا، اپنی شاہ خرچیوں کو کنٹرول نہ کیا اور اپنی چادر دیکھ کر پاؤں نہ پھیلائے تو پھر مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بات بہت آگے تک جائے گی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، جناب محمد عارف عباسی!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میری بہن وزیر خزانہ ابھی کہہ رہی تھیں کہ صرف 4 فیصد کل بجٹ کا خرچ کیا ہے جو بڑی رقم نہیں ہے۔ ہمیں کوئی دکھ نہ ہوتا چاہے یہ 4 فیصد کے بجائے 10 فیصد ہوتا اگر یہ بجٹ عوام پر اور عوام کے لئے خرچ کیا جاتا۔ اگر آپ پوری ایمانداری سے یہ کتاب پڑھیں اور اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ اس میں عام آدمی پر کتنا خرچ ہوا ہے۔ یہ جو پونے دو کھرب روپیہ ہے اس میں سے عام پنجاب کے شہری پر کتنا خرچ ہوا ہے جسے ہسپتالوں میں دوائی نہیں ملتی، جس کے بچے کے لئے سکول میں استاد نہیں ہے، جس کے بچے کے لئے سکول میں فرنیچر نہیں ہے، جس کے بچے کے لئے سکول میں پانی نہیں ہے جو خود گندا پانی پینے پر مجبور ہے اور جس کا جینا حرام ہو گیا ہے۔ اگر اس پر یہ پیسے لگتے تو ہمیں قطعاً کوئی تکلیف نہ ہوتی کہ بہتری کے لئے یہ پیسے خرچ ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ خدانخواستہ 17-2016 میں کوئی قدرتی آفت آجاتی یا بڑا اسیلاب آجاتا یا کوئی ہنگامی صورتحال ہوتی تو بھی ہمیں تکلیف نہ ہوتی کہ عوام کا پیسا عوام پر خرچ ہوا ہے۔

جناب سپیکر! خادم اعلیٰ کا مطلب خدمت کرنے والا ہے جس کو کسی پیسے یا کسی اور چیز کی لالچ نہیں ہوتی لیکن ظلم کی انتہا ہے۔ میں ان کے صرف شاہانہ اخراجات کی بات کروں گا جیسے میری بہن نے بھی ان کے اخراجات پر بات کی ہے۔ ان کی جو عیاشیاں ہیں اور یہ جو ہواؤں میں اڑتے ہیں اس کے لئے جو ہیلی کاپٹر خرید ا گیا ہے وہ تقریباً ڈیڑھ ارب روپے کا ہے۔ اس کے بعد ان کے VVIP Jets ہیں۔ ان کی maintenance and operation پر تقریباً 13 کروڑ 52 لاکھ خرچ آیا ہے۔ اس کے علاوہ ان کا Beechet-400-A, RK-392(AP-BHQ) اس Aircraft کی repair maintenance and کے لئے بھی 26 کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ یہ اس صوبے کا پیسا خرچ ہو رہا ہے جس کے اندر میرا حلقہ ہے اور میرے حلقے میں ایک ہسپتال میں 13 وینٹی لیٹرز ہیں سات اس وجہ سے خراب ہیں کہ فنڈز نہیں ہیں۔ یہ اس صوبے کا پیسا ہے جس میں برن ہسپتال پچھلے نو دس سالوں میں کوئی نہیں بنا۔ یہ عوام کا پیسا ہے جو گندا پانی پیتے ہیں اور حکمران کہتے ہیں کہ ہم سادگی پر یقین رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس سے آگے inspection of funds for enhanced scope of work/ VIP Aircraft at OEM facility ہے کہ جرمنی سے اس کی سروس کرانے پر 4 کروڑ 80 لاکھ روپے خرچ آئے ہیں۔ یہ سادگی کی باتیں ہیں اس لئے میں ان باتوں کو صرف ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! پولیس اور دیگر محکموں میں جہاں انہوں نے اضافی فنڈز استعمال کئے ہیں اس میں کوئی ایک جگہ بھی نہیں ہے جیسے ہسپتالوں میں کہا ہو کہ ہم نے ادویات زیادہ دے دی ہیں، ہسپتالوں میں مشینیں خرید کر دی ہیں، ہم نے سیوریج کا سسٹم ٹھیک کر دیا ہے یا کہیں پینے کا صاف پانی دے دیا ہے تو ایسی کوئی جگہ نہیں ہے۔ آپ پورا بجٹ پڑھ لیں 175 کھرب روپیہ facilities allowances, گاڑیاں، ہیلی کاپٹر اور وہ چیزیں جن کا عوام سے دور دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ اگر یہ پیسا ان پر خرچ کیا گیا ہے تو ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ عوام کے حقوق پر ڈاکا ہے۔ یہ ایک چوری ہے جو عوام کے ہوتے ہوئے یہ حکومت کرتی ہے یعنی چوری کرنے اور خرچ کرنے کے بعد سال کے آخر میں یہاں آ جاتے ہیں کہ اس کی منظوری دیں۔ یہ اتنا بڑا ظلم ہے اور عوام کے ساتھ بہت بڑا دھوکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اگر یہ ڈکٹیٹر کی حکومت ہوتی یا غاصب حکمران ہوتا تو وہ بھی یہ خزانے اس طرح نہ لٹاتا جس طرح یہ عوامی خدمت کے دعویدار اور خادم اعلیٰ کا title رکھنے والوں نے لٹایا ہے۔ ان لوگوں نے اس قوم اور اس صوبے کا کھربوں روپیہ ضائع کیا ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے 9 سالوں سے یہ دسواں جنرل بجٹ ہے۔ اس صوبے کا کوئی ایک شعبہ زندگی بتادیں کہ جس میں یہ کہہ دیں کہ ہم نے بہت achievement کر لی ہے۔ آپ محکمہ ہیلتھ کو دیکھ لیں وہ روز بروز پیچھے کی طرف جا رہا ہے۔ آپ ایجوکیشن کو لے لیں جیسا کہ میری بہن نے بجٹ تقریر میں کہا تھا کہ ہم ایجوکیشن کو بڑا آگے لے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کو سرکاری رزلٹ بتاتا ہوں کہ آپ پرائمری بورڈ، مڈل بورڈ اور میٹرک بورڈ کا رزلٹ دیکھیں جب سرکاری اداروں میں بچے پڑھتے ہیں تو ان کی حالت یہ ہے کہ اگر پرائمری میں 100 بچے داخل ہوتے ہیں تو مڈل تک پہنچتے وہ 40، میٹرک میں 25 اور انٹرمیڈیٹ میں دس رہ جاتے ہیں اور ان 100 بچوں میں سے صرف تین بچے یونیورسٹی میں جاتے ہیں۔ پچھلے دس سالوں میں اگر صوبے میں ایجوکیشن سسٹم ٹھیک کیا جاتا تو آج یہ حالت نہ ہوتی۔ پھر آج ہم اپنے کسی بھی سرکاری بورڈ کا رزلٹ دیکھیں تو پورے پنجاب کے کسی بھی سرکاری بورڈ کا رزلٹ 35 فیصد سے زیادہ نہیں ہے یہ ان کی حالت ہے تو صوبے میں بہتری پیسے رکھنے سے، پیسے خرچ کرنے سے اور پیسے بڑھانے سے نہیں آئے گی بلکہ professionally ایمانداری سے اور میرٹ پر عمل کرنے سے آئے گی، جب تک میرٹ

نہیں لائیں گے کسی بھی صوبے کے کسی بھی محکمے میں کبھی حالات بہتر نہیں ہوں گے۔ اس وقت جو صوبے میں disaster ہے کہ ہر محکمہ نیچے کی طرف جارہا ہے چاہے وہ محکمہ ہیلتھ، ایجوکیشن، ریونیو یا پولیس کا ہو ہر جگہ پر تنزلی ہے ہر محکمہ نیچے کی طرف ہے اس کی وجہ کیا ہے اس کی وجہ صرف میرٹ کا نہ ہونا ہے؟ اب اس مرتبہ انہوں نے بجٹ میں پولیس کے لئے ایک ارب 60 کروڑ روپے مانگے ہیں۔ پولیس کی سوائے وردی تبدیل کرنے کے دس سالوں میں تھانہ کلچر میں کون سی تبدیلی آئی ہے، کیا آج بھی ہمارے تھانوں میں ایف آئی آر کٹوانے کے لئے پیسے نہیں دینے پڑتے، کیا آج بھی مدعی کو خود پولیس کی گاڑی میں پٹرول اور ڈیزل ڈلوا کر ملزموں کے پیچھے نہیں بھاگنا پڑتا، کیا آج بھی ہمارے تھانوں میں وہ class degrees 3rd استعمال نہیں ہوتیں؟ یہی پیسا تھانوں میں کوئی labs latest equipments, investigation equipments and investigation بنانے اور پولیس کی professional training کے لئے لگائیں تاکہ وہ لتروال کرنے کی بجائے ملزمان سے scientific طریقے سے تحقیقات کرکے انہیں پکڑیں لہٰذا یہ کام کرنے کی بجائے آپ ان کی وردیوں پر اربوں روپے لگا دیتے ہیں جس کا عوام اور ایک عام آدمی کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جے آئی ٹی میں ہمارے شہنشاہ عالم کے فرزند عالی کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک تصویر آگئی تو پوری دنیا میں شور مچ گیا کہ دیکھو جی یہ توہین ہو گئی ہے۔ ادھر عوام کے ساتھ تھانوں میں جو سلوک ہوتا ہے وہ دیکھیں۔ تھانوں میں جو عقوبت خانے بنے ہوئے ہیں ان کو ختم کرنے کے لئے اگر آپ یہ پیسے لگاتے اور تھانوں کو modernize کرنے اور پولیس کا عوام کے ساتھ سلوک بہتر کرنے پر لگاتے تو ہم کو اس پیسے کی کوئی تکلیف نہ ہوتی۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ کرے یہ ان کا آخری بجٹ ہو اور انشاءاللہ یہ ان کا آخری بجٹ ہی ہو گا کیونکہ ظلم کی دس سالہ طویل رات جو ہم پر گزری ہے اس کی انشاءاللہ اب صبح ہونے والی ہے اور اُجالا آنے والا ہے۔ تلاشی بھی شروع ہو چکی ہے اور انشاءاللہ عوام کو بھی پتا چل چکا ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اتنا بڑا ڈاکا، اتنا بڑا ظلم پنجاب کی عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہے جس صوبے کی عوام کے پاس پینے کے لئے صاف پانی نہیں ہے اس صوبے میں 5۔ارب 30 کروڑ روپے آپ نے 12 کروڑ لوگوں کے

صاف پانی کے لئے رکھا ہے اور یہ فی آدمی 43روپے بھی نہیں بنتا تو پھر یہ کس طرح کہتے ہیں کہ ہم عوام کے ہمدرد ہیں اور ہم عوام کے لئے کام کر رہے ہیں؟ دس سال کسی قوم کے لئے بہت بڑا عرصہ ہوتا ہے اور انہوں نے یہ ہمارے دس سال ضائع کئے ہیں اور دس سال پہلے جہاں انہوں نے ہم سے صوبہ لیا آج یہ صوبہ اس سے پیچھے کی طرف ہے۔ 2008 کے الیکشن کے بعد ان کو حکومت ملی اس کے آج دس سال بعد ہر محکمہ پیچھے کی طرف گیا ہے اور کسی محکمے میں آگے بڑھنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ کے ہسپتالوں کا یہ حال ہے کہ آپ کے صوبے میں ایک خاتون سڑک پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گئی تو ہمیں شرم آنی چاہئے کہ اس ملک کی عوام کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس ملک کے حکمرانوں کو چھینک آتی ہے تو وہ ہمارے خون پسینے کی کمائی سے انگلینڈ اور امریکہ سپیشل جہاز پر چلے جاتے ہیں تو ان کو شرم آنی چاہئے اور ہماری مائیں بہنیں ہسپتالوں میں ادویات نہ ہونے کی وجہ سے مر جاتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ کے ہسپتالوں میں نیلی پیلی گولیاں ہیں اور ٹیسٹ کروانے کی سہولت نہیں ہے۔ یہ عوام کا کھربوں روپیہ اپنی عیاشیوں پر لگاتے ہوئے آپ کو شرم نہیں آتی۔ او خدا کا خوف کریں کیونکہ اللہ کو بھی آپ لوگوں نے جواب دینا ہے یہ ظلم کی انتہا ہے۔ یہاں عوام بھوکے مر رہے ہیں اور ان کی عیاشیوں پر کھربوں روپے لگ رہے ہیں لیکن آپ نے ووٹ ان کو دینا ہے۔ (شور و غل)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ صرف یہاں پر شور مچانے کے لئے ہیں۔ تلاشی شروع ہو چکی ہے، انشاءاللہ یہ تلاشی finally اپنے منطقی انجام کو پہنچے گی اور انہوں نے عوام کو اور اللہ کو بھی جواب دینا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا عوام کے ساتھ کوئی اور ظلم نہیں ہو سکتا۔ بہت شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اپنی بات کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دے دیں تو۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! اجازت ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال:

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ایاک نعبد و ایاک نستعین۔

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد و آلہ و عترتہ بعدد کل معلوم لک

تمام تعریفیں اس رب کائنات کے لئے ہیں جو کہ سب جہانوں کا پالنے والا ہے اور

تمام درود پاک اس نبی پاکؐ کے لئے جن کی خاطر یہ جہان بنایا گیا۔ بے شک۔

جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر اپنی چند گزارشات پیش کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ کسی بھی مہذب معاشرے میں جہاں پر اسمبلیاں intact ہوتی ہیں اور جہاں پر اسمبلیاں موجود ہوتی ہیں وہاں پر ضمنی بجٹ کو discourage کیا جاتا ہے تاکہ عوام کے جو نمائندے ہیں وہ اسمبلیوں میں بہتر انداز میں پالیسی سازی کر سکیں یعنی جب گورنمنٹ کی طرف سے کوئی بجٹ یا کوئی چیز آتی ہے تو اس میں participate کر کے بہتر انداز میں حصہ لے سکیں لیکن اس صوبے کی بدقسمتی یہ ہے کہ جیسے جیسے 2008-09, 2009-10, 2010-11, 2011-12, 2012-13, 2013-14, 2014-15, 2015-16, 2016-17 اور اب 2018 کا بجٹ بھی آ گیا ہے تو دن بدن ضمنی بجٹ بڑھتا جا رہا ہے۔ اس مرتبہ جو ضمنی بجٹ گورنمنٹ کی طرف سے اپنے گناہ چھپانے کے لئے

اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے وہ تقریباً 168 بلین روپے کا ہے۔ انہوں نے 168۔ارب روپے کا بجٹ اپنی گناہوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اور ہر وہ کام جو فرد واحد اپنی انگلی ہلا کر سکتا ہے اپنی ضد اور ذاتی تسکین کو پورا کرنے کے لئے کر سکتا ہے وہ اس بجٹ میں موجود ہے۔ ایک طرف جمہوریت کی بات کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ اسمبلی میں جا کر بات کریں تو دوسری طرف ضمنی بجٹ اور اس سے زیادہ کے اخراجات وہ ماڈل ٹاؤن کی اسمبلی میں بیٹھ کر ذاتی تسکین اور ضد کو پورا کرنے کے لئے بجٹ استعمال کر لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! آپ پھر یہ بتائیں کہ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ جمہوریت ہے اور اسمبلیاں جمہوریت کی وجہ سے معرض وجود میں آتی ہیں تو مجھے تو یہاں پر اس جمہوریت کا وجود نظر نہیں آتا۔ آپ نے mismanage کرتے ہوئے تمام بجٹ کو ہماری بہن منسٹر صاحبہ نے فرمایا کہ ہم بہتر مینجمنٹ کے لئے باہر سے managerial staff اپنے مختلف محکموں جس میں ہیلتھ اور solid waste بھی ہیں جو اس کے اندر لا رہے ہیں۔ مجھے آپ یہ بتائیں کہ پچھلے سال آپ نے 154۔ارب روپے کا ضمنی بجٹ اس اسمبلی سے عددی اکثریت کی بنیاد پر منظور کروالیا اور اب 168۔ارب بھی عددی اکثریت کی بنیاد پر ہی منظور کروانے جا رہے ہیں لہٰذا آپ کے پاس کوئی اخلاقی جواز نہیں رہ جاتا۔

جناب سپیکر! جب میں اس کی detail میں جاؤں گا تو آپ کو پتا چلے گا کہ کس طرح سے آپ ڈویلپمنٹ کے بجٹ کو نان ڈویلپمنٹ کے اندر استعمال کر رہے ہیں۔ آپ جو تخمینہ لگاتے ہیں وہ اسمبلی کے اندر اس کا بجٹ پیش کیا جاتا ہے۔ پہلے دن کی تقریر اور اس تقریر کے اندر آپ face saving کے لئے مختلف Heads میں بتاتے ہیں کہ ہم نے ہیلتھ کے لئے اتنا بجٹ رکھا، ایجوکیشن کے لئے اتنا رکھا، امن و امان کے لئے اتنا بجٹ رکھا، آبپاشی کے لئے اتنا اور فلاں محکمہ کے لئے اتنا بجٹ رکھا لیکن جب سال ختم ہوتا ہے تو پھر پتا یہ چلتا ہے کہ جو ڈویلپمنٹ بجٹ رکھا تھا، تمام مدات سے نکال کر نان ڈویلپمنٹ بجٹ کی طرف اس کا رُخ موڑ دیا جبکہ آج آپ کہتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ آپ بتائیں کہ آپ نے کیا ایسا plan کیا تھا جس کی بابت میں نے پہلے بھی پوچھا تھا لیکن اس سوال کا جواب نہیں دیا کہ آپ کا صوبہ دس کروڑ سے زیادہ آبادی والا صوبہ ہے تو آپ نے ہیلتھ کے حوالے سے آنے والے وقت کے لئے کس طرح سے poster کیا ہے کہ کتنے ڈاکٹرز چاہئیں، کتنی نرسز چاہئیں، کتنے ہسپتال

چاہئیں اور کتنے سکول چاہئیں؟ آپ سرکاری سکول بند کرتے جائیں گے اور پرائیویٹ سیکٹر کو جگہ دیتے جائیں گے تو کیا آپ نے یہ کرنا ہے؟ آپ کو اریگیشن کی lining کرنے کے لئے کتنے پیسے چاہئیں، آپ نے کون سے سال یعنی 2020 ,2018 ,2017 یا 2022 تک یہ کام مکمل کرنا ہے کیونکہ پچھلے دس سال سے آپ اس میں لگے ہوئے ہیں تو آپ نے اس سلسلے میں کیا کیا ہے، کچھ نہیں کیا؟ یہاں پر انہوں نے غیر ترقیاتی کاموں کی overspending کی ہے وہ 21 فیصد ہے یعنی نان ڈویلپمنٹ بجٹ جو رکھا تھا اس سے 21 فیصد زیادہ استعمال کیا ہے۔ اب میں ان کی ضمنی بجٹ کی کتاب کے اندر جو موٹی موٹی چیزیں موجود ہیں ان کی page wise آپ کے سامنے کچھ reading کروں گا تاکہ پتا چلے کہ کس طرح سے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنے بجٹ کو پاس کروا رہے ہیں؟

جناب سپیکر! یہ ضمنی بجٹ ایمر جنسی بجٹ ہوتا ہے کیونکہ کچھ چیزوں کی فوری طور پر کرنے کی ضرورت تھی جن کے لئے گورنمنٹ کچھ رقم استعمال کر لیتی ہے لیکن جب آپ کسی ایک ڈیپارٹمنٹ کا بجٹ رکھتے ہیں تو اس بجٹ سے ہٹ کر آپ اس ڈیپارٹمنٹ کو علیحدہ نان ڈویلپمنٹ بجٹ دیتے ہیں تو پھر یہاں پر question یہ raise ہوتا ہے کہ آپ کی مینجمنٹ کہاں ہے، آپ کا وزیر خزانہ کہاں پر کھڑا ہے، آپ کی گورنمنٹ کہاں ہے، آپ کا وزیر اعلیٰ کہاں پر کھڑا ہے اور آپ کی کابینہ کہاں پر کھڑی ہے جس نے ان تمام چیزوں کا جائزہ لے کر بجٹ دینا تھا؟ کیا آپ کو اُس وقت یہ یاد نہیں آیا کہ جب آپ بجٹ بنا رہے تھے اور ڈیپارٹمنٹ کو call کر رہے تھے کہ اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کا بجٹ ہمیں بھیجیں، آپ کے آئندہ کا لائحہ عمل کیا ہے اور جب وہ محکمے آپ کو بجٹ بھیجتے ہیں تب آپ نے اس بجٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا بجٹ کیوں نہیں بنایا؟ اب ہوتا یوں ہے کہ فرض کریں کوئی ضمنی الیکشن آ گیا تو الیکشن سے پہلے وزیراعظم، وزیر اعلیٰ یا اُن کے رفقائے کار متعلقہ جگہ پر جاتے ہیں، بڑی بڑی سکیموں کی announcement کرتے ہیں اور وہاں سے ایک ضلع کا ترقیاتی بجٹ نکال کر دوسرے ضلع کو دے دیا جاتا ہے بلکہ جنوبی پنجاب کا بجٹ نکال کر دوسرے حصے کو دے دیا جاتا ہے۔ جس طرح آپ نے اورنج ٹرین اور میٹرو بس کے اندر دیکھا ہے، جس طرح دوسرے پراجیکٹ کے اندر دیکھا ہے کہ جس سے ہماری قوم بنی ہے جس سے ہمارا تاثر جاتا ہے اُن تمام محکمہ جات سے پیسے نکال کر ان جگہوں پر لگا لئے جاتے ہیں اور عوام کو بتایا ہی نہیں جاتا۔ ابھی اسی بجٹ کے اندر ہیلتھ میں 25۔ارب روپیہ صاف پانی سکیم

کا اِدھر رکھ دیا ہے۔ ان کی 1985 سے گورنمنٹ ہے اور صرف لاہور شہر کے اندر پینے کا صاف پانی نہیں دے سکے۔ (شیم شیم)

جناب سپیکر! ابھی پچھلے دنوں صاف پانی کا scandal پکڑا گیا لہٰذا صاف پانی کا MD اور اس کے جو دوسرے معاملات تھے اس کی رپورٹ یہاں اسمبلی میں پیش کریں کیونکہ وہ کسی کے ذاتی پیسے نہیں تھے بلکہ عوام کے پیسے اور tax money تھی۔ انہوں نے صاف پانی کمپنی بنائی ہوئی ہے جس کے اندر اربوں روپے کا نقصان ہوا ہے وہ کدھر گیا؟

جناب سپیکر! اسی طرح صفحہ نمبر 64 پر Police Record Room Management System in police stations of Punjab (purchase of equipment, furniture & fixture) ہے جس پر 27 کروڑ 55 لاکھ 50 ہزار روپے لگا دیئے گئے۔ کیا یہ چیزیں انہیں پہلے نہیں پتا تھیں کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کے اندر ہم نے یہ یہ کرنا ہے اور اس کو ساتھ لے کر چلنا ہے تاکہ دوسری طرف کا ڈویلپمنٹ بجٹ اس طرف آ کر خراب نہ ہو۔ ویسے بھی آپ کے ٹوٹل بجٹ کی utilization کبھی بھی 50 فیصد سے زیادہ نہیں رہی۔ ابھی بھی آپ کی تسکین نہیں ہو رہی اور مختلف محکمہ جات سے پیسے نکال کر دوسری جگہ پر دے رہے ہیں۔ اسی طرح Dolphin Squad Establishment of کا پانچ شہروں میں اعلان کر دیا، کیا آپ کو بجٹ سے پہلے پتا نہیں تھا کہ آپ نے یہ معاملات بھی چلانے ہیں لہٰذا آپ کو بجٹ پیش کرنے سے پہلے پتا ہونا چاہیے تھا؟ ایک دم راہ جاتے ہوئے آپ کو یاد آتا ہے یا کوئی مشورہ دیتا ہے تو اس کے مشورے کے مطابق آپ چل پڑتے ہیں لیکن یہ احساس نہیں ہوتا کہ جس دوسرے ضلع کے لئے آپ نے پیسے رکھے ہوئے ہیں، وہاں کے لوگ آس اور امید لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں کہ شاید اس سال ہماری کچھ سنی جائے اور ہمارے ضلع کے اندر کام ہو لیکن وہاں سے پیسے نکال کر آپ دوسری جگہ پر دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے حکومت کے لوگوں کو یہ بتاتا ہوں کہ جب یہ اخراجات کرنے کے لئے اس کا PC-I بناتے ہیں یا کوئی سسٹم ہوتا ہے تو آج میں یہ بات ریکارڈ پر کرنا چاہ رہا ہوں کہ اس حکومت کے سب سے بڑے کارناموں میں دانش سکول نیب کا سب سے بڑا کیس بنے گا۔ آپ اس دانش سکول کی stories پڑھ لیں کیونکہ اس کے اندر کسی کنٹریکٹر کو involve نہیں کیا گیا بلکہ ہر کسی کو

کنٹریکٹ award کر دیا گیا ہے۔ پہلے کوئی PC-I بنتا ہے، کوئی بات ہوتی ہے یا کوئی technical sanction ہوتی ہے لیکن ایسا کوئی چکر نہیں۔ یہ دانش سکول نیب کا سب سے بڑا کیس بنے گا۔ اسی طرح اسی page پر تین سو موٹر سائیکلیں لے لیں جس کے لئے ہم منع نہیں کرتے بالکل لیں لیکن پہلے سالانہ بجٹ میں بتاتے کہ ہم یہ چیزیں لینے جا رہے ہیں۔ فرض کریں آپ نے پولیس کا بجٹ ایک روپیہ رکھا تو آپ ایک کی بجائے سوا روپے رکھ لیتے۔ میرا سوال یہ ہے کہ آپ اس کو justify کریں کہ یہ والے پیسے کس مد سے نکال کر یہاں پر استعمال کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! ضمنی بجٹ کے صفحہ 181 پر لکھا گیا ہے کہ سرکاری افسروں کو 13 لاکھ 80 ہزار روپے کے موبائل فون لے کر دیئے گئے۔ میں یہ پڑھ دیتا ہوں کہ:

Provision of the official's mobile phone connectivity to the officers of the Government of the Punjab

یعنی جو مرضی آپ کریں اور کوئی آپ کو پوچھنے والا نہیں ہے؟ ہمیں پتہ ہے کہ آپ نے بجٹ پاس کروا لینا ہے کیونکہ آپ کے پاس عددی اکثریت ہے جس کی بنیاد پر آپ نے بجٹ پاس کروا لینا ہے لیکن ہم تو اپنی بات کرنے سے نہیں رکیں گے۔ ہم تو یہاں پر حق کی بات کریں گے اور جناب سپیکر! ہم تو آپ کے ضلع کی بات بھی کریں گے۔ ہم جنوبی پنجاب کی بھی بات کریں گے، ہم پورے پنجاب کی بات کریں گے کیونکہ ہمیں درد ہے اور ہمیں افسوس ہے کہ یہ چند مافیاز، سیمنٹ مافیا، سریا مافیا، بنک مافیا اور so much so کہ شوگر مافیا اس ملک کے اوپر مسلط ہیں۔ ان پانچ سات مافیاز نے، سپریم کورٹ نے "گاڈ فادر" کا کہا ہے اور "سسیلین مافیا" کا کہا ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اپنے موضوع پر رہیں۔ مہربانی کریں

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وہ الفاظ بھی ان کے لئے ہی کہے گئے ہیں---

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ مہربانی کر کے Cut Motion پر ہی رہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ کہ [****] اور یہ اکٹھے ہوتے ہیں---

جناب قائم مقام سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے

"جھوٹے، جھوٹے" کی آوازیں)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں تقریر کر رہا ہوں اور میں کوئی ایسا کام نہیں کر رہا۔ میں تقریر کر رہا ہوں اور انہوں نے مائیک کو زور زور سے ہلاتے ہوئے کہا کہ میں کوئی چیف منسٹر کی طرح مائیک نہیں توڑ رہا۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(اس مرحلہ پر انہوں نے مائیک کو مروڑ دیا)

جناب سپیکر! میں کوئی ایسا کام نہیں کر رہا۔ میں کوئی ایسی حرکت نہیں کر رہا۔ میں کوئی اپنے سینے پر ہاتھ نہیں مار رہا۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے

"جھوٹے، جھوٹے" اور "مائیک توڑ دیا" کی آوازیں)

جناب سپیکر! میرے ہاتھ میں یہ بجٹ کی کتاب ہے اور میں کوئی شعبدہ بازی نہیں کر رہا۔ میں نے کوئی مائیک نہیں توڑا۔ میں نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ نے مائیک توڑ دیا ہے۔ آپ نے مائیک توڑ دیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کو آواز آ رہی ہے۔ یہاں پاکستان کے اندر، صوبہ پنجاب کے اندر، لاہور کے اندر اور پورے پنجاب کے اندر بڑے بڑے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے پاکستان کے لئے بڑی بڑی خدمات سر انجام دی ہیں، انہوں نے پاکستان کے لئے کام کیا ہے اور انہوں نے پوری دنیا میں پاکستان کی عزت بڑھائی ہے۔ اسی بجٹ کتاب کے صفحہ نمبر 192 پر ایک چیز میں آپ کو پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں جو ذاتی تسکین کے لئے ہے اور وہ یہ ہے کہ:

Provision of funds for Muhammad Shahbaz Sharif Hospital Bedian Road Lahore

جناب سپیکر! مجھے بتائیں کہ انہوں نے کون سا ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ وہ اپنے نام پر ہسپتال کا نام رکھ لیں اور اپنے بھائیوں کے نام کے اوپر رکھ رہے ہیں؟ ایسے کام یہ اپنے پیسے سے کریں ناں۔ اپنے پیسے سے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں اور آپ اس طرف نہ جائیں۔ اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے بھی اپنے حلقہ میں اس طرح کا ہسپتال بنایا تھا۔ بندہ ان سے یہ پوچھے کہ آپ نے اربوں روپے اس ہسپتال کے لئے رکھا ہے تو آپ کا نام "پاناما" کے اندر اور "حدیبیہ پیپر ملز" کے اندر آیا ہوا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بجٹ پر بات کریں۔ اس طرح کی بات نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"شیر" اور "جھوٹے" کی آوازیں)

آرڈر ان دی ہاؤس، آرڈر ان دی ہاؤس۔ معزز ممبران اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اسی بجٹ کتاب کے اندر صفحہ 193 کے اوپر میرے حلقے کے ہسپتال، "گلی گلی میں شور ہے، اگے تسی سمجھ ای گئے ہو"

جناب سپیکر! کہتے ہیں کہ "گلی گلی میں شور ہے، اگے تسی سمجھ ای گئے ہو" مینوں تے کیہن دی ضرورت ای نئیں۔

جناب سپیکر! صفحہ 193 پر میرے حلقے سمن آباد میں ایک ہسپتال کے لئے اور رانا مشہود صاحب کے حلقے کا بھی ایک ہسپتال ہے تو وہاں پر مشنیری نہیں ہے۔ چلیں میں ان کے حلقے کی بات نہیں کروں گا کیونکہ اکٹھا آ گیا تو میں اس وجہ سے بات کر رہا ہوں تو اس ہسپتال کے لئے 16 لاکھ 19 ہزار روپے

رکھے گئے ہیں۔ آپ اس ہسپتال میں جا کر دیکھ لیں جو کہ central point ہے جہاں پر غریب آدمی دوائی کو ترس رہا ہے۔ میں نے وہاں جو ہسپتال بنایا ہے تو اس کا نام اپنے کسی بڑے کے نام پر یا اپنے نام پر نہیں رکھا بلکہ میں نے اس کا نام سروسز ہسپتال سمن آباد رکھا ہے۔ میں نے اس کی بنیاد رکھی تھی۔ مجھے پتا تھا کہ یہ میرے پیسے سے نہیں بن رہا بلکہ غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی سے بن رہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! انہوں نے مائیک توڑ دیا ہے لہٰذا ان سے پیسے لئے جائیں۔

(اس مرحلہ پر انہوں نے "شیر، شیر" کی آوازیں بھی لگائیں)

جناب قائم مقام سپیکر: طارق صاحب! آرام سے بیٹھیں۔ کیا آپ سرکس میں آئے ہوئے ہیں؟ آرام سے بیٹھیں۔ میاں صاحب! آپ بھی کوئی ایسی بات نہ کریں۔ جی، میاں صاحب!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "چور مچائے شور" کی آوازیں)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! صفحہ نمبر 196 پر لکھا ہوا ہے جس کی سیریل نمبر 104

Provision of funds Metropolitan.

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ اپنے ممبران کو کنٹرول کریں اگر آپ نے اپنی تقریر مکمل کرنی ہے تو مہربانی کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ انصاف کی بات کریں کہ کون کیا کر رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں ان کو بھی کہہ رہا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے کہا ہے کہ سرکس نہ کریں لیکن وہ سرکس کرنے سے باز نہیں آ رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اپنی بات مکمل کریں۔

MIAN MUHAMMAD ASLAM IQBAL: Mr Speaker! Provision of funds to Metropolitan Corporation Lahore for establishment of 31 Ramadan Bazars in Lahore

کے لئے 41 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ پچھلے دنوں وزیر اعلیٰ ایک رمضان بازار میں گئے۔ رمضان بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک دم وہاں کھڑے سکیورٹی والے نے وزیر اعلیٰ کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ باقی تو سٹاف مشکوک نظر نہیں آیا صرف وزیر اعلیٰ ہی مشکوک نظر آئے۔ (شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ ذاتیات پر کیوں اتر آئے ہیں؟ یہ Cut Motion پر بات کر رہے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہر دفعہ آپ رمضان بازاروں کے لئے اربوں روپے رکھتے ہیں لیکن اس کی output کیا ہے؟ کیا آپ کو پہلے نہیں پتا تھا کہ سال بعد رمضان آنا ہے جس میں رمضان بازار کے اندر آپ نے یہ ڈویلپمنٹ کرنی ہے تو آپ نے وہاں پر 41 کروڑ روپے صرف وزیر اعلیٰ کی تسکین کے لئے رکھ دیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"جھوٹے جھوٹے" کی آوازیں)

(شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: معزز ممبران اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! صفحہ نمبر 197 پر ہے کہ provision of fund as seed money for meeting the 6 month requirement of the Punjab Land Records Authority from January to June 2017 کے لئے ایک ارب 30 کروڑ روپے رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر 198 پر سیریل نمبر 116، provision of funds for newly established Police Hospital, Police Lines Qila Gujar Singh کے لئے پیسے رکھے گئے لیکن یہاں پر میں آپ کے توسط سے بات کرنا چاہ رہا ہوں پولیس لائن کے اندر بلڈنگ بن گئی لیکن وہ hospital پچھلے تین چار سال سے خوار ہو رہا ہے آپ اُس کو operational نہیں کر سکے، آپ مہربانی کر کے اُس کو operational کر دیں تا کہ پولیس ملازمین ہیں کم از کم اُس ہسپتال کے اندر اپنا علاج کروا سکیں، آپ نے بلڈنگ بنا دی، اب آپ نے پولیس سے کوئی بدلا لینا ہے؟ بدلہ تو آپ نے اُن کے ذریعے ماڈل ٹاؤن کا واقعہ کروا کے لیا ہوا ہے، اب مہربانی کر کے اُن کے علاج معالجے کے لئے کوئی کام کریں۔

جناب سپیکر! اب ایک بڑا ضروری نقطہ میں آپ کے سامنے اُٹھانا چاہ رہا ہوں صفحہ نمبر215 کے اوپر financial grant of fund amounting to Rs. 354 million on account of assistance to poor and needy persons to all DCOs in Punjab یہ آپ 35کروڑ40لاکھ روپیہ آپ نے DCO کی discretion پر دے دیا تاکہ آپ اپنے من پسند افراد کو اپنی اتھارٹی استعمال کرتے ہوئے پیسے دے سکیں۔ طریقہ واردات کیا ہے؟ پیسے DCO کو بھیج دو ایک آپ کی direct list ہے جو سی ایم سیکرٹریٹ کی طرف سے ہے وہ میں آگے جا کر بیان کروں گا لیکن یہ طریقہ واردات ہے کہ through DCO، اگلا طریقہ واردات through Commissioner وہ کیا ہے؟ in grant-in-aid to all divisional commissioners the... جناب سپیکر! آذان ہو رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: Order in the House. آذان نہیں ہو رہی آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! تمام چیزیں بھول سکتی ہیں لیکن پاناما پیپرز اور حدیبیہ پیپر نہیں بھولتے to run the cattle grant-in-aid to all divisional commissioners in the Punjab market یہاں پر بھی 12کروڑ روپیہ دیا گیا۔ اب صفحہ نمبر217 کے اوپر دیکھیں کہ یہاں پر بھی رمضان بازار کے لئے establishment of 287 Ramadan bazars provision of the fund for the across the Punjab اس کے لئے ایک ارب 78لاکھ روپے ہیں۔ آپ اگر پچھلے سالوں کے ضمنی بجٹ دیکھیں تو رمضان بازار ہر دفعہ establish ہوتا ہے، ہر دفعہ وہاں پر تنبوں آتے ہیں، وہاں پر ہر چیز آتی ہیں۔ وہ پیسے کن کی جیبوں میں جا رہے ہیں، کن کے پیٹ میں جا رہے ہیں؟ یہ صرف اور صرف اپنے ورکرز کو نوازنے کے لئے amount رکھی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! اب صفحہ نمبر217 کے اوپر ہی inauguration of provision of funds for power plant at Qadirabad اب ایک طرف جنوبی پنجاب کے اندر لوگوں کے پاس پینے کو پانی نہیں ہے، ہسپتالوں میں دوائیاں نہیں ہیں اور ایک طرف ٹھنڈے کمرے کے اندر، تنبوؤں کے اندر ٹھنڈے تنبوں لگا کر وہاں پر 4کروڑ32لاکھ روپے سے وزیراعظم اور وزیراعلیٰ نے اُس کا فیتا کاٹا ہے اگر یہی پیسے

جنوبی پنجاب میں دیئے جاتے یا میرے حلقے میں پینے کے صاف پانی کے لئے دے دیئے جاتے تو کم از کم میں سمجھتا ہوں کہ آدھی آبادی کو صاف پانی مل سکتا تھا، وہاں پر اپنی ذاتی تسکین کے لئے اور تقریر کے لئے پیسے خرچ کئے گئے، اگر انہیں ٹھنڈے کمرے میں تقریر کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو اسمبلی میں آ کر کر لیتے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ رخسانہ کوکب! آپ مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم ان معزز ممبران کے بچوں کی لڑائی لڑ رہے ہیں کہ دیکھیں حکمران اللے تللے اخراجات کس طرح سے کر رہے ہیں، یہ سننے کو تیار نہیں ہیں یہ سرکاری مدح سراہ بنے ہوئے ہیں، یہ مستند مدح سراہ بنے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ cut motion پر بات کریں وہ خاموش ہو گئے ہیں

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے budget speech کے اندر آپ سے ایک request کی تھی میں نے آپ سے کہا تھا کہ ہر وہ راستہ جو جاتی امرا جاتا ہے وہ ٹھیک ہو رہا ہے اس بجٹ بک کے صفحہ نمبر 222 کے اوپر Rehabilitation of Sunder Raiwind Road یہ پڑھ لیں، پھر آپ widening bridge پڑھ لیں وہ بھی سندر رائیونڈ روڈ پر، اُدھر کروڑوں روپیہ لگا دیا گیا۔ انہیں ہمارے حلقے نظر نہیں آ رہے، انہوں نے جہاں پر اپنی ذاتی جائیدادیں خریدی ہوئی ہیں ان کو وہ نظر آتی ہیں، ان کے قریب و جوار میں کوئی بندہ اپنا گھر نہیں بنا سکتا کیونکہ وہاں پر گھر بنانا منع ہے، وہاں پر وزیر اعظم رہتے ہیں، صاف ہوا اُن تک نہیں پہنچ سکتی لیکن عوام کے خون پسینے کی کمائی سے آپ وہاں پر ہر چیز کرتے جا رہے ہیں۔ (شور وغل)

جناب سپیکر! آپ ان کے الفاظ سن لیں اگر میں کچھ کہوں گا تو آپ کہیں گے خواتین ہیں تو بہتر ہے کہ آپ منع کریں اگر آپ منع نہیں کریں گے تو پھر میں بولوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بات کریں میں منع کر رہا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مجھے ان کے بولنے سے مضائقہ نہیں ہے یہ بولیں لیکن الفاظ کی حدود و قیود کا تعین کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ !آپ لوگ مہربانی کر کے اپنی سیٹوں پر بیٹھ جائیں خاص طور پر ڈاکٹر فرزانہ نذیر اور محترمہ رخسانہ کوکب! یہ کوئی طریق کار نہیں ہے آپ لوگ بیٹھ جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر !صفحہ نمبر 223 کے اوپر جیسے میں نے پہلے بات کی ہے یہ چیزیں میں ضمنی بجٹ سے پڑھ رہا ہوں میں یہ چیزیں گھر سے نہیں لے کر آیا آپ نے جو کتاب دی ہے میں اُس کتاب سے پڑھ رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر !اسی طرح مختلف سڑکیں جو جاتی امرا جارہی ہیں اُن کی detail بھی آگے ہے میں نہیں پڑھتا، میرے صرف کہنا کا مقصد ہے کہ اُس ایریا کو develop کرنے کے لئے تمام پنجاب کا پیسا اُس سائیڈ پر لگا دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب پانچ بجنے میں دس منٹ رہ گئے ہیں آپ کی اور بھی تین cut motions ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر ! میں جلدی بات ختم کر لیتا ہوں۔ اب آپ نے صفحہ نمبر 276 کے اوپر مختلف کمپنیوں کو پیسے دیئے ہیں۔ Loan to Faisalabad Industrial Estate and Management company 50 crore non-recurring پھر آپ نے loans to Gujranwala Waste Management Company کے لئے 63 کروڑ رکھے۔ Loans to the Silakot Waste Management Company کے لئے 32 کروڑ 90 لاکھ روپے، loans to Punjab Small Industries Corporation کے لئے 3۔ارب روپے اور loans to Punjab(PIEDMC) کے لئے ایک ارب 65 کروڑ روپے رکھے۔ اس کے بعد کہیں دائیں بائیں سے پیسے اکٹھے کر کے loans to Transport Department کے لئے 10۔ارب روپے رکھے۔

جناب سپیکر !جس طرح ہماری بہن وزیر خزانہ نے فرمایا کہ ایمر جنسی کی شکل میں، کوئی flood آ گیا یا کوئی دوسرے ایسے معاملات ہو گئے تو اس کے پیسے دینے پڑتے ہیں۔ یہ بات ہم بالکل ماننے کے لئے تیار ہیں کہ ان حالات میں کسی دوسرے head سے پیسے نکالنے پڑتے ہیں یہ بالکل صحیح بات ہے

لیکن آپ جو ان کمپنیوں کو پیسے دے رہے ہیں یہ تو آپ کو ایک دم یاد نہیں آیا بلکہ یہ آپ کو ایک دم اس وقت یاد آیا جب آپ ترکی گئے تھے، وہاں پر آپ نے لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی جس کا بجٹ 2002-03 میں 2-ارب روپے تھا اور آج اس کا بجٹ 15-ارب روپے ہے۔ لاہور کا آدھا حصہ اس سے کم ہے۔ یہ تمام ویسٹ مینجمنٹ کمپنیز بن رہی ہیں۔ اگر آپ ترکی جا کر ان کے brackets دیکھیں گے تو سمجھ آجائے گی کہ یہ پیسا کہاں جا رہا ہے۔ میرا یہاں اس پوائنٹ پر بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ کوئی ایسا unforeseen expense نہیں تھا کہ اچانک کوئی flood آگیا اور آپ کو یاد آگیا۔ کم از کم یہ تو آپ بجٹ میں رکھتے، ہمارے ساتھ discuss کرتے، اس کو اسمبلی سے پاس کرواتے، ہم اس پر بحث کرتے اور بات آگے کی طرف جاتی لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ آپ کا جو دل کرتا ہے وہ کر لیتے ہیں کیونکہ آپ کو پتا ہے کہ ہم سیاہ کریں، سفید کریں ہم کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس اسمبلی میں 325 ممبران ہیں۔ آپ کر سکتے ہیں، ہم مانتے ہیں کہ آپ کر سکتے ہیں لیکن آپ کے کرنے کے باوجود کلمہ حق کہنے کے لئے کسی بڑے اجتماع کی ضرورت نہیں ہوتی اس کے لئے ایک آدمی بھی بہت ہوتا ہے۔ ہم نے کلمہ حق کہتے رہنا ہے، ہم کہتے رہیں گے اور ہم تصحیح کراتے رہیں گے۔ یہ شور ڈالتے رہیں ہم ان کو کہتے رہیں گے اور آپ کے توسط سے ہم بتاتے رہیں گے کہ آپ لوگوں کا حق چھین رہے ہیں، ہمارا حق چھینا جا رہا ہے، ہمارے بچوں کے ساتھ وہ کیا جا رہا ہے جو کوئی غیر بھی نہیں کرتا۔ (شور و غل)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! صفحہ 304 پر میں ایک ضروری بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ یہاں بیٹھے ممبران کو حیرانی ہوگی۔ یہاں جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے کس چیز کو ترستے ہیں، میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے؟ صفحہ نمبر 304 پر ہے Organization of Spring Flower Festival at Greater Iqbal Park اس کو 5 کروڑ 21 لاکھ روپے سے شروع کیا گیا۔ وہ ایلیٹ کلاس جو پھول دیکھ کر خوش ہوتی ہے اس کے لئے آپ نے 5 کروڑ 21 لاکھ روپے لگا دیئے اور آپ کو اتنی سوچ سمجھ نہیں کہ اس لاہور شہر میں جہاں پر دوائی نہ ملنے سے، آپریشن نہ ہونے سے لوگ مرتے جا رہے ہیں آپ ان کو پیسے دے دیتے۔ اگر festival نہ لگتا تو کیا ہو جانا تھا؟ (شور و غل)

جناب سپیکر! میں اگلی بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے مین بلےوارث گلبرگ میں پارک بنانے کے لئے ایکland acquisitionکی ہے اور اس کے لئے14کروڑ25لاکھ75ہزار روپے رکھے ہیں۔ گلبرگ کے اندر ایلیٹ کلاس رہتی ہے،وہاں بڑے بڑے لوگ رہتے ہیں۔میرے حلقے میں LOSکے اوپر آپ کیelevated roadگزر رہی ہے،جہانگیر پارک کی آدھی گراؤنڈ پہلے کھا لی اور آدھی گراؤنڈ اب کھانے جارہے ہیں۔ یہ کیوں ہو رہا ہے؟کیونکہ وہاں غریب آدمی رہتا ہے۔امیر آدمی کے لئے گراؤنڈ بنانے کے لئے جگہ کوacquireکیا جارہا ہے اور غریب آدمی کے پاس جو گراؤنڈ ہے جہاں اس کی خوشی غمی ہے، جہاں سارا کچھ ہوتا ہے وہ آپ نے اٹھالی ہے، ختم کرلی ہے کیونکہ وہاں آپ نے میٹرو چلانی ہے۔ یہ شرم کا مقام ہے،اسے کہتے ہیں "شرم کا مقام"۔ آپ ایلیٹ کلاس کوaccommodateکرتے ہیں اور غریب کو ذلیل کرتے ہیں۔ امیروں کے لئے کوئی اور ہسپتال ہے،غریبوں کے لئے اور ہسپتال ہے۔امیروں کے لئے کوئی اور سکول ہیں،غریبوں کے لئے کوئی اور سکول ہیں۔امیروں کے لئے کوئی اور پارک ہے،غریبوں کے لئے کوئی اور پارک ہے۔امیروں کے لئے اور انصاف ہے،غریبوں کے لئے اور انصاف ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر! یہ صفحہ نمبر681ہے۔یہاں انہوں نے20۔ارب69کروڑ روپیہ ڈویلپمنٹ کا cutکرکے دوسری جگہ لگایا جس کیdetailیہاں پر موجود ہے۔میں اپنے اس جملے کی تصحیح کردوں کہ 20۔ارب69کروڑ روپیہ آپ نے ڈویلپمنٹ کا بجٹ نکال کر فیڈرل گورنمنٹ کو پیسے ادا کئے ہیں کیونکہ آپ نے ادھار لئے ہوئے تھے۔ یہاں پر میں جوimportantبات کرنا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ صفحہ نمبر683پر ایکheadingہے جو میں پڑھ دیتا ہوں۔

Additional appropriation required to meet the anticipated excess of Rs.25,025,000/- (Non-recurring)

اب میں اس کیdetailپڑھتا ہوں۔

An additional amount of Rs.25,025,000/- is required to meet the excess expenditure incurred to refund of

US$238,338.43 on account of unspent balance & amount disallowed by ADB against ineligible expenditure in respect of OFID Loan No. 707P: Second Girls Primary School Project. The entire amount will be met from savings within the grant.

یہ سیکنڈ گرلز پرائمری سکول پراجیکٹ تھا جس کی entire amount 2 کروڑ 50 لاکھ 25 ہزار تھی اور آپ نے اس کے ساتھ pay کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں پوچھتا ہوں کہ آپ کی یہاں مینجمنٹ کہاں گئی، گڈ گورننس کہاں گئی، اس وقت آپ کیا کر رہے تھے اور یہ کیا معاملہ چل رہا تھا؟ یہ تمام معاملات وہ ہیں جو اس کتاب کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہیں۔ اس کے اندر ایک detail وہ بھی ہے جو discretionary grant کی شکل میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ نے مختلف لوگوں کو مختلف شکلوں میں ادا کی ہیں ان کی amount بھی کروڑوں روپے میں ہیں۔ صرف اور صرف مغل اعظم کے اپنے حلقے بھی ہیں اور ان کے ولی عہد کا حلقہ بھی ہے اس ولی عہد کے حلقے میں ہر طرح کی نوکری جا رہی ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! یہاں پر ہم کسی سے بات کریں، سرکاری ادارے کے اندر تو پہلے لسٹ آجاتی ہے، میرٹ کی دھجیاں اڑاتے ہیں، نوکریاں اور جو معاملات ہیں وہ ولی عہد کے اکاؤنٹ میں جاتی ہیں اور دوسرے معاملات۔۔۔

(اذان عصر)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ آپ نے جس گرانٹ کی بات کی ہے۔ راجن پور میں ایسے غریب لوگ بھی ہیں جن کے پاس دوائی لینے کے پیسے نہیں ہیں۔ میں نے اسی گرانٹ سے پانچ سے چھ لوگوں کا خود شیخ زید ہسپتال میں لیور ٹرانسپلانٹ کرایا ہے۔ اسی رمضان شریف میں ایسے غریب لوگ بھی تھے جن کے پاس واقعی دوائی لینے کے پیسے نہیں تھے تو ڈپٹی کمشنر نے جا کر انہیں 15 سے 20 لاکھ روپے کے چیک دیئے ہیں۔ یہ Aid وہاں راجن پور تک بھی پہنچ رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اسی وجہ سے کہہ رہا تھا، دیکھیں! جن کی access آپ تک تھی، جن کو آپ جانتے تھے یا جو آپ کو جانتے تھے یا کوئی ووٹر کی شکل میں یا کوئی آپ کے ڈسٹرکٹ کی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، غریب لوگ۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جی، بالکل غریب لوگ، جن کی access آ گئی ناں، آپ نے کروا دیا تو کیا پورے صوبے کے لوگ پھر آپ کے پاس آئیں؟ یہ جو ان کے گناہوں کا پلندہ ہے اس گناہوں کے پلندے کے اندر وہ جو 20۔ارب روپے، اب 7۔ارب روپے اور پھر 27۔ارب روپے سے آپ کئی لیور ٹرانسپلانٹ ہسپتال بنا سکتے تھے۔ اگر آپ laptops نہ دیتے، آپ نے ذاتی تسکین اور کمیشن کے لئے 27۔ارب روپے جھونک دیئے، اگر سسٹم ہوتا تو لوگ آپ کے پاس نہ آتے اور نہ ہی میرے پاس آتے بلکہ خود بخود علاج کرواتے۔ اب آپ نے بات کر ہی دی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، وہ خود بخود ہی جا رہے ہیں۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ بہت سارے جا بھی رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں بھی جانتا ہوں اور آپ بھی جانتے ہیں، 27۔ارب روپے میں سے 15۔ارب روپیہ جیب میں ڈال لیا ہو گا۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! 15۔ارب روپیہ حفیظ سنٹر پر رل رہا ہے یا ہال روڈ پر پڑا ہوا ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم شیم" کی آوازیں)

جناب سپیکر! جس بے چارے کو laptop ملتا ہے وہ جا کر بیچ جاتا ہے۔ شہباز شریف یوتھ پروگرام پیچھے سارا کچھ لکھا ہوا ہے۔ اب تو یہ ویسے بھی بیچنا آسان ہو گیا ہے اور یہ OLX پر لگا ہوا ہے۔ ویسے بھی ایک اور بات کہ اگر ان حکمرانوں کے پاس یہ پاکستان رہا تو یہ OLX پر ڈال دیں گے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! پانچ بج کر پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔ اب ٹائم تو ہو گیا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ مجھے صرف پانچ منٹ دے دیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پانچ بجے کا decide ہوا تھا۔ چلیں! آپ آپس میں decide کرلیں کہ کس نے پہلے بات کرنی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! ہم سب نے بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ابھی کس نے بات کرنی ہے؟

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں بات کروں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار وقاص حسن موکل! آپ بات کریں۔ جو decide ہوا تھا وہ پانچ بجے ہوا تھا لیکن میں آپ کو ٹائم دے رہا ہوں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنی بات کا آغاز۔۔۔

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! اب کورم پوائنٹ آؤٹ کریں کیوں نہیں کرتے۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! وہ چپ نہیں رہ سکتی، اگر وہ بدتمیزی کریں گی تو ہمیں بھی آتی ہے۔ آپ انہیں وارننگ دیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! مجھے اندازہ ہے میں انہیں منع کر رہا ہوں۔

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! میں نے کون سی بدتمیزی کی ہے۔ آپ ہر وقت بولتے رہتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر آپ نہیں سنبھال سکتے تو۔۔۔

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! یہ کیا بات کرتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نہیں۔ سردار صاحب! آپ بات کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنی بات کا آغاز کروں گا۔ اب ضمنی بجٹ statement پر بات ہو رہی ہے اور میں اس کی شروعات ہی سے بات کرنا چاہوں گا۔ میں اب بات کرنا چاہوں گا کہ اس اشتہار پر 1122 کی تصویر لگی ہوئی ہے، یہ وہ ادارہ ہے جس نے اخبار میں اشتہار دیا تھا

کہ آپ اپنے زکوۃ، صدقات، عطیات اور خیرات ہمیں دیں کیونکہ ہم اس ادارے کو چلا نہیں سک رہے۔ اس سے زیادہ اور بڑی شرمندگی کیا بات ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر! میرے خیال میں محترمہ وزیر خزانہ next time اس چیز کو ضرور under consideration کریں گی۔ میں نے گندم پر بھی بات کرنی تھی، ماشاءاللہ جو اس دفعہ گندم اور باردانے پر پنجاب کے کسانوں کے ساتھ ہوا ہے، میرے خیال میں اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے، بجلی کا حال بھی ہم سب کے سامنے ہے اس میں deadline کی تصویر لگی ہوئی تھی۔

جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ please یہ اس کے اندر ضرور consideration کریں اور اس کے title پر وہ تصویریں لگا دیں جو achievements ہوں، یہ تو actually اس قوم اور اس صوبے کے ساتھ مذاق تھا۔ اب miscellaneous grants پر بات کریں گے، میں اس کی سمجھ اور فہم کے لئے صرف تین چار پوائنٹس پر بات کروں گا۔ اس میں صفحہ نمبر 192 پر آئٹم نمبر 77 ہے کہ:

> Provision of funds for hiring of qualified Anesthetist as per requirements, of Pakistan Medical and Dental Council at Poor of DHQ

جناب سپیکر! یہ میرے خیال میں spelling mistake ہے ٹی ایچ کیو یا ڈی ایچ کیو یا actually لکھا یہ گیا ہے کہ ٹی ایچ کیو یا ڈی ایچ کیو اتنے غریب ہیں کہ وہ Anesthetist نہیں رکھ سکتے۔ اس میں، میں ضرور محترمہ وزیر خزانہ کی opinion چاہوں گا۔ -/per case to concerned for payment of Rs.2500 Anesthetist. یعنی 2500 روپیہ فی کیس anesthetists کو دیا جا رہا ہے اور ہم نے اس کے اندر پانچ کروڑ روپے پھونک دیئے ہیں۔ ہیلتھ کا بجٹ under utilize، ضمنی بجٹ کے اندر ہم نے پانچ کروڑ روپے کی provision اور ڈال دی۔

جناب سپیکر! یہ میری سمجھ سے باہر ہے کہ اگر آپ نے ایک anesthetist بندے کو پیسے دینے ہیں تو آپ نے جو ہیلتھ کی allocation کی ہے اس کے اندر کسی کو خیال نہیں آیا کہ کسی کا آپریشن ہونا ہے تو اس کو بے ہوش کرنا بھی لازمی ہو گا۔۔۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم شیم" کی آوازیں)

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ضمنی بجٹ، محترمہ وزیر خزانہ نے بالکل ٹھیک بات کہی کہ ضمنی بجٹ اس وقت ہو گا جب آپ کو absolute out of no fear کوئی natural disaster ہو جائے، کوئی خدانخواستہ زلزلہ آجائے، کوئی عذاب الٰہی آجائے یا کچھ ایسے مسئلہ آجائے۔ میں agree کرتا ہوں کہ اس ضمنی بجٹ کے اندر لوکل گورنمنٹ کی allocation کی گئی، بالکل ٹھیک بات ہے اور ضرورت ہے لیکن Anesthetists کے لئے پانچ کروڑ روپیہ، کیا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سو رہا ہے؟

جناب سپیکر! آگے چلتے ہیں کیونکہ ٹائم کی کمی ہے اس لئے میں صرف دو چار باتیں کروں گا۔ صفحہ نمبر 193 آئٹم نمبر 82 ہے کہ:

Provision of funds for purchase of Medicine and Supplies for DHQs/THQs and Allied Heath Facilities.

36 کروڑ روپیہ، کیا بتاؤں؟ میں ایمان سے یہ بات کرتا ہوں تو میں خود بے زبان ہو جاتا ہوں، شرمندگی کوئی اس سے بڑی بات ہو سکتی ہے کہ آپ کو دوائیوں کے لئے 36 کروڑ روپیہ ضمنی بجٹ میں ڈالنا پڑ گیا۔ کیا چیز ان کے پاس نہیں تھی، کیا انفارمیشن یہ نہیں تھی کہ بیمار کتنے ہیں، کیا یہ انفارمیشن نہیں تھی کہ دوائیاں کتنی چاہئیں؟

جناب سپیکر! ضمنی بجٹ میں ڈالنے کا مطلب میرے نقطہ نظر میں، اور اگر محترمہ وزیر خزانہ اس سے disagree کرتی ہیں تو بالکل on record بات کریں کہ یہ پیسے ضمنی بجٹ میں کون سی دوائیاں تھیں اور اس کے اندر باقاعدہ لکھا گیا ہے کہ Hospital DHQ's, THQ's and Allied اس کے دو مطلب ہیں یا جنرل بجٹ کے اندر وہ دوائیاں وہاں تک پہنچی ہی نہیں اور خدانخواستہ کوئی ایسا معاملہ ہو گیا ہو گا، کوئی مسئلہ بن گیا ہو گا کہ جس طرح پنجاب میں ہوا کہ بچوں کی problems آ گئیں، ان کی under nutrition یا جو بات بھی تھی، بجٹ under utilize جنرل ہے اور سپلیمنٹری کے اندر آپ نے پیسے ڈال دیئے ہوئے ہیں۔ 5 کروڑ روپے میں سے 2500 روپیہ فی آپریشن بیس ہزار لوگوں کے اوپر آپ نے انستھیزیا کیا ہے باقی ساروں کے لئے کیا دعاؤں سے آپ نے ان کو بے ہوش کیا ہے؟ کمال بات ہے۔ ہر آپریشن میں، ہر انسان نے جس نے operate ہونا ہے

اس نے بے ہوش ہونا ہے۔ یہ part of procedure ہے، اس کے مطابق باقیوں کو کیسے بے ہوش کیا ہے؟

جناب سپیکر! میں اب آگے چلوں گا، صفحہ نمبر 195 آئٹم نمبر 95

Provision of creation of 80 Sentinel Sites for a period of last four months and for purchase of miscellaneous items for Branding.

جناب سپیکر! Sentinel Sites کون سی، کیوں ہم نے پچھلے شاہکار پیش کئے کہ ہمیں 80 monuments بنانے پڑ گئے وہ بھی period of last four months یہ انگریزی کیا ہے؟ پچھلے چار مہینوں کے بعد Sentinel activities، کون سی sentinel activities? کہ 2016 کے اندر کون سی sentinel activity تھی جس کے لئے by the way یہ تو heading تھی، جو اصل شاہکار آئٹم ہے کہ Pay of Officers ماشاء اللہ ہم نے 2 کروڑ روپے آفیسرز کو دے دیئے۔ بھئی! وہ پہلے تنخواہ نہیں لے رہے تھے، کیا خدا واسطے میں تھے؟

محترمہ فرزانہ بٹ: آپ کو دے دیتے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! نہیں جی، مجھے کیوں دے دیتے، اللہ معاف کرے۔ جناب! یہ بات کیا کرتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ مجھ سے بات کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میری بات سنیں۔ میں نے آج تک کسی کے خلاف کوئی بات نہیں کی۔ میں نے جو بات ہے وہ کی ہے، یہ ان کا حق بنتا ہے مجھ سے اس طرح کی بات کرنے کا؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ مجھ سے بات کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! کیوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ عادت سے مجبور ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جی، آپ بات کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اس کے بعد میں دو باتیں اور کروں گا۔ صفحہ نمبر 217، آئٹم نمبر 28 ہے۔

Provision of funds on account of relief and rehabilitation activities during disasters and natural calamities, other unforeseen events and for security and protocol arrangements in Districts of Punjab

جناب سپیکر! میاں صاحب نے بھی بات کی، میرا اس کے اندر سوال صرف یہ ہے کہ natural calamities یا rehabilitation کا protocol کے ساتھ کیا link ہے؟ کیا اس کو اس بات سے touch کیا جائے کہ خدانخواستہ کہیں disaster ہو جاتا ہے اور خدانخواستہ کسی بڑے صاحب نے وہاں پر جانا ہوتا ہے تو اس وجہ سے یہ پیسے اس آنے جانے کے لئے allocate کئے گئے ہیں، نہ کہ اس کے لئے کہ وہاں پر جو disaster ہوا اس کو کئے گئے ہیں، یہ میں ضرور highlight کرنا چاہوں گا۔ اسی طرح ان آئٹمز کے اندر لفظوں کا ہیر پھیر میں highlight کرنا چاہتا ہوں۔ آئٹم نمبر 34 میں دوبارہ سے کہ:

Provision of funds on account of relief and rehabilitation activities during disasters and natural calamities and establishment of Ramzan Bazars in district of Punjab

جناب سپیکر! اب رمضان بازار اور disaster کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ کیا یہ، یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ رمضان بازار actual ایک disaster ہے، چونکہ میرے نقطہ نظر میں تو یہ disaster ہے، جتنے پیسے، جتنی انوسٹمنٹ، جتنا وہاں پر افسروں کا آنا جانا، پھرتیاں اس کا total output میری سمجھ سے باہر ہے، اگر کوئی ہے تو مجھے بتادیں اور اس کو انہوں نے پھیرا کیسے ہوا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار صاحب! wind up کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! جی، آخری بات ہی بس کروں گا۔

Provision of funds for holding 2nd International Seminar on Business Opportunities (ISBOP) from 22nd to 24th May 2017.

جناب سپیکر! 10 کروڑ روپیہ ہم نے اس پر لگایا ہے۔ میرا سوال حکومت سے صرف یہ ہے کہ کیا یہ 10 کروڑ روپیہ لگانے سے اگر تو 10۔ ارب 20۔ ارب 40۔ ارب کیا انوسٹمنٹ ہوئی ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہم اس سے زیادہ اور لگائیں لیکن اگر صرف یہ والا دکھانے کے لئے تھا کہ یہاں پر ہم dignities کو بلا کر، ان کی سیوہ، خدمت کر کے، اچھی فوٹو opportunities کر کے واپس بھیج رہے ہیں تو یہ غریب عوام کا پیسا ہے جن کی آپ بھی اور ہم بھی نمائندگی کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب سوال یہ ہے کہ جو اس کٹوتی کی تحریک۔۔۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ وزیر خزانہ! آپ نے wind up کرنا ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں نے بھی اس پر بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ شُنیلا رُوت! آپ بات کرلیں۔ اس کے بعد آپ wind up کیجئے گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں نے بھی اس پر بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ نے decide کیا ہے، میں نے نہیں کیا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ تو کوئی بات نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ لوگوں نے decide کیا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں 00-2 بجے کا یہاں بیٹھا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں 00-1 بجے کا آیا بیٹھا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

ان کو بات کرنے دیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سپلیمنٹری ڈیمانڈ نمبر 16 گرانٹ نمبر 31 پر بات کروں گی، Miscellaneous کے اوپر جو cut motion ہم نے دی ہے میں اس کی تائید کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ جو پیسا آپ نے Miscellaneous کی مد میں رکھا ہے یہ پیسے کا انتہائی ضیاع ہے اور حکومت جو ہے، پنجاب کی جو بادشاہت میں ہے وہ اس کو بے دردی کے ساتھ استعمال کر رہے ہیں اس لئے اس کو ہم مسترد کرتے ہیں۔ ان کے کالے دھندے جو انہوں نے کئے ہوئے ہیں ان کی ہم بالکل بھی approval نہیں دے سکتے۔

جناب سپیکر! 171 ملین پیسے آپ نے 161 غریب لوگوں میں بانٹ دیئے ہیں۔ یہ کون سے غریب لوگ ہیں جن کو آپ نے 4 لاکھ 71 ہزار روپے per head دیئے ہیں۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب اقلیتوں کی بات آتی ہے تو ان کے لئے ہم سے 5 ہزار روپے بھی نہیں نکلتے اور مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ کون سے غریب ہیں کہ جن کو آپ نے 4 لاکھ 71 ہزار روپے per head دیئے ہیں۔ پھر آپ نے 5.5 ملین ستائیس غریب بچوں میں بانٹ دیئے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتی ہوں کہ بیت المال کی موجودگی میں، یہ already heads ہمارے پاس موجود ہیں۔ پنجاب زکوٰۃ فنڈ کی موجودگی میں، بے نظیر انکم سپورٹ فنڈ کی موجودگی میں، سہولت کارڈز کی موجودگی میں یہ کون سے غریب لوگ تھے جن کو آپ نے یہ فنڈز عطا کئے ہیں؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ جو بات ہے یہ بالکل political bribery ہے۔ This amounts to political bribery to the PML(N) workers. یہ آپ نے اپنے ورکرز کو نوازا ہے۔ 110 ملین روپے آپ نے بار ایسوسی ایشنز کو دے دیئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں پھر یہ کہوں گی کہ آپ نے یہ پیسے وکیلوں اور بارز کو اس لئے دیئے ہیں کہ وہ آپ کے حق میں بیان دیں تاکہ آپ ان کو bribe کر سکیں لیکن اب وہ وقت آ گیا ہے کہ جب پاکستان کا ہر شہری، ہر وکیل، ہر ڈاکٹر، ہر ٹیچر، ہر استاد جو ہے وہ اٹھ کھڑا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! بجٹ میں 14 ملین راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے damages کو میٹرو بس کی مد میں دیا گیا۔ یہ ایڈمنسٹریشن کی mismanagement تھی، اگر ایڈمنسٹریشن اس کو proper طریقے سے handle کرتی تو اس نقصان کو بچایا جا سکتا تھا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک mismanagement ہوئی ہے اور حکومت اس کی ذمہ دار ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ 1440 بلین ڈپٹی کمشنرز کو دے دیا گیا ہے۔

For the security and for the events of the protocol arrangements on V.V.I.P visits in districts of Punjab.

یہ جو international guests ہوتے ہیں یہ فیڈرل گورنمنٹ کا کام ہوتا ہے، اس میں آپ نے قطری پرنس کے وزٹ کے لئے جو یہاں پر اپنے عیش و عشرت کے لئے آتے ہیں، hunting کے لئے آتے ہیں ان کے اوپر لگا دیئے ہیں۔

This is personal favoritism to the personal friends of Sharifs

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس کو ہم مسترد کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ 14.6 ملین جو ہیں وہ آپ نے honorarium to the officers, officials of local and district government on successful transition. دے دیا ہے، یہ بھی گفٹ دیا گیا ہے اور گفٹ کس لئے دیا گیا ہے ان corrupt officers کو جنہوں نے لوکل باڈیز گورنمنٹ میں حکومت کی کارکردگی کو اجاگر کیا۔

Grant-in-aid for payment of claims liabilities related to visits of International signatories.

پھر یہاں پر آپ نے قطر کے شہزادوں کو اور یو اے ای کے شہزادوں کو foreign guests کو deal کیا۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ پنجاب کا prerogative ہی نہیں ہے، یہ فیڈرل گورنمنٹ کا prerogative ہے کہ وہ international guests کو entertain کرے۔

جناب سپیکر! بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ تو پنجاب کا prerogative ہی نہیں ہے بلکہ یہ تو وفاقی حکومت کا prerogative ہے کہ وہ international guests کو entertain کریں۔ میں آخری بات ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کے حوالے سے کروں گی کہ ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن پاکستان مسلم لیگ (ن) کے under نہیں تھی اور ناظم بھی نہیں تھے اس وقت ہمارا بجٹ کتنا تھا؟ 2015-16 میں

ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن LG&CD کا بجٹ 2952 ملین روپے تھا لیکن 18-2017 کا بجٹ 4816 ملین روپے ہو گیا ہے۔ ان کو نوازنے کے لئے آپ نے یہ double کر دیا ہے اس کے باوجود کہ 63 فیصد اس میں increase ہوا اور supplementary 1080 million rupees has been sought under budget. بڑے افسوس کی بات ہے کہ اتنا بجٹ بڑھانے کے بعد بھی یعنی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور لوکل گورنمنٹ کا 63 فیصد بجٹ بڑھا تھا لیکن اس کے باوجود آپ نے 1118 ملین روپے ضمنی گرانٹ کی مد میں لئے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ miscellaneous میں اس بجٹ کی کوئی ضرورت نہیں تھی میں نے جو تمام points بتائے ہیں جب ان کے proper heads موجود ہیں تو آپ کو ان heads میں پہلے بھی پتا ہونا چاہئے تھا، آپ کو foresee کرنا چاہئے تھا اور ہماری وزیر خزانہ کو دیکھنا چاہئے تھا کہ یہ اخراجات ہوں گے۔ بجٹ اسی لئے بنائے جاتے ہیں you foresee اور آپ plan کرتے ہیں لیکن This is bad financial management planning, bad management and bad اور miscellaneous budget اس لئے رکھا جاتا ہے کہ تاکہ conceal کیا جائے اور لوگوں کو پتا ہی نہیں چلتا کہ آپ نے کون سی جگہ پر کون سا پیسا رکھ دیا ہے۔ میں اپنے ان چند points کی روشنی میں اس cut motion کی تائید کرتی ہوں اور ان کی ڈیمانڈ مسترد کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ وزیر خزانہ!

کورم کی نشاندہی

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پہلے کورم پورا کروالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔ معزز ممبران اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں تاکہ گنتی کی جا سکے۔ شہزاد منشی صاحب! آپ بھی اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہٰذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ جی، محترمہ وزیر خزانہ!

ضمنی مطالبات زر برائے سال 17-2016 پر بحث اور رائے شماری

(---جاری)

وزیر خزانہ(ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! شکریہ۔ miscellaneous پر جو cut motion تھی اس پر کئی گھنٹے بات کی گئی اور میں انتظار کر رہی تھی کہ اس میں جو expenditure major head of ہے جو کہ 86 فیصد سپلیمنٹری ہے ہماری اپوزیشن کے ممبران اس پر بات کریں گے چونکہ وہ policy level کی بات تھی وہ وہ بات تھی جو اس ایوان میں کرنی چاہئے چونکہ وہ پالیسی سے related بات تھی مگر سارا وقت چھوٹی چھوٹی باتوں میں نکل گیا لیکن policy level پر بات نہیں آئی۔

جناب سپیکر! میں خاص طور پر اس پر بات کرنا چاہوں گی کہ miscellaneous میں جو 86 فیصد supplementary raise ہوئی ہے وہ لوکل گورنمنٹس پر ہوئی ہے۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی یہ کہا تھا کہ جہاں ہم گڈ گورننس کی بات کرتے ہیں تو Decentralize government and decentralize governance، گڈ گورننس کا ایک بہت ہی important ستون ہے ۔ ہم بہت ہی encourage کرنا چاہ رہے ہیں کہ لوکل گورنمنٹس کا set up آئے اور لوکل مسائل لوکل لیول پر ہی حل کریں better service provision ہو، better accountability ہو ان سب کے لئے لوکل گورنمنٹس کو promote کرنا ، ان کو administrative autonomy دینا ان کو financial autonomy دینا ہمارا مشن رہا ہے اور ہم نے اس پر ہر صوبے سے زیادہ محنت کی ہے اور ہمیں اس میں زیادہ success حاصل ہوئی ہے۔ اس میں جو سپلیمنٹری رقم رکھی گئی ہے یہ لوکل گورنمنٹس کو دی گئی ہے ۔ اب یہاں بات ہوئی کہ یہ anticipate کیوں نہیں کیا گیا میں اس سلسلے میں گزارش کرتی ہوں کہ یہ اس لئے anticipate نہیں کیا گیا کہ دیکھیں ہم نے لوکل گورنمنٹس بنائی تھیں لیکن ہمارے Act کے تحت لوکل گورنمنٹ پراونشل فنانس کمیشن کرتا ہے کہ کس حد تک اس کو decentralize کیا جائے لوکل گورنمنٹس کو کتنے وسائل دیئے جائیں ان کو کس طرح strengthen کیا جائے اس لئے یہ anticipate کرنے والی بات نہیں تھی۔ ہوا یہ تھا کہ ہم نے Interim پراونشل فنانس کمیشن بنایا اور الحمدللہ اس نے اتنا زیادہ اچھا technically strong PFC Award دیا ہے اور لوکل گورنمنٹس کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے اتنا transparent clean and ایوارڈ دیا ہے جو ابھی تک پاکستان کی کسی

صوبائی حکومت نے نہیں دیا۔ یہ ہماری achievement ہے لیکن ایوان میں اس طرف سے ہمیں ایک دفعہ بھی احساس نہیں دلایا گیا کہ آپ نے جو44فیصد allocable resources decentralize کئے ہیں، آپ نے تو لوکل گورنمنٹ کو اتنا autonomous کر دیا ہے، آپ نے تو ان کو fiscally empower کر دیا کہ اب تو محلے کے مسئلے محلے میں ہی طے ہوں گے لیکن ہمیں ادھر سے یہ بات سننے میں نہیں آئی۔ باقی جو 20فیصد سے کم تھا ہم نے اس پر بات کرتے ہوئے گھنٹے گزار دیئے۔ چونکہ اب مجھے موقع ملا ہے تو میں اپنے معزز ممبران کو پراونشل فنانس کمیشن ایوارڈ کے کچھ features بتانا چاہوں گی تاکہ لوگوں کو پتا تو چلے کہ ہم نے کیا کیا ہے۔

جناب سپیکر! پہلی دفعہ formula based بلکہ totally formula based Provincial Finance Commission award دیا گیا ہے۔ ہم نے اس میں یہ کیا ہے کہ population down city, backwardness, fiscal needs basis پر ڈسٹرکٹ گورنمنٹس کو funding devolve کی ہیں۔ ہم نے ہیلتھ اتھارٹیز کو cities poverty population dynasties کے ساتھ ساتھ ڈسٹرکٹ کی جو ہیلتھ کی ضروریات ہیں یعنی پانچ سال سے چھوٹے بچے اور زیادہ ضعیف لوگوں کا جو proportion ہے ڈسٹرکٹ کی آبادی کا معیار رکھا چونکہ ان کی ضروریات زیادہ ہوتی ہیں۔ اس طرح ہم نے group آبادی میں productive age کی خواتین کا معیار رکھا ہے چونکہ اس میں بھی ہیلتھ کی ضروریات زیادہ ہوتی ہیں تو ہم نے ہیلتھ کا transfer base معیار کیا ہے۔ بہت transparent، بہت non-discretionary فارمولا بنایا۔ اسی طرح ہم نے ایجوکیشن میں جو education need کے بچے ہیں یعنی پانچ سے نو سال کی عمر کے پرائمری سکول کے بچوں کے لئے، out of school بچوں کے لئے اور school going بچوں کے لئے population میں ان کے تناسب کے حساب سے ایک معیار رکھا ہے۔ اس کے علاوہ لوکل کونسلوں کے لئے population densities, backward and poverty کو ہم نے معیار بنایا اور فنڈز ٹرانسفر کئے ہیں۔ ہم نے یہ ensure کیا ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹس کی ضروریات کے مطابق ان کو فنڈز دیں اور کسی کو funding کی کمی محسوس نہ ہو۔ یہ فنڈز ٹرانسفر کرنے کا بالکل transparent طریق کار ہے۔ بہت non-discretionary and predicable ہے اور اس کی بنیادوں پر لوکل گورنمنٹس کو پتا ہوگا کہ انہیں کتنے وسائل مل رہے ہیں اور وہ اسی حساب سے اپنی ڈویلپمنٹ کے منصوبے بنا سکیں گے۔ پہلی

دفعہ international best practices کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے devolution کا فارمولا لگایا ہے۔ miscellaneous grants کی بے انتہا بات ہوئی ہے۔ یہ miscellaneous supplementary PFC Award سے متعلقہ سپلیمنٹری ہے۔ ہم نے نئی بننے والی لوکل گورنمنٹس کو transitory grants دی ہیں۔ ان کے پاس دفاتر، کمپیوٹرز اور human resource موجود ہوں تاکہ وہ اپنا set up اچھی طرح سے establish کر سکیں اور اپنے functions کو perform کر سکیں۔

جناب سپیکر! یہ ساری باتیں کہنے کے بعد میں اس بات کو دہرانا چاہتی ہوں کہ ہماری حکومت یہ چاہتی ہے کہ لوگوں کے door steps تک پہنچ کر ان کے مسائل حل کئے جائیں۔ اس سے زیادہ بہتر گڈ گورننس نہیں ہو سکتی۔ آپ بین الاقوامی یا یہاں کی practices دیکھ لیں، جب لوگ اپنے مسائل اپنی لوکل گلیوں میں solve کر لیں گے تو اس سے بہتر کوئی گڈ گورننس نہیں ہو سکتی۔ صوبہ پنجاب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جس طرح ہم نے لوکل گورنمنٹس کو انتظامی اور مالی autonomy دی ہے اس کی مثال کسی اور صوبے میں قطعاً نہیں ملے گی۔ صوبہ سندھ نے تو ابھی PFC Award کیا ہی نہیں، صوبہ خیبر پختونخوا میں ہوا ہے لیکن اس نے بھی اس طرح سے وسائل devolve نہیں کئے گئے جس طرح کہ پنجاب نے کئے ہیں اور خیبر پختونخوا میں لوکل گورنمنٹس کے لئے تو بہت کم وسائل devolve کئے گئے ہیں۔ زیادہ تر وسائل provincial level پر centralized رکھے گئے ہیں۔ ہم نے اپنی گورننس کو بہتر کرنا ہے، service delivery کو بہتر کرنا ہے، ہم نے ان لوکل گورنمنٹس کو strengthen کرنا ہے، ہم نے اپنے social welfare and social protection کے معیار کو improve کرنا ہے۔ یہ ضمنی بجٹ اسی وجہ ہے لہٰذا میری گزارش ہے کہ اس کٹوتی کی تحریک کو reject کیا جائے اور اس ضمنی بجٹ کو منظور کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"34-ارب 69 کروڑ 51 لاکھ، 86 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 16 "متفرقات" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو34-ارب69کروڑ51لاکھ،86ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم اس ظلم کا حصہ نہیں بننا چاہتے اس لئے ہم بائیکاٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف بائیکاٹ کرکے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! پچھلے تین گھنٹے تو آپ ادھر بیٹھے رہے ہیں اور اب آپ کہتے ہیں کہ اس کا حصہ نہیں بنتے، کچھ تو خیال کریں۔

جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا کہ ضمنی مطالبات زر پر cut motions ذریعے کارروائی پانچ بجے تک جاری رہے گی اور باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 144(4) کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی تو اب ہم با قاعدہ قاعدہ 144(4) کے تحت guillotine کا اطلاق کرتے ہوئے کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبر1

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو34کروڑ9لاکھ25ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2017کو ختم ہونے والے مالی

سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 2

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 27 کروڑ 81 لاکھ 10 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 3

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 24 کروڑ 51 لاکھ 53 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 4

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو2۔ارب21کروڑ78لاکھ88ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر5

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو6۔ارب5کروڑ91لاکھ64ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر6

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب60کروڑ16لاکھ35ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر7

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 21-ارب 28 کروڑ 4 لاکھ 9 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 8

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 6-ارب 68 کروڑ 24 لاکھ 98 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 9

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 3-ارب 52 کروڑ 35 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 10

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 71 کروڑ 60 لاکھ 87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "کوآپریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 11

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 55 کروڑ 46 لاکھ 73 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 12

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 3-ارب 3 کروڑ 92 لاکھ، 57 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 13

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 48 کروڑ 25 لاکھ 91 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 14

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 12 کروڑ 60 لاکھ 83 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 15

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 12۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 17

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 33 کروڑ 81 لاکھ 79 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 18

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 17-ارب 32 کروڑ 10 لاکھ 28 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 19

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 3 کروڑ 78 لاکھ 97 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات

کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 20

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 22-ارب 35 کروڑ 67 لاکھ 54 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات و پل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 21

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 9-ارب 74 کروڑ 74 لاکھ 99 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز، خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 22

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر23

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر24

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اشٹامپس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر25

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر26

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس ومحصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر27

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر28

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات وسزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر29

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر30

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ایجوکیشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر31

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر32

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر33

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر34

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر35

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر36

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال

کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر37

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر38

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر39

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 40

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 41

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرمایہ کاری برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ

برائے سال 17-2016 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 17-2016 ایوان میں پیش کریں۔

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr. Speaker! I lay the Supplementary Schedule of Authorized Expenditure for the year 2016-17.

MR ACTING SPEAKER: The Supplementary Schedule of Authorized Expenditure for the year 2016-17 has been laid.

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے سارے ساتھی ممبران کا بہت شکریہ ادا کرتی ہوں اور میں اسمبلی کے افسران اور سٹاف کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں ہر ممکن مدد کی اور facilitate کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک روایت ہے جو ہر سال ہم کرتے ہیں۔ میں پنجاب اسمبلی کے سب ملازمین بشمول ڈسپنسری سٹاف پنجاب اسمبلی اور محکمہ تعمیرات کے مستقل اور work charge ملازمین جو پنجاب اسمبلی میں کام کرتے ہیں ان کو خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے دو ماہ کی اضافی تنخواہ بطور Honorarium دینے کا اعلان کرتی ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ پاکستان پائندہ باد۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(94)/2017/1620. Dated: 15th June, 2017. The following Order, made by the Acting Governor of the Punjab, is hereby published for general information:

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of

Pakistan, **I, Rana Muhammad Iqbal Khan,** Acting Governor of the Punjab, hereby prorogue Provincial Assembly of the Punjab on Thursday, 15th June, 2017 after the conclusion of the sitting of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the	**RANA MUHAMMAD IQBAL KHAN**
15th June, 2017	**ACTING GOVERNOR OF THE PUNJAB"**

INDEX

PAGE NO.

A

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Delay in project of making subsoil water clean in Lahore 358
-Irregularities of 514 billion rupees in Lahore Transport Company 393
-Shortage of MRI & CT Scan Machines in government hospitals of Lahore 393
AGENDAS FOR THE SESSIONS HELD ON-
-9th June, 2017 339
-12th June, 2017 383
-13th June, 2017 459
-14th June, 2017 483
-15th June, 2017 529
AHMED KHAN BHACHER, MR.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Delay in project of making subsoil water clean in Lahore 358
ALI ASGHAR MANDA, ADVOCATE, CH. *(Parliamentary Secretary for S & GAD)*
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget 2016-17 522
ASIF MEHMOOD, MR.
BILL *(Discussed upon)-*
-The Punjab Finance Bill 2017 471
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget 2016-17 517
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET 2017-18 regarding-
-Education 404
AYESHA GHAUS PASHA, DR. *(Minister for Finance)*
BILL *(Discussed upon)-*
-The Punjab Finance Bill 2017 464,479
BUDGET-
-Speech for financial year 2017-18 349-358
DISCUSSION ON-
-Annual Budget 2017-18 349-358
-Supplementary Budget 2016-17 540
DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET 2017-18 regarding-
-Education 360
-Health 422
DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET 2016-17 regarding-
-Miscellaneous 543, 574
SCHEDULE of-
-The Authorized Expenditure for the year 2017-18 *(Laid in the House)* 479

PAGE NO.

supplementary Schedule OF- 591
-Authorized Expenditures for the year 2016-17 *(Laid in the House)*

B

BILLS -
-The Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill 2017 *(Introduced in the House)* 479
-The Punjab Education Standards Development Authority Bill 2017 *(Introduced in the House)* 480
-The Punjab Finance Bill 2017 *(Considered and passed by the House)* 464-479
BUDGET-
-Speech for financial year 2017-18 349-358

D

DEMANDS FOR GRANTS-
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET 2017-18 regarding-
-Administration of Justice 444
-Agricultural Improvement & Research 453
-Agriculture 446
-Charges on account of Motor Vehicles Acts 443
-Civil Defence 451
-Civil Works 448
-Cooperatives 447
-Communications 448
-Development 452
-Education 360, 395
-Fisheries 446
-Forests 442
-General Administration 444
-Health 422
-Housing and Physical Planning 448
-Industries 447
-Investment 452
-Irrigation and Land Reclamation 443
-Irrigation Works 453
-Land Revenue 441
-Loans to Government Servants 452
-Loans to Municipalities/Autonomous Bodies etc. 454
-Miscellaneous 450
-Miscellaneous Departments 447
-Museums 445
-Opium 441

PAGE NO.

-Other Taxes and Duties 443
-Pension 449

-Police 445
-Prisons and settlements for convicts 444
-Provincial Excise 441
-Public Health 445
-Registration 442
-Relief 449
-Roads and Bridges 454
-Stamps 442
-State Buildings 454
-State trading in food grains and sugar 451
-State trade in medical stores and coal 451
-Stationery and Printing 449
-Subsidies 450
-Town Development 453
-Veterinary 446

DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET 2016-17 regarding-

-Administration of Justice 586
-Agricultural Development & Research 590
-Agriculture 580
-Charges on account of Motor Vehicle Acts 578
-Civil Defence 583
-Civil Works 581
-Communications 582
-Cooperatives 581
-Developments 589
-Education 587
-Fisheries 588
-Forests 578
-General Administration 579
-Health Services 580
-Housing & Physical Planning 588
-Industries 581
-Investment 591
-Irrigation and Land Reclamation 579
-Irrigation Works 590
-Land Revenue 585
-Loans for Municipalities/Autonomous Bodies etc. 584
-Miscellaneous 543
-Miscellaneous Departments 588
-Museums 587

PAGE NO.

-Opium 584
-Other Taxes and Duties 586
-Pension 582

-Police 579
-Prisons and settlements for convicts 586
-Provincial Excise 578
-Public Health 587
-Registration 585
-Relief 582
-Roads & Bridges 584
-Stamps 585
-State Buildings 590
-State trade in medical stores and coal 583
-State trading in food grains and sugar 583
-Stationery & Printing 589
-Subsidies 589
-Veterinary 580

DISCUSSION ON-
-Annual Budget 2017-18 349
-Supplementary Budget 2016-17 487, 540

E

EHSAN RIAZ FATYANA, MR.
QUORUM-
-Indication of quorum of the House during sitting held on 15th June, 2017 540,574

h

HASEENA BEGUM, MRS.
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget 2016-17 524

I

IMRAN NAZIR, KHAWAJA *(Minister for Primary & Secondary Healthcare)*
DISCUSSION ON-
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET 2017-18 regarding-
-Health 438

J

JAMIL HASSAN KHAN, MR.

PAGE NO.

DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget 2016-17 521
JOYCE ROFIN JULIUS, MRS. *(Parliamentary Seceretary for School Education)*
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget 2016-17 508

K

KHADIJA UMAR, MRS.
DISCUSSION ON-
DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET 2017-18 regarding-
-Education 407
-Health 436

L

LEADER OF OPPOSITION
-See under Mehmood-ur-Rasheed, Mian

M

MASHHOOD AHMAD KHAN, RANA *(Minister for School Education)*
DISCUSSION ON-
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET 2017-18 regarding-
-Education 412
MEHMOOD-UR-RASHEED, MIAN *(Leader of Opposition)*
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Shortage of MRI & CT Scan Machines in government hospitals of Lahore 393
BILL *(Discussed upon)-*
-The Punjab Finance Bill 2017 472
MINISTER FOR FINANCE
-SEE UNDER AYESHA GHAUS PASHA, DR.
MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS
-See under Sana Ullah Khan, Rana
MINISTER FOR PRIMARY & SECONDARY HEALTHCARE
-See under Imran Nazir, Khawaja
MINISTER FOR SCHOOL EDUCATION
-See under Mashhood Ahmad Khan, Rana
MUHAMMAD ARIF ABBASI, MR.
BILL *(Discussed upon)-*
-The Punjab Finance Bill 2017 470
DISCUSSION ON-
DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET 2016-17 regarding-
-Miscellaneous 547

PAGE NO.

QUORUM-
-Indication of quorum of the House during sitting held on 14th June, 2017 525

MUHAMMAD ASLAM IQBAL, MIAN
DISCUSSION ON-
DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET 2017-18 regarding-
-Education 367, 395
-Health 426
DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET 2016-17 regarding-
-Miscellaneous 551
MUHAMMAD NIZAM-UL-MEHMOOD, KHAWAJA
DISCUSSION ON-
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET 2017-18 regarding-
-Health 436
MUHAMMAD RAFIQUE, MIAN
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget 2016-17 498
MUHAMMAD SHOAIB SIDDIQUI, MR.
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget 2016-17 487
MUHAMMAD WAHEED GULL, MR.
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget 2016-17 505
MURAD RAAS, DR.
DISCUSSION ON-
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET 2017-18 regarding-
-Education 361

N

NAAT-E-RASOOL-E-MAQBOOL (ﷺ) PRESENTED IN THE HOUSE IN SESSIONS HELD ON-
-9th June, 2017 348
-12th June, 2017 392
-13th June, 2017 462
-14th June, 2017 486
-15th June, 2017 538
NABILA HAKIM ALI KHAN, MS.
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget 2016-17 514

PAGE NO.

QUORUM-
-Indication of quorum of the House during sitting held on 13th June, 2017 473
NAUSHEEN HAMID, DR.
BILL *(Discussed upon)-*
-The Punjab Finance Bill 2017 465
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget 2016-17 501
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET 2017-18 regarding-
-Health 423
NOTIFICATION of-
-Prorogation of 30th session of 16th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 2nd June, 2017 592

P

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR S & GAD

-SEE UNDER ALI ASGHAR MANDA, ADVOCATE, CH.

PARLIAMENTARY SECERETARY FOR SCHOOL EDUCATION
-See under Joyce Rofin Julius, Mrs.

Prorogation- 592

-NOTIFICATION OF PROROGATION OF 30TH SESSION OF 16TH PROVINCIAL ASSEMBLY

OF THE PUNJAB COMMENCED ON 2ND JUNE, 2017

Q

QUORUM-
INDICATION OF QUORUM OF THE HOUSE DURING SITTINGS HELD ON-
-13th June, 2017 473
-14th June, 2017 525
-15th June, 2017 540,574

PAGE NO.

R

RECITATION From the Holy Quran and its translation presented in the House in sessions held on -

- -9th June, 2017 — 347
- -12th June, 2017 — 391
- -13th June, 2017 — 461
- -14th June, 2017 — 485
- -15th June, 2017 — 537

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING- — 539

-ACCOUNTS OF GOVERNMENT OF THE PUNJAB FOR THE YEAR 2010-11

S

SAADIA SOHAIL RANA, MRS.

DISCUSSION ON-

DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET 2017-18 regarding-

- -Education — 408
- -Health — 437

DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET 2016-17 regarding-

- -Miscellaneous — 544

SANA ULLAH KHAN, RANA *(Minister for Law & Parliamentary Affairs)*

BILLS *(Discussed upon)-*

- -The Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill 2017 — 480
- -The Punjab Education Standards Development Authority Bill 2017 — 480

SCHEDULE of-

- -The Authorized Expenditure for the year 2017-18 *(Laid in the House)* — 479

SHUNILA RUTH, MS.

ADJOURNMENT MOTION regarding-

- -Irregularities of 514 billion rupees in Lahore Transport Company — 393

DISCUSSION ON-

- -Supplementary Budget 2016-17 — 513

DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET 2017-18 regarding-

- -Education — 396

DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET 2016-17 regarding- — 571

PAGE NO.

-Miscellaneous

supplementary Schedule OF-
-Authorized Expenditures for the year 2016-17 *(Laid in the House)* **591**

T

TAIMOOR MASOOD, MALIK
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget 2016-17 510

V

VICKAS HASSAN MOKAL, SARDAR
DISCUSSION ON-
DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET 2016-17 regarding-
-Miscellaneous 566

W

WAHEED ASGHAR DOGAR, MR.

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING- 539
-Accounts of Government of the Punjab for the year 2010-11

WASEEM AKHTAR, DR SYED
BILL *(Discussed upon)*-
-The Punjab Finance Bill 2017 467
DISCUSSION ON-
DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET 2017-18 regarding-
409
-EDUCATION 431
-Health